ے کہ سعی پندار و زر و زور تو
خوش عطا بخش و خطا پوش خدائی دارد
(حافظ)

...بون کا آسرا

یعنی

...سری سدگرو اُپاسنی مہاراج

مصنفہ

...لباس خاک پونوی و منشی میر ممتاز علی آثر دہلوی

پبلشر رستم ناسروا ایرانی منیجر

...ر کمپنی ۱۶۷ - منزل - م - مین روڈ - دادر - بمبئی

سنہ ۱۳۴۱ھ مطابق سنہ ۱۹۲۲ء

...در مطبع جہانگیری بمبئی

قیمت ۳

التماس

جن مہاتما کا حال اس کتاب مین درج کیا گیا ہے وہ اسوقت حیات ہین اور قصبہ ساکوری
ضلع احمد نگر مین قیام پذیر ہین - درصل یہ کتاب سرزمین ہند پر بسنے والی دو بڑی قومون یعنی ہندو اور مسلمان کے
روحانی اتحاد کی داستان ہے - ایک ہندو مہاتما کا کسی مسلمان بزرگ کو یا ہندو سے کسی مسلمان کا فیض
پانا کوئی نئی بات نہین ہے صفحات تاریخ مین اسکی متعدد مثالین ملتی ہین - چونکہ یہ ایک تازہ واقعہ
اور ٹھیک اسوقت ظہور پذیر ہوا ہے جبکہ ہمارے ملک کے ہر گوشہ مین ہندو مسلمانونکے ظاہری اتحاد کیلئے جو
توڑ کوششین ہو رہی ہین اور بڑی حد تک ان مین کامیابی بھی ہوئی ہے - لہٰذا دل نے چاہا کہ مین اس
ظاہری اتحاد کے پہلو بہ پہلو روحانی اتحاد کا نمونہ بھی اپنے بھائیونکے سامنے پیش کر دون کیونکہ یہی اصلی اور
پائیدار چیز ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ اسوقت نہ صرف ہندوستان کی ان دو بڑی قومون کا بلکہ اس
سرزمین مین بسنے والی ہر قوم کا باہمی اتحاد خداوند کریم کو منظور ہے - یقیناً وہ وقت قریب آ گیا ہے جبکہ
ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے باہمی اختلافات کو مٹا کر ایک ہی رشتہ مین منسلک ہو جائینگے - اسی غرض کو مد نظر
رکھکر مین نے مختلف ذرایع سے ان مہاتما کے حالات بہم پہنچائے اور تحقیق و تصدیق کے بعد قلمبند
کر کے کتاب کی صورت مین شایع کئے ہین -

آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات وغیرہ کیلئے مین آپکے برادر بزرگ مسٹر بالکرشنا
راؤ شاستری کا نہایت ممنون ہون - آپ کے مشاہدے جو دوسرے حصے مین بیان ہوئے
ہین اور دیگر اقوال و افعال کی معلومات مین نے پیرو مرشد جناب مہر بابا سے (جنکے مختصر حالات
اور فوٹو آگے درج کئے گئے ہین) حاصل کئے - مجھے ان معلومات کے معتبر ہونے مین کوئی شک نہین
چونکہ جناب مہر بابا کو ان مہاتما سے روحانی تعلق ہے اور بقول مہاتما موصوف آپ انکے بعد انکے جانشین
ہونیوالے ہین - آپنے یہ حالات اپنے پیرو مرشد کی زبانی وقتاً فوقتاً سنکر نوٹ کر لئے تھے - اور جب
مین نے آپکے مرشد کی سوانحعمری شایع کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تو آپنے بخوشی اپنے تحریر کردہ نوٹ میری خواہش

مہر بابا (پونہ)

2871—Lakshmi Art, Bombay, 8

لیئے اور انکو شایع کرنیکی اجازت دی۔ اسیطرح مہاتما موصوف کے شیرڈی۔ کہرگپور۔ ناگپور۔ رشنی اور
دیگر مقامات کے دورے اور قیام کے حالات انکے متعدد معتقدین سے دستیاب ہوئے۔ انکے اسمائے
گرامی شکریہ کے ساتھہ ذیل مین درج کئے جاتے ہین:۔ باپو صاحب جوگ، درگا بائی۔ سارجا بائی
ساکنان ساکوری، سگون سکنہ شیرڈی۔ مسٹر چنا سوامی سکنہ کہرگپور، مسٹر باجی راؤ، مسٹر ناڈو
باپو صاحب ونایک راؤ، مسٹر ایکناتہہ راؤ ساکنان کہرگپور، مسٹر کشن راؤ سکنہ ناگپور، سیٹہ لشنوپت
راؤ (ساکوری)، ڈاکٹر گنپت راؤ (شندی)، مسٹر مہتا (بمبئی) خانصاحب کیخسرو ایرانی (احمدنگر) دولو
سیٹہ (راہتا) اور دیگر متعدد اصحاب جنکے نام واقعات کے ضمن مین مختلف مقامات پر اس کتاب مین درج ہین۔

حضرت مہر بابا:۔ آپ ایرانی نژاد ہین اور پونہ کے باشندے ہین لیکن آجکل بمبئی مین بمقام دادر قیام
پذیر ہین۔ آپکی عمر قریباً ۴۰ سال کی ہے ۱۹۱۳ء مین جبکہ آپ دکن کالج پونہ مین میرے ہم سبق تھے
حضرت باباجان کی نظر فیض اثر آپ پر پڑی۔ اور آپکے دل کو اسرار حقیقت سے پر کردیا۔ اسوقت
سے آپکا سلسلہ تعلیم منقطع ہوگیا۔ اور ہر وقت حالت جذب آپ پر طاری رہنے لگی۔ قریباً چھہ ماہ تک
آپکی آنکھون نے خواب کی صورت نہین دیکھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ شری اپاسنی مہاراج اپنے مرشد حضرت
سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے بموجب قصبۂ شیرڈی مین کہنڈوبا کے مندر مین ٹھیرے ہوئے تھے
اور بظاہر جذب یا دیوانگی کی حالت انپر طاری تھی۔ اسی زمانے مین ایک روز حضرت باباجان نے (جو ہنوز
پونہ مین موجود ہین) مہر بابا کو ارشاد فرمایا کہ جا اور اپنا حصہ ہندو سے طلب کر۔ قدرت نے کچھہ ایسے
سامان کئے کہ انہی دنون مین آپکو قصبۂ شیرڈی جانیکا خیال ہوا۔ چنانچہ آپ شیرڈی پہنچے اور
حضرت سائین بابا کا نیاز حاصل کیا۔ معاً آپکو حضرت باباجان کا فرمان یاد آگیا۔ ادہر آپ اسی خیال
مین تھے کہ ادہر سائین بابا نے ارشاد فرمایا کہ کہنڈوبا کے مندر مین جاؤ۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ وہان
پہنچے تو دیکھا کہ ایک ہندو فقیر برہنہ اپنے حال مین مست بیٹھے ہوئے ہین۔ آپنے سلام کیا اور دست
بستہ سامنے کہڑے ہوگئے۔ یہ ہندو بزرگ مہاراج تھے جنکے حالات زندگی اس کتاب مین
مفصل درج کئے گئے ہین۔ مہاراج نے انکی طرف دیکھا۔ اور باطنی طور پر حقیقت حال کو معلوم کرلیا

والی عقل سے بالکل متضاد ہے۔ اور یہ ان لوگوں سے حاصل ہوتی ہے جو خدا رسیدہ ہوں۔ یا بالفاظ دیگر مرشد کامل کی ہتعانت کے سوا کوئی شخص معرفت الٰہی پر عبور نہیں حاصل کرسکتا۔ پھر آپنے سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور عظمت روحانی کا ذکر فرمایا۔ اپنے مرشد کا نام زبان پر آتے ہی فرط محبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دیر تک سسکنے کا عالم رہا طبیعت سنبھلی تو آپنے فرمایا کہ سائین بابا کے متعلق مین کیا عرض کرسکتا ہوں۔ میری زبان کو یارا نہین کہ انکی تعریف کرسکے۔ اخیر مین فرمایا کہ میرے آقا سے جو کچھ مجھے عنایت ہوا اسکی کلیدین نے مہربان جی کے حوالے کی ہے۔ وہی اسکا مستحق ہے۔ ناظرین کو اس تذکرے سے کہل گیا ہوگا کہ حضرت مہر بابا کو حضرت بابا جان اور شری سدگرو اپاسنی مہاراج ان ہردو بزرگون سے فیض حاصل ہوا ہے۔ حضرت بابا جان کے متعلق جو معلومات مجھے معتبر ذرایع سے بہم پہنچی ہین انکو بھی یہان درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ آپ کی بزرگی اور عظمت کا دنیا کو پتہ چلے۔

حضرت باباجان ؒ۔ ابتدائی حالات کا پتہ نہین مل سکا۔ سنہ ۱۹۰۳ء سے آپکے حالات ملے ہین۔ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء مین آپ حیدری نامی جہاز سے حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے۔ اس جہاز مین جناب نور محمد قاسم مٹھا۔ نور محمد عرف نما پنکھے والے اور سیٹھ صالح محمد الیاس کپڑے والے جنکی دکان آجکل چکلہ اسٹریٹ بمبئی مین ہے۔ اور جناب حبیب ابراہیم سایانی اسسٹنٹ پروفیسر ڈکن کالج بھی اپنی والدہ مرحومہ اور بہائی کے ہمراہ تھے جہان ان لوگون نے آپ کی بہت سی کرامات دیکھین۔ آپ سایانی صاحب کی والدہ کے ہمراہ جدہ سے مدینے شریف تشریف لیگئے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس سے آئے دیکھا گیا کہ جہاز پر جو حالت جذب آپ پر طاری رہتی تھی وہ سلوک سے بدل گئی اور آپ نے تاقیام مکہ و مدینہ پنجوقتہ نماز ادا کی اور ہر کام کاج ہوشیارونکی طرح کیا۔ سنہ ۱۹۰۴ء مین واپسی کے وقت آپکے جدہ مین ۵ ماہ قیام کیا اور یہان آپکی حالت پھر مجذوبانہ ہوگئی۔ جاتے وقت حیدری جہاز طوفان مین پھنس گیا تھا اور سب لوگ اپنی اپنی جانون سے ہاتھ دہو چکے تھے اسوقت آپ نے نور محمد عرف نما کو کہا کہ گلے مین رومال

श्री उपासनी महाराज
श्री नारायण महाराज

باندھ اور جہاز کے نیچے نیچے سے ایک ایک پیسہ لے اور خدا سے کہے کہ خدایا ہمارے جہاز کو بچا ہم تیرے محبوب کی مدینے مین نیاز کرینگے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا جس مین جہاز کے انگریز سوار بھی شریک ہوئے اور جہاز ڈوبنے سے بچ گیا۔ جہاز پر آپ خلاصیون سے انگریزی مین بات چیت کرتے تھے۔ قریباً ۱۹۰۸ء مین آپ پونہ تشریف لائے اور لشکر مین چار باوڑی کے کنارے درخت کے نیچے قیام کیا۔ یہ جگہ آپکو ایسی پسند آئی کہ آجتک یعنی ۱۷ برس سے آپ نے اسکو نہین چھوڑا اور سردی گرمی بارش اسی جگہ بسر کرتے ہین۔ جسمانی حالت جو ۱۷ برس پہلے تھی وہی آج ہے عمر کا اندازہ سو برس سے زیادہ لگایا جاتا ہے۔ آپ کو سب لوگ باباجان کہتے ہین۔ مائی یا مان صاحب کوئی کہتا ہے تو سخت ناراض ہوتے ہین اور فرماتے ہین کہ مین عورت نہین ہون مرد ہون۔ پشتو اور فارسی زبان نہایت صاف اور تیز بولتے ہین اکثر حافظ اور امیر خسرو کے اشعار آپ کی زبان سے سننے مین آتے ہین۔ غصہ کے وقت غصہ اور محبت کے وقت انتہائی محبت فرماتے ہین۔ کسی سے بھی کوئی چیز نہین لیتے۔ پھول تک کوئی لیجاتا ہے تو آپ بگڑ جاتے ہین بہ نسبت پونہ والون کے باہر والے زیادہ مستفیض ہورہے ہین۔

خاکسار

خاک پونوی

دیباچہ

(از حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی)

یہ اختلاف صورت فطرت کی مستیان ہین
یہ انکشاف معنی ذہنون کی ہستیان ہین
(حضرت اکبر الہ آبادی)

یہ شرف ایشیا اور اس کے خاص ملک ہندوستان ہی کو حاصل ہے۔ جہانکے باشندون کا مقصد زندگی محض روپیہ حاصل کرنا اور مادی عیش و آرام مین مصروف رہنا نہین ہے۔ بلکہ اپنی حقیقت پر غور کرنا اور اسکے راستے سے خدا تک پہنچنا ہے۔ عنوان کے شعر مین حضرت اکبر الہ آبادی نے سچ فرمایا ہے کہ کائنات مین جس قدر موجودات ہے سب کی صورتین علیحدہ علیحدہ ہین۔ ہر درخت اپنی شان مین یکتا ہے۔ ہر پہاڑ اپنی صورت کا ایک ہے۔ ہر حیوان کی شکل دوسرے سے نہین ملتی۔ اور انسان باوجود اسکے کہ اعضا یکسان رکھتا ہے شکل مین دوسرے انسان سے نہین ملتا۔ وہی دو آنکھین ہین وہی ایک ناک ہے وہی رخسار وہی پیشانی وہی دانت ہونٹ زبان ہے مگر کیا مجال کہ ایک چہرہ دوسرے چہرے سے ملجائے۔

اکبر کہتے ہین کہ یہ فطرت کی مستیان ہین۔ اسی مستی کے جوش نے یہ رنگارنگی پیدا کی ہے اور اس رنگارنگی کے جو نئے نئے معنی نکالے جاتے ہین یہ ہی ہمارے ذہن کی رفتار ہے یعنی ہر شخص کا ذہن جداگانہ مطلب پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت و اصلیت ان سب معانی اور مطالب سے جدا ہوتی ہے سوامی ویکانند نے امریکہ مین کہا تھا کہ اگر ایک گائے خدا کا تصور کرے تو یہی خیال کریگی کہ خدا ایک بڑی گائے ہے اور ایک شیر خدا کا دھیان کرے تو وہ اسکو بڑا شیر اور جانور کو ہلاک کرنیوالا جانور خیال کریگا

انسان نے بھی جس قدر صفات خدا کی مقرر کی ہین وہ سب وہی ہین جو خود انسان مین پائی جاتی ہین۔ آدمی دیکھتا ہے اسلئے اس نے خدا کی نسبت کہا وہ بصیر ہے یعنی دیکھنے [illegible] آدمی سنتا ہے اسلئے اس نے کہا خدا سمیع ہے یعنی سننے والا ہے۔ انسان مین رحم کا مادہ [illegible] اسلئے

خدا کو ہی رحمن و رحیم سمجھا۔ انسان انصاف کرنا چاہتا ہے تو خدا کو ہی عادل سمجھتا ہے۔

غرض آدمی اپنی ہی حالت پر قیاس کرکے خدا کا تصور کرتا ہے۔ یوروپ کے آدمی اور امریکہ کے باشندے جب خدا کا خیال کرتے ہونگے تو وہ اسکو کارخانے بنانے والا۔ بھاپ اور بجلی کی کلون مین مصروف رہنے والا اور رات دن روپیہ کی فکر مین غلطان پیچان تصور کرتے ہونگے۔

ہندوستان کے آدمی اپنے خیالات کی بموجب یہ خیال کرتے ہونگے کہ خدا محبت مین مصروف ہے کیونکہ دنیا مین محبت کے سوا اور کچھہ نہین ہے محبت ہی سے اس نے ست۔ رج۔ تم کی صفات کو ظاہر کیا ہے شیو کی اپاسنا کرنے والون سے پوچھو کہ تم اپنے ماتھے پر تین لمبی لکیرین کیون بناتے ہو تو وہ کہدینگے ستوگن رجوگن تموگن کی علامتین یاد رہنے کے لئے یہ نشانات ہین۔

رامانندی لوگون سے پوچھو تم نے ماتھے پر تین لکیرین کیسی بنائی ہین جو شیو اپاسکون کی برخلاف بالون کی طرف سے ناک کی طرف کھینچی گئی ہین تو وہ جواب دینگے سیتا رام لچھمن کی یاد ہے۔ ادہر رام ادہر لچھمن بیچ مین سیتا۔ کہ محبت کے تین پتلے پیشانی پر درخشان ہین۔

قصہ مختصر تمام معانی و مطالب جو ہستی سے بیان کئے جاتے ہین یہ اپنی ذہنی و دماغی حالت کا اقتضا ہے ورنہ خدا کی ذات ان سب سے اعلیٰ و برتر ہے۔ اور اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے۔ **ما عرفناک حق معرفتک** "ہم نے تجکو تیرے پہچاننے کے حق کی موافق نہین پہچانا۔

پس جب اس کتاب کو پڑہنے والے پڑہینگے تو اپنی عقل اور سمجھہ کی موافق رنگ رنگ کا مطلب سمجھینگے۔ کوئی کہیگا اس مین تو ہندون کا بیان ہے۔ جہان دیکھو غیر خدا کی پوجا پاٹ کے قصے لکھے ہوئے ہین۔ کوئی بول اٹھیگا یہ کتاب تو مسلمانون کی حکمت عملی ظاہر کرنے کو لکھی گئی ہے کہ سائین بابا ایک مسلمان درویش نے ایک ہندو کو مرید کرکے ہندو مذہب سے نکال لیا اور اسی کو اپنا جانشین بنا کر دوسرے ہندؤنکو مسلمان کرنیکی سڑک بنادی تیسرا شخص کہیگا کہ ہندو مہاراج نے مہربابا ایک پارسی کو ٹہرایا اسواسطے دیکھا کہ پارسیون مین بہی اسلامی حکمت کے خیالات پہیل جائین۔

غرض ہر شخص اپنے اپنے خیال اور اپنے اپنے حال کے موافق رائے زنی کریگا کہ المرء یقیس

علی نفسہ" آدمی خود اپنے اوپر دوسروں کو قیاس کیا کرتا ہے۔

فقرا میں جلوہ ذات مگر اصلیت اس کتاب کی تمام خیالات مذکورہ کے خلاف ہے۔ اس میں نہ مسلمانوں کو بت پرستی سکھائی گئی ہے نہ ہندوؤں کو مسلمان کرنیکی کوئی ترکیب کی گئی ہے۔ نہ پارسیوں کو اسلامی تعلیم کا حلقہ بگوش بنانیکا مدنشا ہے۔ بلکہ اس کتاب میں تو فقرا کی کیفیت اور ان کے وہ قصے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فقرا وہ مذہب نہیں رکھتے جو آپس میں بیر رکھنا سکھاتا ہو یا جس کو نادان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مذہب وہی ہے جو دنیا میں فرقہ بندی کے تعصبات پیدا کرے۔ بلکہ فقرا کی ذات جلوہ الٰہی ہوتی ہے۔ خدا کی ذات کسی مذہب کسی قوم اور کسی خاص فرقہ کی طرفدار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سورج کی روشنی گرمی سردی ہوا۔ پانی۔ بھوک پیاس۔ خوشی و غم سب آدمیوں کو برابر دیتا ہے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ عیسائی ہوں یا یہودی۔ پارسی ہوں یا منکر خدا گورے ہوں یا کالے امیر ہوں یا غریب۔ ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ۔ عورت ہو یا مرد بچے ہوں یا جوان۔ خدا نیک و بد کی پروا ہی نہیں کرتا وہ شراب خواروں اور حرام کاروں کو بھی نیند کھانا پانی اور ہوا اور روشنی دیتا ہے اور عابد و زاہد لوگوں کو بھی۔ پس فقرا وہی ہیں جو خدا کے دستور کے موافق کسی فرقے اور کسی مذہب کے طرفدار نہ ہوں سب کو ایک ہی نظر سے دیکھیں اور سب میں ایک ہی جلوہ پائیں۔

سائیں بابا مسلمان تھے مسلمان رہے مسلمان مرے۔ مہاراج برہمن تھے برہمن ہیں اور برہمن کی حالت میں دنیا سے جائینگے۔ مہر بابا پارسی ہیں۔ پارسی رہینگے اور اسی قومیت میں انکا انجام ہوگا۔ مگر جو چیز کہ ذات پات کے جھگڑوں سے اونچی اور علیحدہ ہے وہ سائیں بابا میں بھی تھی اور مہاراج میں بھی ہے اور مہر بابا بھی اسکا مظہر ہیں۔ لہذا جو شخص اس کتاب کو پڑھنا چاہے اسکو پہلے مذہبی و قومی تعصبات سے جدا ہو جانا چاہیے۔ ورنہ اس کتاب کے پڑھنے میں اسے کچھ لطف نہ آئیگا۔ بلکہ اس کا دل مختلف قسم کی باتوں سے گھبرانے لگے گا۔ کہ کہیں اس میں بت پرستی کا ذکر ہے کہیں اسلامی تعلیم کے اشارات ہیں کہیں کچھ ہے اور کہیں کچھ ہے۔

خلاصہ مضامین :۔ اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ چند الفاظ میں کیا جا سکتا ہے۔

(۱) ساری کتاب شری سچیدانند سدگرو اپاسنی مہاراج کے حالات مین ہے (۲) حقانی تجلیون کا ناسوتی اور لاہوتی بیان ہے۔ (۳) ظاہر پرستون کیلئے ایک دنیادار انسان کی سرگذشت ہے جسنے دنیا کو ترک کر دیا اور انتہائی بےتعلقی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ اسکو ناسوت کی زبان مین لائف تذکرہ۔ ملفوظات سیرۃ۔ حیات کہتے ہین۔ مگر جنکی نگاہ معارف باطن پر ہے وہ ان الفاظ سے زندگی کی کشمکش مین ہدایت کا راستہ پاتے ہین۔ گویا اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ وادی حیات کے بہوے بھٹکے مسافرون کو اصلی اور سیدھا راستہ بتاتی ہے۔ (۴) الہامی کتابونکی طرح قصون اور مثالون کے ذریعے سے موٹی بدھ نادان لوگون کو نازک گہری اور باریک باتین بتائی گئی ہین (۵) مگر سب سے بڑا اور یقینی خلاصہ یہ ہے کہ اس کتاب مین غریبون کمینون محتاجون اور ان بیمارون کے ساتھہ عملی محبت اور مساویانہ برتاؤ کرنیکا طریقہ سکہایا گیا ہے جنکو صدیون سے ہندوستان والے اور دوسرے ملکون کے باشندے کمین اچھوت ادنی ذلیل اور ناقابل توجہ سمجھتے آئے ہین۔

مین نے اس کتابکا نام پہلے پریم بٹیا تجویز کیا تہا یعنی عشق کا راستہ اور ایک اعتبار سے یہ نام کتابکا خلاصہ ظاہر کرتا تہا۔ پہر اسکے بعد مین نے اسکا نام تجلیات رکہا کیونکہ واقعات اور اپاسنی مہاراج کے حالات کے آخری نتائج دل پر جو اثر پیدا کرتے ہین انکو تجلیات کہنا ناموزون نہین ہے لیکن جب مین نے تمام کتاب کو آخر تک پڑھہ لیا اسوقت بے اختیار میرے دلکی زبان سے نکلا کہ اپاسنی مہاراج غریبونکا آسرا ہین۔ لہذا انکے تذکرے کی اس کتاب کا نام بہی غریبون کا آسرا ہونا چاہئے۔

مہاتما گاندہی کی شہرہ آفاق شخصیت اور عالمگیر ہر دلعزیزی کی وجوہات مین ایک وجہ یہ بہی ہے کہ وہ اچھوتون اور کمینون سے دلی محبت رکھتے ہین اور انکو انسانی مساوات کی سطح پر لانے کیلئے قول و فعل سے کوششین کرتے ہین۔ سدگرو اپاسنی مہاراج کے حالات مین مہاتما گاندہی سے کہین زیادہ غریب پروری اور غریب نوازی ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ ایک اعتبار

سے اُپاسنی مہاراج مہاتما گاندہی پر فوقیت رکہتے ہین اور وہ یہ ہے کہ مہاتماجی کی ذات تیسرے درجے کی ہے یعنی وہ بنئے ہین اور اپاسنی مہاراج برہمن ذات کے ہین جو سب سے اعلی مانی گئی ہے پس ایک بنیا اگر شودر جاعتون کے متعلق ہمدردی کرتا ہے تو زیادہ تعجب خیز نہین ہے کیونکہ اسکا درجہ شودرون سے بالکل ملا ہوا ہے۔ یعنی صرف ایک سیڑہی اونچا ہے۔ تعریف اپاسنی مہاراج کی کرنی چاہیئے کہ وہ سب سے اونچی برہمن ذات مین ہونے کے باوجود اچہوتون اور کمینون مین سگے بہائیون کی طرح زندگی بسر کرتے ہین۔

یہ بات بہی قابل لحاظ ہے کہ صوبہ بمبئی وصوبہ مدراس مین سب سے زیادہ اچہوت اقوام کو نفرت برتی جاتی ہے۔ اعلی ذات کے ہندو ادنی ذات کے ہندؤن کو مجبور کرتے ہین کہ وہ ان سے ۴۰ قدم دور ہوکر چلین تاکہ اُنکا سایہ بہی قریب نہ آنے پائے۔ مگر سدگرو اپاسنی مہاراج دکنی برہمن ہونے کے باوجود بہنگیون اور ادنی ذات کے لوگون سے پرہیز نہین کرتے۔ بلکہ انکے مکانون مین رہتے ہین۔ انکے ساتہہ انکا وہ کام کرتے ہین جس کے باعث اِن غریبون کو ادنی ذاتون مین شمار کیا گیا ہے یعنی انسانی غلاظت اور گندگیون کو بہنگیون کے ساتہہ صاف کرتے ہین۔

غلاظت کیساتہہ کہیل ناظرین اس کتاب مین ملاحظہ کرینگے کہ اپاسنی مہاراج کوڑیون پر بیٹھے رہتے ہین اور پیشاب پیخانے سے کہیلتے رہتے ہین یعنی کوڑیون غلاظتون کے انبار انکے بیٹھنے اور کہیلنے کی چیزین ہین۔ ان واقعات کو نفرت اور حقارت سے نہ دیکہنا چاہیے۔ ممکن ہے نئی روشنی کے بعض لوگ یہ کہدین کہ اپاسنی مہاراج کا دماغ خراب ہوگیا ہے کہ غلاظت کا کہیل دیوانے کہیلا کرتے ہین۔ مگر غور سے دیکہا جائے تو اپاسنی مہاراج کے اس مشغلہ مین بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے وہ اپنے چیلون اور مریدونکو یہ دکہانا چاہتے ہین کہ جس گندگی کو صاف کرنے کے سبب دنیا بہنگیونکو ناپاک اور کمین سمجہنے لگی وہ گندگی خود انسان کی صحبت سے گندہ صورت مین آئی چند گھنٹے پہلے جو کہانا آراستہ میزون پر چنا ہوا تہا اور جو کہانا مکلف دسترخوانون پر سجایا گیا تہا اور جس کہانے کیلئے چوکے لیپے گئے تہے اور جسکے ذایقون اور خوشبوؤن اچہو[illegible]

دہوم جگہ جگہ تہی اور جس کہانے کو منہ مین رکہنے کے بعد بڑے بڑے شاندار تعریفی الفاظ سے یاد کیا گیا تہا یہ وہی کہانا ہے جو غافل انسان کے پیٹ مین چند گھنٹے رہنے کے بعد ایسا بدشکل اور ایسا بدبودار اور ایسا قابل نفرت ہوگیا جسکو صاف کرنیوالون کو انسانی دائرے سے خارج سمجہا جانے لگا۔

آپاسنی مہاراج زبان حال سے غلاظت مین بیٹھکر اوراس سے کہیل کر ایسا موثر سبق پڑہاتے ہین جسکی نظیر روشن دنیا کے کسی ملک مین نہین ملتی۔

ایک برس کا روزہ بہت عرصہ نہین گذرا کہ آئرلینڈ کے ایک شخص نے سیاسی وجوہات کے سبب انگریزی جیلخانے مین کئی مہینے کا فاقہ کیا اور وہ بغیر کہائے پئے زندہ رہا۔ اس مثال سے اُن لوگونکی آنکہین کہل گئین جو فقرا کے روزے کا انکار کرتے تہے اور کہتے تہے کہ انسان تین دن ہی کہانے پینے کے بغیر زندہ نہین رہ سکتا۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا بارہ سال تک کچھہ نہ کہانا انکو ایک فرضی ڈہکوسلا معلوم ہوتا تہا۔ مگر آئرلینڈ کے واقعہ نے کم از کم انکو اسکا قایل کردیا کہ انسان کہانے پینے کے بغیر کئی مہینے زندہ رہ سکتا ہے۔

اس کتاب مین لکہا ہے کہ آپاسنی مہاراج نے ایک برس کا روزہ رکہا یعنی پورے ایک سال تک کچھہ بہی نہین کہایا پیا۔ یہ واقعہ خلاف عقل نہین ہے ایک برس کیا بارہ برس بلکہ تمام عمر اگر انسان وہ غذائین نہ کہائے جنکے استعمال پر زندگی کا دارومدار سمجہا جاتا ہے تب بہی وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ کیونکہ فقرا کی آنکہون مین اور جسم کے مسامات مین روحانی اشغال کے سبب ایک ایسی قوت جاذبہ پیدا ہوجاتی ہے کہ اگر وہ چاہین تو آفتاب کی شعاعون سے اور جنگل کی ہواؤن سے۔ چاند کی کرنون سے پانی کی لہرون سے درختونکی سرسبزی سے زمین کے اجزات سے غذائی مادون کو بالا ہی بالا جذب کرکے اپنے وجود کو زندہ اور قایم رکہہ سکتے ہین۔ کیونکہ ہمارے کہانے کی چیزون مین انہی مذکورہ اشیا سے غذائی قوت پیدا ہوتی ہے۔ چاہے اسکو چکی مین پیس کر توے پر پکاکر دانتون سے چباکر معدہ سے ہضم کرکے حاصل کرو۔ چاہے کسی دوسری قوت کے ذریعہ سے اوپر ہی اوپر اس قوت کو جذب کرلو۔

پس اپاسنی مہاراج کا ایک سال تک روزہ رکھنا انکی ریاضت اور مجاہدہ کی دلیل ہے خلاف عقل کوئی بات نہین ہے۔

مسلمان کا مرید برہمن ۔ بات بہی ظاہر پرست ہندؤن و مسلمانون کو عجیب معلوم ہوگی کہ ایک اعلی تعلیم یافتہ برہمن ایک ان پڑہ مسلمان پیر کا مرید ہوا۔ ہندو اسپر تعجب کرینگے اور مسلمانونکو اسپر حیرت ہوگی کہ مسلمان پیر نے مسلمان مریدون مین کسیکو اپنا جانشین نہ بنایا بلکہ ایک ہندو برہمن کو نعمت سجادگی عطا کی۔ اسکی بابت کچہہ تو اوپر کی تمہید مین اشارہ کر دیا گیا ہے اور کچہہ اس شعر سے تسکین ہو جائیگی ؎

ذات پات پوچھے نا کوئے
ہر کو بہجے سو ہر کا ہوئے

منزل عشق مین ذات پات کی پابندی نہین ہے۔ وہان تو عبد و معبود کی نسبت اور رابطہ کو دیکہا جاتا ہے۔

مشاہدات اپاسنی مہاراج کے تمام واقعات زندگی پر نظر عمیق ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے اندر مشاہدہ کی قوت اعلی درجہ کی ہے۔ اور وہ معمولی اور ناقابل توجہ باتون سے حقایق و معارف پیدا کر لیتے ہین۔

سائین بابا کا کریا کرم کتاب سے یہ بہی معلوم ہوگا کہ اپاسنی مہاراج اپنے مرشد سائین بابا کی رحلت کے بعد ہندو مذہب کے بموجب مشہور تیرتہون مین سائین بابا کیلئے وہ رسومات ادا کرنے کے واسطے گئے۔ اور وہ رسومات ادا کین جو ایک ہندو اپنے ہندو بزرگون کے لئے انتہائی محبت سے کیا کرتا ہے۔ اس سے اس محبت کا اندازہ ہوتا ہے جو برہمن مرید کو اپنے مسلمان مرشد سے تہی۔

سادہ اور عام فہم اپاسنی مہاراج کی زندگی بالکل سادہ اور عام فہم ہے۔ اسمین کوئی بات پیچیدہ اور فلسفیانہ نہین پائی جاتی۔ انکی تعلیم دوسرے ہندو

فقرا کی طرح فلسفہ الہیات کے باریک اور ناقابل فہم اصولون پر نہین ہوتی۔ وہ اپنے مریدون اور معتقدون کو اس طرح تعلیم دیتے ہین جس طرح باپ اپنے چھوٹے بچے کو گود مین اُٹھاکر زبان باہر نکال کر غیر متین آوازین بلند کرتا اور آنکھین مچکا مچکا کر اس کو خوش کرتا ہے۔ اپاسنی مہاراج نے کاشی مین جو تقریر کی تھی اگرچہ وہ بہت پر معنی ہے لیکن اسکے اندر اتنی سادگی ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی عقل اور سمجھہ کی موافق اس سے اثر پذیر ہوسکتا ہے۔

مہاراج کے بتخانے حاصل مقصد یہ ہے کہ اس کتاب مین جہان جہان اپاسنی مہاراج کی بت پرستی اور غیر اللہ کی پوجا پاٹ کا ذکر آیا ہے وہ سب سوچ سمجھ کر سمجھاؤ ہے۔ ورنہ جس ہستی نے اپنے نفس اور خواہشات کے بت خانون کو شکست کر دیا وہ ہاتھون کی بنائی ہوئی چیزون کی عبادت کب کرسکتا ہے۔

کتاب ہذا کے ہر صفحہ پر ایسی باتین درج ہین جنپر کچھہ نہ کچھہ لکھنے کی ضرورت ہے۔ مگر اندیشہ ہے کہ دیباچہ اصل کتاب سے بھی بڑھ جائیگا۔ اسواسطے جتنا لکھا گیا اوسکو کافی سمجھا جاتا ہے۔

حسن نظامی

دہلی ستمبر ۱۹۲۳ء

۷۸۶

حصہ اول

شری سچیدانند سدگرو اپاسنی مہاراج کے ابتدائی حالات

مہاراج کے جد بزرگوار یعنی گوپال راؤ عالم باعمل اور خدا ترس اور خدا شناس بزرگ تھے۔ زبان سنسکرت مین انہین کامل عبور حاصل تھا۔ علاوہ ازین فلسفہ۔ حکمت۔ صرف و نحو۔ رمل اور وید شاستر وغیرہ مین اپنے ہم عصرون سے ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ ہر ایک مذہبی معاملہ انہی کے پیش کیا جاتا اور مشکل مسائل حل کیے جاتے۔ باینہمہ علم و فضل و عزو وقار آپ اسقدر منکسر المزاج تھے کہ ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ آپ کا ثنا خوان اور گرویدہ تھا۔ جب آپ کے علم کی شہرت چو طرف پھیلی تو مہاراجہ بڑودہ نے اپنی

ریاست مین بلا لیا اور محکمۂ امور مذہبی کا افسر اعلیٰ بنایا۔ چند سال آپ نے بڑودے مین قیام فرمایا۔ اور مہاراجہ بڑودہ کے انتقال کے بعد آپ گھر چلے آئے۔ مہاراجہ بڑودہ کے گرو یعنی ریزنگ لا لی راجگرو نے جو گوپال راؤ کے علم کی قدر کرتے اور اکثر معاملوں مین آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے بہت اصرار کیا کہ آپ بڑودہ نہ چھوڑین اور اسیطرح ریاست نے بھی بہت چاہا کہ آپ رہین لیکن اس قانع بزرگ نے قبول نہ کیا اور استعفا دیدیا۔ روانگی کے وقت ریاست نے گرانبہا نذرانہ پیش کیا یہ بھی آپ نے قبول نہ فرمایا۔ آپ پرانی وضع کا لباس زیب تن فرماتے اور اسی پرانی طرز پر زندگی بسر کرتے آپکی سادگی اور منکسر مزاجی سنت تکارام کے بالکل مشابہ تھی۔ ہر وقت لوگونکی بھیڑ آپ کے پاس لگی رہتی تھی اور آپ سے ہر طرح کا فیض پاتی تھی آپ کا زیادہ وقت وعظ و نصیحت مین گذرتا اور عام و خاص اور سرکاری اعلیٰ افسر شریک مجلس رہا کرتے۔ برہمن طلبا دور دور مقامات سے پڑھنے کے لئے آتے۔ چونکہ ان طلبا کی بسر اوقات مقامی برہمنون کے دست کرم پر موقوف تھی اس لئے اکثر اوقات ان طلبا کا بار بھی آپ کو برداشت کرنا پڑتا تھا آپ کے درس مین علم مجلس اور اخلاق خاص خصوصیت رکھتے تھے۔ ان طالبعلمون کے ساتھ آپ کے اور کنبے کے بچے بھی پڑھا کرتے تھے۔ انہی مین ہمارے مہاراجہ جو اسوقت بہت ہی کم عمر تھے پڑھا کرتے تھے اور دادا کی تعلیم کا

فیض حاصل کرنے مین کسی سے کم نہ رہتے تھے۔ ایکمرتبہ گوپال راؤ شاستری کو شادی
مین مدعو کیا گیا۔ آپ کو فرصت نہ ملی تو مہاراج کو انکی والدہ کے ہمراہ
اپنی جگہ بھیج دیا۔ چونکہ گوپال راؤ شہر مین ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے ہر ایک
آدمی انکو مجلس مین اعلی جگہ دیا کرتا تھا۔ ان کی بجائے مہاراج کو دیکھکر
لوگون نے دادا کی جگہ بٹھانا چاہا لیکن آپ نے انکار کیا کہ مین اونچی جگہ نہین
بیٹھا سب کے ساتھہ فرش پر بیٹھونگا اور ایسا ہی کیا۔ اور اپنے دادا
کی تعلیم اخلاق اور آداب مجلس کا کامل پیرو بنکر دکھادیا۔ جس سے عام لوگونکے
دلپر بہت بڑا اثر پڑا اور انکی محبت دلون مین پیدا ہوگئی۔

اسی زمانہ مین ایک نوجوان برہمن صرف و نحو مین گوپال راؤ کا ہم پلہ
تھا اوسکو گوپال راؤ کی یہ عزت و شہرت گوارا نہتی اگرچہ یہ پنڈت تھا لیکن
خودپسندی اور کبر و نخوت کی بو دماغ مین ایسی بسی تھی کہ گوپال راؤ کے
کمال علم و حلم کی خوشبو اوسکے لئے وارد ے بیہوشی بنی ہوئی تہی۔ اور اسی
لئے وہ ہمیشہ گوپال راؤ کی آبروریزی اور ایذا رسانی مین ساعی رہتا
مگر شریف دل بزرگ گوپال راؤ نے کبھی اوسکی ان ناشایستہ حرکات
پر خیال نہ کیا بلکہ اوسکو بدلے مین اوسکی عزت افزائی اور تعظیم و تکریم
کرتے رہے اور جب کبھی وہ مجلس مین آتا اور گوپال راؤ مسند عزت پر بیٹھے
ہوتے تو اوٹھکر اوسکی تعظیم بجالاتے اور اپنی جگہ اوسکو بٹھاکر خود پہلو مین

مگر یہ پر نخوت اور کینہ دل پنڈت اسی مسند اور اُسی مجلس مین آپ کے
خلاف زباندرازی کرتا اور آوازے کستا۔ مگر یہ گوپال راؤ کا ہی جگر تھا کہ
خاموش بیٹھے سنتے اور ہنستے رہتے۔

گوپال راؤ کی اس روش پر ہمکو سنت تکارام کا ایک واقعہ یاد آتا
ہے جو ناظرین کی دلچسپی کے لیئے درج کیا جاتا ہے۔ "تکارام نہایت نیک دل
اور صابر بزرگ تھے کبھی کسیکو تکلیف دینا یا آزردہ کرنا پسند نہ کرتے تھے مگر
ان کی بیوی نہایت ہی سخت دل اور بدمزاج تھی اور ہمیشہ آپکو ستایا
کرتی۔ یہانتک کہ جھاڑو سے مارا بھی کرتی۔ ہمسایہ اسکی ان نازیبا حرکات
پر تکارام کو طعنے تشنے دیا کرتے گویا مرے پہ سو درے لگایا کرتے لیکن تکارام
صبر ہی کرتے رہے۔ ایک مرتبہ تکارام باہر گئے اور ذرا دیر سے آئے ابھی اپنے
دہلیز پر ہی قدم رکھا تھا کہ بیوی صاحبہ نے صلواتین سنانا شروع کر دین
اور پیچھے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئین۔ ہمسایہ جنکو یہ باتین دل لگی ہو گئی تھین آواز
سنکر ارد گرد جمع ہو گئے اور تالیان بجانے لگے۔ تکارام خاموش کھڑے سنتے
اور ہنستے رہے۔ یہ دیکھکر بیوی کا غصہ اور بھی بھڑکا اور پانی کا گھڑا بھرا ہوا
اُٹھایا اور تکارام کے سر پر دے مارا۔ تکارام کے تمام کپڑے پانی مین شور بور
ہو گئے اور سر مین کچھہ زخم بھی آیا۔ اسپر لوگونکو تکارام کی حالت پر بہت رحم
آیا اور عورت پر بگڑ کر کہا کہ تکارام ابتو تمہارے صبر کی انتہا ہو گئی کبتک

بہ صبر او تکلیف بر داشت کر و گئے آخر مرد ہو کچہہ انتظام کر و۔ آپ نے ہنسکر جواب دیا کہ بہائی بادل گرج کر برسا ہی کرتے ہین۔ اسیطرح میری بیوی بادل کی طرح پہلے گرجی اور پہر بارش سنکر برسی اس مین نئی بات کیا ہوئی اور میرا نقصان کیا ہوا۔" ایسا ہی حال گوپال راؤ کا تہا کہ ہر بات سے جو اپنے خلاف کسی سے سنتے تہے بجائے خفا ہونے یا جواب دینے کے سبق حاصل کیا کرتے تہے۔ آپ کے اصول زندگی اسقدر بلند پایہ تہے کہ ان کی تلاش کے آدمی فی زمانہ عنقا نظر آتے ہین۔

اشونت راؤ معامله دار جو آخر عمر مین بڑے زبر دست بزرگ ہوئے تہے۔ مہاراج کے دادا یعنی گوپال راؤ کے پاس اکثر آیا کرتے اور مذہبی معاملات مین اُن سے رای لیا کرتے تہے فلسفہ اور دینیات کا درس بہی حاصل کیا تہا۔

گوپال راؤ کے دو بیٹے تہے۔ بڑے لڑکے کا نام گوونڈ راؤ شاستری تہا اور چہوٹے کا نام دامودر شاستری تہا۔ گوونڈ راؤ نے علم رمل۔ کرم شاستر اور صرف نحو مین پوری مہارت حاصل کی تہی۔ اور دامودر بہی علوم دینی و دنیوی مین ان سے کم نہ تہے۔ گوونڈ راؤ نہایت ذہین اور روشن طبع واقع ہوئے تہے۔ اور ان کو علم حساب مین نہایت شغف تہا۔ مکتب مین وہ اس مضمون مین سب سے زیادہ نمبر حاصل کرتے اور اول درجہ کا انعام پاتے

اس مضمون مین مہارت ہونیکی وجہ سے انہون نے علم رمل مین بہت جلد
ترقی کی اور تہوڑے عرصے مین ایک بے نظیر رمال مشہور ہو گئے دور
دور سے لوگ انکے پاس آتے اور انکی رائے سے فائدہ اُٹھاتے ستارونکے
حرکات وسکنات کا علم اور ان سے مترتبہ فوائد جاننے کی قابلیت کی
وجہ سے ان مین اور ایک منصف اور ایک اوورسیر مین گہری دوستی ہو گئی
اور اسی منصف کی رائے سے وہ انگریزی زبان سیکہنے کیطرف متوجہ ہوئے
جسکے جاننے سے بقول منصف صاحب وہ سرکاری اعلی عہدہ پر متمکن ہو سکتے
تہے - چند روز تک انہون نے اپنے دوست کے پاس انگریزی پڑہی
مگر چرخ کجرفتار نے انکو اس مین ترقی کرنے کا موقع نہ دیا - انکے کنبے
کی مالی حالت جو دن بدن خراب ہوتی جا رہی تہی اب اس نے بہت ہی
نازک صورت اختیار کی - اور چونکہ گوپال راؤ نہ خود کبہی کسی کے آگے دست سوال
بڑہاتے تہے نہ اپنے لڑکوں کو ہی اجازت دیتے تہے لہذا گوندراؤ کو اپنے
خاندان کو کسی نہ کسی صورت سے دولت مند بنانے کی فکر لاحق ہوئی حکمت
مین انہین پوری مہارت تہی - اور ایک نسخہ کیمیا بہی انکے ہاتہہ لگ گیا تہا
جسکے تمام اجزا سے انہین واقفیت تہی - لہذا اب انہون نے کیمیا بنانے کی
کوشش شروع کی اور دہن سوار ہوئی کہ اپنے کنبے کو مالامال کر دون -
ادہر اُدہر سے جڑی بوٹی جمع کین کیمیا کا سامان بازار سے لائے اور

مکان مین ایک علیحدہ کوٹھری مین کیمیا کی بھٹی لگا دی اور ہر وقت دھوکنی دھوکنے لگے۔ دوست احباب سے ملنا ہی ترک کر دیا بھلا کیمیا کسکو آئی ہے جو ان کو آتی ہزارون نسخے کر ڈالے مگر ہر ایک مین ایک آنچ کی کسر رہتی گئی اور اسس ناکامی سے ان کا شوق اور انہماک اور زیادہ ہوتا گیا۔ شدہ شدہ ان کے والد گوپال راؤ شاستری کو خبر ہو گئی آپنے بلا کر کہا کہ اوہم تمہین کیمیا بتائین۔ اور کہا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تمہارے جیسا ہوشیار عقلمند اور علم کیمیا اور اسکے اجزا سے واقف آدمی اتنے دن سے خاک اڑا رہا ہے اور کیمیا تو بڑی چیز ہے تانبا پیتل تک نہین بنا سکتا اور پھر اس خیال سے باوجود ناکامی کے باز نہین آتا۔ بیٹا بات در اصل یہ ہے سے

کیمیا و ریمیا و سیمیا　　این نداند جز بذات اولیا

یہی اجزا ہین اور یہی ترکیب اور اسی ترکیب سے فقیر کیمیا بناتے ہین تم جو نہین بنا سکتے اسس کا سبب یہ ہے کہ تم مین خود غرضی اور نفسانی خواہشات ہین اور اسکے تابع ہو کر تم کیمیا بنانا چاہتے ہو اس لئے ایسا ہونا غیر ممکن ہے اگر دنیادار کیمیا بنانے لگے تو انتظامات دنیا مین بہت بڑا خلل واقع ہو جائے اسس لئے قدرت نے یہ چیز فقیر اور تارک دنیا کے لئے ہی رکھی ہے اور وہ نہ صرف اس ترکیب سے جس سے تم کیمیا بنا رہے ہو بلکہ ایک اشارے سے کیمیا بنا لیتے ہین اور جس وقت اور جتنی چاہین بنا سکتے ہین اور راز

کام مین لاسکتے ہین۔ لیکن وہ کبھی ایسا نہین کرتے نہ ایسا کرنیکی انکو ضرورت
پڑتی ہے کیونکہ وہ دنیا کی تمام خواہشات سے پاک اور لواحقات دنیا سے
بری ہوتے ہین اور اسوجہ سے اُن کا دل ہر حالت مین مستغنی رہتا ہے اور
تمام کائنات کے مالک رہتے ہین ۔ فقیر اور تارک الدنیا سے وہ لوگ مراد
ہین جنہون نے اپنی تمام خواہشات نفسانی ہٹا کر خدا کا وصل اور اس کا قرب
حاصل کر لیا ہے اور یہ بات مین تم مین دیکھتا نہین اس لئے مین چاہتا ہون
کہ اسیوقت سے توبہ کرو اور خدا پر بھروسہ کرکے محنت مزدوری کرو خدا
اس مین برکت دیگا۔ گوونڈ راؤ چونکہ نہایت ہی نیک اور سعادت مند
بیٹا تھا باپ کی شفقت آمیز نصیحت پر عمل کرنے کے لئے کیمیا کا تمام سامان
توڑ پھوڑ ڈالا اور اس خیال کو بالکل چھوڑ دیا۔ اب انہون نے ارادہ کیا
کہ وطن سے نکلکر قسمت آزمائی کیجائے تو مناسب ہوگا لہذا اجازت کیلئے
والد کے پاس آئے۔ چھ ماہ تک تو گوپال راؤ ان کو ٹالتے اور وطن ہی مین
کچھہ کام کرنیکی ترغیب دیتے رہے لیکن جب اس عرصے مین باوجود کوشش
کے کوئی صورت معاش پیدا نہ ہوئی تو یہ بھی اجازت دینے پر مجبور ہوگئے
اور یہ دہولیہ گئے جہان ان کے والد کے معتقد سے جو کسی جج کا سررشتہ دار
تھا ملاقات ہوئی۔ گوونڈ راؤ کو دیکھکر یہ بہت خوش ہوا اور اپنے گھر پر
نہایت عزت و احترام کے ساتھہ ٹھیرایا اور وجہ سفر معلوم کرکے جج صاحب سے

سفارش کی اور اپنے ماتحت ایک اسامی پر تقرر کرا لیا۔ تھوڑے ہی دن میں علم رمل کیوجہ سے دہولیہ میں انکی کافی شہرت ہو گئی اور چاروں طرف سے لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر طیموڈک سے ملاقات ہو گئی اوسکو بھی اس فن میں درک حاصل تھا اور مزید معلومات کا متمنی۔ اسکے پاس ایک قیمتی دوربین تھی جسکے ذریعے یہ دونوں اجرام فلکی کا معائنہ کرتے اور شاستر سے مطابقت کرتے۔ تھوڑے دن کے بعد انہوں نے اپنے اہل و عیال بھی دہولیہ میں بلوا لئے

علاوہ سرکاری ملازمت کے ۱۰۰ طلبہ کے قریب سنسکرت اور صرف نحو ایک گھنٹہ روزانہ آپکے مکان پر پڑھا کرتے۔ آپ ہندو دھرم کے پیرو تھے اور اپنے والد گوپال راؤ شاستری کو ہی اپنا گرو مانتے تھے اور انہی کے تعلیم کردہ اصول پر ایک گھنٹہ روزانہ عبادت کیا کرتے۔ انہی ایام میں گوپال راؤ نے سنیاس اختیار کر لیا اور سنیاس آشرم میں بقیہ عمر گذار دی۔ اور حسب دستور سوامی مہاراج کے نام سے مشہور رہے۔

مہاراج کی ولادت

۵ امئی ۱۸۳۸ء مطابق شاکھ ۱۷۹۲ میں بیساکھ کی دوسری تاریخ جبکہ چاند اپنا روشن چہرہ دکھلانے کیلئے افق مغرب سے طلوع ہو رہا تھا صبا ایک مژدۂ جانفزا عالم میں لائی یعنی گووند راؤ شاستری کے گھر ایک فرزند ارجمند تولد ہوا۔ جسکے ورود نے جیسا کہ آگے

صورت کو دیکھکر یا اوس کا خیال آنے پر ڈرے اور رونے لگے لیکن یہ بات کہ وہ اس حالت کا ذکر کسی سے نہ کرے خلاف فطرت ہے اور خلاف فطرت بات کا ظہور اس کم سنی مین مہاراج کی دور اندیش طبیعت اور اعلیٰ تخیل پر دلالت کرتا ہے

ایک دن ان کے دادا نے انہین پیار سے پاس بٹھایا اور سر پر دست شفقت پہیر کر محبت بہرے الفاظ مین کہا کہ بیٹا ہر وقت کا رونا اچھا نہین ہوتا۔ ممکن ہے کہ تمہین کسی رنج دینے والی بات کا خیال آتا ہو اور تم رونے لگتے ہو لیکن ایسی بے سر و پا باتین ہوشیار اور عقلمندون کے لئے کوئی وقعت نہین رکھتین۔ اور تم ہوشیار اور عقلمند ہو تم ایسی حرکتین کروگے تو لوگ تمہین دیوانہ کہینگے۔ تم اگر رونے کا سبب ہمکو بتاؤگے تو ہم اوس کا علاج کر دینگے" دادا کی اس لطف آمیز گفتگو نے مہاراج کے دلکو تسکین دی اور مہاراج نے خواب کا سارا قصہ بیان کر دیا۔ اور کہا کہ اس خواب نے میرے دلپر اتنا بھاری بوجھ رکھدیا ہے کہ مین اوسکو برداشت نہین کر سکتا گوپال راؤ سنکر ہنسے اور کہا کہ آخر تم بچے ہو بھلا خواب کی بات کا بھی کوئی خیال کرتا ہے۔ خواب دیکھکر ہمیشہ بھول جانا چاہئے۔ اچھا ہم تمہین ایک منتر بتاتے ہین رات کے وقت اسکو پڑھ لیا کرو۔ اس سے نہ ایسے خواب دکھائی دینگے اور نہ کسی قسم کا خوف تمکو معلوم ہوگا۔ چنانچہ مہاراج نے اسپر عمل کیا

اور واقعی نہ اس کے بعد کوئی خواب دکھائی دیا نہ کسی قسم کا خوف ان کے دل مین رہا اور ہر وقت خوش اور بشاش رہنے لگے۔

تھوڑے دن کے بعد مہاراج نے اپنے لئے ایک کمرہ تجویز کیا اور ایک ایک بیٹھک گھنٹون خدا کی یاد مین مستغرق رہنے لگے اور یہ استغراق یہانتک بڑھا کہ بھوک پیاس بھی مفقود ہوگئی اسوقت مہاراج کی عمر بارہ سال کی تھی اس عمر مین اور یہ حالت دیکھکر والدین اور رشتہ دار دم بخود تھے اسی حالت مین مہاراج کی طبیعت نے پھر پلٹا کھایا اور یہ پہلے کیطرح پھر رونے لگے۔ یہ دیکھکر پھر ایک نئی تشویش سب کو پیدا ہوئی اور سب نے سبب دریافت کرنا شروع کیا اور انھون نے بتانے سے انکار کیا۔ ایک دن ان کے چچا نے دریافت کیا تو مہاراج نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ مین اپنے والد کو اسقدر محنت اور تکلیف برداشت کرتے نہین دیکھ سکتا۔ وہ اکیلے محنت کرتے اور ہم سب آرام سے کھاتے ہین یہ انصاف کے خلاف ہے اللہ اللہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ بچپن ہی سے مہاراج کا دل نیکی اور رحم کیطرف راغب تھا اور وہ باپ جیسے مالک کو بھی اپنے لئے تکلیف دینا گوارا نہ رکھتے تھے۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے

جن نیک ہستیون کو خداوند کریم اپنی رحمت کاملہ کا مستحق بنانا چاہتا ہے۔ اُن کے دلون مین بھی شان کرم کوٹ کوٹ کر بھردیتا ہے۔ اور چونکہ ایسے لوگ کسی دوسری ہستی کو اپنی ہستی سے الگ نہین سمجھتے۔ اس لیئے ہرایک کے درد کو اپنا درد اور ہرایک کی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتے ہین۔ چنانچہ مہاراج بھی انہی پاک ہستیون مین ایک ہستی تھے۔ جب ان کے چچا دامودر پنتھ شاستری نے انہین سمجھایا کہ وہ اس خیال کو دل سے نکال دین تو ان کے دل کی تشویش مین کمی ہونے کی بجائے اور اضافہ ہوگیا۔ ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

آخر مجبور ہوکر دامودر پنتھ مہاراج کو اپنے ساتھ کام سکھانے لگے۔

مہاراج کی پہلی شادی

۱۴ سال کی عمر مین مہاراج کی پہلی شادی ہوئی۔ ایک سال سال تک آپ نے اچھی طرح بسر کی صرف کبھی کبھی رنجیدہ سے معلوم ہوا کرتے۔ ایک سال بعد خیالات نے پھر پلٹا کھایا۔ اور سوچنے لگے کہ مین تو صرف اپنے ہی لئے کماتا ہون۔ کمانا تو اسقدر چاہیے کہ اپنے والدین کو بھی آرام

پہنچا سکوں۔ اور انہیں کام کرنیکی مطلق ضرورت نہ رہے۔ اس خیال نے انہیں اسقدر ستایا کہ گھر چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور خود کو گھر میں مہمان سمجھنے اور اسیطرح ہر بات سے بے تعلق رہنے لگے اور مصمم ارادہ کر لیا کہ باہر جاکر یا تو کافی مقدار میں روپیہ پیدا کروں یا اپنی ناکارہ زندگی کا خاتمہ کر دوں۔

مہاراج کا پہلا سفر

آخر ایک شب کو آپ نے اپنے ارادہ پر عمل کرنیکی ٹھان ہی لی اور اپنے والدین کے نام اپنے ارادہ اور سفر کا خط لکھکر کمرہ کی دیوار سے چپکا دیا اور اُسی رات کو اللہ کا نام لیکر ہوئے نکلے اور سیدھا ناسک کا رخ کیا صبح کو خط دیکھا گیا اور معلوم ہوا کہ کاشی ناتھ گھر سے چلے گئے والد اور کنبے والوں کو سخت صدمہ ہوا۔ ادھر ادھر تلاش کرنے کے بعد مہاراج کے والد ناسک روڈ کیطرف روانہ ہوئے میل دو میل جاکر پتہ نہ ملنے پر واپس چلے آئے والدہ بھی نہایت بیقرار اور بے چین تہیں لیکن یہ معلوم کر کے کہ کاشی ناتھ اپنے ساتھ نہ کپڑے لیگیا ہے نہ پیسے کہیں قریب ہی ہوگا دو ایک روز میں آجائیگا کسیقدر اطمینان ہوا۔ اور انتظار کی گھڑیاں گن گن کر کاٹنے لگے۔ مہاراج گھر سے نکلکر پیادہ پا بھوک پیاس اور راستہ کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے بہزار خرابی ناسک پہنچے۔ یہاں ایک شخص سے

جو مہاراج کے دادا گوپال راؤ شاستری سے دلی عقیدت رکھتا تھا ملاقات ہو گئی۔ وہ شخص نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور گھر بیجا کر ٹھہرایا اور کہا کہ تم میرے گرو کے پوتے ہو اور مجھے ایسے ہی عزیز ہو جیسے میرے گرو تھے لہذا جس چیز کی تمکو ضرورت ہو بلا تکلف مجھسے کہنا اور کسی قسم کی تکلیف نہ اُٹھانا مہاراج نے جواب مین کہا مین آپ کی اس ہمدردی اور مہمان نوازی کا دل سے شکر گذار ہون لیکن مجھے معذور سمجھا جائے مین گھر سے ہی اسی خیال سے نکلا ہون کہ اپنا بار کسی پر نہ ڈالون ایسا ہی کرنا ہوتا تو چٹنی روٹی گھر پر ملتی تھی اب مین جس طرح اپنی زندگی بسر کرون کرنے دیجئے اور اس سے کسی قسم کا خیال اپنے دل مین نہ آنے دیجئے۔ یہ سنکر وہ شخص مجبور ہو گیا۔ اور مہاراج نے دو وقتہ بھیک مانگ کر پیٹ بھرنا اور کرشنا ندی کے کنارے پوجا پاٹ کرنا شروع کیا۔ اور ایک خط اپنی والدہ کے نام لکھا کہ مین ناسک مین دادا جان کے ایک معتقد کے مکان پر ٹہیرا ہوا ہون۔ ہر طرح کا یہان مجھے آرام ہے آپ کسی بات کا فکر نہ کرین۔ دو ماہ کے بعد ان کے والد کا خط آیا کہ تمہاری والدہ سخت بیمار ہین خط دیکھتے ہی دھوئے چلے آؤ چنانچہ مہاراج خط پڑھتے ہی بذریعہ ریلوے ٹرین ناسک سے دھولئے روانہ ہو گئے۔ گھر پہنچکر انہون نے دیکھا کہ والدہ اچھی خاصی تندرست ہین اور صرف میرے بلانے کیلئے یہ خط لکھا گیا تھا۔

مہاراجکی پہلی بیوی کا انتقال چند روز دہو لیو ٹہر کر آپ سٹانا تشریف لیگئے۔ یہان آپکی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ تیسرے روز ہندو رسم کیموافق کریا کرم کیلئے چتا کی راکہ لینے گئے تو دیکہا کہ ناریل۔ چوڑیان۔ اور ساڑہی کی سری بالکل سلامت تہین جس سے اس نیک بی بی کی بزرگی کا اظہار ہوتا ہے

مہاراج کی دوسری شادی

۱۸ برس کی عمر مین مہاراج کی دوسری شادی کیگئی جس سے یہ ہی مقصود تہا کہ انکی پریشانی اور افسردہ دلی دور ہو اور یہ خوش باش زندگی بسر کرین لیکن قدرت کو جس سے اپنا کام لینا منظور تہا وہ دنیوی مشاغل مین کیونکر پہنس سکتا تہا۔ مہاراج کی طبیعت نے دنیا کیطرف لگا کہایا ہی نہین اور اسی کی یاد جو غیر معلوم طریقے سے انکے دل مین گہر کر رہی تہی انکو بیچین کئے رہی۔ اور یہ زیادہ وقت پوجا پاٹ مین صرف کرتے تہوڑے دن کے بعد آپنے والدین اور چچا سے باہر جانے کی پہر اجازت چاہی لیکن انکو ڈرا دہمکا کر یا کبہی منت سماجت سے باہر جانے سے باز رکہا گیا جب زیادہ اصرار دیکہا تو یہ اشلوک سنایا۔

نَو نُو ے کا نِ تِمی دَم شَر تِیرَ م

جسکے معنی ہین کہ "تم ابہی چہوٹے ہو اور تمہارا بدن کسقدر نازک اور پیارا ہے اور تمہارا چہرہ کیسا خوبصورت ہے" اس حالت مین ہم تمکو کیسے اپنے سے جدا کر سکتے ہین اور اگر تم نے ایسا کیا تو تم ہم ضعیف اور بڈہے ماں باپ

کی بقیہ زندگی کو جلد ختم ہوتے دیکھو گے۔ مگر یہ سب جادو بیانی مہاراج کے سننے بے سود ثابت ہوئی اور وہ اپنے ارادہ پر بدستور قایم رہے اور روزانہ رخصت طلب کرنی شروع کی۔ کیونکہ انہیں یقین تہا کہ اجازت لیکر جانے سے والدین کو مفارقت کا صدمہ کم ہوتا۔ لیکن ایک برس گذر گیا کہ والدین نے جانیکی اجازت نہ دی۔ ان کا جسم دن بدن لاغر ہوتا چلا اور بہوک بہی کم ہوگئی گہر والونکو ان کی اس حالت پر افسوس رہتا تہا۔ آخر یہ سوچکر کہ اب انکو روکنا فضول ہے۔ ایک دن ان کے دادا نے دریافت کیا کہ آخر تم جانا کہان چاہتے ہو؟ - مہاراج نے جواب دیا کہ یہ تو مجہے بہی معلوم نہین کہ مین کہان جانا چاہتا ہون۔ اتنا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طاقت مجہے دور دراز مقام سے کھینچ رہی ہے۔ جہان خوشی اور راحت میرا انتظار کر رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ گہر مین مجہے وحشت معلوم ہوتی ہے اور ایک لمحے کے لئے بہی میرے دلکو آرام اور سکون میسر نہین ہے۔ اس حالت مین اگر آپ مجہے اجازت دے دین تو بڑی عنایت ہوگی۔ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد واپس آجاؤنگا اب بہ نسبت پہلے کے ہوشیار بہی ہوگیا ہون اپنی حفاظت بہی حتی المقدور کرسکونگا گوپال راؤ نے یہ سنکر کچہہ تامل کیا اور پہر کہا کہ اچہا اگر تم بہ نسبت یہان کے باہر اپنے لئے آرام و راحت دیکہتے ہو تو بسم اللہ تمہارا زبردستی رہنا اور ہمارا روکنا لاحاصل ہے۔ اگرچہ تمہاری مفارقت ہمین ستاتی رہیگی تاہم یہ خیال کہ

تم خوش و خرم ہو ایک حد تک تمہارے ہی خواہون کو تسکین دیتا رہیگا۔ ہماری طرف سے اب تمہین پوری اجازت ہے۔ خدا تمکو اپنے حفظ و امان مین رکھے اور بامراد گھر لوٹاے۔ سہ

بسفر رفتنت مبارکباد

بسلامت روی و باز آئی

اجازت سفر پر آپ نے تیاری کر لی۔ وزوا نے ایک چھوٹی سی رقم بطور زادراہ عنایت کی۔ آپ شام ہی کو ناسک سے بذریعہ ٹرین روانہ ہوگئے۔ دوسرے دن پونہ پہنچے۔ اس شہر مین پہلی ہی مرتبہ آئے تھے اور کسی مسافرخانا یا دہرمسالہ سے واقف نہ تھے پوچھتے پوچھتے ندی تک پہنچے انکر لیشور مندر جو کنارے ہی پر ہے اور اسکے اردگرد ایک بڑا احاطہ ہے جسمین ایک چھوٹا سا دہرم سالہ بھی ہے آپ کی نظر پڑا آپ نے پسند کیا اور دہرمسالہ کے ایک کونے مین جا بیٹھے اور سوچنے لگے کہ آخر مجھے جانا کہان چاہیے اور کیا کرنا چاہیے! یہ خیال ایک ایسا زبردست اور لاینحل سوال نکلا کہ مہاراج اوسکو حل کرنے مین دو دن تک بھوکے پیاسے اُسی ایک کونے مین بیٹھے رہے اور کسی نتیجے پر نہ پہنچے۔ لوگ جو مندر مین پوجا کو آتے انکو ایک ہی حالت مین بیٹھے دیکھکر متعجب ہوتے۔ بعض لوگون نے دریافت بھی کیا لیکن آپ نے اپنا پتہ نشان کچھہ نہ دیا اور نہ کسی سے کچھہ سوال کیا۔ آخر پانچوین روز

ایک بڈھا برہمن آپکے پاس آیا اور حال دریافت کیا تو اسکو بھی آپنے کچھہ نہ بتایا۔ پھر اوسنے پوچھا کہ تم نے کھانا کھایا؟ آپنے کہا نہیں کھانا تو نہیں کھایا۔ برہمن کو دیا آئی اور اپنے ساتھہ گھر لیگیا۔ خوب پیٹ بھر کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد مہاراج نے جس جگہ کھانا کھایا تھا اوس جگہ کو قاعدے کے موافق لیپا اور کھانے کے برتن مانجھہ کر ڈھکا نے سے رکھہ دئے۔ ان کی اس خوش اسلوبی نے برہمن کے دلپر بڑا اثر کیا اور مہاراج سے کہا کہ تم نہایت ہی نیک اطوار اور خوش سلیقہ معلوم ہوتے ہو۔

کامل ایک سال کا روزہ

کھانا کھاکے مہاراج واپس آئے اور قریب ہی کے ایک مندر میں جا ٹھہرے اور وقت کا زیادہ حصہ پوجاپاٹ اور یاد خدا میں گذارنے لگے۔ دو دو تین تین دن صرف پانی ہی پر بسر کرتے بھوک کے زیادہ غلبے پر برہمن جی سے کھانا مانگ لاتے اور پیٹ بھر لیتے۔ یہاں سے والدین کو اپنی خیریت کی اطلاع دیتے رہتے تھے۔ غرضکہ اسی انداز پر ڈیڑہ سال گذر گیا اور آپ اپنے مستقبل کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انکی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے اور یہ اپنی زندگی کے مقررہ دن مجبوراً گذار رہے ہیں۔ اس عرصے میں جو خط آپ نے لکھے کسی میں اپنا مفصل پتہ نہ لکھا۔

درحقیقت قدرت نے مہاراج کو تمام لوازمات زندگی پر لات مار کر ایسی ذلیل اور ناگفتہ بہ حالت کے اختیار کرنے پر مجبور کر رکھا تھا ورنہ نفسانی خواہشات رکھنے والے انسان سے بغیر کسی مقصد کو مدنظر رکھے ہوے ایسی روح فرسا تکلیفیں اور اذیتیں اٹھانا نہایت دشوار معلوم ہوتی ہیں خصوصاً ایسے شخص کا اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں آفت میں ڈالنا اور مصیبتوں میں پھنسا لینے کو جسکے لئے اسباب راحت و آرام ہرطرح اور ہر وقت مہیا رکھنے کے لئے سرفرد آمادہ ہو سوائے مرضی خداوندی اور خواہش ایزدی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ اب تک جو واقعات ہم نے لکھے ہیں اور آیندہ جو لکھے جائینگے ان کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کوئی نہایت ہی زبردست اور خفیہ طاقت تھی جو مہاراج کی قوت بشری سے کئی حصے زیادہ کام لیتی تھی اور جس میں خود اس کا ہاتھ کام کر رہا تھا۔

غرضکہ ڈیڑھ برس کی اس جانکاہ ریاضت کے بعد مہاراج نے ایک دن اپنی حالت پر غور کیا تو ترقی کے اسی نقطے پر پایا جسپر گھر سے نکلے تھے اور اپنے والدین کی امداد و اعانت کا وہ خیال جو وطن چھوڑنے کا محرک ہوا تھا پورا ہوتا نہ دیکھا تو تمام امیدیں خاک میں مل گئیں اور دل بیٹھا بیطرح بیٹھ گیا۔ سوچا کہ اگر اس حالت میں وطن واپس جاتا ہوں تو سوائے خفت و پشیمانی کے اور کچھ نہ ہوگا اور اگر اسیطرح بیکار دن گذارتا

رہا تو والدین انتظار کے صدمے اُٹھاتے رہینگے اور میری ترقی اور کامیابی کا گمان ان کے لیے جھوٹی خوشی کا باعث ہوگا۔ جو آخر کار میرے لیئے باعث شرم ہوگا۔ اس سے بہتر ہے کہ مجھہ جیسا ناکارہ اور دنیا کے لیئے بیکار آدمی اس دنیا مین نہ رہے۔ اس خیال کے آتے ہی آپنے اس تلخ زندگی سے آزادی حاصل کرنیکا ارادہ مصمم کرلیا۔ مگر خودکشی کا گناہ عظیم اس خیال کے پورا ہونے مین سدراہ رہا اور آپ کو ایک مزید تشویش کا سامنا ہوگیا لیکن جان دینے کا ارادہ بالکل راسخ ہوچکا تہا لہذا وہ اب اس طریقے سے مرنے کی تدبیر سوچنے لگے کہ اپنر خودکشی کا الزام عائد نہ ہوسکے اور ان کے دامن پر گناہ کا دھبہ نہ لگے۔ اس مایوسانہ حالت مین مہاراج کی زندگی بڑی ابتر حالت مین گذرنے لگی۔ اسی حالت مین وہ ایک روز صبح کو گنگا اشنان کو گئے اور اپنے مذہب کے مطابق سندھیا کی رسم ادا کی جسکو وہ اپنی سات عمر سے ادا کرتے چلے آرہے تھے معمولی پوجاپاٹ سے فارغ ہوکر شہر مین آئے اور ادہر ادہر بیلوہ سیر پہرنے لگے۔ تہک گئے اور بہوک نے ستایا تو ایک برہمن کے مکان مین گئے اور کہانا مانگا۔ اندر سے ایک بڑھیا نکلی اور کہا بیٹا مین نے آج اپاس کیا ہے کہانا تو نہیں ہے ٹہیرو میوہ لاتی ہون۔ مہاراج تازہ میوہ لے کر چلنے لگے تو بڑھیا نے کہا بیٹا کل بہی آنا مین تمکو اچھا اچھا کہانا کہلاؤنگی۔ دوسرے دن مہاراج حسب وعدہ پہنچے۔ بڑھیا نے نہایت ہی شفقت و محبت سے بٹھایا اور

کہانا سامنے لائی - مہاراج تین دن کے بہوکے تھے سارا کہانا کہا گئے اور پہر
بہی معلوم ہوتا تہا کہ بہوک باقی ہے بڑہیا کو یہ دیکہکر سخت تعجب ہوا - اور کہا کل
ہی تو تمکو پیٹ بہر کر کہانا کہلاونگی - مہاراج نے کہا مائی تو اسقدر کہانا روز
کہلانے کی طاقت رکہتی ہے ؟ بڑہیا نے کہا مین بیوہ ہون اور تنہا ہون
میرے خاوند نے بہت جائداد چہوڑی ہے اسلیئے مین تمام عمر تجہے کہانا کہلا
سکتی ہون - اور تجہے ہر طرح آرام سے رکہونگی - مجہے ثواب ہوگا تجہے آرام
ملیگا اسلیئے اگر تو منظور کرے تو مجہے بڑی خوشی ہوگی - مہاراج نے کہا مائی
مجہے ماننے مین تو عذر نہین لیکن خدا جانے میری خوراک کیون اسقدر زیادہ
ہوگئی ہو جس سے مجہے شرم آتی ہے بڑہیا نے کہا بیٹا کیا مضایقہ ہے تو جسقدر
ہی کہا سکیگا روزانہ اسیقدر کہلاونگی - اس سے یہ نہ سمجہنا کہ مین کچہہ احسان
کرونگی بلکہ مین اپنے ثواب کیلیئے کرونگی - مہاراج نے منظور کرلیا - دوسرے دن
وقت مقررہ پر مہاراج آئے بڑہیا نے کہانا سامنے چن دیا - کہانا ہوچکا تو
بڑہیا نے کہا بیٹا پیٹ بہرا مہاراج نے کہا اگر ہو تو تہوڑا سا اور دیجے بڑہیا
نے فوراً توا چڑہا دیا اور گرم گرم روٹیان لانی شروع کین - مہاراج کا پیٹ تو
دراصل پہلے ہی بہر چکا تہا اب جو روٹیان آنی شروع ہوئین تو مہاراج نے انکو
دہوتی مین چہپانا شروع کیا یہ سامنے کے کمرے مین باورچیخانہ پیچہے کے
رخ بڑہیا بیچاری اس چال سے مطلق آگاہ نہ ہوئی جب آٹا ختم ہوگیا تو پہر

پوچھا کہ اور ضرورت ہو تو آٹا اور گوندہ لون؟ مہاراج نے کہا بس اب زیادہ
تکلیف نہ اُٹھائین۔ مگر کہا اس انداز سے جس سے اشتہا باقی معلوم ہوتی تھی پس کر
بڑھیا نے کہا اچھا کل مین اس سے زیادہ کہانا پکاؤنگی۔ مہاراج نے کہا اچھا مگر
دال چاول اور بہاجی زیادہ نہ پکانا مجھے روٹی ہی زیادہ پسند ہے۔ یہ کہکر رخصت
ہوئے اور تمام روٹیان انکریشور مندر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے لنگڑے لولے
اور محتاجون مین تقسیم کر دین۔ اگرچہ مہاراج اس بڑھیا سے کہا کرتے کہ بڑی بی
آپ میرے لیئے اسقدر تکلیف گوارا نہ کرین مگر وہ خوش اعتقاد عورت ہر روز زیادہ
مقدار مین روٹیان پکاتی اور مہاراج بہی اسکی نظر بچا کر حسب معمول روٹیان دہوتی
مین چھپا لاتے۔ رفتہ رفتہ بہکاریون نے ایک دوسرے کو خبر کر دی اور ان کی
تعداد مین بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔ مہاراج فقیرون سے کہا کرتے کہ میری ماں
ہر روز کہانا یہان تقسیم کرواتی ہے تم لوگ میرے پیچھے کبھی گھر نہ آنا ورنہ میری
ماں غصہ والی ہے کہانا بند کر دیگی۔ کئی دن تک یہی معمول رہا۔ بڑھیا حقیقتاً
یہ سمجھتی تھی کہ یہ تمام کہانا مہاراج ہی کہاتے ہین اسلئے ایک دن مہاراج سے کہا کہ میرا
خاوند بڑا پرہیزگار خدا پرست اور سخی تہا۔ برہمنون کو ہمیشہ بہوجن دیا کرتا تہا
لیکن برہمنون مین یہ عادت نہایت ہی بُری ہے کہ وہ وقت مقررہ پر کبھی نہین
آتے اور ہمیشہ دوسری مرتبہ بلانے کے منتظر رہا کرتے ہین۔ اس پر نخوت روش
سے اکتا کر میرا خاوند اکثر کہا کرتا تہا کہ اگر مجھے کوئی ایسا برہمن ملجائے جو ایک سو برہمنونکی

خوراک اکیلا کہا سکے تو مین اوسکو ہر روز پیٹ بہر کر کہلایا کرون۔ مگر مین اس غیر ممکن خیال پر ہنسا کرتی اور وہ کہا کرتے کہ خدا نے چاہا تو ضرور ایسا کوئی برہمن ملیگا۔ اب مین دیکہتی ہون کہ میرا خاوند جس شخص کی تلاش مین تہا تو ایک حد تک اوس سے مطابقت رکہتا ہے۔ مہاراج نے کہا واقعی مین سَو برہمنون کی خوراک کیلا کہا سکتا ہوان۔ خدا جانے اگہوری ہون یا کرشمہ قدرت ہے میرے ماں باپ غریب ہین اور میری خوراک مجہے نہین دیسکتے۔ اسلیے مین گہر سے نکل آیا اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو مین آپ کے شوہر کی خواہش پوری کرسکتا ہون بڑہیا نے کہا تکلیف کیسی یہ تو راحت کا مقام ہے کہ مین اپنے شوہر کی مراد پوری کرون اور مجہے یقین ہے کہ اوسکی روح کو اس سے شانتی ہوگی۔ یہ دولت اور گہر بار سب اسیکی ملکیت ہین مین تو صرف محافظ ہون اگر اسکی مکتی اور نجات کے لیے یہ سب قربان کرنے پڑین تو مین کبہی عذر نہ کرونگی۔ اچہا کل سے مین سَو دمیونکا کہانا پکایا کرونگی۔ مہاراج نے سوچا کہ اب تو روٹیون کا دہوتی مین لانا دشوار ہوگا۔ چنانچہ ایک سادہو کو سکہا پڑہا کے دوسرے دن ساتہ لیا اور کہانے گئے۔ بڑہیا نے بہی کہانا تیار کیا اور حسب دستور گرم روٹیان شروع ہوئین اور مہاراج نے آنکہہ بچا بچا کر سادہو کو جو مکان سے ذرا دور بیٹہا تہا روٹیان دینی شروع کین۔ جب روٹیون کی مقدار کافی ہوگئی تو مہاراج نے خود ہی بس کر دیا اسپر بڈہیا بہت خوش ہوئی کہ برہمن نے آج پیٹ بہر کر

کہانا کہایا۔ مہاراج اُٹھے اور مندر مین پہنچکر روٹیان تقسیم کر دین۔

غرض دہ روز تک مہاراج نے اسطرح روٹیان تقسیم کین جس مین غربا کی تعداد ایک ہزار تک بڑھ گئی۔ اور مہاراج کو خیال ہوا کہ مبادا راز فاش ہو جائے فقیرون سے کہدیا کہ میری ماں کی منت پوری ہو گئی کل سے کہانا بند کر دیا گیا ہے خبردار کوئی فقیر میرے گہر پر نہ آئے ماں صاحب کا غصہ بہت خراب ہے۔

دوسرے دن مہاراج بڑہیا کے پاس گئے اور کہا مجھے ضروری کام ہے اور مین اب آپ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوتا ہون۔ بڑہیا نے ہرچند چاہا کہ یہ نہ جائین لیکن بہلا مہاراج کب رکنے والے تہے کہہ سنکر رخصت ہو گئے۔

مہاراج کا اس بوڑہیا کی خیرات سے غریبون اور محتاجون کے لئے غذا مہیا کرنا صاف بتاتا ہے کہ ان کے دل مین مسکینون اور بیکسون کی ہمدردی کا خیال بچپن ہی سے تہا۔ اس ترکیب سے ایک تو یہ فائدہ تہا کہ فقیرون کو بلا محنت اور دور دور پہرے روٹی ملجاتی تہی دوسرے بڑہیا گہر بیٹھے اتنے آدمی کہلا کر ثواب لیتی تہی۔

بڑہیا سے رخصت ہوکر مہاراج نے مندر کو بہی خیرباد کہا اور دوسرے ایک چھوٹے اور بالکل ویران مندر مین جا ٹہیرے۔ یہ بہی ندی کے کنارے اور اس مندر سے بہت دور واقع تہا۔ یہان آکر پہر مرنے کا خیال مہاراج کو آیا اور سوچتے سوچتے یہ سوچا کہ کہانا پینا بالکل ترک کر دیا جائے تو ضرور

موت آجائیگی اور خودکشی بھی نہ ہوگی۔ یہ خیال کرکے مہاراج اس چھوٹے سے مندر مین داخل ہوئے اور ٹوٹا ہوا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ اور شنکر کے تصور مین اکیس روز کا چلہ باندھا اور ایک کونے مین آسن مارکر بیٹھ گئے۔ اور پورا ارادہ کر لیا کہ ۲۱ دن تک نہ کھاؤنگا نہ پیونگا۔ موت کے خیال کے ساتھ ایک خیال یہ بھی تھا کہ اگر موت آگئی تب تو مراد پائی۔ ورنہ شنکر کی روحانی طاقت ضرور تسکین قلب عطا کریگی۔ ۲۱ روز بعد جب چلہ ختم ہوا تو مہاراج نے اپنے آپ کو زندہ پاکر تعجب کیا۔ حالت پر غور کیا تو بدستور تھی ان دنون مین نہ کبھی غشی طاری ہوئی۔ نہ ہوش و حواس بگڑے نہ اتنی نقاہت معلوم ہوئی۔ خشکی کیوجہ سے نیند البتہ نہین تھی اور اسی کے ذریعے وہ دن رات مین تمیز رکھہ سکے اور ۲۱ دن شمار کرسکے۔ سخت مایوس ہوئے

موت مانگون تو رہے آرزوئے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

اب کیا کیا جائے کس طرح اس دنیائے دون کے پھندے سے نکلا جائے آخر اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر اُٹھہ نہ سکے کیونکہ اتنے دن بے حس و حرکت ایک ہی جگہ بیٹھے رہنے کیوجہ سے ہاتھہ پیر شل ہو گئے تھے اور اُٹھنے کی طاقت نہین تھی۔ بڑی مشکل سے دیوار کا سہارا لیکر اُٹھے اور دلکو مضبوط کر کے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوئے بہزار مصیبت ندی کے کنارے پہنچے اور پانی

بہوکے تھے ایک دولت مند کے گھر پر سوال کیا[۵] وہان سے جواب ملا آگے جاؤ۔ دوسرے در پر آواز دی یہان ایک برہمن آرام کرسی پر اخبار پڑھ رہا تھا۔ اسنے کہا۔ کہانا ختم ہوگیا۔ تیسرے گھر پر جاکر سوال کیا یہان ایک لڑکے نے کہا میری مان باہر گئی ہے معاف کرو۔ ایک طرف تو بہوک ستا رہی تھی دوسری طرف ہر گھر سے خالی پھرے سخت صدمہ ہوا۔ اور اپنی اس حالت پر رونا آگیا۔ مجبوراً دوچار گھر اور مانگا مگر سب جگہ سے ایک ٹکڑا روٹی بھی نہ ملی۔ آخر شکستہ دل ہوکر بستی سے باہر چلے گئے اور ندی کے کنارے جا بیٹھے اور اپنی اس ذلت وخواری پر افسوس کرتے ہوئے زار زار رونے لگے۔ یہان ایک مرہٹہ بڑھیا آئی اور آپکو تسلی دینے لگی اور پوچھا کیون رو رہے ہو؟ آپنے کہا مین تین دن سے بہوکا ہون کئی برہمنون کے گھر جاکر بھیک مانگی مگر کسی نے کچھہ نہ دیا تھک کر یہان آ بیٹھا۔ رونا آیا رونے لگا بڑھیا نے کہا بیٹا صبر کرو اور اپنی خوش قسمتی کا شکریہ ادا کرو کہ تمھین اتنی تکلیفین اُٹھانے کا موقعہ ملا۔ تکلیف کے بعد راحت بھی ملیگی۔ جنکو خدا زیادہ عزیز رکھتا ہے انہی کو مصیبتین اور تکلیفین ملتی ہین ہر ایک کا یہ حصہ نہین ہین۔ دنیا مین جتنے پیغمبر اوتار اور رشی ہوگذرے ہین انکی زندگی کا مطالعہ کرو تو ابتدا سے انتہا تک تکلیفون اور آفتون سے بھرا پاؤگے۔ جو اس دنیای ناپائدار مین تکلیف اُٹھاتا ہے وہ ہی ابدی خوشی کا مستحق ہوتا ہے۔

[۵] آپ کی فقیرانہ صدا ہمیشہ ایک ہی تھی یعنی "رشیلی پاکی اُرلی سرلی بہاکر اسلی تر گیالا ہویا یعنی با

اس تقریر کے بعد بڑہیا نے سنسکرت کا ایک شعر پڑہا جس کا مطلب ہے کہ انسان کو چاہئے کہ جس طرح بن پڑے اپنا گذر کرے کہانا نہ ملے تو پانی پی کر صبر کرے مگر خدا کی عبادت سے غافل نہ ہو اور اپنے اعمال کا ثمرہ آپ حاصل کرے مصیبت کی زندگی کو بخوشی اختیار کرے اور خود دنیائے فانی کی خوشیوں کو ترک کردے۔ خواہشات نفسانی کو مارے اور اولیاؤن کی صحبت مین بیٹھے۔ اور اپنی جبین نیاز کو ان کے آگے جہکائے رکہے" ؎

یک نفس بودن بہ پیش اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اس مختصر نصیحت کے بعد بڑہیا نے کہا مین مرہٹن ہون اور تم میرے ہاتھ کا کہانا کہاؤ گے نہین چلو مین کچا سامان دیتی ہون پکا کر کہا لو۔ مہاراج نے کہا بہوک کے مارے مجہے پکانیکی تاب نہین ہے۔ بڑہیا نے کہا اچھا شام کو اپنی گہر پر پہر جاؤ مگر پچھلے دروازے پر جاکر سوال کرنا اکثر عورتین اسطرف خیرات کرتی ہین۔ رات کو میرے گہر چلے آنا مین تمہین آرام سے سلاؤن گی چنانچہ شام کو مہاراج بہیک مانگنے نکلے اور ہر پچھلے دروازے پر سوال کیا تو واقعی ہر گہر سے کچھہ نہ کچھہ ملا۔ کہانا لیکر ندی پر آئے اور پیٹ بہر کر کہانا کہایا۔ غنیٖ کو جب وعدہ بڑہیا کے مکان پر گئے اوسنے بستر بچھا دیا اور مہاراج آرام سے سو گئے۔ دوسرے دن صبح تازہ دم ہو کر ناسک کی سمت

روانہ ہوئے۔ تہوڑی دیر مین وہ ناسک روڈ پر جا پہونچے۔ اور اپنے وطن مالوفہ
کیطرف جو ناسک سے آگے اسی سمت پر واقع ہے قدم بڑہانے لگے۔ دوپہر
کے قریب آپ کا گذر ایک عجیب جگہ سے ہوا۔ اسکے وائین ہاتہہ پر ندی اور
بائین ہاتہہ پر پرانی وضع کے مہادیو کے دو مندر تہے۔ اور وسیع جنگل اور
پہاڑون کا حلقہ نہایت ہی دلکش اور نظر فریب تہا۔ مہاراج کو یہ جگہ بہت ہی
پسند آئی اور جی چاہا کہ یہان کچھہ دن قیام کیا جائے۔ چنانچہ ندی مین اشنان
کیا اور مندر مین آکر حسب دستور زمین پر پانی چہڑکا اور دہوتی مین بندہے
ہوئے چنے نکالے اور کہاکر پانی پیا اور مندر کے دالان مین آرام سے جا بیٹھے
داہنے ہاتہہ پر پہاڑ تہا اوسکی بلندی اور دلکش فضا دیکہکر جی چاہنے لگا کہ بس
اس پہاڑ پر چل بیٹہو اور اسی پر اپنی زندگی کا آخری سانس ختم کرو۔ اور
سوچنے لگے کہ گہر چلکر سب سے مل آئین اور یہان آکر بیٹھہ جائین۔ لیکن اس
پہاڑ کی مقناطیسی کشش نے مہاراج کو اپنی طرف ایسا کہینچا کہ وہ گہر جانے
سے پیشتر ہی پہاڑ کیطرف روانہ ہو گئے۔ اور پانچ بجتے بجتے آپ پہاڑ کی
چوٹی پر جا پہنچے جو مندر سے چار میل تہا۔ یہان آپکو ایک طاق سا دکہائی دیا جو اسقدر چہوٹا تہا
کہ ایک آدمی بغیر حس و حرکت اس مین بیٹھہ سکے۔ اسکو دیکہکر معاً آپ کے
دل مین اپنا خاتمہ کرنیکا خیال عود کر آیا اور سوچا کہ اس جگہہ سے بہتر
کوئی جگہ اس کام کیلئے موزون نہ ہوگی۔ چنانچہ طاق مین جانا چاہا مگر یہ بات

ایسی بیڈھنب اوضع مقام پر واقع تہا کہ پہنچنا مشکل تہا۔ آخر آپ نے قریب کے درخت کی ایک شاخ پکڑی اور اُس سے لٹک کر طاق مین جا بیٹھے۔ بہت خوش ہوئے کہ بغیر خودکشی جان دینے کے لیئے اچھی جگہ مل گئی۔ دہوتی کہولی اور ایک ٹکڑا پہاڑ کر کمر سے باندہا اور آسن جماکر بیٹھ گئے۔ ایک تو پہاڑ۔ دوسرے طاق تیسرے ایسی جگہ جہان انسان کا گذر دشوار۔ بارہ ماہ کامل بغیر دانا پانی آپ نے گذارے۔ اس میعاد مین آپ کے دل کی حالت معمولی طور پر اس طرح بیان کی جاسکتی ہے :- مین مرنا چاہتا ہون۔ مین زندگی کی مطلق پرواہ نہین کرتا۔ یہ جسم۔ دنیا اور اسکی اندرونی تمام چیزین بے ثبات اور ناپائدار ہین۔ مین اس فانی راستے سے آزاد ہونا چاہتا ہون۔ ناظرین ایک لمحہ کیلیئے گوتم بدھ کی تصویر اپنے تصور کے سامنے رکھین جب وہ بغیر کہائے پیئے مصمم ارادہ کیئے بیٹھا تہا کہ یا تو اب مرکر اُٹھونگا یا خدا کا وصل حاصل کرونگا۔ جیسا کہ فارسی شاعر کہتا ہے ع یا جان رسد بجانان یا جان زتن برآید مہاراج بہی اسیطرح عزم راسخ کیئے ہوئے تھے۔ مگر آپ کو صرف جان دینے کا خیال تھا حق رسی کا خیال نہ تہا۔ مگر نتیجہ دونون کا ایک ہی برآمد ہوا۔ یعنی خدارسی۔ آپ کا جسم ہڈیون کا پنجر نظر آتا تہا۔ جس سے بعض اوقات وہ خود کو الگ دیکھتے تھے اور بعض اوقات اپنے جسم کے خول مین پہر سما کر بدستور ہوش وحواس مین آجاتے۔ اسطرح کبھی وہ عالم بیہوشی مین جسم اور حواس خمسہ سے

آزاد تو کبھی بالکل ہوش مین اپنے وجود اور ارد گرد کی ہر شے سے باخبر ہوتے اسوقت آپ کا جسم ایک پیراہن کی مانند تہا کہ جب چاہا پہن لیا اور جب چاہا اتار کر الگ رکھدیا۔ جب ہوش مین ہوتے تو آپ جانتے کہ مین کون ہون اور کیون یہان بیٹھا ہون۔ اور خوش ہوا کرتے کہ اب موت بہت جلد آئیگی۔ مگر جونہی بیخودی طاری ہوتی تو خود کو ایک نرنکار حالت مین ہر جگہ اور ہر جگہ ایک وسیع خطے کے اندر موجود دیکھتے۔ کمزوری اسقدر کہ نہ زبان ہلتی تہی نہ کسی عضو کو حرکت ہوتی تہی۔ صرف دایان ہاتہہ جسکو آپ نے پہلے ہی سے حرکت مین رکہا تہا کچہہ کچہہ کام دیتا تہا۔ تاہم بارہ ماہ گذرنے پر بھی آپ کا جسم آپ کی حسب منشا بنایع نہ ہوا۔ اس حالت سے نکل کر مہاراج کا دل مدعا سے خالی ہو گیا۔ نہ پہلی سی دہڑکن نہ خوف نہ یاس اور نہ کسی ذات کی امید مگر اس میعاد مین وہ خود کو نہ بہولے گو جسم کا خیال انہین کبہی کبہی جاتا رہتا تہا اسطرح ان کے دلکو جسم کی جدائی اور تعلق دونون کا علم ہوا کرتا تہا۔ آپ ماضی حال اور مستقبل سب سے بیخبر تہے۔ نہ انہین جینے کی امید ہتی نہ مرنے کا خوف۔ اس خلاف عادت حالت مین ایک سال گذرنے پر ایک دن جبکہ آپ ہوش مین تھے آپ نے طاق کے سرے پر دو آدمیونکو کہڑے دیکہا جو انکی طرف نہایت خشمگین نگاہون سے دیکہہ رہے تہے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے اور نہایت ہی غصے اور مجنونانہ انداز سے باہم ہمکلام ہوتے تہے جس

مہاراج نے جانا کہ کسی نامعلوم وجہ سے وہ مجھپر خفا ہو رہے ہین اور ضرور
مجھے نقصان پہنچائینگے - مگر مہاراج نے اسکی مطلق پرواہ نہ کی۔ شباہت
سے ان مین ایک ہندو اور دوسرا مسلمان نظر آتا تھا - انکی ڈراونی اور
بھیانک صورتون سے آدمی کا دل ہل جاتا - آخر انہون نے غصے کی آواز
مین مہاراج سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ مہاراج نے جواب دینے کی کوشش
کی مگر برسون روز کی خاموشی نے گویائی کی طاقت سلب کر لی تھی - اسپر ان
دونون نے بگڑ کر کہا کہ جواب کیون نہین دیتا اٹھا کر غار مین پھینکدینگے - یہ سنکر
مہاراج کو خیال ہوا کہ شاید یہ موت کے فرشتے ہین - اسلئے انہون نے
دل ہی دل مین کہا کہ مین مرنے کو تیار ہون اور اگر تم مجھے اس قید ہستی سے
نجات دلا دوگے تو مین تمہارا ممنون رہونگا - اس خاموش جواب نے
ان لوگون کے غصے کو ٹھنڈا کر دیا - اور محبت بھرے الفاظ مین ہنستے ہوے
دلاسا دیا - اور منظرون سے غائب ہو گئے - غائب ہوتے ہی مہاراج پر
بارہ مہینے کے بعد یکایک پیاس نے غلبہ کیا اور وہ بھی ایسا کہ ماہی بے آب
کی طرح تڑپنے لگے - چنانچہ تمام خیالات کو دور کرکے آپ نے پیاس بجھانیکی
فکر کی - مگر جس جگہ حیوان تو کجا انسان کا بھی گذر مشکل ہو وہان ان کی پیاس
بجھانے کے لئے پانی کہان - یہ سخت مایوس ہو گئے - خدا کی شان کہ اپنے بندے
پر رحم آیا اور اللہ تعالے نے موسلا دھار بارش برسادی - باوجودیکہ یہ طاق

پہاڑ کی چٹان اور پتھروں سے ڈھنکی ہوئی جگہ تھا تاہم تہوڑا سا پانی قطرہ قطرہ کرکے آپ تک پہنچ گیا۔ مہاراج نے اس پانی سے اپنے ہونٹون کو ترکیا پھر ذرا سا حلق مین ٹپکایا۔ اسیطرح تین روز تک اس پانی سے اپنی تشنگی بجہاتے رہے۔ تیسرے دن اتنی مدت کے بعد آپ کو نیند محسوس ہوئی اور بیٹھے ہی بیٹھے آپ ۵ منٹ تک سوتے رہے۔ اس نیند مین آپ نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ یعنی " آپ ایک عجیب جگہ کہڑے ہوئے ہین اور قریب ہی مہادیو کی مورتی اور صاف پانی کی ایک ٹانکی ہے۔ آپ نے ٹانکی سے تہوڑا سا پانی پیالے مین دو آدمی غیب سے نمودار ہوئے۔ اور بلا کچھہ کہے سنے سر سے لیکر پیر تک آپ کی کہال کھینچ ڈالی۔ جس کے اندر سے برف کی مانند سفید اور نرم اور خوبصورت بدن نکل آیا! یہ خواب دیکھکر مہاراج نے آنکہین کہولدین اور خود کو دیکھا تو اصلی حالت مین پایا۔ اب مہاراج کو پہلے کیطرح پھر ہاتہہ پیر اور تمام اعضاء کو حرکت مین لانیکا خیال ہوا۔ اور آپ نے اپنے داہنے ہاتہہ سے تمام جسم کی مالش شروع کی لیکن برس بہر کے اکڑے ہوئے رگ پٹھے کہلنا اور از سر نو ان مین دوران خون ہونا آسان نہ تہا پندرہ روز تک آپ متواتر مالش کرتے رہے جب کہین تہوڑی سی نرمی رگون اور پٹھون مین پیدا ہوئی۔ یہان سے آپ نے ایک بڑا میدان دیکھا جسکے ایک حصے مین چند جہونپڑیان دکہائی دین آپ کو خیال ہوا کہ یہ کوئی گاؤن ہوگا اس مدت مین

[illegible]نا چاہیے۔ مگر اس شخص سے جو طاقت کے زمانے میں بھی ہزار دقت اس تیر [illegible]
[illegible] پہاڑ پر چڑہا ہو کمزوری بلکہ نیم مردہ حالت میں نیچے اترنا کس طرح [illegible]
[illegible] ہوسکتا تہا لیکن ہمارے کے پہلو میں ایک ایسا دلیر اور بہادر دل تہا
جو کسی مصیبت کو مصیبت اور مشکل کو مشکل نہیں سمجھتا تہا۔ آپ اپنی نیم کٹے
[illegible] پاؤں کی مدد سے نیچے اترنے کے لئے لڑکہڑاتے ہوئے کہڑے ہوئے
[illegible] تو نہیں گیا مگر درخت کی اسی ٹہنی کو جس کے ذریعے طاق میں بیٹھے تہے
[illegible] ہوا میں معلق لٹک گئے جب ٹہنی طاق کے منہ سے ہٹی تو آپ نے اسکو
چھوڑ دیا اور پہاڑ کی ایک ڈہلوان چٹان پر گر پڑے مرتا تو آپ کو مد نظر
تہا ہی کئی فٹ تک لڑہکتے ہوئے چلے گئے اور کسی پتھر کو پکڑ کے رکنے کا خیال
[illegible] گیا جسم میں سوائے ہڈیوں کے گوشت کا نام تک باقی نہ تہا پتھر پر گرنے سے
[illegible] ضربیں آئیں اور جگہ جگہ سے کہال چہل گئی۔ مگر آپ نے ذرا بہی پرواہ
[illegible] کی اور ہوش و حواس قایم رکہے۔ تہوڑی دیر کے بعد آپ نے آہستہ آہستہ
[illegible] گنا شروع کیا۔ اور یہ شعر پڑہتے رہے ؎

مرے یاسنت وبیدا پر ونت شہرا شی نوٹلا کہالی
پر نیتو نر بھیا چھتی واہی نارائنا سی لاکہولی

[illegible] ایک باخدا بزرگ پر ہلاد کے متعلق ہے جسکے باپ ہرناکشپ نے اسکو
[illegible] مرضی کے خلاف وشنو کی بہگتی کرتے ہوئے دیکھکر پہلے تو بہت سمجہایا

مگر بعد مین نہ ماننے پر ایک پہاڑ سے نیچے ڈھکیل دیا۔ تاکہ اوس کا کام تمام ہو جائے۔ لیکن خدا نے اپنے سیوک کو بچا لیا۔ اور وہ زندہ سلامت پایا گیا ؎

جتنے تارے گگن مین سواتنے دشمن ہوئے
پر کرپا ہو شری رام کی تو بال نہ بیکا ہوئے

غرضکہ کئی گھنٹے تک متواتر رینگتے رینگتے آپ نے آدھا راستہ طے کیا تھا کہ شام ہو گئی اور چارون طرف اندھیرا چھا گیا۔ مجبوراً آپ کو شب اسی پہاڑ پر کاٹنی پڑی۔ تمام شب تارے گن گن کر گذاری اور صبح کی روشنی نمودار ہوتے ہی آپ بدستور چلنے لگے دوپہر کے قریب آپ خدا خدا کر کے پہاڑ سے نیچے اترے اور میدان کیطرف بڑھے۔ آدھا راستہ طے کرنے پر آپ کو بھیل عورتون نے دیکھا اور ڈر کر بھاگنے لگین کیونکہ ان کے خیال مین بھی زندہ انسان اس ہیئت کا نہ آیا ہوگا وہ سمجھین کہ یہ ہڈیون کا پنجر قبر سے اُٹھ کر آیا ہے۔ عورتون کو بھاگتے ہوئے دیکھکر آپ نے ہاتھ کے اشارے سے انکو بلایا یہ دیکھکر عورتین رکین تو ہی لیکن قریب آنے اور ان کا حال دریافت کرنیکی کسی مین ہمت نہ تھی بصد مشکل ایک کے پیچھے ایک قریب آئین اور بغور دیکھنے سے انکو یقین ہو گیا کہ یہ مردہ نہین زندہ انسان ہے اور بھوک پیاس کے صدمے سے اس کا یہ حال ہو گیا ہے۔ چہارح

نے اپنی دھیمی آواز مین ان عورتون سے کہا کہ مجھے گاؤن مین لیچلو۔ عورتون نے کہا کہ ٹھیرو ہم اپنے مردونکو بلا لائین وہ تمکو اُٹھا کر لیجائینگے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے ذرا میرے ہاتھہ پیر دبا دو اور مالش کردو اکڑ جانے کی وجہ سے ان مین درد ہو رہا ہے۔ خدا نے عورتون کا دل بہ نسبت مردون کے زیادہ نرم دل اور زود اثر بنایا ہے یہ حالت دیکھکر انکا دل بھر آیا اور رونے لگین اور سب کی سب بیٹھ کر ہاتھہ پیر دبانے لگین کسیقدر آرام پہنچنے پر آپنے فرمایا کہ مردون کے آنے مین دیر ہوگی تم ہی مجھے گاؤن تک لیچلو تو بڑی کرپا ہوگی چنانچہ عورتون نے بخوشی اُٹھایا اور گاؤن مین لاکر تیسرے جھونپڑے مین اتارا۔ مہاراج جھونپڑی کے ایک کونے مین پڑ گئے۔ اس بستی کا نام گوال واڑی ہے اور گوال لوگ یہان رہتے ہین یہ لوگ کھویا اور مٹھائی زیادہ بنایا کرتے اور ناسک مین جو یہان سے ۶ میل کے فاصلے پر ہے لیجا کر بیچا کرتے ہین۔ دوسرے دن بستی مین جو ان بھیلون کی جھونپڑیون سے تھوڑی ہی دور ہتی خبر ہوگئی اور لوگ دیکھنے کے لئے آنے لگے۔ حال دریافت کیا تو آپ نے پہاڑ پر جانے اور ایک برس اپاس کیحالت مین گذارنے کا سارا قصہ بیان کیا۔ جسکو سنکر لوگ آبدیدہ ہوگئے اور تسلی و تشفی دی۔ ایک برہمن سنار چار دن تک پانی لا لاکر پلایا کرتا۔ پھر بستی والے ان کے لئے گرم دودہ لانے لگے۔ چند روز مین آپ کو طاقت معلوم ہونے لگی اور چند

منٹ تک کہڑے رہنے لگے۔ رفتہ رفتہ تہوڑی دور چلنے کے قابل ہو گئے۔
اور دوسرون کو تکلیف نہ دینے کے خیال سے اپنے لئے خود پانی لانے لگے۔
ایک عرصے تک آپنے محض پانی اور دودہ پہ بسر کی۔ ایک دن چند لوگون نے
روٹی کہانے کی رائے دی۔ چنانچہ بھنی کے آٹے کو دودہ مین گوندہ کر خود
روٹی پکائی اور اوسمین تہوڑا سا ٹکڑا بڑی مشکل سے کہایا۔ روزانہ کہاتے کہاتے
لکڑی کے سہارے چلنے کی طاقت آگئی۔ اور اب آپ بذات خود لستی مین
جاکر اناج مانگنے اور بہیل عورتون کی مدد سے آٹا پیسکر اوسکی روٹی پکانے اور
کہانے لگے۔ پہر خود جنگل مین جاتے اور خود رو سبزی توڑ کر لاتے اور پکاکر کہاتے۔
جب دیکہا کہ اچہی خاصی طاقت آگئی تو آپ بہیلون کے ساتھ جنگل مین جاتے
اور اون کو لکڑیان اور اپلے چن چن کر دیتے جو ناسک لیجاکر بازار مین بیچتے
اور اپنا اور اپنے بال بچون کا پیٹ بہرتے۔ چند روز بعد آپ خود ہی
لکڑیون کا بوجہا اٹہاکر ناسک جانے اور بازار مین بیچکر اوس سے اناج
خریدتے اور اپنا پیٹ بہرتے۔ ان ایام مین آپ کے جسم پر صرف ایک
لنگوٹی تہی جسکو ہمیشہ باندہے رہتے اور ایک پہٹا پرانا ٹاٹ کا ٹکڑا تہا جس سے
اپنا بدن ڈہانکتے۔ زنار گلے مین تہی لیکن اسقدر میلی ہو گئی تہی کہ کالا تاگہ معلوم
ہوتی تہی۔ اتنے دن کی خوراک نے آپ کے جسم مین طاقت تو پیدا کر دی
تہی لیکن گوشت کا پتہ اب بہی نہ تہا بلکہ جسم کی کہال تہی جو ہڈیون پر باقی

ردگئی تھی اترنے لگی تھی۔ جسکو دیکھکر خود آپ کو اور دوسرے لوگون کو سخت تشویش پیدا ہوگئی تھی۔

گوال واڑی مین آپ قریباً ۳ ماہ رہے بدن مین کافی طاقت آجانے پر آپنے وطن کا ارادہ کیا۔ پہلون کو آپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا لیکن آپ کا مصمم ارادہ دیکھکر خاموش رہگئے۔ چلتے وقت بہت سی روٹیان آپنے ساتھ باندھ لین۔ اور چاندوڑ کے راستے سے ہوتے ہوئے پیدل وطن کی طرف چلے ۶ دن متواتر چلے۔ شب کو چلتے اور دنکو درخت کے سایہ مین آرام کرتے ۶ دن تک وہی ساتھ لائی ہوئی روٹیان کھاتے رہے جہان پانی ملتا پی لیتے ۶ دن بعد آپ کا وطن ایک میل کے فاصلے پر رہا۔ دن تھا اس سے اسیجگہ ٹھہر گئے اور ناگ پنچمی کی شب کو۔ انکے قریب اندہیرے مین قصبہ مین داخل ہوئے۔ راہ مین گھر کیطرف مڑے ہی تھے کہ بڑے بھائی بالکرشنا راؤ تماشے ہی سے ملے آپ دبک گئے اور یہ آگے بڑھ گئے پھر ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ گھر مین داخل ہوتے وقت آپ نے بھائی کو پکارا۔ بالکرشنا راؤ اپنا نام سنکر پیچھے مڑے۔ مہاراج کو کھڑے ہوئے دیکھا مگر پہچان نہ سکے اتنے مین مہاراج خود آگے بڑھے اور کہا بالکرشنا مین نے تمہین پکارا تھا انکی آواز پر بالکرشنا راؤ نے اپنے بھائی کو پہچانا۔ دوڑ کر گلے سے لپٹ گئے دیکھا کہ ہڈیون کا ڈھیر باقی رہگیا ہے۔ مہاراج بھی بھائی سے مل کر

روئے لگے۔ بالکرشنا راؤ نے کہا بہائی تمہارا یہ حال کیا ہوا ہے صورت دیکھکر بہی پہچاننا مشکل ہوگیا ہے خیر خدا کا شکر ہے کہ تم صحیح سلامت گہر آگئے ۱۶ ماہ کے بعد آج دیکہا خط نہ آنے سے سب لوگ آپ سے ہاتھ دہو بیٹھے تہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ خیر جو کچھہ ہوا اچھا ہوا ابہی تو کسیکو خبر نہ کرو اور مجھے چپکے سے گہر لیچلو۔ صبح تمہارا جو جی چاہے کرنا۔ چنانچہ بالکرشنا راؤ چپکے سے کرتہ اور دہوتی لائے اور مہاراج کو اپنے ساتہہ گہر میں لیگئے۔ اور مہاراج کے خاص کمرے میں جس میں مہاراج عبادت کیا کرتے تہے لٹا دیا۔ اور خود بہی سو گئے اتفاق کی بات کہ اس دن مکان میں ان کے خاندان کے سب لوگ موجود تہے مہاراج کے والد بہی دہولئے سے وطن آئے ہوئے تہے کیونکہ ان کے دادا اور تمام خاندان کی مالی حالت بہت نازک ہو چلی تہی۔ صبح ہوتے ہی بالکرشنا راؤ نے سب سے پہلے اپنے چچا کو خبر کی جو بہت خوش ہوئے اور دوڑے ہوئے مہاراج کے پاس آئے گلے ملے اور پہر جاکر مہاراج کے والدین کو خبر کی جنکے ساتہہ تمام خویش اقارب آجمع ہوئے۔ بالکرشنا راؤ نے مہاراج کی زبانی سنی ہوئی سفر کی کیفیت اور برس روز کے اپاس کا حال سب سے بیان کیا جس کو سنکر سب لوگ انکو تپسچری کہنے لگے۔ مہاراج سے سب تو ملے مگر مہاراج کے دادا صاحب کو ابہی تک خبر نہیں کی گئی تہی کیونکہ مہاراج کے جانے کے بعد انپر فالج گرا تہا تمام جسم بے حس و حرکت ہو گیا تہا اور آپ اُٹھنے بیٹھنے سے بالکل معذور ہو گئے

تب صرف بولنے سننے اور دیکھہ سکتے تھے۔ اسی حالت مین آپ نے
سنیاس اختیار کر لیا تھا۔ اسوجہ سے سبنے یہ تجویز کیا کہ مہاراج کے
آنیکی خبر ان کو یک لخت نہ سنائی جائے۔ ورنہ ممکن ہے کہ شادی مرگ ہو
جائے۔ چنانچہ بتدریج خبرین سنانے سناتے تیسرے روز مہاراج کے
آنیکی خبر دی گئی۔ اسپر ہی مہاراج کو دیکھتے ہی گوپال راؤ شاستری چیخین مار
کر رونے لگے۔ مہاراج اب گہر مین رہنے لگے اور سب لوگ ان کی حد
زیادہ خاطر مدارات کرنے لگے۔ مہاراج کی حالت سے بہت سے لوگ
واقف ہو گئے تھے اور سچی عظمت ان کے دلون مین پیدا ہو گئی تھی ایک
روز مہاراج کو ٹانگے نامی ہیڈ ماسٹر کے ہان کسی تقریب پر مجبوراً جانا پڑا
کیونکہ آپ جب سے آئے تھے باہر بہت ہی کم نکلتے تھے۔ ہیڈ ماسٹر نے
آپ سے اسقدر لاغری اور نقاہت کا سبب دریافت کیا لیکن آپنے
اصلی حقیقت اپنی زبان سے بیان نہین کی اور باتون باتون مین ٹال دیا
ہیڈ ماسٹر جہاندیدہ شخص تھا بالکرشنا راؤ سے کہا کہ ان کی ظاہری حالت
گو خراب معلوم ہو رہی ہے لیکن چہرے کی سرخی اور مسرت باطنی حالت کے
اچھا ہونیکی دلیل ہے۔ بالکرشنا راؤ نے اسپر مہاراج کی ریاضت کا تمام
حال بیان کیا جسکو سنکر ہیڈ ماسٹر مہاراج کے بچپنے اور ریاضت ترک اور اپنے
بڑھاپے اور اسکی حالت پر افسوس کرنے لگا۔

مہاراج کی والد کا انتقال

چند روز کے بعد شب کے بارہ بجے مہاراج کے والد گووندراؤ شاستری نے یکایک ہیضہ گیا اور دوسرے روز (گوکل اشٹمی کے دن) دوپہر کو بارہ بجے کے قریب اس جہان فانی سے انتقال کیا۔ ان کی علالت میں مہاراج ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے جدا نہ ہوئے اور ان کا آخری سانس مہاراج کے زانو پر نکلا۔ تمام گھر ماتم کدہ بنگیا اور اس ناگہانی انتقال نے خویش و اقارب کو سخت صدمہ پہنچایا۔ مہاراج کو اپنے والد کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا مگر آپ نے بالکل صبر سے کام لیا۔

اب مہاراج نے اپنے لئے ایک روزنامچہ تیار کیا جس کے مطابق وہ ہر روز عمل کرتے رہے۔ اشنان۔ سندھیا۔ منتر کی جپ۔ پوجا پاٹ سے بتدریج فارغ ہوکر باقی وقت گرنتھ کے مطابق حکمت کا درس لیتے۔ ان کے چچا اور دادا ان کو درس دیا کرتے۔ ان دونوں عالموں کی بدولت مہاراج نے حکمت پر بہت جلد عبور حاصل کرلیا۔

مہاراج کے دادا کا انتقال

مہاراج کے دادا گوپال راؤ شاستری نے ۱۸ ماہ اپنے پوتے یعنی مہاراج

کو حکمت کا سبق دیا ایک دن ۱۲ بجے شب کو آپ نے مہاراج کی والدہ ماجدہ کو جو دوسرے کمرے میں آرام فرمارہی تھیں زور سے آواز دیکر بلایا آپ گھبراکر دوڑیں دیکھا تو آپ ہوش میں ہیں قریب بلایا اور کہا کہ مجھے اٹھاکر تکیے کے سہارے جس طرح میں بتاؤں بٹھا دو۔ چنانچہ آپ نے سہارا دیکر اٹھایا اور ایک خاص وضع پر۔ جیسا کہ انہوں نے بتایا بٹھادیا بیٹھتے ہی آپ نے قید ہستی سے نجات حاصل کی۔ مہاراج آئے اور والدہ صاحبہ کو صبر کی تلقین کی۔ تمام شب ان کے سامنے بھجن اور کرتن کیا گیا دوسرے روز تجہیز و تکفین کی گئی۔ جنازے کے ساتھ ہزاروں آدمیوں کا ہجوم تھا اور ہر ایک آپ کے علم و فضل اور اخلاق حسنہ کو یاد کر کرکے رو رہا تھا۔ ندی کے کنارے خاص مقام پر سمادھی دی گئی۔ ۱۲ دن کے بعد رادھنا و چھوکی رسم بڑے پیمانے پر ادا کی گئی جس میں سینکڑوں آدمیوں نے حصہ لیا۔

مہاراج کی دوسری بیوی کا انتقال

مہاراج نے اپنے مقرر کردہ روزنامچہ پر ایک سال کامل عمل کیا۔ اس سال میں مہاراج کی دوسری بیوی نے بھی انتقال کیا۔ گویا ایک سال کے اندر والدہ۔ دادا اور بیوی یکے بعد دیگرے راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ

چونکہ دنیا میں اب انکے لیئے کوئی لطف نہ رہا تھا اس لیئے علم طب کیطرف آپ نے کامل توجہ کی۔ تجربے کے لیئے قصبے میں جو شخص بیمار پڑتا آپ اسکا علاج مفت اور خود مریض کے گھر جا کر کرتے۔ تھوڑے دنوں میں آپ کی کافی شہرت ہو گئی۔ اور چند جان بلب مریضوں نے آپ کے ہاتھ سے شفا پائی اور آپ کی قدر و منزلت میں روز بروز ترقی ہونے لگی۔

مہاراج کی تیسری شادی

مہاراج کے چچا اور والدہ نے اب ان کی تیسری شادی کی تجویز کی۔ اور مہاراج سے دریافت کیا لیکن آپ دنیا اور اسکے لواحقات سے کچھہ ایسے متنفر ہو رہے تھے کہ ذاتی عیش و آرام کی مطلق پرواہ باقی نہیں رہی تھی۔ حکمت کا مشغلہ بھی صرف خلق اللہ کی خدمت کے لیئے اختیار کیا تھا ذاتی مفاد اس سے بھی مقصود نہ تھا۔ شادی کی خبر سنکر یہ سخت متردد ہوئے گو آپ نے صاف طور پر انکار کر دیا تھا لیکن چچا اور والدہ کا پاس ادب حکم عدولی سے زیادہ تھا۔ جب دیکھا کہ شادیوں کا مہینہ آگیا اور اب شادی جلدی ہو جائیگی تو آپ کسی بہانے سے پونہ اپنے بھائی بالکرشنا راؤ کے پاس چلے آئے۔

بالکرشنا راؤ شاستری بہ نسبت مہاراج کے علم کیطرف بہت زیادہ

راغب تھے۔ ان کے دادا گوپال راؤ شاستری نے شاستروں کی تعلیم انکو
پورے طور پر دی تھی۔ ذہین ہونیکی وجہ سے اپنے دادا کے زیر تعلیم انہوں نے
نے علم شاستر میں مہارت تامہ حاصل کی تھی جسسے ان کی اچھی خاصی شہرت
ہوگئی اور بڑے بڑے معتبر عالم ان سے ملنے کی خواہش رکھتے تھے۔ والد
کی وفات کے بعد بالکرشنا راؤ وہو سے لئے گئے۔ اور اپنے والد کے ایک
ملاقاتی وکیل سے سفارشی چٹھی لیکر بمبئی کے مشہور وکیل داجی آباجی کھرے
کے مکان پر گئے۔ مسٹر کھرے نے ان کی ذاتی قابلیت اور خاندانی وقار
کے لحاظ سے نہایت خاطر مدارات کی اور پھر مسٹر ہری نارائن آپٹے کے آنند
آشرم پریس کے منیجر کی اسامی پر پونہ میں تقرر کرادیا۔ یہاں آپ کے علم کی کافی سے زیادہ
قدر افزائی ہوئی اور بارسوخ اصحاب نے آپ کو پونہ ٹرننگ کالج کیلئے
سنسکرت کا پروفیسر بننے کی خواہش ظاہر کی اور آپ کا یہاں تقرر کرادیا
چنانچہ آجتک آپکا اسیجگہ پر تقرر ہے۔ مہاراج چند روز ان کے پاس ٹھہر
کر شادیوں کے مہینے کے اختتام پر واپس وطن تشریف لے گئے
شادی کا مہینہ ختم ہونے کے لیے ابھی آٹھ روز باقی تھے مہاراج کا یہ
خیال تھا کہ آٹھ دن میں شادی کا انتظام ہونا مشکل ہے لیکن قدرت کو جو
کام منظور ہوتا ہے خواہ وہ انسانی طاقت سے برسوں میں نہ ہو سکے وہ
ایک پل میں کرا لیتا ہے۔ مہاراج کا گھر پہنچنا ہی تھا کہ ایک معزز برہمن

جو ایک مدت سے اپنی لڑکی مہاراج سے منسوب کرنیکی آرزو اپنے دل مین رکھتا تہا مہاراج کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ میرے گہر ایک بیمار ہے براہ کرم ایک نظر اوسکو دیکہہ لین۔ مہاراج تو بیمارونکی خدمت چاہتے ہی تھے فوراً ساتہہ ہولئے۔ مکان مین بیٹھکر برہمن نے کہا مہاراج آپ کی دعا سے بیمار تو میرے یہان کوئی نہین ہے۔ بات یہ ہے کہ مجھو آپ سے بہت ہی محبت ہے اور مدت سے آرزو ہے کہ تم کو اپنی دامادی مین لون۔ بہت سے شریف اور مالدار گہرانون کے پیغام آئے مین نے کسیکو قبول نہین کیا اتنے مین لڑکی بھی سامنے آگئی۔ مہاراج نے دیکہا اور گردن جہکائی۔ برہمن سمجہہ گیا کہ انکا سکوت نیم رضا میری مراد بر آئی۔ چنانچہ آپ کے چچا جان کو بلایا گیا۔ اور انہون نے مہاراج کو شادی پر رضامند کر لیا اور چار روز کے اندر آپ کی تیسری شادی ہوگئی۔

ڈھائی سال کا چلّہ

چند روز کے بعد مہاراج اپنی بیوی کو لیکر بالکرشنا راؤ اپنے بہائی کے پاس پونہ آگئے۔ یہان اپنی بیوی کو چہوڑ کر سانگلی گئے۔ یہان پہنچکر آپکو خیال ہوا کہ حکمت کے ساتھ ساتھ خدا کی عبادت اور عملیات سے بہی کام لینا چاہیے اس سے آیندہ زندگی عزت اور آرام سے گذریگی چنانچہ

کرشنا ندی کے کنارے دت کے مندر مین ڈہائی سال تک قیام کیا اور
تمام وقت پوجا پاٹ اور عملیات مین گذارا۔ اس طویل عرصے مین انہون نے
پکا ہوا کہانا ترک کر دیا۔ صرف چنے میوہ اور درخت کے پتون پر گذر
کرتے رہے۔ چنے اور میوہ کبہی کبہی کہاتے اکثر نیم گوندنی۔ کرڑی اور
بیل کے پتے کہایا کرتے۔ ڈہائی سال کے بعد آپ کو گہر جانیکا خیال ہوا
چنانچہ سانگلی سے پونہ روانہ ہوئے۔

انوکھی مصیبت

چونکہ مہاراج ڈہائی سال سے مندر مین فقیرانہ زندگی بسر کر رہے
تہے سانگلی سے پونہ پیدل روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ایک گاؤن مین پہنچے
ایک شخص نے برہمن زائر سمجہکر انکو اپنے یہان ٹہیرایا اور کہانیکا بندوبست
کیا یعنی خام اشیا خوردنی دین کہ پکاکر کہالین آپ نے کہا اسوقت تو
میرے پاس چنے ہین دوپہر کو کہانا پکاؤنگا۔ چنانچہ چنے کہاکر پانی پی لیا
تہوڑی دیر کے بعد رفع حاجت کو گاؤن سے باہر گئے۔ قریب ہی
کولاٹی قوم کا قافلہ جو کئی روز سے یہان اترا ہوا تہا کوچ کی تیاریان کر
رہا تہا یہ کہڑے ہوکر انکا تماشہ دیکہنے لگے۔ اتنے مین اسی قافلہ کا ایک گدہا
ان کے قریب آیا اور تین چکر کہاکر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ پیچہے پیچہے ایک

کولاٹی آیا۔ مہاراج کو دیکھکر پہچان گیا کہ یہ شخص اس گاؤن کا نہین ہے کوئی اجنبی اور مالدار اسامی ہے۔ چونکہ اس قوم کا پیشہ عام طور پر چوری اور رہزنی ہے مہاراج کو پکڑ لیا اور کہا کہ اس گدہے کو تم نے کیون مارا؛ مہاراج نے فرمایا کہ بہائی مین تو رفع حاجت کیلئے آیا تہا تمہارا سامان بندہ رہا تہا کہڑے ہوکر دیکھنے لگا یہ گدہا خود یہان آیا اور گر کر مر گیا بہلا مجہے کیا ضرورت تہی جو بیچارے بیزبان کی جان لیتا۔ کولاٹی سنگدل نے ایک لات اس زور سے ماری کہ مہاراج چارون خانے چت گر پڑے ابہی اُٹہنے ہی نہ پائے تہے کہ ایک عورت اور ایک مرد اور آگئے اور یہ بہی مہاراج کو گالیان دینے لگے اور کہا کہ پتہر مار کر گدہے کو مارا اور پہر کہتا ہے کہ ہم نے نہین مارا۔ مہاراج نے کہا کہ بہلا پتہر سے بہی اتنا بڑا گدہا مر سکتا ہے؛ جو مین نے مارا۔ پہلے کولاٹی نے کہا ہان ہان ہو سکتا ہے۔ اگر اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو گدہے کی قیمت ادا کر دو ورنہ اسی گدہے کا سامان تمہاری پیٹھ پر لادا جائیگا۔ مہاراج نے کہا تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ نہ مین نے گدہے کو مارا اور نہ پاس پیسہ کہ قیمت ادا کر سکون۔ چنانچہ کولاٹی مہاراج کو پکڑ کر لیگئے اور جہان سامان گدہون پر لادا جا رہا تہا اِن کی پیٹھ پر بہی لادا گیا اور ایک رسی گدہے کی گردن سے باندھکر انکی کمر سے باندہ دی گئی۔ قافلہ روانہ ہوا اور قریباً ۵ میل تک مہاراج اسی صورت سے بوجہہ سر پر رکہے ہوئے چلا کئے۔ وزن اسقدر زیادہ تہا کہ آپ سے

اٹھ نہ سکتا تہا اور اکثر بیہوشش ہو ہو جاتے تہے مگر بیرحم اور ظالم کولاٹی انکو
گالیان دیتے اور ستاتے ہوئے بڑہتے ہی رہے - خدا خدا کرکے ایک گانون
کے قریب میدان مین انہون نے ڈیرا ڈالا - مہاراج کے سر سے بوجہہ اتارا
اور جہان اور گدہے باندہے گئے انکو گلے مین بہی رسی ڈالکر ایک کہونٹے کر
باندہ دیا گیا - کہانے کے لئے کولاٹیون نے اپنا کہانا دیا مگر مہاراج نے
قبول نہ کیا - سب لوگ سو گئے مگر مہاراج کو رات بہر نیند نہ آئی اور سوچتے
رہے کہ آخر کس خطا پر قدرت نے میرے لئے یہ ذلت وخواری اور مصیبت
سے لبریز سزا تجویز کی ہے - اسی فکر مین صبح ہو گئی - اس روز بہی مہاراج
سے گدہون کا سا کام لیا گیا - رات کو مہاراج نے کولاٹی عورتون کے سامنے
الوہیت پر تقریر کرنی شروع کی اور اسقدر بلند آواز سے کہ ادہر سے گذرنے
والا بہی سن سکے -

کولاٹی مرد جہان چور اور رہزن ہوتے ہین وہان انکی عورتین بدچلن
اور فاحشہ ہوتی ہین - جس جگہ یہ پڑاؤ ڈالتے ہین اسکے قریب کے بدکار اور
بدچلن لوگ ان عورتون کے پاس آتے اور ناجایز تعلق رکہتے ہین - چنانچہ
اتفاق سے اس رات گانون کا پٹیل ان عورتون کے پاس آیا ہوا تہا - اوسنے
قوم مرہٹی کی عالمانہ تقریر سنی تو متعجب ہوا کہ کولاٹیون مین برہمنون کی سی صاف
شستہ مرہٹی بولنے والا کون ہو سکتا ہے - علاوہ ازین تقریر ایسی دلکش تہی

کہ پٹیل کہ اُٹھا اور سننے کیلئے جہونپڑی کی طرف بڑہا۔ اور دریافت کیا کہ یہ کون تقریر کر رہا ہے؟ کولائی عورتون نے کہا ادہر نہ جاؤ۔ وہ بھی تمہاری طرح ایک عورت سے تعلق رکھتا ہے۔ پٹیل نے سونچا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو شخص ناجائز فعل کیلئے آئے وہ خدا کا ذکر کرے اور وہ بھی باآواز بلند یہ خیال کرکے وہ پہر آگے بڑہا۔ مہاراج کی جہونپڑی کے قریب پہنچتے ہی بہت سی عورتین باہر آگئین اور پٹیل کو دوسری طرف لیجانے لگین۔ اسپر پٹیل کو قدرتی طور پر شک پیدا ہوگیا کہ ضرور کوئی بہید ہے۔ آخر زبردستی اس جہونپڑی مین جا گہسا۔ دیا سلائی سلگا کر دیکہا تو مہاراج کا مُتین اور مدبر چہرا دکہائی دیا۔ پاس جاکر دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ مہاراج اسکو فرشتۂ رحمت سمجھکر رو پڑے اور سارا قصہ سنایا کہ یہ ظالم گدہے کیطرح باندہ کر مجھے یہاں لائے ہین اور سخت تکلیف دے رہے ہین۔ پٹیل نے تمام کولائیونکو جمع کرکے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کولائیون نے کہا کہ اس شخص نے پتھر مارکر ہمارے گدہے کو مار ڈالا قیمت مانگتے ہین تو دیتا نہین اسلئے ہم نے اسکو پکڑ رکہا ہے تاوقتیکہ یہ قیمت ادا نہین کرے گا ہم نہین چہوڑنے کے۔ پٹیل نے کہا اچہا اسوقت تو تم اسکو چہوڑ دو کل ہم اس کا فیصلہ کر دینگے۔ کولائیون نے نہ مانا۔ مجبوراً پٹیل چلا گیا۔ اور دوسرے دن گاؤن کے چار پانچ آدمی لیکر آیا۔ مقدمہ پیش ہوا۔ ایک آدمی مقام واردات پر گدہے کی لاش

کا معائنہ کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ حسین واپس آکر کہا کہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بدن کے جسم پر کوئی خارجی ضرب نہیں ہے اور وہ کسی بیماری سے مرا ہے۔ جانبین کے بیانات لینے کے بعد پنچایت نے فیصلہ کیا کہ مجرم بےقصور ہے اور مدعی جھوٹے اور دغاباز ہیں اور شریف آدمی کو اپنے دام میں پھنساکر روپیہ وصول کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مہاراج کو رہا کیا گیا اور کولاٹیوں کو حکم دیا گیا کہ اسیوقت یہاں سے چلے جائیں اور دوبارہ اس سرحد میں یا اسکے قرب وجوار میں نہ آئیں ورنہ سخت سزا دی جائیگی۔ چنانچہ کولاٹیوں نے اسیوقت اپنا ڈیرا اُٹھا لیا۔ پٹیل مہاراج کو اپنے ہمراہ گھر لے آیا۔ کھانے کا انتظام کیا کھانے سے فارغ ہوکر مہاراج نے پٹیل کا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوئے

علاوہ دیگر واقعات کے یہ واقعہ جو مہاراج کو پیش آیا صاف بتاتا ہے کہ کوئی خفیہ طاقت (شاید تقدیر جو ہمارے اچھے اور بُرے کا فیصلہ کرتی ہے) بچپن سے ہر وقت ان کے ساتھ رہکر انکو رفتہ رفتہ عالم قدس کیطرف بڑھا رہی تھی۔ اور مجبوراً ان کو ایسی حالتوں میں سے گذرنا پڑرہا تھا جہاں خودی کا بالکل خاتمہ ہوجاتا ہے۔ انسان ہوکر بوجھ اٹھانیوالے جانوروں کا کام کرنا۔ برہمن ہوکر کولاٹیوں کے لات گھونسے اور گالیاں کھانا اور اسپر صبر کرنا معمولی انسان کے درجہ سے بڑھا ہوا ہے ؎

اونچا اونچا سب کوئی مانگے نیچا مانگے نہ کوئی ۔ نیچا جو کوئی مانگے تو وہ سب سے اونچا ہوئے

پونہ مین اپنے بہائی کے گہر پہنچکر مہاراج ایک دو روز رہے اور پہر اپنی بیوی کو لیکر سلامتی سے گہر پہنچے۔ چچا نے ان کو سمجہایا کہ اب گہر چہوڑ کر نہ جانا کیونکہ تمہاری بیوی اب جوان ہوگئی ہے اور تمہین دنیا داری کا بہی حظ اٹہانا چاہیے۔ چنانچہ مہاراج نے طبابت کا سلسلہ جاری کیا اور چند دنون کے بعد امراوتی مین دواخانہ جاری کیا اور مریضون کا خاطر خواہ ہجوم ہونے لگا۔ یہانتک کہ دور دور سے مریض علاج کو آتے اور شفا پاتے۔ صبح سے بارہ بجے تک مطب کرتے ۲ بجے تک کہانا کہاتے اور باہر کے مریضون کا معائنہ کرتے۔ دو گھنٹے شام کو بیمارون کی خدمت کرتے۔

باوجودیکہ گہر مین کہانے کا اچھے سے اچھا انتظام ہوسکتا تہا لیکن قدرت نے انہین اپنی منشا کے خلاف ایک لقمہ بہی کہانے نہ دیا چنانچہ آپ چند روز تک ۵ عدد پیاز جو صبح سے ۱۲ بجے تک ابالی جاتی تہی کہاتے رہے اسکے بعد چند ماہ تک صرف دودہ پر گذارا کیا۔ اور پہر دن بہر مین ایک مرتبہ پانچ کیلے کہاتے۔ مطب اچہی طرح چلنے لگا تو آپ نے ہمیشہ کیلئے امراوتی مین رہنے کا ارادہ کیا اور اپنی بیوی کو بہی اپنے ہی پاس بلالیا مہاراج کی بیوی نہایت فرمانبردار۔ بہولی اور نیک طینت تہین اور اپنے خاوند کے لئے ہر طرح باعث راحت تہین۔ مہاراج نے اس عرصے مین پیٹنٹ دوائین پلیگ ۔کالبرا وغیرہ مہلک بیماریون پر جاری کین۔ اور ان دواؤن نے

شری اپاسنی مہاراج مع اہلیہ در امراؤتی

71 Lakshmi Art Bombay 8

خلق خدا کو اسقدر فائدہ پہنچا یا کہ بازار مین کثرت سے انکی مانگ ہونے لگی۔
ہراوقی مین آپ کے دواخانے نے اعلیٰ پیمانے پر ترقی کی اور آپ نے اسی
ضمن مین ایک طبی رسالہ بعنوان رتن مالا نامی جاری کیا۔ جس مین حروف
تہجی کے تحت مین ہر مرض کا نام شناخت۔ اسباب۔ اثرات اور ان کا علاج
مشرح طور پر بیان کیا جاتا تہا۔ اس رسالے نے طبی دنیا مین مہاراج
کی شہرت بہت بڑہا دی اور بڑے بڑے جلسون مین آپ مدعو ہونے لگے۔
۱۰ سال تک آپ برابر ترقی کرتے رہے عزت و دولت دونون آپ کے
گہر کی لونڈیان ہو گئین۔

رام اور سیتا کا ونواس

دس برس کامل دنیوی عزت و وقار اور دولت بیشمار حاصل کرنے کے بعد مہاراج
کے خیالات مین پہر تغیر واقع ہوا۔ اور وہی افسردگی اور دنیائے فانی کی نفرت
پہر عود کر آئی جو ابتدا سے مہاراج کے دم کے ساتھ ساتھ رہی۔ اور آپ
عیش و عشرت پر افسوس کرنے لگے۔ دیکھنے کو تو ۱۰ برس آپ نے ظاہری
عیش و آرام مین بسر کئے لیکن درحقیقت باطنی خوشی اور اطمینان آپ کو
حاصل نہ تہا جسکی جستجو آپ کو در در پہراتی رہی آخر ایک دن آپ نے عروج پر
آیا ہوا دواخانہ اور رسالہ بند کردیا اور بیوی سے کہا کہ مصیبت اور راحت

دونون کا تجربہ مین نے کیا۔ وقت دونون مین یکسان گذرا لیکن دل کو
آرام اور چین کسی حالت مین میسر نہ ہوا۔ اس عارضی عزت اور آرام سے
اطمینان قلب حاصل نہین ہو سکتا لہذا مناسب ہوگا کہ ہم امراوتی چھوڑکر
کسی اور جگہ چلین۔ فرمانبردار اور راحت و مصیبت مین ساتھہ رہنے والی
بیوی نے کہا بسم اللہ جیسی رائے ہو کیجئے۔ چنانچہ آپ نے بیوی کو ساتھہ لیکر
امراوتی کو خیرباد کہدیا۔ چند روز کے بعد آپ انکریشور (اجین) تشریف لیگئے
دونون درشن کرنے کے بعد نربدا ندی مین اشنان کے لئے گئے اور اشنان
کے بعد انکریشور پہاڑ کے گرد چکر لگانے نکلے۔

اس پہاڑ پر انکریشور مندر ہے۔ جس کی پوجا کے بعد ہر
زائر اس کا چکر لگاتا ہے۔ جس کو پرادکھشنا کہتے ہین۔ اس کے گرداگرد
پھرنے کے لئے چار گھنٹے صرف ہوتے ہین۔ مہاراج پہاڑ کا چکر لگا رہے تھے کہ
پہاڑ کی دوسری سمت مندر اور محل کے عین مقابل تپسیہ کے لئے ایک موزون
جگہ دیکھی اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو تو کیا عمدہ جگہ ہے اور چارون طرف
کیسا عجیب منظر ہے۔ اس سے زیادہ خلوت کیلئے دلکش جگہ اور کونسی ہوگی
مناسب ہوگا کہ ہم اپنی زندگی کے باقیماندہ دن اسی جگہ [illegible]
یاد خدا مین بسر کرین۔ یہ جگہ ایسی متبرک اور پاک ہے [illegible]
کے دل مین اور کچھہ وسوسہ آہی نہین سکتا۔ شہر [illegible] اور مندر [illegible]

بجائی اس مقام کو اور بھی زیادہ دل خوش کن بنا رہی ہے۔ میں اپنی زندگی
کے دن یہیں گزارنا چاہتا ہوں۔ لائق اور وفا شعار بیوی نے جواب دیا کہ
جہاں آپ رہینگے یہ کنیز بھی آپ کے قدموں میں آسیگی بسر کریگی۔ میں
آپ کے رنج و راحت میں برابر کی شریک ہوں۔ چنانچہ اس پہاڑ کا چکر
لگانے کے بعد دونوں صاحب اسی گوشۂ خلوت میں آ بیٹھے کئی روز تک
بہت پھلوں پر گذر رہی اسکے بعد مہاراج کبھی کبھی بازار میں جاکر شہبار
ترکاری لے آتے اور بیوی پکاتیں۔ بھاجی اکثر دلیم کی پکا کرتی تھی جو مہاراج
کی خاص غذا تھی اور مہاراج کے ساتھ انکی بیوی نے بھی اسکی عادت
کر لی تھی۔ اور خاوند کے ساتھ تپسیا اور ریاضت میں شریک رہتی۔
اس طرح قریباً ڈھائی سال گذر گئے۔ ایک دن مہاراج مراقبے میں تھے کہ
یکایک نفس کی آمد و شد بالکل بند ہوگئی اور جسم بے حس و حرکت ہوگیا۔
لیکن یہ تعجب کی بات تھی کہ ہوش برقرار رہتا۔ آپ نے اس مرض کی شناخت
اور سبب دریافت کرنے میں بہت کوشش کی لیکن اسقدر وسیع طبی معلومات
اس مرض کے بارے بالکل بے سود ٹھیریں جس وقت تک اس مرض کا دورہ
رہتا دم لینا دشوار ہوجاتا۔ آخر مہاراج نے سوچا کہ یہ کوئی مرض نہیں
بلکہ قدرت کیطرف سے ایک آزمائش ہے جس میں مجھے ثابت قدم
رہنا چاہئے۔ کچھ دنوں اور یہ دورہ بند ہوگیا اور چند روز تک اور

یہان قیام پذیر رہے۔ اور پھر اپنی بیوی کو لیکر پہاڑ سے اترے اور اتنے عرصے یاد خدا کرنے کے بعد دنیا کے دائرے مین قدم رکھا اور امراؤتی آئے۔ گویا رام اور سیتا نے ونواس کے بعد پھر تخت شاہی پر جلوس فرمایا امراؤتی پہنچکر مہاراج کی بیوی بیمار پڑگئین۔ مہاراج نے خود نسخہ تجویز کیا اور نہایت غور پرداخت سے ان کا علاج کیا جس سے وہ بہت جلد صحت یاب ہوگئیں۔ چند روز آپ امراؤتی مین رہے لیکن دواخانہ بدستور بند رہا

نارائن مہاراج کی ملاقات

اسکے بعد آپ امراؤتی سے ناگپور تشریف لیگئے۔ یہان آپ اپنے کسی دوست کے مکان پر ٹھہرے۔ اتفاق سے سدگرو نارائن مہاراج جو کیڑگاؤن علاقہ پونہ مین اب تک حیات ہین ناگپور تشریف لائے ہوئے تھے آپ خبر سنکر نارائن مہاراج کے درشن کو گئے۔ نارائن مہاراج اسوقت اپنے کسی مرید کے گھر گئے ہوئے تھے اور لوگ آپ کی گدی کے سامنے کرتن اور بھجن کررہے تھے۔ آپ بھی ایک کونے مین بیٹھکر مہاراج کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے مین نارائن مہاراج تشریف لائے اور منکسرالمزاجی اور خاکساری کیوجہ سے آپ بجائے اپنی نشست کے عام لوگون کے ہمراہ زمین پر بیٹھ گئے۔ مہاراج نے پہلے کبھی نارائن مہاراج کو نہین دیکھا تھا اسلئے وہ ان کو مجلس مین داخل ہونے پر بھی پہچان نہ سکے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے اُٹھکر نارائن

مہاراج کے گلے مین پہولون کا ہار ڈالا۔ اسوقت یہ سمجھے کہ ناراین مہاراج یہ ہین۔ چند منٹ تک یہ ہار انہون نے گلے مین رکہا۔ پہر مجلس مین چارون طرف نظر دوڑائی اور مہاراج کو دیکہکر اپنے پاس بلایا۔ مہاراج اُٹھکر قریب جا بیٹھے۔ نارائن مہاراج نے اپنے گلے کا ہار اتار کر انکے گلے مین ڈالدیا اور پہلی جگہ جا بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ آدہے گھنٹے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ مہاراج ہی اپنی قیام گاہ پر آئے لیکن سخت متحیر تہے کہ اتنے آدمیون مین نارائن مہاراج نے مجہہ ہی کو ہار کیون دیا۔ دو روز تک نارائن مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ تیسرے روز نارائن مہاراج یہانسے تشریف لیگئے۔ مہاراج نے نارائن مہاراج کی تصویر خریدی اور اپنی پوجا مین اسکو شریک کرلیا

مہاراج کا مصنوعی سانس لینا

ایک دن مہاراج اچھے خاصے بیٹھے تہے کہ روح کو پہر وہی صدمہ پہنچا جو انکر دیشور مین ہوا تہا اور سانس بند ہوگیا بلکہ اُس سے بدرجہا زیادہ اور مہلک تہا۔ اسوقت یہ اپنے آپ کو مردہ سمجھنے لگے لیکن اپنی زندگی اور اُس انوکہی حالت کا بہی احساس تہا۔ اسلئے وہ اپنی زندگی قایم رکہنے کے لئے سانس لینے کی کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ مصنوعی سانس لینا شروع کیا۔ مصنوعی طور پر سانس کا لینا گویا قدرت سے لڑنا تہا۔ اُسوقت جب

سے انکی جسمانی اور دماغی حالت کا بالکل خاتمہ ہوگیا تہا۔ ان کے لئے اب
صرف دو باتین رہگئی تہین۔ یا تو اسس مصنوعی دم کشی سے اپنی زندگی کو
قایم رکہین یا مرجائین لیکن کوئی خفیہ طاقت تہی جو انکو جینے پر مجبور کررہی
تہی ورنہ ایسا شخص جو ابتدا سے اپنی جان کا دشمن اور اسکو فنا کرنے کے لئے پہر
رہا ہو یہ تکلیف کیون برداشت کرتا۔ یہ سانس سکنڈ مین دو بار کے حساب سے
جاری تہا اور اسکو جاری رکہنے کے لئے آپ کو ہر وقت ہوشیار رہنا پڑتا تہا
اور رات دن مین کسیوقت سو نہین سکتے تہے۔ جس سے آپ کو حد سے زیادہ
تکلیف اُٹہانی پڑی۔ اسس حالت کو دیکہکر آپ کی بیوی سخت پریشان
ہوتین اور گہنٹون پاس بیٹہی رہتین۔ کئی روز کے بعد ان کا دوست جس کے
مکان پر یہ ٹہیرے ہوئے تہے ایسی نازک حالت دیکہکر انکو گاڑی مین ڈال
ڈاکٹر جوگلیکر کے پاس لیگیا۔ یہ ڈاکٹر علاوہ ڈاکٹری کے یوگی بہی تہا۔ جہارشی
کو دیکہکر کہا کہ یوگ ابہیاسی محنت شاقہ اُٹہانے کے بعد جس حالت کو پہنچتا
ہے وہ حالت اسوقت آپ کی ہے۔ اور یہ حالت خوش نصیبون ہی کو میسر
ہوتی ہے۔ آپ کی روح برہمانڈ مین جا پہنچی ہے اور بظاہر آپ کو مرجانا چاہئے
لیکن آپ کی حالت مین ایک خصوصیت ہے جسکو مین خود بہی نہین سمجہہ سکتا
اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اپنی کوشش سے سانس لیکر اپنے جسم
کا تعلق روح سے قایم رکہا ہے۔ اور آپ کی اس انوکہی حالت کیوجہ سے

کی اخیر منزل جو دائمی خوشی پیدا کرنیوالی ہے جا بنگاہ ثابت ہو رہی ہے۔ اور
یہ خصوصیت اس منزل سے خدا جانے اور کس اعلیٰ منزل پر پہنچانے والی ہے۔
جو شغل یوگ سے ہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مہاراج نے رکتی رکتی آواز میں کہا کہ جو کچھ
بھی ہو میں اس تکلیف کو اب برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر آپ علاج کر سکتے
ہیں تو کیجے۔ ڈاکٹر تو سمجھے ہی ہوا تہا کہ دوا کارگر نہ ہو گی محض دلدہی اور
اطمینان کے لئے کچھ دوا دی۔ دو روز تک آپ نے یہ دوا پی لیکن کچھ افاقہ
نہ ہوا۔ پھر اگر آپ یہاں سے دہولئے اپنے بہائی بالکرشنا راؤ کے پاس
جو پونہ سے تبدیل ہو کر چند روز کے لئے یہاں آئے ہوئے تھے چلے آئے
بالکرشنا راؤ نے اپنے بہائی کا علاج خود شروع کیا مشہور ڈاکٹروں اور
ویدوں کی رائے لی مگر کسیکو مرض کی تشخیص نہ ہوئی۔ مہاراج نے ہانپتے ہوئے
کہا کہ میرا اصلی سانس رک گیا ہے اور میں نے اپنی کوشش سے مصنوعی
سانس لینا شروع کیا ہے۔ ڈاکٹروں کو اس بات کا یقین نہ آیا۔ اور کہا کہ
قدرتی سانس بند ہونے پر انسان کی طاقت نہیں ہے کہ وہ مصنوعی سانس سے
بطور زندگی قایم رکھہ سکے۔ اب جبکہ ڈاکٹروں اور ویدوں نے علاج سے
جواب دیدیا تو سوائے تکلیف برداشت کرنے اور اسی حالت میں بے
تاب و خور پڑے رہنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ والدہ بہائی
اور بیوی سخت متردد تھے کہ کیا کیجائے جس نے جو بتایا کیا۔ صدقہ

اتار امنت مانی سب کچہہ کیا مگر بے سود۔ تہک کر بیٹھ رہے اور مشکل آسان ہونیکی دعا کرنے لگے۔ یہ حالت کئی روز تک جاری رہی۔ آخر ایک دن مہاراج نے محسوس کیا کہ واقعی وہ مر رہے ہین۔ اشارے سے کیسکو پاس بلایا اور آہستہ آہستہ گہر والونکو کہا کہ تجہیز و تکفین کی تیاری کرو۔ تہوڑی دیر کے بعد انکا جسمانی احساس بالکل مفقود ہو گیا۔ اور انہون نے خود کو جسم سے بالکل الگ دیکہا جو ایک طرف بلا حرکت پڑا ہوا نظر آیا۔ یہ بہی دیکہا کہ تجہیز و تکفین کی تیاری بہی ہو رہی ہے۔ پہر اس سے بڑہکر خود کو ایسی حالت مین پایا کہ جہان ظاہری اور باطنی دونون وجود دونکا پتہ نہ تہا۔ اسی حالت مین انکے ہوش و حواس بہی گم ہو گئے تہے۔ اسوقت انکے دل کی حرکت بہی بند ہو گئی ہتی۔ اور نبض بہی ساقط ہتی۔ اور دیکہنے والون کو بظاہر مردہ نظر آنے لگے۔ تہوڑی دیر کے بعد ان کے جسم مین حرکت پیدا ہوئی اور ہوش مین آتے ہی مصنوعی دم کشی شروع کر دی۔ ایسے دورے پے در پے ہونے لگے۔ اور آپ ہوش مین آتے ہی مصنوعی سانس سے خود کو زندہ رکہنے کی کوشش کرتے۔ جب ہوش و حواس سے بری ہوتے اور خود کو مردہ تصور کرتے تو تمام مُردون اور ان کے حالات پس مرگ کو دیکہہ سکتے غرض ہر طرف انہین موت ہی موت نظر آتی۔ اس سے آگے بڑہکر آپکو سمادہی کی حالت کا تجربہ ہوا۔ جسکو وہ بیان نہین کر سکتے تہے۔ مہاراج

نے عزیزوں میں ایک نجومی تھا اوس نے کہا کہ اگر مہاراج کی بیوی گولر کے درخت کے گرد خاص تعداد میں چکر لگایا کرین تو ممکن ہے کہ اس مرض سے انکو افاقہ ہوجائے۔ چنانچہ گولر کا ایک چھوٹا سا درخت جڑ سمیت اکھیڑ کر منگایا اور گھر کے صحن مین لگایا گیا۔ اور مہاراج کی بیوی نے حسب ہدایت اسکے گرد چکر لگانے شروع کیے۔ روزانہ پانی ڈالکر اسکو ہرا رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی لیکن چند روز بعد وہ خشک ہوگیا۔ اسپر لوگون کو یقین ہوگیا کہ مہاراج کا جانبر ہونا دشوار ہے۔ لیکن انکی وفادار اور جان نثار بیوی نے اپنا کام بند نہ کیا۔ شدہ شدہ گولر کی ایک شاخ مین کونپل پھوٹی جس کو دیکھکر سب کو حیرت سی ہوئی اور امید ہوگئی کہ اب مہاراج ضرور اچھے ہوجائینگے۔ لیکن اس طواف کی میعاد ختم ہونے پر بھی مرض مین افاقہ نظر نہ آیا۔ اور معاملہ خدا کے سپرد ہوگیا۔ آخر اسی تکلیف مین مہاراج پر غنودگی طاری ہوئی۔ ابھی پلک جھپکی ہی تھی کہ دماغ اور جسم کو ایک قسم کا جھٹکا سا محسوس ہوا جس سے مہاراج پھر بیدار ہوگئے۔ اور مصنوعی دم کشی شروع ہوگئی۔ ہر طرح کے علاج سے تنگ آکر مہاراج نے گھر چھوڑنے اور تنہا رہنے کا ارادہ کیا اور گھر والون سے اس کا اظہار کیا کہ شاید ایسا کرنیسے صحت ہوجائے سب نے کہا اچھا ہم سب تمہارے ساتھ چلتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ نہین ساتھ کوئی نہ ہو یہانتک کہ اپنی دم ساز و غمگسار بیوی کو بھی

ہمراہ نہ لیا اور میخو ڈ کے جنگل مین رہنے کے لئے روانہ ہو گئے - بالکرشنا
راؤ نے دو لڑکے ساتھہ کئے کہ وہان تک پہنچا آئین - دھو لیہ سے چالیس
گاؤن آکر مہاراج نے لڑکو نکو واپس کر دیا اور بھائی کے تجویز کردہ راستے
کو چھوڑکر بذریعہ ریل آپ منماڑ پہنچے - بعد مین ان کے بھائی تلاش مین
چالیس گاؤن آئے اور تمام ریلوے صدر مقامو نپر تار دئے مگر پتہ نہ ملنے پر
واپس لوٹ گئے

مہاراج منماڑ سے نکلکر احمد نگر آئے اور یہان سے راہوری پہنچے -
جہان وہ ایک دن کے لئے کلکری مہاراج کے مکان پر فروکش ہوئے یہ
صاحب بڑے زبردست یوگ ابھیاسی تھے - انہون نے مہاراج کی حالت
کو دیکھکر رائے دی کہ وہ شیرڈی جاکر سائین بابا کا نیاز حاصل کرین - چونکہ
وہ کامل بزرگ اور معرفت کے اعلی مقام پر پہنچے ہوئے ہین تمکو خداشناسی
کی راہ بتاکر کامل صحت بخشینگے - مہاراج نے پوچھا ان کا مذہب کیا ہے جواب
پاکر کہ مسلمان ہین صاف انکار کر دیا کہ مین برہمن ہوکر ایک مسلمان کے آگے
ہاتھہ نہین جوڑ سکتا - اور نہ وہ میرا دکھہ دور سکتے ہین - چنانچہ آپ یہان سے
مجبوری گئے اور خاردار گھنے جنگل مین جا بیٹھے - پیاس لگتی تو ناگ پھنی کے
دو چار پہل کا عرق حلق مین ٹپکا لیتے - اگرچہ اس کا بہی حلق مین اترنا دشوار
تہا - چند روز کے بعد پہر پہلا دورہ شروع ہوا - مگر اس مرتبہ آپ کو

جذبات کا صاف صاف مشاہدہ ہونے لگا۔ احساس جسمی مفقود ہو کر خودی کا نشان ہی مٹ جاتا۔ اور صرف مہاراج ہی مہاراج براجتے نظر آتے۔ ایک معمولی انسان کو جو خواہشات نفسانی کی طرف مائل ہو اپنی خواہشات کا حظ اٹھانے کیلئے اسکو اپنے جسم کو ذریعہ بنانا پڑتا ہے۔ گویا اوسکی زندگی اور خودی اسکی وجود ظاہری پر مبنی ہیں۔ اور اس وجود کو زندہ رکھنے اور کام میں لانے کے لیئے اسکو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر مہاراج کیحالت اس سے بالکل برعکس تھی۔ مہاراج اس جسم کے تعلق سے بیزار تھے اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے اسکو برباد کرنے کے لیئے انہوں نے جان توڑ کوشش کی تھی۔ اور چونکہ انکی زندگی اور خودی انکے وجود ظاہری پر منحصر تھیں لہذا ان کا وجود اب انپر یعنی اصلی مہاراج پر منحصر تھا۔ اور اسی لئے غذا نہ ملنے اور اسکی نگہداشت نہ کرنیسے بہی وہ ضایع نہ ہوسکا۔ اور اس طرح اصلی ذات (مہاراج) میں ملکر اس مین سما گیا تھا۔ اور وجود ظاہری اور خودی مٹ کر صرف اصلی وجود باقی رہگیا تھا۔ اس قسم کا تجربہ مہاراج کو اب گاہ بگاہ ہوتا رہتا تھا۔ اور جب وہ اس حالت مین ہوتے تو انہیں دوامی خوشی کی زندگی کے سوا اور کچھہ نہ محسوس ہوتا۔ اور جب ظاہری وجود کا احساس ہونے لگتا تو وہ خود کو نہایت ابتر اور قابل رحم حالت مین پاتے۔

مہاراج اس جنگل مین تنہا بے آب و دانہ اور بے خواب چھہ ماہ تک رہے

اس سنسان اور بہیانک مقام پر ہر قسم کے سانپ بچھو اور دوسرے
زہریلے جانور دن دہاڑے ان کے ارد گرد پہرتے لیکن یہ تو جان قربان
کرنے پر آمادہ تہے پرواہ بہی نہ کرتے بلکہ حسرت سے انکی طرف دیکہتے
تھے کہ یہ پہر رہے ہین تو قریب آکر کاٹتے کیون نہین۔
اگر غور سے دیکہا جائے تو ہر ایک شخص کہیگا کہ ایسی دلیری اور جرأت
کا اظہار بغیر کسی خاص قوت کے نہین ہوسکتا۔ اور یہ وہ قوت تہی جو آیندہ
اپنا اہم کام لینے کے لئے انکو تیار کر رہی تہی اور یہ غیر محسوس طریقے پر اس
قوت کے تابع کام کر رہے تہے اور یہی وجہ تہی جو مہاراج سانپ بچہوؤن کے
مسکن مین اپنا مسکن بنائے ہوئے تھے ؎

گھر جارے گھر او گہرے گھر راکھے گھر جائے
یہ ہی اچنبھا ہم نے دیکہا مڑا کال کو کہائے

یعنی جو اپنے فانی وجود کی پرواہ نہین کرتا اسکو سلامت پاتا ہے ؛ اور جو اسکی
فکر رکہتا ہے اوسکو کہوتا ہے"۔ سچ ہے کہ جو مر کے جیتا ہے وہ موت پر
بہی قابض ہوجاتا ہے۔ مہاراج تمام احساسات فانی سے بری تھے اور ہر وقت
موت کی خواہش دل مین رہتی تہے اس لئے ان کے دل مین خوف کا
نام تک باقی نہ رہا تہا۔
چھہ ماہ بعد ایک روز بڑے بڑے آپ کو خیال آیا کہ اگر مجھے

ندہ بہی زندہ رہنا ہے تو کم از کم اس دائمی مصیبت سے نجات ضرور حاصل کرنا
ہے۔ چنانچہ آپ خود اپنا علاج شروع کیا۔ اور اسی پر خار مقام سے
...جوری گاؤن مین آئے۔ یہان ان کی ایک برہمن سے ملاقات ہوئی
...شخص احمد نگر کے بالا صاحب کا چچا تہا۔) اس نے انہین برہمن دیکہکر اور یہ
دیکہکر کہ نہایت ہی قابل رحم حالت ہے انکو اپنے گہر ٹہیرایا۔ یہان انہون
نے اپنا مجوزہ علاج شروع کیا یعنی گرم پانی پینا شروع کیا۔ برہمن کے اصرار
پر تہوڑی سی گنجی بہی پی لیا کرتے۔ ایک ماہ تک اس طریقے پر چلنے سے آپکی
...ی مین نمایان فرق پیدا ہوگیا۔

نارائن مہاراج کی دوبارہ ملاقات

اس افاقہ کے بعد آپ کو نارائن مہاراج کی زیارت کا شوق ہوا۔ اور آپ
یہان سے مورگاؤن گئے جہان سے سوپا ہوتے ہوئے کیڑگاؤن پہنچنے کا
ارادہ تہا جہان نارائن مہاراج رہا کرتے ہین۔ مورگاؤن مین آپ نے
...دیشوبا کے مندر مین قیام کیا۔ یہان ایک عجیب واقعہ پیش آیا یعنی جو لوگ
...ہنڈوبا کے درشن کو مندر مین آتے مہاراج کے بہی قدم چومتے اور نہایت
عزت واحترام سے پیش آتے۔ مہاراج نے ہرچند منع فرمایا کہ بہائی مین نہ
بزرگ ہون نہ سدہ پروش میری کیون تعظیم کرتے ہو! لیکن لوگ باز نہ آئے

اور کہا کہ ہمارا دل آپ کی طرف جھکا جاتا ہے ہم کیا کرین چنانچہ تمام دن
لوگون کا تانتا بندھا رہا اور آپ کے قدمون مین ریشمی دھوتیان اور دُشالے اور
پھل پھول ڈھیرون جمع ہوگئے - بہت سے لوگون نے اپنے گھر لیجانیکی آرزو
ظاہر کی لیکن آپنے انکار کر دیا کہ مین مل جانیوالا ہون - دوسرے دن گاؤن
والون نے ایک بیل گاڑی کا انتظام کر دیا جس مین بیٹھکر آپ سوپا پہنچے اور اس
گاؤن کے مندر مین اترے - گاڑیبان سے کہکر کسی برہمن کو بلوایا - چنانچہ ایک
برہمن آیا اور آپ کو دیکھتے ہی قدمون پر گر پڑا آپ نے اس کا سر اُٹھایا اور
فرمایا کہ تھوڑا سا نیم گرم پانی لادو - برہمن پانی لایا اور آپ نے پیا خبر
ہوتے ہی سارا گاؤن الٹ پڑا اور سعد گاؤن کا نقشہ یہان بھی ہوگیا - یہان
کے لوگون نے بھی آپ کو مدعو کیا مگر آپ نے نارایین مہاراج کی خدمت مین
حاضر ہونے کا عذر پیش کیا مگر لوگون نے نہ مانا اور بہزار منت سماجت
آپ کو ٹھیرا ہی لیا - چنانچہ آپ آپا صاحب دیشپانڈے کے مکان پر ٹھیرے
یہان کے قلیل قیام مین دو واقعات قابل تذکرہ پیش آئے جنسے عام
لوگ آپ کے معتقد ہوگئے - اور درشن کیلئے لوگونکا ہجوم لگا رہتا -

ایک مرتبہ مہاراج اور چند آدمی کسی ولی کی درگاہ پر زیارت کیلئے
گئے درگاہ مین اور اوسکے قریب کوئی حاضر نہ تھا - مہاراج نے ساتھیون سے دریافت
کیا کہ آیا وہ پھول اور اگربتی وغیرہ ساتھ لائے ہین یا نہین ؛ لوگون نے

نفی مین جواب دیا۔ مہاراج نے فرمایا خیر اندر جاکر دیکھو طاق مین سب سامان ہوگا۔ چنانچہ لوگ اندر گئے دیکھا تو تمام چیزین موجود تہین۔

دوسری مرتبہ یہ لوگ ششنکر کے مندر مین مہاراج کے ہمراہ گئے۔ مندر مین تہ خانے بنے ہوئے ہین۔ جس مین ایک زمانہ سے لوگون کی آمد و رفت بند ہے اور کسی کی ہمت اندر جانے کی نہین ہوتی۔ مہاراج نے فرمایا چلو اندر کون چلنا چاہتا ہے۔ سب لوگ اندہیرے کے ڈر سے دبے کہڑے ہے اور اندر اترنے کی ہمت نہ کی اسپر آپ تن تنہا آگے بڑہے کسی نے کہا مہاراج حکم ہو تو موم بتی جلادی جائے آپ نے فرمایا کہ ششنکر اپنے خادم کو خود روشنی دکہادیگا۔ چنانچہ سب لوگون نے دیکہا کہ اندر خود بخود روشنی ہوگئی۔ اور مہاراج اندر جاکے واپس آگئے۔ اور روشنی غائب ہوگئی۔

دو ہفتے کے قیام کے بعد آپ بصد مشکل یہان سے بیٹ کیطرف روانہ ہوئے جہان نارائن مہاراج قیام پذیر ہین۔ گاڑی مین اپا صاحب ششیانڈے (جنکے مکان پر نارائن مہاراج بہی اترے تھے) اور چند دیگر اصحاب بہی ساتھ ہوئے۔ بیٹ پر پہنچکر معلوم ہوا کہ نارائن مہاراج اپنے کسی مرید کے گہر بمبئی گئے ہوئے ہین۔ نارائن مہاراج کے بہگتون نے آپ کی خاطر تواضع کی۔ مہاراج نے یہان اشنان کیا اور تہوڑا سا کہانا کہاکے تنہا کیڈگاؤن ریلوے اسٹیشن پر پہنچے اور بمبئی روانہ ہوئے۔ یہان اپنے کسی ملاقاتی کے یہان

اترے۔ یہان سے نارائن مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ بہت سے
آدمیون کے بیچ مین بیٹھے باتین کررہے تہے اتنے مین یہ بہی جا بیٹھے مجلس
برخاست ہونے پر آپ نے اطلاع کی کہ مین تخلیے مین کچھہ عرض کرنا چاہتا ہون
نارائن مہاراج نے انکی طرف غور سے دیکہا اور کچہہ دیر تامل کے بعد فرمایا کہ
کل ٹہیک دوپہر کو بارہ بجے آؤ۔ دوسرے دن وقت مقررہ پر آپ پہنچے
نارائن مہاراج کرسی پر رونق افروز تہے اور ایک کرسی پہلو مین خالی رکہی
ہتی نارائن مہاراج نے انکو بلاکر اس کرسی پر بٹہایا۔ اسوقت بہت سی برہمن عورتین
آپ کو باری باری ہار پہنارہی تہین۔ نارائن مہاراج نے ان مین سے
سب سے خوبصورت اور قیمتی ہار ان کے گلے مین ڈالا اور فرمایا کہ اب جاؤ اور
شام کو پہر آنا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے لیکن اس طرز عنایت
سے سخت متعجب ہوئے۔ حسب الارشاد شام کو پہر حاضر ہوئے اور ان
بزرگ کو اکیلا بیٹھا ہوا پایا۔ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ آپ بہت دیر سے
انتظار کررہے ہین۔ آپ نے سلام کیا اور قریب بیٹھ گئے۔ نارائن مہاراج
نے فرمایا کہ چند روز مین سب ٹہیک ہوجائیگا۔ پہر پاندان مین سے پان کی
ایک گلوری اٹھاکر انکو دی۔ انہون نے کہا کہ مین نے پان کا کبہی شوق
نہین کیا۔ نارائن مہاراج نے فرمایا کچھہ مضایقہ نہین اسکو میرے سامنے
کہالو۔ اور اچہی طرح چباکر کہاؤ۔ مہاراج نے تعمیل حکم کی۔ اسپر نارائن

مہاراج نے فرمایا کہ اب تم باطن مین کامل طور پر رنگ دئے گئے ہو۔ یہ سنکر
مہاراج نے عرض کیا کہ قصور معاف ہو مین اس جملے کا مطلب نہین سمجھا۔
ناراین مہاراج نے فرمایا کہ تمہین اسکا پتہ آگے چلکر ہوگا۔ اسوقت
صرف اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ تم ایسے رنگے گئے ہو کہ اس سے پیشتر کوئی
ایسا نہین رنگا گیا۔ چنانچہ رخصت ہوکر گھر آئے دوسرے دن پھر حاضر
خدمت ہوئے اور جانیکی اجازت مانگی نارایں مہاراج نے فرمایا کہ ہان
تم جہان چاہو جا سکتے ہو۔ پھر پوچھا کہ اب دوبارہ کب نیاز حاصل کرون
آپ نے فرمایا کہ چند روز مین مین خود تم سے ملونگا۔ اور پھر ہمیشہ تمہارے
نزدیک بلکہ ساتھ رہونگا۔ چنانچہ اسیدن مہاراج بمبئی سے رخصت
ہوکر احمد نگر اور چند روز بعد راہوری جاکر کلکرنی مہاراج کے یہان ٹھیرے
کلکرنی مہاراج نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے کہنے کے مطابق شیرڈی
مین سائین باباکیخدمت مین حاضر ہوئے یا نہین۔ مہاراج نے کہا نہین۔
یہ سنکر کلکرنی مہاراج نے استدعا کی کہ آپ کو ایسے زبردست اور خدا
رسیدہ بزرگ کی خدمت مین ضرور جانا چاہیے۔ مہاراج نے کہا اچھا جاؤنگا

سائین بابا رحمتہ اللہ علیہ

آخرکار مہاراج کلکرنی مہاراج کے زور دینے پر شیرڈی جانے کیلئے تیار

ہو گئے۔ کلکری مہاراج نے چتلی کا ٹکٹ لیکر آپ کو روانہ کر دیا۔ مہاراج

چتلی پہنچے۔ لیکن چونکہ چتلی سے راہٹا تک بیل گاڑی مین سفر ہوتا ہے اور انکو

بیل گاڑی ملی نہین۔ تین دن تک اسٹیشن پر کس مپرسی کیحالت مین پڑے

رہے اور کسی نے بات تک بہی نہ کی۔ تیسرے دن ایک اجنبی ہندو نے اسطرح

تین دن سے بہوکا پیاسا پڑے رہنے کا سبب دریافت کیا آپنے فرمایا

کہ مجھے راہٹا جانا ہے۔ راستہ معلوم نہین جو بیدل جاتا۔ اس ہندو نے

کچھ ترمیوہ انکو کہانے کے لئے دیا اور پھر ایک گاڑی کا انتظام کرا دیا۔

اور مہاراج سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہونے کے لئے راہٹا روانہ

ہو گئے

نوٹ نمبر ۱

متعلقہ صفحہ نمبر ۳۲

مہاراج کی قسمت مین قدرت نے جو کچھ ازل مین لکھا تھا اسکی بنا پر مہاراج نے

بچپنے ہی سے مصیبتین جھیلنی شروع کر دین۔ ان مصائب کا ایسا اسقدر ہجوم ہوا کہ آپکو زندگی

تک وبال ہو گئی۔ ایام طفلی سے شہرڈی تک کے حالات عجیب دردانگیز اور حیرت افزا

ہین۔ اسباب دنیا سے کنارہ کشی۔ برسون کی فاقہ کشی وغیرہ وغیرہ اپنی نظیر آپ ہی

ہین۔ تنگ آکر مرنا بہی چاہا لیکن موت بہی پاس نہ آئی۔ آخر یہ ہوا کہ دنیا اور اسکی

مصیبتونکو آپ ایک خواب سمجھنے لگے۔ اور آپ پر انکشاف ہونے لگا کہ خدا اور

صرف خدا ہی دائمی خوشی کا سرچشمہ ہے۔ تاہم ان مصیبتوں کی برداشت سے آپ کا مقصد نہیں تھا کہ درجۂ ولایت ملے یا اسرار حقیقت معلوم ہوں مگر قدرت نے آپ کے شیشۂ دل کو وہ جلا بخشی کہ باید و شاید۔ ابتدا میں آپ دنیا سے بیزار ہوکے ہی جان دینے کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر کامل ایک سال بلا خواب و خورش بیٹھے لیکن یہاں بھی موت نہ آئی اور جسم نے انکا ساتھ نہ چھوڑا۔ اگرچہ یہاں خودی کا خاتمہ ہوگیا ہوگو استھتا سیو ستھتہا سنسکرت اشلوک ہے اسکے معنی ہیں کہ "جو خود کو اپنے وجود سے الگ دیکھتا ہے وہ اپنی اصلی حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے۔ صرف و نحو کی رو سے سنسکرت زبان میں ایک ہی قسم کی بہت سی چیزوں کے مجموعے کو صیغہ واحد میں بیان کرسکتے ہیں۔ لفظ گو اجسم کے متفرق حصوں کے مجموعے کیلئے آیا ہے جو صیغۂ واحد ہے اور جمع کی بجائے استعمال ہوا ہے۔ اس شعر کے مطابق خود کو اپنے وجود سے الگ دیکھنا حقیقت سے واقف ہونا ہے۔ اس طویل ایاس کی حالت میں مہاراج خود کو اکثر اپنے وجود سے الگ دیکھا کرتے تھے۔ کامل ایک سال روزہ رکھنے اور جسم کے فنا ہونے کے نکتے کو یعنی نراہار کی حالت مندرجہ ذیل بحث سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

آتما یعنی روح خواہشات اور حسیات سے مبرا ہے۔ وہ نظر سے غائب لیکن کل میں موجود اور غیر فانی ہے۔ مگر یہ جب قالب میں قیام پذیر ہوکر خواہشات اور حسیات کے دائرے میں گھر جاتی ہے تو اسکو جیو آتما یا دل کہا جاتا ہے۔ یہ جیو آتما جسم سے وابستہ ہوتا ہے اور اس جسم کے ذریعے لاتعداد اجسام کو اپنی طرف کھینچتا ہے

یہ جیوآتما ایک ہی ہے لیکن انواع واقسام کے رنگ اجسام اور دوائر مین حلول کرکے لاتعداد اشکال مین محدود ہوگیا ہے۔ چونکہ ہر مادی شے مین جیوآتما کا وجود ہے لہذا انسانی قالب مین بھی جیوآتما ہے جو تمام دوسرے اشیاء کے جیوآتما پر بلحاظ صوری ومعنوی خوبی ونوعیت ایک قسم کا فوق رکہتا ہے۔ یہ انسانی جیوآتما جسم کی وساطت سے لاتعداد اجسام کو اپنی طرف کھینچتا ہے لیکن جیوآتما نربکار ہے اسلئے ایک جسم مین سمایا ہوا نربکار جیوآتما دوسرے جسم کے نربکار جیوآتما کو کھینچتا ہے لہذا ان جیوآتماؤن کی باہمی کشش انکے متعلق اجسام کو بھی ایک دوسرے کیطرف کھینچ آنے پر مجبور کرتی ہے لیکن انسانی جیوآتما نسبتاً طاقتور ہونے کیوجہ سے دوسرے تمام جیوآتماؤنکو اپنی جانب کھینچتا ہے اور اسی مناسبت سے انکیطرف کہنچا جاتا ہے ان جیوآتماؤنکی باطنی کشش کا اظہار انکے مادی اجسام سی ہوتا ہے جو ایک دوسرے کیطرف کہنچتے ہوئے نظر آتے ہین۔ مثلاً آم کا رس حاصل کرنے کیلئے ہمین انگلیون سے اسکے خول کو دبانا پڑتا ہے جب رس نکلتا ہے۔ غرض تمام اشیاء انسانی جیوآتما کو اپنی طرف کھینچتی ہین لیکن اگر (دل) جیوآتما انکو اپنی طرف نہ کھینچے اور اپنے اس عزم پر قایم اور مستقل رہے تو وہ رموز حقیقت سے آگاہ ہوجاتا ہے۔ بجائے اسکے اگر وہ انکو اپنی طرف کھینچتا رہے اور اس باہمی کشش سے باز نہ آئے اسوقت تک اسکو دائمی نجات حاصل نہین ہوتی۔ لہذا ان قیود سے نجات حاصل کرنیکے لئے دل کو ان وضع کردہ اصول پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے جو اسے ان اشیاء کو اپنی طرف

لینے سے معذور رکہے۔ اس امر مین مختلف ادیان کے ہادی جو اصول ہماری ہدایت
لیے چہوڑ گئے ہین ان مین اپاس یا روزہ رکہنا افضل ہے جسکی وجہ سے ہم ان اشیاء
اپنی طرف کہینچنے کے قابل نہین رہتے لیکن افضل ترین اصول نراہار یا دائمی روزہ
رہنا ہے جسپر عمل پیرا ہونے سے دیگر اشیاء بہی دلکو اپنی طرف مائل کرنا چہوڑ دیتی
ہین۔ اور اشیاء کو اپنی طرف نہ کہینچنا یعنی انسے حظ نہ اٹہانا ہی نراہار یہ دائمی روزہ ہے
گر دل دوسری اشیاء کو (یعنی انکے جیو آتما کو) اپنی طرف نہ کہینچے یا انسے حظ نہ اٹہائے
تو وہ خود اس سے بیزار ہو جاتی ہین اور پہر اسکو نہ وہ مائل کرتی ہین نہ اسکی طرف
مائل ہوتی ہین اگر دل انسے بالکل متنفر ہو جائے تو وہ اسکو اپنی طرف مائل نہین کر سکتین
ان لاتعداد اشیاء کے خواص بہی متفرق ہوتے ہین اور ان سے حظ اٹہانیکیلیے قدرت
نے وجود انسانی مین متعدد راستے یا دروازے رکہے ہین اور جب دلکو کسی خاص شے
کا حظ منظور ہوتا ہے تو اس شی کا جیو آتما ان مین سے ایک مقررہ دروازے سے داخل
ہو کر دلکو بڑہاتا ہے اور دل بہی اس سے لطف اٹہاتا ہے۔ ان اشیاء کے خواص کے
لحاظ سے دروازے مخصوص کئے گئے ہین لہذا ہر شے اپنے خواص کے لحاظ سے مقررہ
دروازے سے دل تک اپنی رسائی کرتی ہے لیکن اسرار حقیقت سے واقف ہونے کیلئے
دلکو اپنے اوپر ان راستون یا دروازونکو بند کرلینا ضروری ہے۔ ان اشیاء کے جیو
آتمائی کوشش کے باوجود اگر دل ایک عرصے تک ان سے حظ اٹہانا ترک کر دے تو یہ
اشیاء ادلکو خود بخود اپنی طرف راغب کرنا چہوڑ دینگی۔

وشیا وِنی ورتنتے نِراہارسی دیہی نہا ۲ ۵۹ رَس ورجم رسوپیسی پرنڈ شٹوا نِوَرتتے

یعنی دل جب کہانا پینا ترک کر دیتا ہے تو وہ تمام خواہشات سے خالی ہوجاتا ہے
انسانی وجود مین دل کے حظ اٹھانے کیلئے قدرت نے گیارہ دروازے یا رستے مقرر
کیئے ہین اور ان دروازون مین سے داخلہ بند کر دینے کا نام نراہار یا دائمی روزہ ہے
نراہار مین پہلا کام غذا کا ترک کرنا ہے۔ غذا جو منہ کے راستے پیٹ مین پہنچتی ہے تمام
دروازون کو زندہ (جاری) رکہنے کا باعث ہوتی ہے۔ یہ خواہش کو پورا کرنیوالی ہے
اور اسکے نہ ملنے سے دل اور ان اشیا مین جو اسکے ذریعے پہنچتی ہین باہم کشمکش شروع ہو
جاتی ہے جسکے صدمے سے وجود فنا ہوجاتا ہے۔ پیٹ کی آگ یا جٹہر اگن کیلئے غذا بطور
ایندھن کے ہے جب تک ایندھن (یا ظاہری شے) بہم آتا ہے اسوقت تک یہ آگ جسم
کے دروازون کو زندہ یا جاری رکہتی ہے۔ اور جب غذا بند کر دی جاتی ہے تو یہ آگ جسم
کے اندر کی شے یعنی خون کو اپنا ایندھن بناتی ہے اور ان دروازونکو تہوڑے دن برباد
ہونے سے بچاتی ہے جٹہر اگن کی اس الٹی روش سے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ روزہ دار اس
تکلیف سے بخوبی واقف ہوتے ہین۔ خون کا ایندھن ختم ہونے پر جسکو قریباً ایکماہ لگتا ہے
جٹہر اگن کیلئے اب کوئی شے نہین رہتی کہ جسکو کہا کر وہ جسم کے دروازونکو زندہ رکہہ سکے
اسطرح دروازونکے مسدود ہونے پر وجود کا بہی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اب یہ ظاہری اور
باطنی شے (ایندھن) یعنی غذا اور خون جنپر جٹہر اگن کا دارومدار ہے اربع عناصر کے مرکب ہین
اور دیگر اشیا بہی ان چار عنصرون کے متفرق مقدار مین باہم ہونے سے وجود مین آئی

ہیں۔ غرض ان چار عنصروں کا جزو ہر شے میں مقررہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ جسکی کمی یا
زیادتی نے ان اشیاء کو مختلف رنگ اور اشکال و خصوصیات بخشی ہیں۔ لیکن یہ چار عنصر غیر
مرکب حالت میں اور غیر معین مقدار میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں بے حس اور غیر متحرک اشیاء
مثلاً پتھر وغیرہ کی غذا یہی غیر محدود مفرد عناصر ہیں۔ لہذا جب پتھر اگن کو تسکین دینے
کے لئے غذا یا خون میسر نہیں آتا تو وہ ان مفرد عناصر کو اپنی غذا بناتا ہے جو پتھر اور دیگر
غیر متحرک اور بے حس اشیاء کی غذا ہیں۔ اس غذا کی وجہ سے بدن بھی پتھر کی خاصیت اختیار
کرتا ہے۔ اور اس غذا کے لگاتار ملتے رہنے سے زوال پذیر نہیں ہوتا۔ لیکن جب پتھر اگن
ان مفرد اور غیر محدود عناصر کو بطور غذا اسوقت قبول کرتا ہے جب دل وجود کی خواہش سے
آزاد ہو جاتا ہے۔ اور یہ اسوقت ظہور میں آتا ہے جب دل کا مدار جسم پر نہ ہو بلکہ جسم کا قیام
دیہہ پر ہی ہو۔ لیکن دل اگر جسم کی خواہش رکھتا ہو اور اسی پر اسکا انحصار ہو تو وہ ان غیر
محدود مفرد (اشیاء) عناصر سے متمتع نہیں ہو سکتا۔ لہذا جسم کو زوال ہونے لگتا ہے
اور اس کا انجام موت ہوتی ہے۔ دلکی خواہشات کا بالکل فنا کرنا سدگرو کی امداد کے
بغیر نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس نتیجے پر پہنچنے کیلئے سدگرو کی سخت ضرورت ہے۔ جب دل
وجود کی خواہش سے آزاد ہو جاتا ہے اور خود کو وجود سے الگ دیکھنے لگتا ہے تو
وہ خود کو ہر جگہ پاتا ہے اور اسکو وجود کا مطلق دھیان نہیں رہتا جو ان غیر محدود
مفرد عناصر کو بطور غذا استعمال کر کے زندہ رہتا ہے اور دلکے تابع ہونیکی وجہ سے
زوال پذیر نہیں ہوتا۔ مگر یہ سب سدگرو کی عنایت اور کرم پر منحصر ہے۔ بغیر

سدگرو یہ مرحلہ طے نہیں ہوسکتا۔ سدگرو اگرچہ ہر شخص کو اسکی تعلیم کرسکتا ہے لیکن ع دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر" اسکو یہ دولت دیتا ہے جس کا ظرف اس کا متحمل ہوسکتا ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ جب جسم میں تپ کیطرح غیر محدود مفرد عناصر کی خوراک سے متمتع ہونیکی صلاحیت آجاتی ہے تو بہر کی خاصیت اور طاقت بہی اس میں پیدا ہوجاتی ہے" اس حالت میں اگرچہ وہ لاغر اور بدیو نکا ڈھیر ہی کیوں نہ ہو اس سے عجیب اور انسانی طاقت سے باہر کام صادر ہوتے ہیں کہ دنیا دیکھکر حیران رہجاتی ہے۔ خواہشات وحسیات سے الگ ہوکر جیو آتما (دل) بالکل علائق دنیا سے پاک ہوجاتا ہے اسوقت جیو شیو ہوجاتا ہے یعنی الوہیت کا اعلیٰ مرتبہ پاتا ہے لیکن کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ اس خدائی حالت میں پہنچنے کے بعد بہی خواہشات وحسیات کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اور دنیوی بکہیڑوں میں پہنسنا پڑتا ہے تاکہ اپنی گذشتہ زندگی یا زندگیوں کے سنسکار کو پورا کرکے پہر دوبارہ جنم لینے کی تکلیف سے آزادی ملے اور دائمی نجات حاصل ہو اس حالت کو سنسکرت میں جیون مکت اوستہا کہتے ہیں۔

غرض ہر ملت ومذہب کا اسپر اتفاق ہے کہ نراہار یا دائمی روزہ اس مقصد کو حاصل کرنیکیلئے بہترین طریقہ ہے۔ نراہار یا نراشن کو اُپاس یا اوپوشن بہی کہتے ہیں یہ مرکب لفظ ہیں۔ اپوشن، اوپ اور اوشن سے بنا ہے جسکے معنی ہیں " خدا کے نزدیک بیٹھنا۔ اسیطرح اُپاس، اُپ اور آس سے مرکب ہے" اسکے معنی بہی خدا کے نزدیک ٹہیرنے کے ہیں۔ لہذا خدا کے نزدیک بیٹھنا یا ٹہرنا نراہار یا نراشنا کو

اُپتیا کرنیسے حاصل ہوتا ہے۔ نِرا ہار، نِر اور آہار سے بنا ہے جسکے معنی ہین کہانے پینے سے دور
رہے یہی معنی نراشن کے ہین جو نِر اور آشن سے بنا ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا ہے وجود انسانی
مین گیارہ دروازے ہین جن مین سے دنیوی خواہشات کا گذر دل تک ہوتا ہے۔ اسی مناسبت
سے ہندو مذہب کے بانیون نے اُپاس کیلئے ہر ماہ کی گیارہوین مقرر کی ہے۔ اس نظم حقیقی نے جسطرح
اس عالم فانی کیلئے ایک نظام قایم کیا ہے اسیطرح عالم روحانی کے کاروبار بھی چند مقررہ
اصول پر مبنی رکھے ہین اور انہی اصول کے تحت مین عبادت اور بندگی کیلئے بھی خاص دن
مقرر ہین جن مین عبادت کرنیسے بہ نسبت اور دنونکے زیادہ فوائد مترتب ہوتے ہین چنانچہ
اُپاس کیلئے ہر ماہ کی گیارہوین مقرر ہے جس مین خدا کا قرب نسبتاً جلد حاصل ہوتا ہے۔

اِکادشی دِنے یستو گومَوس بھکش یتیبدی

سَروپاپ وِنِر مکتہا وَیکُنٹھ پَدَ ماپنو یات

یہان گوموس کے معنی گائی کا گوشت نہین ہوتے بلکہ گو کے معنی اندریا (وجود کے دروازے)
اور موس یعنی گوشت ہین چنانچہ گوموس کے معنی دروازونکا گوشت ہے یعنی خون۔ اور اپنے
خون سے جٹھر اگن کی پرورش کرنا اپاس ہی مین ممکن ہے۔ مذکورہ بالا اشلوک سے اکادشی کی فضیلت
کا ثبوت ملتا ہے۔ شاستر مین بھی اکادشی اپاس کیلئے اور دوادشی اپاس کہولنے کیلئے مقرر ہین
اپاس کہولنے سے پیشتر کم از کم بارہ غریب برہمنونکو کہانا کہلانا چاہئے۔ غریب آدمی کیلئے صرف ایک
برہمن ہی کو کہانا دینا کافی ہے۔ اکادشی کا اپاس روحانی فیض کیلئے مخصوص ہے۔ اور دن ایسے
رکہنے سے دنیوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہین یعنی اگر دینی فائدے کے خیال سے ہے تو دینی اور

دنیوی فائدے کیلئے ہے تو دنیوی فائدہ پہنچتا ہے لیکن اسرار حقیقت سے واقف ہونے مین مدد نہین کرتے۔ چنانچہ شاسترونکے مطابق حقیقت سے آگاہ ہونے اور دائمی نجات حاصل کرنیکو ہر شخص کو ۲۴۰۰ معمولی یا ۲۴۰۰ اکادشی کے روزے رکہنے چاہئین لیکن اس قلیل زندگی مین ایسا کرنا ناممکن ہے اسلیئے ہر اپاس خدائی دفتر مین لکہا جاتا ہے اور جب مقررہ تعداد کسی جنم مین جاکر پوری ہوتی ہے تو اسپر باب حقیقت وا ہوتا ہے۔ بیمارون اور حاملہ عورتون کیلئے اپاس مین۔ دودھ، دہی، چھاچھ، گہی، شکر، تازہ یا خشک میوہ، بادام، کشمش وغیرہ، سگو دانہ، مونگ پہلی۔ راجگرہ۔ اور سنگہاڑہ کہانا جایز رکہا گیا ہے ان کے کہانیسے اپاس مین خلل نہین آتا۔

مہاراج نے اپنی زندگی مین سب سے پہلے انگریشور کے مندر مین ۱۲ روز بے آب و دانہ بسر کیئے پہر ناسک کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر ایک سال بے خواب و خور ایک ہی آسن پر بیٹھے رہے۔ پہر کرشنا ندی کے کنارے مندر مین ڈہائی سال نیم کے پتے کہا کر کاٹے۔ پہر انگریشور (اجین) کے پہاڑ پر دو برس سادہ خوراک پر بسر کی جس مین دم کشی کے مرض مین ۱۱ ماہ بغیر کہائے پیئے اور سوئے گذارے۔ ۶ ماہ جیجوری کے جنگل مین بے آب و دانہ پڑے رہے۔ یہان سے شیرڈی پہنچکر سائین بابا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مین قریباً ۴ برس رہے جسمین ۲ سال سے زاید آب و دانے کا نام تک زبان پر نہ آنے دیا۔ اس چار سالہ قیام کے بعد آپ سائین بابا کی نظر فیض اثر سے منزل مقصود کو پہنچے۔

حصّہ دوم

مہاراج شیرڈی مین

اشاڈہ سدہ پراتی پدا کا متبرک دن تھا جبکہ شری سدگرو اپاسنی مہاراج قصبہ شیرڈی مین رونق افروز ہوئے۔ آپ چتلی اسٹیشن سے مقام رہاتا تک بذریعہ میل گاڑی اور یہان سے شیرڈی تک پیادہ پا چلکر صبح ۹ بجے کے قریب پہنچے۔ اجنبی ہونیکی وجہ سے آپ کھڑے سوچ رہے تھے کہ ٹھہرا کہان جائے کہ گنو صاحب نامی آپ کے پاس آیا اور دریافت حال کے بعد کاکا صاحب دکشت کے باڑے مین قیام کی رائے دی، چنانچہ مہاراج وہان تشریف لیگئے۔ سامان رکھکر آپ دالان مین آ کھڑے ہوئے۔ اتنے مین بوٹی صاحب، کاکا صاحب، اور مہادیوراؤ جو سائین بابا کے مقرب خادم تھے آئے۔ مہاراج کا حال دریافت کیا اور یہ معلوم کرکے کہ آپ سائین بابا کی خدمت مین شرف نیاز حاصل کرنا چاہتے ہین۔ مہادیوراؤ نے کہا کہ مناسب ہوگا کہ آپ پہلے سائین بابا کے درشن کر آئین اوسکے بعد کچھہ کام کرین۔ مہاراج نے کہا کہ وہ پہلے اپنی مذہبی پوجا پاٹ سے فارغ ہولین تو چلین لیکن اُن

لوگون کے اصرار سے مہاراج کو پہلے سائیں بابا کے حضور مین ہی جانا
پڑا۔ سائین بابا بلیندی سے "جہان وہ اکثر رفع حاجت کیلئے جایا کرتے
تھے،، مسجد کو" جہان آپ قیام پذیر تھے" واپس تشریف لیجارہے تھے
مہاراج وہین قدمبوس ہوئے اور سلام کرکے واپس لوٹ آئے اور
اسی روز واپس وطن جانیکا ارادہ کیا۔ چلنے سے پیشتر سائین بابا کی خدمت
مین پھر حاضر ہوئے اور مودبانہ رخصت طلب کی، سائین بابا نے فرمایا
کہ کیا واقعی جانیکا ارادہ ہے، آپ نے فرمایا کہ جی ہان صرف اجازت حاصل
کرنے آیا ہون حکم ہوجائے تو چلا جاؤن، سائین بابا نے فرمایا کہ نہین
مین تمکو حکم دیتا ہون کہ کاکا صاحب کے باڑے مین ٹہیرے رہو، یہ حکم
سنکر مہاراج خاموش ہوگئے،، اس تحکمانہ لہجے نے مہاراج کے دلپر جو اثر
کیا سائین بابا اوسکو تاڑ گئے اور فرمایا "اچھا جاؤ مگر آٹھ دن مین واپس
آجانا" مہاراج نے جواب دیا کہ اگر موقع ملا تو ضرور آؤنگا قطعی وعدہ نہیں کرتا
سائین بابا نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو تم نہ جاؤ اور کاکا صاحب کے باڑے مین
بیٹھے رہو۔ مہاراج کسی صورت تعمیل حکم کیلئے تیار نہ ہوئے اور چہرے سے
اظہار ناراضی ہورہا تھا آخرش سائین بابا نے فرمایا کہ اچھا تم نہین رہنا
چاہتے تو جاؤ ہم دیکھ لینگے،، چنانچہ مہاراج شیرڈی سے رہاٹا اور یہان
سے چتلی اسٹیشن پہنچے۔ یہان پہنچکر انکو کچھ ایسے پیچ در پیچ واقعات پیش آئے

پتلی اور کوپرگاؤں اسٹیشن کے درمیان ہی سات دن بسر ہو گئے اور
ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے، آخر آٹھویں دن یہ کوپرگاؤں میں آٹھہرے
جہاں ایک برہماچاری سے ملاقات ہوئی مختلف باتوں کے بعد برہماچاری نے
دریافت کیا کہ آپ شیرڈی بھی گئے ہیں؟ مہاراج نے فرمایا کہ جی ہاں میں
شیرڈی گیا ہوں اور سائیں مہاراج کے درشن بھی کئے ہیں، اس کے ساتھ
ہی تمام واقعات بھی سنائے جس پر برہماچاری نے نہایت عقیدتمندانہ الفاظ
میں مہاراج کو سائیں بابا کی خدمت میں واپس جانیکی ہدایت کی لیکن مہاراج
نے انکار ہی کیا، اتنے میں چند آدمیوں کا گروہ سائیں بابا کے درشن کیلئے
شیرڈی جانے والا سند میں آکر اترا۔ اور یہ معلوم کرکے کہ مہاراج شیرڈی
سے آئے ہیں ان لوگوں نے مہاراج سے درخواست کی کہ "ہم لوگ راستے سے
ناواقف اور سائیں بابا کے درشن کے مشتاق ہیں عنایت ہوگی اگر آپ
شیرڈی تک ہماری رہبری فرمائیں مہاراج تو شیرڈی کے نام سے
جلتے تھے۔ صاف انکار کر دیا کہ میں نہیں چل سکتا، لیکن اُن لوگوں نے
اپنے جادو بھرے لفظوں میں منت سماجت کی کہ مہاراج کو رہبری کے لئے
مجبور ہونا پڑا، چنانچہ اُس تشنہ لب قافلے کی رہبری فرماتے ہوئے پھر اُسی
آستانہ حیات پر پہنچے جہاں سے بھاگے تھے،
شام کے وقت مہاراج سائیں بابا کے درشن کو گئے۔ سائیں بابا نے

آپ کو دیکھکر فرمایا کہ شیرڈی سے کب گئے تھے آپ نے فرمایا کہ آج آٹھواں دن ہے، سائیں بابا نے فرمایا کہ دیکھو اب بھی کہنا مانو اور باڑے میں ٹھیرے رہو، اسوقت مہاراج سمجھے کہ ع "کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں" آخر بہ خاطر پریشان اُٹھے اور باڑے میں بادل نالان بیٹھ گئے۔ کھانیکا انتظام ہوٹل میں کر کے معمول کر لیا کہ روزانہ سائیں بابا کے درشن کر لیا کریں لیکن شیرڈی سے جانیکا خیال ہر وقت انکے ساتھ رہتا اور یہ نکلنے کے پہلو سوچتے رہتے۔ چند دنوں کے بعد مہاراج کو یہ محسوس ہونے لگا کہ کوئی روحانی قوت انکو پابہ زنجیر کئے ہوئے ہے

اب ایک طرف تو سائیں بابا کی کشش اور دوسری طرف بیوی اور متعلقین کی محبت دونوں نے ملکر مہاراج کو دیوانہ بنا رکھا تھا لیکن سائیں بابا ہمیشہ آپ کو تسلی و تشفی دیتے رہے اور فرماتے رہے کہ شیرڈی نہ چھوڑو

ایک روز سائیں بابا نے مہاراج سے نذرانہ طلب کیا۔ مہاراج نے ایک روپیہ جو گھسا ہوا اور زنگ آلودہ تھا سائیں بابا کو دیا۔ سائیں بابا نے اُن آدمیوں کی طرف جو پاس بیٹھے ہوئے تھے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو بھئی انہوں نے مجھے اپنا سب سے زیادہ ناقص سکہ عنایت کیا ہے" مہاراج اس بات سے بہت شرمائے اور مکان سے ایک چمکدار اور نیا روپیہ لاکر سائیں بابا کے پیش کیا، اسپر سائیں بابا نے فرمایا کہ دیکھو اب

نہون نے مجھے اپنا بہتر سے بہتر سکہ دیا ہے لہذا مین ان کے اچھے
و برے سب کو قبول کرتا ہون اور انکو مین اپنے پاس رکھون گا۔
س سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراج جو کچھہ کرتے تھے سائین بابا اوس سے
چھی طرح واقف تھے۔

سائین بابا اور مہاراج کی ان باتون نے مہاراج کو شیرڈی
مین محسود بنادیا جگہ جگہ مہاراج کے متعلق چہ میگوئیان شروع ہوئین
یہان تک کہ بعض حاسدون نے انکو خفیہ پولیس کا آدمی مشہور کرکے
قرار دینا شروع کردیا کسی نے کہا انہین کوئی بڑا بھاری مجرم ہے جو
پولیس کے شکنجے سے بچنے کیلئے بھاگ کر یہان آپڑا ہے اور اس خیال
کی بنا پر کو پرگاؤن کے تہانے مین رپورٹ کی جہان سے چند سپاہی
تحقیقات کیلئے آئے اور مہاراج سے دریافت کیا کہ وہ اپنے متعلق
تسلی بخش معلومات دین لیکن مہاراج نے انہین باتون ہی باتون مین
ٹالدیا اور تسکین بخش جواب نہ دیا۔ اس سے پولیس بھی مشکوک ہوگئی اور یہ
کہکر کہ مزید تحقیقات آیندہ کیجائیگی چلی گئی۔ اس ناگوار برتاؤ سے مہاراج
کو سخت صدمہ ہوا اور فوراً سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض
کیا کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ مین چلا جاؤن۔ سائین بابا نے فرمایا
کہ ہان پولیس نے تمکو دق کیا ہوگا۔ تم اُن سے بالکل نہ ڈرو اور اگر دوبارہ

یہ سنکر مہاراج کی طرف سائین بابا نے رخ کیا اور سنبھل کر سیدہے ہو بیٹھے اور جس قدر معتقدین اور مریدین تھے سب کو مخاطب فرما کر نہایت ہی رعب دار لہجے مین فرمایا:۔

"سب لوگ جو یہان بیٹھے ہوئے ہین غور سے سنین مین اپنا جانشین مہاراج کو بنا نیوالا ہون اور معرفت الٰہی کا جو مرتبہ مجھے حاصل ہوا ہے وہ انکو تفویض کرونگا ان کا مقام معرفت پر پہنچنے کا وقت قریب آرہا ہے۔ انہین یہان چار برس اور ٹھہرنا پڑیگا اسکے بعد وہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کرینگے جسکی مین پیشگوئی کر رہا ہون میری تمام روحانی طاقت کے یہ مالک ہونگے اور اسکے بعد مین اپنا مسکن دائمی ان کے دل مین بناؤں گا"

سامعین مین سے ایک شخص بولا کہ ہم نے آج اتنے سال آپ کی خدمت مین گذارے اور آپ یہ دولت جسکے ہم متمنی تھے ایک اجنبی کو بخشنا چاہتے ہین۔ کیا یہ آپ کسی تانبے کے پترے پر لکھکر حوالے کرنیوالے ہین۔ سائین بابا نے فرمایا کہ مین اسوقت مسجد مین بیٹھا ہون کیا یہ مسجد جھوٹ اور دروغ گوئی کو برداشت کرسکیگی۔ مین پہر کہتا ہون کہ مین جو کچھہ کہتا ہون وہ بالکل ٹھیک

حضرت سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ (شیرڈی)

وہ درست ہے۔ میں نہ صرف تانبے کے پترے پر جو چندروز میں زنگ آلودہ ہو جانیوالا ہے بلکہ سونے کے پترے پر لکھکر دینے والا ہوں جو زمانے کے تغیر و تبدل سے محفوظ رہنے والا اور آفتاب کیطرح چمکنے والا ہوگا۔

چونکہ سائیں بابا کا دلی منشا مہاراج کو شہ بڑی رکھنے اور اپنے بعد اپنا جانشین بنانے کا تہا اسلئے اپنے اثرات اور مہاراج اور ان کے آباؤ اجداد سے روحانی تعلقات اور خود مہاراج کے ایسے ایسے پوشیدہ رازون کا انکشاف جس سے مہاراج اور خدا کے سوا کوئی واقف نہ تہا شروع کیا۔ اسی پہ ظاہر ہوتا تہا کہ گویا سائیں بابا ہمیشہ سے ان کے ساتھ مین اور انہون نے جو کام کیا سائیں بابا کے ایما سے کیا ان واقعات نے مہاراج کے دل پہ ایسا زبردست اثر کیا کہ مہاراج نے تمام خیالات کو دل سے نکالکر مصمم ارادہ کرلیا کہ کشتی خدا پہ چھوڑ دے لنگر کو توڑ دے۔ اور وقت موعودہ کا انتظار کرنے لگے۔

چونکہ وہ قریب قریب اپنا تمام پیسا سائیں بابا کو اُن کے طلب کرنے پر دیچکے تھے اسلئے انہون نے بہاؤ نامی بھٹیارے سے کہدیا کہ وہ آیندہ صرف عطیٹی روٹی کہائینگے اور اس کے پیسے بعد میں یکمشت ادا کرینگے۔ چندروز اسیطرح گذرے۔ ایک روز سائیں بابا کے ایک خاص معتقد میگھراج نامی نے مندر مین جاکر عرض کی کہ آپ آیندہ داداکیلکر کے

مکان پر کہانا کہایا کرین۔ مہاراج نے فرمایا کہ دیکہا جائیگا۔ اسی روز جبکہ وہ سائین بابا کی آرتی پوجا مین تہے سائین بابا نے مہاراج سے دریافت فرمایا کہ "تم نے کہانے کا کیا انتظام کیا ہے"؟ مہاراج نے جواب دیا کہ آجتک تو مین ہوٹل مین کہانا رہا ہون مگر آج ہی میگہراج نے داداکیلکر کے مکان پر کہانے کی رائے دی ہے۔ سائین بابا نے یہ سنکر بآواز بلند کہا کہ اچھا کھنڈوبا کے مندر مین ٹھیرو رہو اور داداکیلکر کے یہان کہانا کہایا کرو۔ چنانچہ مہاراج حسب الحکم مندر مین اپنا وقت مراقبے مین گذارتے رہے چند روز کے بعد مہاراج نے وہان جاکر کہانا کہانا بند کردیا اور یہ قرار پایا کہ آیندہ سے داداکیلکر اور بالاسنار خام اشیا دے جایا کرین۔ ان خام اشیا کو سائین بابا کا ایک معتقد دکشت نامی پکاتا۔ خود بھی کہاتا اور مہاراج کو بھی کہلاتا۔ اس قرارداد کے پہلے ہی روز مہاراج نے اپنے ہاتھ سے کہانا پکایا چند روٹیان اور چاول پکا کر کہا کہ باقی دکشت تم پکالینا چونکہ شیرڈی مین قدم رکہنے کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ مین نے کہانا پکایا ہے اسلئے یہ کہانا مین سائین بابا کی نذر کرونگا۔ دکشت کی رضامندی سے یہ کہانا لیکر سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئے سائین بابا نے دریافت فرمایا کہ کیا لائے ہو؟ جواب دیا کہ اپنے ہاتھ کا پکایا ہوا کہانا لایا ہون سائین بابا مسکرائے اور فرمایا کہ کہانا پکانے کے وقت تو مین

بیٹھا ہوا تھا۔ وہیں کیوں نہ دیدیا تمہارا چکر بچ جاتا۔ خیر اب لائے ہو تو طاق میں رکہدو۔ مہاراج نے کہانا رکہدیا اور سوچنے لگے کہ سائین بابا نے یہ کیا فرمایا وہان تو نہیں دیکہا پہر خیال آیا کہ ایک کالا کتا البتہ جبتک میں کہانا پکاتا رہا ہون میرے سامنے بیٹھا تہا ممکن ہے اسی روپ میں سائین بابا ہون یہ خیال آتے ہی یہ مندر کیطرف لپکے اور دکشت سے پوچھا کہ وہ کالا کتا جو یہان بیٹھا ہوا تھا کہان گیا دکشت نے کہا وہ تو آپکے ہی پیچھے گیا تہا بعد میں تو میں نے دیکہا نہیں۔ ؎

کیا کہیے کہ کیا حال ہے مردان خدا کا
ظاہر میں کہیں اور ہیں باطن میں کہیں اور

دو ماہ تک مہاراج اور دکشت ہاتھ سے کہانا پکا کر کہاتے رہے اس اثنا میں مہاراج کو عجیب واقعات کا سامنا ہوا۔ کبھی ایسا بہی ہوا ہے کہ آپ کہانا کہا رہے ہیں اور پتر دلی یا تہالی میں کہانا بڑہتا جارہا ہے اور معمولی خوراک سے زیادہ اور بہت زیادہ کہا رہے ہیں اور کہانا کم نہیں ہوتا دکشت بہی بعض وقت مہاراج کو اسقدر زیادہ کہانا کہاتے دیکہکر حیرت زدہ ہوجاتا۔ اسپر یہ طرہ کہ مہاراج جسقدر زیادہ کہانا کہاتے اسیقدر کم رفع حاجت کو جاتے۔ اس غیر معمولی بات پر مہاراج کو خوف معلوم ہونے لگا کہ شاید یہ مردے جلانے کی جگہ کا اثر ہے۔ دو ماہ کے بعد

کاکا صاحب کے اصرار پر سائین بابا نے دکشت اور مہاراج کو حکم دیا کہ وہ آیندہ کاکا صاحب کے یہان کہانا کہایا کرین۔ چنانچہ عرصہ تک اس حکم کی تعمیل ہوتی رہی۔

اب مہاراج نے عہد کیا کہ پیسہ اپنے پاس نہ رکہا جائے چنانچہ جو کچہہ نقدی اسوقت مہاراج کے پاس تہی سائین بابا کے حوالے کر دی۔ سائین بابا نے وہ نقدی قبول کی اور فرمایا کہ آج کئی سال کے بعد پرشرام مجہسے ملا۔ اور یہ کہکر زار زار رونے لگے۔ سائین بابا کا مہاراج کو پرشرام کہنے کا یہ معنی تہا کہ آپ نے مہاراج مین پرشرام اوتار کو دیکہا۔

ایک وقت جبکہ مہاراج مندر مین بیٹھے ہوئے تہے کہ ایک ضعیف العمر شخص جسکی عمر قریباً ۵۰ سال کی ہوگی اندر آیا۔ چہرے سے آثار بزرگی اور شرافت کا معائنہ کر کے مہاراج نے تعظیم کے ساتہہ ان کا استقبال کیا اور پاس بٹھاکر دریافت کیا کہ آپ کہان سے تشریف لائے اور کس تقریب سے یہان تک قدم رنجہ فرمایا۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ مین منجم اور قیافہ شناس ہون۔ عالم طفلی سے اس کا شوق ہے اور یہانتک کمال پیدا کیا ہے کہ شاہی گہرانے تک میری رسائی ہوگئی ہے لیکن مین اہل اللہ اور خدارسیدہ لوگون کا زیادہ متلاشی رہتا ہون اور اُن کے جسم کے نشانات اور علامات سے اُن کے کامل ہونیکا اندازہ لگا سکتا ہون

مین ایسے بہت سے لوگون کی خدمت مین حاضر ہوا اور ان کے جسم کی علامات دیکھین مگر مجھے آجتک کوئی ایسا انسان نہ ملا کہ جس کے جسم پر تمام نشانات جو کہ ایک مکمل انسان کے جسم پر ہونے لازمی ہین پورے پورے موجود ہون۔ اب چونکہ مین نے سائین بابا کا شہرہ ہر جگہ سنا تھا شوق ہوا کہ چلکر نشانات دیکھون مگر ان کا دبدبہ عظمت اور جلال بزرگانہ دیکھکر میری ہمت قدم نہین بڑھاتی کہ اپنے مقصد کا اظہار کرتا شیرڈی مین آپ کی نسبت مجھے خبر ملی ہے کہ سائین بابا نے آپکے اعلیٰ روحانی مرتبہ پر پہنچنے کا اظہار فرمایا ہے۔ اسلئے میرے دل مین آرزو پیدا ہوئی کہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوون تاکہ میری دلی امید برآئے۔ یہ کہکر وہ نہایت عجز کے ساتھ مہاراج سے ملتجی ہوا کہ اپنے جسم کے معائنہ کرنیکی اجازت دی جائے۔ مہاراج نے بہتیرا چاہا کہ وہ اس خیال سے باز آئے اور کچھہ دوسرا ذکر کرے لیکن وہ اپنی دھن کا پکا تھا ایک نہ مانی وہ بار بار اسی عاجزی سے درخواست کرتا رہا جسکو مہاراج قبول کرنے پر مجبور ہو ہی گئے اور فرمایا کہ اچھا اس بات کا فیصلہ کل کرینگے تم کل ضرور آنا حسب الارشاد وہ پیر مرد دوسرے دن حاضر ہوا اور مہاراج کو سلام کرکے وہی اپنی عرض پیش کی مہاراج نے اجازت دی کہ دیکھہ لو جو کچھہ دیکھنا چاہتے ہو۔ چنانچہ اوس نے جسم کے مختلف مقامات کی نشانیان

دیکھیں اور آخر میں عضو مخصوص دیکھکر عرض کیا کہ میرا کام ختم ہو گیا ہے
اگر جناب کو تکلیف ہوتی ہو تو میں مزید معائنہ موقوف کر دوں۔ مہاراج
نے فرمایا کہ چونکہ تم نے اپنا کام شروع کر دیا ہے تو اچھی طرح دیکھ لو۔
اسپر اُس شخص نے خود دہیں نکالی اور مہاراج کا ہاتھ اور پیروں کی
نشانیاں دیکھیں اور دیکھ کر مہاراج کے قدموں پر سر رکھدیا اور عرض کی کہ
میں آج خود کو ایک بڑا برہمن سمجھے حضور دیکھ رہا ہوں۔ میں نے جناب
میں وہ تمام نشانیات دیکھی ہیں جو ایک مکمل بزرگ میں ہونی چاہئیں
اور اسی سے میں آپ کے پیر و مرشد حضرت سائیں بابا کی بزرگی اور
کمالیت کا بھی اندازہ کر لیا۔ لہذا آج سے میں اس کام سے توبہ کرتا اور بقیہ
آئندہ زندگی یاد الٰہی میں بسر کرنیکا عہد کرتا ہوں۔ یہ کہکر وہ رخصت ہوا
اور تمام شہر میں اس واقعہ کا ذکر کرتا ہوا شیرڈی سے چلا گیا۔

انہی ایام میں سائیں بابا نے مہاراج کو پنچ دشی کا مطالعہ کرنیکا حکم دیا
اور اسکو سمجھنے کی تاکید کی۔ مہاراج نے مطالعہ شروع کیا لیکن اوسکے مطالب سمجھنے
سے قاصر رہے۔ ایک روز کتاب ہاتھ میں لئے مطالعہ کر رہے تھے کہ عالم
بیخودی طاری ہوا اور مندر سے باہر نکل اُس راستہ پر ہو لئے جس
سے سائیں بابا لینڈی سے مسجد کو واپس جایا کرتے۔ اچانک سائیں
بابا سے ملاقات ہو گئی۔ سائیں بابا نے کتاب کو چھوا اور کہا کہ خدا

شناسی کے متعلق تمام باتین اس کتاب مین لکھی ہوئی ہین۔ مہاراج
نے عرض کیا کہ مین تو اس مین سے ایک لفظ بھی نہین سمجھ سکتا۔ سائین
بابا نے فرمایا کہ آج سے رفتہ رفتہ سب سمجھنے لگو گے۔

چند روز گذرنے پر مہادیوراؤ نے مہاراج سے کہا کہ مجھے کاکا صاحب
نے بمبئی سے تار بھیجا ہے جسمین لکھا ہے کہ تمہارا اور دکشت کا کھانا اوسکے
مکان سے بند کر دیا جائے۔ اس خبر سے مہاراج کے دلکو اسقدر صدمہ
ہوا کہ انہون نے قسم کھالی کہ آیندہ مین ایکے مکان پر کھانا نہ کھاؤنگا۔ پھر
مندر مین داخل ہوکر مہاراج نے اندر سے کنڈی لگالی اور اسوقت سے
خورد و نوش بکلخت بند کر دی۔ اور اسیطرح شیرڈی کا آنا جانا اور لوگون سے
بات چیت تک بھی بند کر دی۔ دن مین صرف ایک وقت سائین بابا کے درشن
کو جبکہ وہ لیبنڈی سے واپس ہوتے جایا کرتے اور سلام کر کے مندر مین واپس آتے
اور کنڈی لگا اندر بیٹھ جاتے۔ اسیطرح ایک ہفتہ گذر گیا اور مہاراج کی کسی نے
خبر نہ لی۔

شیرڈی مین سائین بابا کے معتقدین مین ایک گروہ تو ایسا تھا جو اسوقت
سے جبکہ سائین بابا نے مہاراج کو اپنا روحانی جانشین بنانے کا اعلان کیا تھا
مہاراج کی عزت کرتا اور اُن سے محبت رکھتا تھا اور دوسرا گروہ ایسا تھا جو
اس اعلانِ عطا سے ناراض ہوکر مہاراج سے بغض و حسد اور عداوت رکھتا تھا

مہاراج کو بہو کے بیاہ سے ایک ہفتہ گذر چکا تہا کہ سائین بابا نے لوگونپر خفا ہونا شروع کیا اور کہنا شروع کیا کہ مین کئی روز سے بہوکا مر رہا ہون کوئی میری خبر نہین لیتا۔ نہ کوئی میرے لیئے کہانا لاتا ہے نہ میرے پاس کہانے کا کچھہ سامان ہے۔ اس اشارے کو مہاراج کے معتقد گروہ مین سے بہائی نامی ایک آدمی کے سوا کسی نے نہ سمجہا۔ پورے دو ہفتے گذر چکے تہے کہ یہ خالص دودہ کی کافی تیار کرکے مہاراج کی خدمت مین لیگیا۔ بہائی کو دیکہکر مہاراج کو تعجب ہوا اور دریافت کیا کہ تم یہان کیون آئے ہو؟ بہائی نے جواب مین کافی کا پیالہ پیش کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ بہائی تم آیندہ ایسی تکلیف نہ کرنا۔ سائین بابا نے مجہے چار برس یہان رہنے کا حکم فرمایا ہے جہانتک مجہے علم ہے اس قیام کی وجہ یہی دو تین ہین۔ یا تو سائین بابا کو پہلے سے اس بات کا پتہ ہے کہ میری زندگی کا پیمانہ چار برس مین لبریز ہو جائیگا اور اس عرصہ مین وہ مجہے اس دنیائے فانی کے علایق سے الگ رکہنا چاہتے ہین یا میرے ذریعے سے اس چار سالہ میعاد مین کوئی خاص کام انجام دینے کا ارادہ ہے۔ جسکے پورا ہونے پر مجہے پہر دنیوی زندگی بسر کرنے کے لیئے آزاد کر دیا جائیگا۔ ورنہ یا اس میعاد کے پورا ہونے پر سائین بابا خود اس عالم فانی کو چہوڑکر جاودانی کی طرف قدم رکہنے والے ہین اور اپنی تمام کرامات مجہے عنایت کرنے والے ہین۔ بہرحال چار برس مجہے یہان رہنا

رنے ہوئے۔ پس اگر سائین بابا کی پیشینگوئی سچی ہے تو مین کسی طرح
ہی اپنی زندگی بسر کرون مجھے یقین ہے کہ مین مرونگا نہین۔ اس لیئے
مین یہ دیکھنا چاہتا ہون کہ کھانا پینا مطلق چھوڑ دینا کیا رنگ لاتا ہے۔
اگر اس تجربے مین مجھے موت آجائے تو مین ہزار جان سے مرنے کے لیئے
تیار ہون کیونکہ اس پر تمام معاملہ ہی طے ہو جائیگا۔ بھائی نے عرض کیا
کہ سائین بابا کئی دن سے کہہ رہے ہین کہ مین بھوکا مر رہا ہون میری
کوئی خبر نہین لیتا۔ اسپر مجھے آپ کی نسبت گمان ہوا اور یہ کافی تیار کرکے
لایا ہون۔ مہاراج نے پینے سے انکار کیا۔ بھائی نے تین لی بھی پر جو مندر
مین رکھی ہوئی تھی کافی رکھدی اور چلا آیا۔ دوسرے دن پھر کافی لیکر حاضر ہوا
دیکھا کہ کل کی کافی ویسی ہی رکھی ہوئی ہے۔ سخت افسوس کیا اور ایک آدھ سیر
پھر کر پیالہ اُٹھایا اور دونون پیالے لیکر شیرڈی واپس ہوا۔ تمام شہر مین
یہ خبر پھیل گئی اب باہر کے لوگ بھی جو شیرڈی آتے مہاراج کے درشن کو آنے لگے
اور شیرڈی والون نے بھی رخ کیا جن مین بعض تو ایسے تھے جو مہاراج کا امتحان
لینا چاہتے تھے اور بعض دل لگی اور تماشہ دیکھنے کی غرض سے اور چند ستانے
اور تکلیف پہنچانے کی خاطر اور چند ایسے ہی تھے جو حقیقت حال دریافت
کرنیکی غرض سے آنے لگے۔ چونکہ مہاراج ابتدا ہی سے تنہائی اور خلوت پسند
تھے لوگون کے ہجوم سے بہت گھبرائے اور اُنکو منت [illegible] سے منع کیا

کہ یہاں نہ آئین اور مجھے نہ ستائین

کھنڈوبا کا مندر جس مین مہاراج خلوت گزین ہوئے تھے مرگھٹ کے
میدان کے عین وسط اور سنسان جگہ پر واقع تھا۔ اس جگہ نہایت خوفناک
اور روح فرسا واقعات پیش آنے سے مہاراج خوفزدہ ہونے لگے۔ رات
کے وقت جب یہ سوتے تو انہین ایسا معلوم ہوتا جیسے انکے نیچے کی زمین
کو بھونچال آرہا اور ابھی پھٹا چاہتی ہے۔ یہ زلزلہ بند ہوتا تو نہایت ہیبتناک
اور ڈراونی آوازین آنا شروع ہو جاتی تھین۔ کبھی دروازہ کھٹکھٹانے
کبھی چیخنے چلانے اور کبھی کھکھلا کر ہنسنے کی آواز آنے لگتی۔ ایک تو فاقہ
کشی دوسرے یہ ہولناک واقعات مہاراج کو وحشت سی ہونے لگی۔
ایک روز حسب معمول جب وہ سائین بابا کے درشن کو گئے تو راستے مین
سائین بابا نے مہاراج سے دریافت کیا کہ رات کو تمہارے پاس کوئی آتا
ہے یا نہین۔ اسپر مہاراج نے تمام واقعات سنائے۔ آپ نے فرمایا "اللہ
مالک ہے۔ تم مطلق خوف نہ کھاؤ اور گھر جانے کا خیال دل مین نہ لاؤ
مین بذات خود تمہین اُس گھر جہان تمہین حقیقتاً جانا ہے پہنچاؤنگا۔ مین خود
تمہارے لئے ٹکٹ خریدونگا اور اسپیشل گاڑی مین بٹھا کر براہ راست
اخیر اور حقیقی اسٹیشن پر لیجاؤنگا۔ اور اس مسافت کے طے ہونے تک تم
مین تمہین کسی قسم کی رکاوٹ یا تکلیف پیش نہ آئیگی"۔ ان ہمت افزا الفاظ

کو سنکر مہاراج کو کچھ اطمینان ہوا۔ اور مندر واپس آئے اور مذکورہ واقعات کیطرف جو اور کئی شب تک جاری رہے آپنے کچھ توجہ نہ کی۔ جب مندر مین رہتے دروازہ بند رکھتے جب باہر جاتے کھلا چھوڑ جاتے۔ مندر مین نہ خود کبھی جھاڑو دیتے نہ اور کوئی دے سکتا تھا جسکی وجہ سے مندر گرد سے اٹ گیا تھا۔

انہی دنون مین مسٹر پلے جو ناگپور کے رہنے والے اور حکمت اور گھوڑو نکا علاج کرتے تھے سائین بابا کے درشن کو شیرڈی آئے۔ مہاراج کا ذکر سنکر یہ بھی ان کے پاس گئے۔ مہاراج کی ظاہری حالت متواترا پاس کیوجہ سے بہت ہی نازک ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر نے نبض دیکھی اور کہا آپ کی حالت بہت نازک ہے اگر چند روز اور اسیطرح گذرے تو زندگی کی خیر معلوم نہین ہوتی۔ مہاراج نے جواب دیا کہ میری حالت بہت اچھی ہے آپ کے دیدار نے میرے حق مین دوا کا کام کر دیا اب بالکل توانا اور تندرست ہون، اس کے بعد ڈاکٹر پلے نے معمول کر لیا کہ روزانہ مہاراج کے درشن کر لیا کرے۔ اور یہاہی کیا

مذکورہ بالا ڈاکٹر صاحب کا ایک گرو تھا گرد سوامی جی نام۔ ڈاکٹر صاحب نے دس سال تک اُنکی خدمت کی اور اسرار اہل اللہ سے اچھی طرح واقف تھے انہونے معلوم کر لیا کہ فی الحقیقت سائین بابا انہی کو اپنا جانشین بنانیوالے ہین اور اس خیال کا اظہار سب لوگون سے کیا۔ انہون نے چند آدمی مقرر کئے جو مہاراج کے لئے مندر مین کھانا لیجایا کرتے اور خود بھی درگا بائی اور

بھائی کے ہمراہ جو مہاراج کے سچے خیر طلب اور غم گسار تھے اکثر کافی لیکر رات
کو مہاراج کے پاس جاتے۔ لیکن مہاراج سب پیالون کی کافی ایک برتن مین
جمع کرکے کتون کے آگے رکھدیتے جو اوسکو پی لیتے۔ اسیطرح ولیسو کاکا اور
سگون جو سائین بابا کے معتقدین سے تھے مہاراج کے لئے کھانا لاتے تو یہ انہیں
مندر مین داخل نہ ہونے دیتے اور کہتے کہ لایا ہوا کھانا کتون کو ڈالدو۔ اور انکو
ایسا ہی کرنا پڑتا۔ کتونکا اسطرح کھلانا گویا معمول ہوگیا تھا۔ ان کتون مین
ایک اندھی کتیا تھی جسکی طرف مہاراج کی خاص توجہ مبذول تھی۔ اگر کوئی
پوچھتا کہ مہاراج اس کتیا سے اتنی زیادہ محبت کیون ہے تو فرماتے کہ یہ کتیا
میری سامی ہے اور مجھے خداشناسی کا سبق سکھاتی ہے۔ ڈاکٹر پلے ہر روز
صبح مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے اور مختلف مضامین پر بحث رہا کرتی
ایک روز خدا جانے مہاراج کے دل مین کیا آیا کہ مندر کو چھوڑ سیدھے مانگ
واڑے مین پہنچے اور ایک وڈاری کے گھر مین جا گھسے وہان ایک عورت
آٹا پیس رہی تھی آپ بھی اوسکے ساتھ آٹا پیسنے لگے۔ لوگونکو جو خبر ملی تو
سینکڑون کی تعداد مین آن جمع ہوئے اور اس سالک راہ طریقت کا تماشہ
دیکھتے رہے۔ دوسرے روز ایک عورت درشن کو آئی آپ نے اوس سے
چکی منگوائی۔ اور ہر روز لوگون سے اناج منگواتے اور اکیلے پیستے اور
آٹا جمع کرکے مانگ کو دیدیتے۔ کئی دن تک یہ مشغلہ جاری رہا۔ آخرش

گو نکو خود ہی خیال ہوا کہ ایسے بزرگ سے ایسا سخت کام لینا اچھا
نہین اناج دینا بند کر دیا۔ اب مہاراج نے دیکھا کہ کام کچھہ بھی نہین ملتا
درشن کرنیوالونکا ہجوم بڑھ رہا ہے۔ تو یہ طریقہ اختیار کیا کہ جنگل مین چلے
جاتے اور پھرتے رہتے یا کسی جگہ کسانون کی غلہ جمع کرنے مین مدد کرتے
رستے پر کام کرنیوالے قلیون کا پتھر پھوڑنے اور انکے جمانے مین ہاتھہ
بٹاتے کبھی کسی کھیت مین جاکر جتتے ہوئے بیل مین سے ایک بیل کھولکر
اوسکی جگہ ہل مین جت جاتے اور دوسرے بیل کے ساتھہ ساتھہ کھینچے
پھرتے کبھی کھیتون مین جاکر کام کرتے۔ عورتین جو میلے کپڑے دھویا
کرتیں مہاراج اُن سے لیکر خود دھویا کرتے اور وہ ہی اسقدر احتیاط
اور صفائی کے ساتھہ کہ عورتین دنگ رہجاتین۔ مسند کے پیچھے کچھہ فاصلہ پر
پانی کا نالہ بن رہا تھا وہان جاکر مزدورون کے ساتھہ اُنکا کام کرتے۔ اس
جاے جہان پل بنانے کی تیاریان ہو رہی تھین۔ خاردار جھاڑیان صاف
کرنے مین مزدورونکی مدد کرتے۔ کیفیت یہ کہ سب لوگ دستانے پہنکر کام کرتے
اور یہ بغیر دستانونکے اور برہنہ پا یہ کام کرتے۔ اور اسقدر پھرتی اور محنت
کرتے کہ تمام مزدور منہ دیکھتے رہجاتے۔ کبھی بھیلون۔ مہارون اور دیگر
نیچ قومون کی بستیون مین نکل جاتے اور وہان عورتونکی اُن کے بچے کھلانے
پانی اور کام مین مدد کرتے۔ غرضکہ وہ ہر شخص کا اور ہر قسم کا کام جو ملجاتا بالاتر

کرتے اور نہایت خوبی کے ساتھ اوسکو انجام دیتے، اور کام کرنے وقت کسی سے بات نہ کرتے تہے۔ اور یہ تمام کام ایاس کیحالت مین کرتے تھے جو معمولی انسان مہینون کہائے پئے بغیر اس تندہی اور جفاکشی سے ہرگز نہین کرسکتا۔ یہ صرف مردان خدا ہی کا کام ہے۔

یہ بات یاد رکہنے کے قابل ہے کہ مہاراج باوجود اسقدر محنت مشقت جفاکشی اور از خود رفتگی کے اپنی مذہبی پوجا پاٹ سے کبہی غافل نہین ہوئے اور بلاناغہ مذہبی احکامات بجالاتے رہے

ایک روز شام کو مہاراج مندر کے ایک کونے مین دروازے کی طرف رخ کئے آسن جمائے اپنی پوجا کے منتر ورد کر رہے تہے کہ مندر کی دہلیز پر اپنے دادا کو جو انتقال کرچکے تہے اور جو نہایت پرہیزگار، خدا ترس اور اپنے مذہبی احکامات کی بجا آوری مین ہمیشہ منہمک رہتے تہے اور آخر عمر مین سنیاس لے چکے تہے کہڑا ہوا دیکہا، نظر سے نظر ملتے ہی اس شخص نے نہایت سریلی آواز مین "احمد نگر" "احمد نگر" کہنا شروع کیا۔ مہاراج ان الفاظ کو سمجہہ نہ سکے لہذا ان کے دادا نے دوبارہ صاف لفظون مین اس لفظ کو کئی حصون مین تقسیم کرکے اسطرح کہا "احم۔ مدن۔ گر" مہاراج اسپر بہی کچہہ نہ سمجہے کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ مہاراج کو اسطرح گوش بر آواز دیکہکر تیسری بار پہر اس بوڑہے بزرگ نے کہا "اَحَن۔ مَدَن۔ گر" اس طرح تین ٹکڑے صاف صاف کہنے

مہاراج کے ذہن مین اس کا مطلب اسقدر سرعت کے ساتھ آگیا جیسے تاریک مقام مین روشنی کی کرن۔ یعنی یہ کہ "احن۔ ہدن۔ گرہ" سنسکرت زبان کا ایک جملہ ہے جسکے معنی ہین "غرور اور ہوس زہر کی مانند ہین جو سُننے یا رہنے والونکو ہلاک کر دیتے ہین" وہ بوڑہا آدمی یہ معلوم کر کے کہ اس کے پوتے نے اس جملے کا مطلب سمجھ لیا ہے نظرون سے غائب ہو گیا اس تعلیم سے مہاراج کا رہا سہا غرور اور خواہشات بالکل مٹ گئین۔ اسکے بعد لوگون نے مہاراج کو اکثر "جل۔ احمد نگر" ویسی ہی سریلی آواز مین اکثر کہتے سنا ہے اور انہون نے مہاراج کو دیوانہ سمجھکر یہ خیال کیا کہ چونکہ سائین بابا ضلع احمد نگر کے رہنے والے ہین انہونے احمد نگر کی پرستش شروع کی ہے۔ انکو یہ کیا معلوم تہا کہ اس جملے مین خدا رسی کا راستہ پوشیدہ ہے۔ جس طرح سائین بابا ضلع احمد نگر مین رہتے اسیطرح مہاراج کو بہی اسی ضلع مین رہنے کا حکم تہا۔

مہاراج حسب دستور روزانہ سائین بابا کے درشن کو جایا کرتے۔ اور وہان سے آکر اپنی مقررہ پوجا پاٹ کیا کرتے۔ ایک روز مہاراج سائین بابا کا درشن کر کے پلٹا ہی چاہتے تھے کہ سائین بابا نے اس نیم کے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا جسکے سایہ مین آپ پہلے ہی پہل جبکہ شیرڈی مین تشریف فرما ہوئے تہے بیٹھے تہے یا کہ مین اس درخت کے اوپر ایک علم دیکھ رہا ہون جسکے اردگرد ہزارہا مخلوق جمع ہے۔ اور یہ تمہاری آیندہ تیاریون کا پتہ دیتی ہین

اگرچہ تمہارے جسم پر اسوقت پہٹے پرانے کپڑے ہین۔

دوسری بار اسیطرح جب مہاراج سائین بابا کا درشن کر چکے تو سائین نے فرمایا کہ ایک روز مین حیدر آباد کے قصد سے روانہ ہوا۔ راستہ مین میرے پاس زاد راہ نہ ہونے کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف ومصائب کا سامنا ہوا مگر ان تمام تکالیف اور سختیون کو صبر کے ساتھ برداشت کر کے آخرش مین ایک سمندر کے قریب پہنچا جس کے دوسرے کنارہ پر اپنے خیال کے مطابق مجھے حیدر آباد بسا ہوا نظر آتا تہا۔ اب مجھے اس سمندر کے پار اترنے کی فکر لاحق ہوئی لیکن اس خیال نے کہ مین اس سمندر کے پار کیسے جا سکتا ہون میرے تفکرات اور تشویشات مین بہت زیادہ اضافہ کر دیا۔ کیونکہ اس سمندر سے پار اترنا قریب قریب ناممکن سا نظر آتا تہا قریب ہی ایک نیم کا درخت تہا بہوک سے انتڑیان قل ہو اللہ پڑہ رہی تہین سکے سایہ مین جا بیٹھا اور جہولی سے توشہ نکال کہانے لگا۔ کچھہ کہایا کچھہ باقی رکہا اور جہولی مین ڈال وہان سے چل نکلا۔ لیکن یہ دیکہکر مین بہت ہی پریشان ہوا کہ جس طرف مین جاتا ہون یہ درخت بہی میرے پیچھے چلا آتا ہے آخر کار ایک ہندو عورت جو بڑہیا سی تہی اچانک سامنے آئی۔ مین نے اپنی سرگذشت اسکو سنائی اور اس نے سنکر کہا کہ تم باقی بچی ہوئی روٹی [illegible] اسکو کہلادو اور جو فقیر تمہارے پاس ہو اس درخت سے باندہ دو [illegible]

میں نے ایسا ہی کیا اور فی الحقیقت وہ درخت وہیں کھڑا رہ گیا۔ پھر میں
اسی عورت کی مدد سے اور کچھ اپنی کوشش سے اس سمندر کو عبور کرنے
میں کامیاب ہوا۔ مگر وہاں پہنچکر مجھے سخت ناکامی ہوئی۔ کیونکہ میں جس حیدر آباد
کو جانا چاہتا تھا یہ وہ حیدر آباد نہ تھا۔ لیکن راستہ پوچھتے پوچھتے بہ ہزار دقت
و خرابی میں اپنی منزل مقصود یعنی سندھ حیدر آباد جا پہنچا۔ وہاں سے میں
شیرڈی آیا اور یہاں اس مسجد کو ویران دیکھکر اسکو اپنے ہاتھ سے صاف
کیا اور اسکو اپنا دائمی مقام بنایا۔ یہ کہکر سائیں بابا نے مہاراج کی طرف
دیکھا اور فرمایا کہ تمہیں بھی سندھ حیدر آباد جانا پڑیگا۔ اس کے بعد سائیں
بابا مسجد کیطرف روانہ ہوئے اور مہاراج مندر کی طرف لوٹے۔ اسی نہج پر
قریباً ایک سال گذر گیا اور مہاراج کے روزانہ محنت و مشقت کے کام اور جنگلوں
میں بھوکے پیاسے پھرنا جاری رہا۔ پھٹی ہوئی دھوتی اور برہنا پائی ہمیشہ
قائم رہی دھوتی جب بالکل ہی پھٹ گئی تو آپ نے جنگل اور بیابان ہی بسا
لیا۔ انہی ایام میں ہرمزدجی نامی پونہ کا باشندہ جو پہلے تین مرتبہ سائیں
بابا کے درشن کر چکا تھا اور قدرتی طور پر مہاراج کا بھی گرویدہ ہو چکا تھا
معہ اہل و اطفال شیرڈی میں چند روزہ قیام کے ارادہ سے آیا۔ یہ تمام
دن مہاراج کے پاس بیٹھا رہتا اور ایک لمحہ کے لئے کہیں نہ جاتا۔ زبردستی
اٹھاتے تو اٹھتا۔ جب آتا تو چار اور میوہ وغیرہ ساتھ لاتا۔ گو مہاراج

اسکو قبول نہ فرماتے اور پہکوا دیتے۔ دو مرتبہ ایسا ہوا کہ مہاراج نے اسکو
اسطرح جم کر بیٹھنے پر بہت ہی بُرا بہلا کہا اور گالیان دین مگر اس نے
ان گالیونکو دعا سمجھکر ذرا ہی پروا نہ کی آخر مہاراج نے اوس سے بچنے کی
ایک نئی ترکیب یہ نکالی کہ پہلے تو اوسکو کہا کہ بہائی اسطرح سارا سارا دن
بیٹھے رہنے سے تمہارے دوسرے کامونکا حرج ہوتا ہوگا۔ جب اس
اشارہ کو بہی اوس نے ٹالدیا تو مہاراج نے تحکمانہ لہجہ مین فرمایا کہ بس
اُٹھ چلا جا" مگر اسپر ہی وہ نہ مانا تو مہاراج خود اُٹھے اور مندر سے
باہر نکل کہڑے ہوئے اور رہا مٹا کیطرف جو راستہ جاتا تہا اسپر ہو لئے۔ یہ
پارسی بہی اُٹھا اور پیچھے ہو لیا۔ قریباً ایک میل تک مہاراج گئے اور پیچھے
مڑ مڑ کر دیکھتے رہے پارسی بہی مہاراج کے قدم بقدم سو قدم کے فاصلہ
سے ساتہ رہا مہاراج تیز قدم چلے تو یہ بہی قدم اُٹہا کر چلا مہاراج آہستہ
چلے تو یہ بہی دہیمہ پڑ گیا۔ مہاراج نے جب دیکہا کہ کیسی صورت نہین ٹلتا تو آپ
سڑک سے اتر ناہموار اور خاردار جنگل مین جا گھسے۔ یہان بہی ہرمزدجی
نے ساتھ نہ چہوڑا۔ اب مہاراج کو یک بیک خیال آیا کہ ہرمزدجی مخملی سلیپر
پہنے ہوئے ہے۔ وہ چلتے چلتے ٹہر گئے اور ہرمزدجی بہی دو قدم کے
قریب آپہنچا۔ مہاراج نے اس سے سلیپر طلب کئے اور کہا کہ چونکہ راستہ
پرخار اور ناہموار ہے مجھے چلنے مین نہایت تکلیف ہوتی ہے" ہرمزدجی

مہاراج کے خیال مین ایسا محو تہا کہ اس بات کو نہ سمجھہ سکا کہ سلیپر کیون طلب کیے ہین مہاراج ہمیشہ ننگے پاؤن جنگل مین پہرا کرتے ہین اور آج کیون ایسی تکلیف محسوس کر رہے ہین۔ چپکے سے سلیپر اتارے اور مہاراج کو دیدئے مہاراج سلیپر ہاتہہ مین لیکر قدم اٹھا آگے بڑہے۔ مہاراج کا خیال تہا کہ بغیر سلیپر کے ہرمزدجی سے اس جنگل مین نہ چلا جائیگا لیکن ہرمزدجی برابر ساتھ رہا مہاراج نے یہ دیکھکر کہ اب بہی یہ جن پیچہا کئے ہوئے ہے ہرمزدجی کے سامنے وہ سلیپر کنوئین مین ڈالدئے۔ اور خود وہان سے ببول بن کیطرف روانہ ہوئے۔ یہان پہنچکر بیچارے ہرمزدجی نے ہمت ہاردی اور اسکی امید ناامیدی سے بدل گئی۔ آخر کنوئین کے پاس آیا اور سلیپر نکالنے کی ترکیب سوچنے لگا۔ جو لوگ یہ دوڑ دیکھہ رہے تہے ہرمزدجی کے پاس آئے اور آپس مین کہنے لگے کہ مہاراج کا پیچہا کرکے حضرت نے اپنے سلیپر بہی کہوئے ایسا پیچہا کرنیسے بہی کہین مہاراج ملے ہین۔ مہاراج ببول بن مین داخل ہو ایک درخت پر چڑہ گئے اور ہرمزدجی کا تماشہ دیکہنے لگے۔ اب ہرمزدجی مہاراج کو تو بہول گیا اور مندر کی دہن بندہی لوگون سے راستہ پوچھا انہون نے تالاب کے کنارے کنارے مندر تک پہنچا دیا۔ یہان پہنچکر بڑہ کے درخت کے نیچے مہاراج کے انتظار مین بیٹھ گیا۔ مہاراج یہ خیال کرکے کہ ہرمزدجی سائین بابا کی آرتی کے وقت مندر مین نہین ٹہیریگا اسیوقت واپس آئے خبر ملی

کہ ہر مزدجی ابہی ابہی یہان سے گیا ہے۔ اُسی دن دوپہر کو کہانا کہانے کے بعد ہر مزدجی نیا بوٹ پہنے ہوئے مہاراج کی خدمت مین پہر حاضر ہوا۔ مہاراج نے فرمایا کہ اس حرکت سے تم نے بہی تکلیف اُٹہائی اور مجہے بہی تکلیف ہوئی۔ اوسنے کہا کہ مہاراج میرا دلی منشا تہا کہ حضور کے ہاتہون مجہے تکلیف پہنچے کیونکہ مین اس تکلیف کو عین راحت اور باعث نجات سمجہتا ہون مہاراج نے فرمایا کہ اگر ایسا خیال تہا تو اخیر تک چہپا کرنا تہا۔ دو دن کے بعد ہر مزدجی پونہ واپس چلا آیا۔

اب جون جون دن زیادہ گذرتے جاتے تہے مہاراج کی طبیعت مین ایک قسم کی بیچینی اور بیقراری بڑہنے لگی ہمیشہ نڈہال اور سینہ مین آگ سی لگی رہتی۔ ایک روز سائین بابا نے فرمایا کہ تم اسقدر پریشان کیون ہو صبر کرو۔ تمہارے آبا واجداد سے میرا قریبی تعلق ہے اسوجہ سے میرا فرض ہے کہ مین تمکو عالم قدس کی اعلیٰ منزل پر پہنچاؤن۔ جسکا وقت قریب آچلا ہے۔ چند روز کے بعد مہاراج کی حالت مین یک بیک ایک غیر معمولی تغیر واقع ہوا۔ جسکے متعلق لوگون مین دو قسم کے خیالات پیدا ہوئے۔ وہ جو عالم قدس اور اسکی منزلون سے ناواقف تہے انہون نے سمجہا کہ مہاراج دیوانے ہو گئے ہین۔ مگر جو لوگ اہل اللہ اور ان کے اسرار سے کچہہ بہی لگاؤ رکہتے ہتے وہ سمجہہ گئے ع کشتۂ تیر نگاہِ سائین ہے۔

ڈاکٹر پٹے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ہر روز صبح مہاراج کی دشن کو آیا کرتا اور اکثر کہا کرتا کہ مہاراج میرا پورا یقین ہے کہ سائین بابا نے آپکو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ مہاراج کو اس روحانی جنون کے دورے مین شروع شروع عجیب عجیب تجربات اور مکاشفات ہوئے۔

شیرڈی آنے سے پیشتر مہاراج اپنے مذہبی احکام کی پابندی مین نہایت مضبوط تھے اور شیرڈی مین بھی کبھی پوجا پاٹ سے غافل نہین ہوئے یہانتک کہ ہم جذب کی حالت مین ان کے دل سے اس کا خیال نہ گیا اور روزانہ دو گھنٹے تک جو آپ کا معمول تھا پوجا کے منتر رٹا کرتے۔ تھوڑے دن کے بعد جب وہ منتر پڑھا کرتے تو انکو ایسا معلوم ہونے لگا کہ کوئی دوسرا شخص بھی ان کے ساتھ جپ کر رہا ہے۔ بہتیرا چاہا کہ دریافت کرین کہ یہ آواز کس طرف سے آتی ہے مگر پتہ نہ لگا سیدھے رخ آواز کیطرف کان لگا کر دیکھا تو الٹی طرف سے آواز آنے لگی اور الٹی طرف دیکھنے لگے تو سیدھی جانب سے آواز شروع ہوگئی۔ جب پڑھنا بند کر دیتے تو آواز بھی بند ہو جاتی۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا کہ پڑھتے وقت صرف جبڑے ہل رہے ہین اور الفاظ ہونٹون سے نہین نکلتے بلکہ آواز دماغ کے بیچون بیچ سے پیدا ہوتی اور وہین سے نکلتی ہے۔ ان غیر معمولی اور بعید از قیاس واقعات سے مہاراج کو سخت تشویش پیدا ہوئی۔ ان تمام واقعات کو مہاراج اب بھی

نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہین لیکن انکی علت غائی کو صاف طور پر بیان نہین فرماتے۔ اور اگر بیان بہی کرین تو عوام کی سمجھ مین نہین آسکتے

ان قطع منازل کے بعد مہاراج کی عجیب کیفیت ہو گئی۔ آدہے دن وہ بالکل ہوش مین رہتے اور کیسکو یہ گمان بہی نہ ہوتا کہ انکو کبہی جذب کی حالت ہوتی ہو گی۔ اور آدہے دن جذب کیحالت مین رہتے۔ کبہی گھنٹون روتے اور کبہی گہنٹون ہنستے۔ کبہی فلسفے کے دقیق مسائل پر نہایت مدلل اور عالمانہ بحث فرماتے۔ اور کبہی عرصہ تک عالم سکوت مین رہتے۔ کبہی گھنٹون غلاظت اور تعفن مین بیٹھے رہتے اور اردگرد سے پاخانہ جمع کرکے نہایت خندہ پیشانی اور دلچسپی سے اس سے کہیلا کرتے جیسے بچے مٹی سے کہیلتے ہین۔ جو لوگ اس حالت کے باطنی اسرار سے واقف یا کم از کم کسی دیوانہ کی مجنونانہ حالت سے زیادہ وقعت دینے والے تھے وہ اکثر مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوتے اور اکتساب فیض کرتے اور قصداً ان کے مشغلہ مین مخل ہو کر ان کے ہاتھ سے مار کہاتے اور اسکو ماں باپ کی مار سے زیادہ باعث شفقت و نجات سمجھتے۔ لیکن مہاراج کی طبیعت قدرتاً کچھ ایسی نرم اور رحمدل واقع ہوئی تہی کہ وہ کبہی کسیکو دکہہ نہ پہنچاتے بلکہ اور ونکا دکہہ خود اُٹہاتے اور حتی الامکان تکلیف سے بچاتے۔ ہان جب کوئی بہت ہی ستاتا اور کہنا نہ مانتا تو آپ گالیان دیتے۔ ڈراتے دہمکاتے اور بہت مجبور ہو کر مار

کے لئے ہاتھہ اُٹھاتے اور اسکو کپڑے پھاڑ ڈالتے۔ یہ حالت دن بدن ترقی کرتی گئی۔ سائین بابا کی زندگی ہی مین لوگ ان کی زیارت کو آیا کرتے اور سالانہ عرس کیا کرتے۔ عرس کے موقعہ بہت سے مسلمان بھی شریک ہوتے اور مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوتے جن مین نہ صرف شیرڈی اور اسکو قرب وجوار کے مسلمان بلکہ بھی۔ اورنگ آباد اور دیگر مقامات سے بھی شریک عرس ہوتے۔ اسی موقعہ تین چار مولوی جو سائین بابا کی زیارت کا شرف حاصل کرنے شیرڈی آئے ہوئے تھے اور جو مہاراج کو بھی اکثر بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھا دیکھا کرتے تے مہاراج کے پاس مندر مین حاضر ہوئے اور تین چار وقت کی نماز ان لوگون نے حدود مندر ہی مین ادا کی۔ مہاراج نے ان سے فرمایا کہ یہ کھنڈویا کا مندر ہے تم نماز یہان کیون پڑھتے ہو نماز کے لئے مسجد موجود ہے وہان جاؤ اور نماز پڑھو۔ مولوی صاحبان یہ سنکر چپ ہو رہے اور دست بستہ عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مندر مین آئین اور اسکے متعلق آپ سے کچھہ عرض کرین۔ یا بڑ کے درخت کے نیچے تشریف لے آئین وہان اس مسئلہ کی تشریح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے کل اسکے متعلق جواب دونگا۔ چنانچہ یہ لوگ دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے مہاراج بڑ کے نیچے بیٹھے تھے ان کے آتے ہی مہاراج نے نماز کا مسئلہ دہرایا۔ ان لوگون نے چند کتابون کے حوالے سے ثابت کیا کہ نماز مندر مین ہو سکتی ہے۔ اور

کتب تصوف سے یہ بھی ثابت کیا کہ ایک کامل مسلمان بزرگ ایک ہندو برہمن کو اپنا بالکا چیلہ یا مرید بناکر روحانی فیض اوسکو پہنچا سکتا ہے۔ پھر ان لوگون نے کہا کہ ہم نے آپ کو غور سے دیکھا اور پرکھا اور اسلام کی منشا کے مطابق پایا۔ اگرچہ یہ باتین مہاراج پر روشن تہین لیکن درحقیقت سائین باباکو اس طریقے سے اس کا عام اظہار اور مہاراج کا فرید طمینان مقصود تہا کیونکہ مہاراج ایک پکے برہمن اور سائین بابا ایک سچے مسلمان تھے اور عام نظر مین ان دو کا اتحاد تعجب خیز تہا۔

مہاراج ہمیشہ بول و براز اور کیچڑ مین بسر کرتے اور جب سے وہ مندر مین داخل ہوئے کہنڈوبائی پوجا اور تیل بتی بالکل موقوف ہوگئی تہی اور مندر کی حدود مین مسلمان آکر نماز ادا کرنے لگے تہے دوسری طرف مسجد کا یہ حال کہ ہندو لوگ سائین باباکی پوجا اور آرتی کیا کرتے۔ اور روزانہ غسل اور پاکی اور صفائی سائین بابا کے حصے مین آئی ہتی غرضکہ مسجد مندر بنگیا تہا اور مندر مسجد۔ مولوی صاحبان اس بات کے مقر ہوئے کہ مہاراج مین ہم توحید کا جلوہ بوجہ اتم پاتے اور اسی لیئے آپ کے قریب نماز پڑھنا بہتر سمجھتے ہین یا یون کہیئے کہ سائین باباکی وحدانیت آپ مین سمائی اور آپ کا سارا کفر سائین بابا مین منتقل ہوگیا۔

انہی ایام مین چند کرشمہ جو مہاراج سے ظاہر ہوئے ذیل مین بیان

کیے جاتے ہین

ایک روز حسب معمول شب کو درگا بائی۔ ڈاکٹر پلے۔ بہائی اور سراج الدین مہاراج کے درشن کو گئے کبہی کبہی جبکہ مہاراج کی طبیعت چہل پر ہوتی تو آپ روحانیت پر نہایت زبردست تقریر فرماتے چنانچہ اس شب کو اسی مضمون پر آپ نے تقریر شروع ایک تو یہ کہ نفس مضمون ہی ایسا دلکش اور عجیب تہا کہ سننے والا اسی مین محو ہو جاتا تہا دوسرے آپکا طرز بیان جس نے سامعین کو متوالا بنا دیا رات کے دو بج گئے کسی کو خبر ہی نہ ہوئی مجلس برخاست ہوئی چار آدمی شیرڈی جلنے کیلئے نکلے دو لالٹین پاس تہا۔ شیرڈی کے رہنے والے اور راستہ سے بخوبی واقف اور مندر سے شیرڈی تک صرف ۲ منٹ کا راستہ ہے مگر یہ چارون شخص آدہے گہنٹے تک ادہر ادہر بہٹکتے پہرے اور بجائے شیرڈی کے کسی اور طرف جا نکلے۔ بہتیری کوشش کی مگر راستہ نہ ملا۔ خوفزدہ ہوکر ایک دوسرے سے باتین کرنے لگے انکی آواز سنکر قریب ہی کوئی آدمی سویا تہا اسکی آنکہہ کہل گئی اور اوسنے متعجب ہوکر پوچہا کہ شیرڈی کے رہنے والے ہوکر راستہ بہول گئے۔ غرضکہ اوس نے انکو مندر کا راستہ بتایا یہ لوگ آدہا گہنٹہ پہرکر پہر مندر مین آئے۔ دیکہا تو مہاراج مندر کے دروازے پر کہڑے ہین۔ ان لوگونکو واپس آتے دیکہکر مہاراج ہنسے اور فرمایا اچہا اب تم جا سکتے ہو۔ راستہ بہی نہ بہولوگے اور سلامتی سے گہر پہنچ جاؤگے۔

(۲) متذکرہ بالا چار آدمی ہر روز شب کو مہاراج کے لئے کافی لایا کرتے حالانکہ مہاراج پیتے کسی دن بھی نہ تھے اور ہمیشہ کتوں ہی کو پلائی جاتی تھی لیکن انکا حسن عقیدت انکو روزانہ آلتے اور کافی لانے سے بد دل نہ ہونے دیتا تھا۔ ایک روز یہ لوگ کافی لیکر آئے تو مہاراج نے خفا ہوکر کافی کے برتن اور لالٹینیں اٹھا پھینکدیں ایک لالٹین کوئی ۵۰ قدم کے فاصلے پر گری اور وہ بھی پتھر دن پر لیکن لطف یہ ہوا کہ لالٹین کی کانچ میں بال تک نہ پڑا حالانکہ کانچ کے گوشے پہ جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے تار کی جالی وغیرہ کچھ بھی نہ تھی۔

(۳) ایک روز حسب معمول ۹ بجے رات کو مندرجہ بالا لوگ مہاراج کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ مہاراج مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سر پر ہوا میں ایک لمبا سانپ پھن پھلائے جھوم رہا ہے اور اسکی دم مہاراج کی پیٹھ پر ٹکی ہوئی ہے اور اسکی بل پر وہ کھڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ دیکھکر بہت گھبرائے اور دو تین اور آدمیوں کو بلا کر اوسکو مارا۔

(۴) ایک روز شب کو مہاراج مندر میں سو رہے تھے۔ جب صبح ان کی آنکھ کھلی تو انہوں نے محسوس کیا کہ سانپ نے میری ٹانگیں جکڑ رکھی ہیں۔ آپ نے باہستگی تمام اپنے دھڑ کو اسطرح اٹھایا کہ ٹانگوں کو جنبش مطلق نہ ہوئی دروازے کے پاس ہی سوتے تھے ہاتھ بڑھا کر کنڈی کھولدی اور سانپ کیطرف بیٹھے دیکھتے رہے۔ بالاسنار مندر کے قریب ہی رفع حاجت کو

ہوا تھا دروازہ کھلا دیکھکر مندر میں چلا آیا۔ مگر سانپ کو مہاراج کی
ٹانگوں میں لپٹا ہوا دیکھکر دور ہی ٹھٹک کر رہگیا۔ دیکھا کہ مہاراج چپکے بیٹھکر
سانپ کیطرف دیکھہ رہے ہیں اور سانپ اپنے جسم کو مہاراج کی ٹانگوں میں
لپٹے سر کو انکے پاؤں پر رکھے پڑا ہے۔ ہمت کرکے نزدیک آیا اور کوشش کرکے
سانپ کو الگ کیا مگر مہاراج نے اوسکو زندہ رہا کروا دیا۔

(۵) ایک روز صبح کے چار بجے چار پانچ سانپ کہ نیچے چمن میں سے ہر ایک
پانچ چھ فٹ لانبا ہوگا مندر میں آگھسے اور چاروں طرف سے مہاراج کو گھیر لیا
اور آپس میں کلیل کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد جب وہ کھیل کھیل کے تھک سے گئے
چپکے چپکے چلے گئے۔

(۶) ایک دفعہ جوار کا راجہ معہ اپنی رانی اور پیشکار اور چند سپاہیوں کے
سائیں بابا کے درشن کیغرض سے شیرڈی آیا۔ مہاراج کے مندرجہ بالا واقعات
سنکر ان کے درشن کا شوق بھی اسکے دل میں پیدا ہوا۔ اپنے پیشکار اور دو
سپاہیوں کے ہمراہ چاندی کے تھال میں تازہ اور خشک میوہ اور مٹھائی
مہاراج کے لیئے بھیجی۔ مہاراج نے اندر سے دریافت کیا تم کون ہو پیشکار نے
عرض کی جوار کے راجہ کا پیشکار اور حضور کے لیئے نذرانہ لایا ہوں آپ نے یہ سنکر پیشکار
کو سینکڑوں صلواتیں سنائیں اور جھڑکیاں دیں اور مٹھائی کا تھال لیکر ایسا
زور سے پھینکا کہ مٹھائی بھی گری اور تھال بھی کئی جگہ سے ٹوٹ گیا۔ پیشکار بیچارہ

سہم کر رہگیا۔ اور بیک بینی و دوگوش شیرڈی کو واپس ہوا۔ اور اُسی شب کو بیمار ہوا اور صبح ہوتے ہوتے مرگیا۔ درحقیقت مہاراج پر اوسکا قلب کھل گیا اور اسی لیئے مہاراج نے اُسکو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ پنڈکار کے مرنے کے تیسرے روز راجہ خود حاضر خدمت ہوا۔ سادہ لباس اور صرف ایک نوکر ساتھ مندر سے دور کھڑا ہو گیا۔ مہاراج نے اُسکو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا اُسکے اوسکے کھڑے ہوتے ہی اسکو اپنے پاس بلوالیا اور کہا کہ یہ جگہ تمہارے داخل ہونے یا بیٹھنے کے قابل نہیں ہے۔ تم صاحب حشمت و حکومت ہو اور یہ جگہ گردوغبار سے بھری ہوئی۔ راجہ نے دست بستہ عرض کیا کہ مایہ بخششی صحبت درویشان است میری حکومت و ثروت آپ جیسے بزرگ کے آستانے کے مقابلے مین خاک کے برابر بھی وقعت نہین رکھتی۔ مین درشن کیلیئے آیا ہون تو یہ آستانہ میرے لیئے تخت شاہی سے بڑھکر ہے۔ یہ سنکر مہاراج نے راجہ کو اندر آنیکی اجازت دی۔ راجہ اندر گیا اور اُسی گردآلود فرش پر بیٹھ گیا۔ ملازم دوڑکر قالین اُٹھا لایا راجہ نے واپس کر دیا اور ملازم سے کہا کہ باہر کھڑا رہ۔ مہاراج نے ۱۰ منٹ تک اوس سے باتین کین رخصت کے وقت راجہ نے عرض کیا کہ مین یہان چند روز قیام کرونگا اگر حکم ہو تو روزانہ درشن کر لیا کرون۔ مہاراج نے اسکو اجازت دی۔ چنانچہ جب تک راجہ وہان رہا روزانہ اپنی رانی کو لیکر درشن کے لیئے حاضر ہوا کرتا۔ اور مہاراج اس صحبت مین حقانیت کے نکات بیان فرما

(۷) سائین بابا کے معتقدین مین تاتیا پٹیل کے تین بیویان تھین لیکن اولاد کسیکے نہ ہوئی تھی۔ عرصہ کے بعد دوسری عورت سے بچہ ہوا۔ سائین بابا کے دربار مین پٹیل نے پیڑے تقسیم کئے۔ ۱۲ دن کے بعد جو اس رسم کے لئے خاص دن ہوتا ہے سو بہاگیاوتی تائی بائی" پٹیل کی پہلی بیوی پیڑے لیکر مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوئی اور پیڑونکا تہال آپ کے قدمون مین رکہدیا۔ مہاراج نے دریافت فرمایا کہ یہ کس تقریب کی پیڑے ہین۔ عرض کیا کہ یہ اس بچے کی خوشی مین تقسیم کئے گئے ہین جو میرے خاوند کی دوسری بیوی سے ہوا ہے۔ مہاراج نے تہوڑی دیر ان پیڑون کی طرف دیکہا اور کہا کہ یہ پیڑے میرے کام کے نہین ہین۔ ہر چند اصرار کیا مگر آپنے ایک پیڑا بہی نہ لیا بلکہ فرمایا کہ نہ مین لونگا اور نہ یہان کسیکو دینے کی اجازت دونگا بلکہ اپنے قرب وجوار مین بہی کسیکو دینا گوارا نہین کرتا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ کہنڈوبا کے قدمون مین تو ایک دو پیڑے رکہدون آپ نے اسکی بہی اجازت نہ دی۔ مجبوراً وہ عورت پیڑے لئے واپس گئی۔ اس واقعہ کے آٹھہ ماہ بعد بچہ مرگیا۔

(۸) ایک روز جذب کیحالت مین مہاراج نے ڈاکٹر پلے سے فرمایا کہ مین دیکھہ رہا ہون کہ چند روز بعد دنیا مین سب سے بڑا خونخوار جنگ شروع ہوگا۔ پہر فرمایا کہ ڈیڑہ برس بعد عالمگیر جنگ کا آغاز ہوگا جس سے تمام دنیا مین کہلبلی مچ جائیگی۔ اور اسکا اثر دنیا کے ہر حصے پر پڑیگا۔ اور یہ جنگ عرصہ دراز تک جاری رہیگا نہ تھگا

عظیم برپا ہوگا اور تمام مخلوق مصیبت مین گرفتار ہوگی۔ اس قدر خونریزی ہوگی
کہ خون کی ندیان بہ نکلینگی۔ مرنے والے اپنے پسماندونکو ماتم کے لئے چھوڑینگے
اس جنگ کا خاتمہ اسوقت ہوگا جبکہ تمام دنیوی طاقتین لڑتے لڑتے تھک جائینگی
اور جن اسباب کے زور پر لڑائی جاری ہے ان مین نمایان کمی واقع ہوگی
اور لوگ خدا سے دعا مانگینگے کہ وہ اس فتنۂ عظیم کو پامال کردے اور انہین اپنے
سایہ مین لے لے۔" ڈاکٹر پلے نے جواب دیا کہ جنگ کے ظاہری آثار تو کوئی
دکھائی نہیں دیتے۔ مہاراج نے فرمایا کہ ہون نہ ہون مین جو کچھ کہہ رہا ہون
ایسا ضرور ہو کر رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پورے ڈیڑھ برس کے بعد
جنگ شروع ہوگئی اور ایسی کہ تمام دنیا کو اس سے صدمہ پہنچا۔ اس پیشگوئی
سے ڈاکٹر پلے ششدر رہ گئے۔ اور یہ واقعہ کاکا صاحب بوئی صاحب
اور سائین بابا کے دوسرے بھگتون کے سامنے سنایا۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ گاہے گاہے کوئی شخص آتا اور کہہ
جاتا کہ عنقریب سائین بابا کی جانشینی کا فخر مہاراج کو حاصل ہونیوالا ہے۔
ایک دفعہ ایک مسلمان آیا اور مہاراج کے روبرو بیٹھا اور کہنے لگا کہ سائین
بابا چلے گئے اور سوامی جی آئے۔ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا جس سے لوگون کو
یہ خیال ہوگیا کہ سائین بابا اب اس دنیائے فانی سے پردہ کرینگے اور
مہاراج ان کے جانشین ہونگے۔

اب مہاراج نے ایک نیا رویہ اختیار کیا یعنی تمام دن ایک ٹوکری
لئے ہوئے گوبر جمع کرتے پھرتے اور پھر اوسکے اپلے تہا پتے۔ ان کے
ہاتھ کے بنے ہوئے اپلے دوسرے اپلون سے بالکل مختلف نمونہ کے
ہوا کرتے اور دوسرے اپلون مین انکی شناخت ہوجاتی تہی۔ وہ ان
اپلون کا ڈھیر مندر کے ایک کونے مین لگائے رکہتے اور کسیکو چہونے تک
کی اجازت نہ تہی۔ لوگ اکثر کہا کرتے کہ یہ اپلیان مہاراج خواہ مخواہ جمع کر
رہے ہین۔ کہانا تو پکاتے نہین۔ مہاراج فرماتے کہ یہ اپلیان مین نے اپنے
جلانے کے لئے بنائی ہین جس کو سنکر لوگ خاموش ہوجاتے۔

ایک دفعہ بہساول کا ایک باشندہ مہاراج کا نیاز حاصل کرنے
کے لئے شیرڈی آیا اور مندر کے کونے مین ان اپلون کا ڈھیر دیکھکر خیال
کیا کہ اگر ان مین سے چند اپلے مہاراج مجھے عنایت کرین تو مین ان کو
تبرک سمجھکے اپنے پاس حفاظت سے رکہون۔ مہاراج نے اس کا دلی
مقصد معلوم کرکے اسکو چار اپلے عنایت کئے۔ اور کہا کہ یہ اپلے نہایت
قیمتی ہین بہت حفاظت سے رکہنا اور تاوقتیکہ اشد ضرورت نہ ہو
ان کا استعمال نہ کیجو۔ کیونکہ ان اپلون مین کسیکو نجات دلانے کی
طاقت ہے۔ وہ شخص اپلے لیکر روانہ ہوا۔ گھر پر وہ ہمیشہ ان اپلون کی
پوجا کیا کرتا۔ چند روز کے بعد اسکی مان سخت بیمار ہوئی۔ مرتے وقت

بیٹے سے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ میری لاش مہاراج کے دئیے ہوئے اپلون
مین جلائی جائے مجھے یقین ہے کہ اس سے میری نجات ہوگی۔ پھر کہا کہ دیکھو
بہولنا نہین یہ کہکر وہ بڑھیا مرگئی۔ لڑکے نے حسب وصیت اپنی مان کی لاش
اُن اپلون سے جلائی۔ صرف اتنا ہی نہین کیا بلکہ جلی ہوئی ہڈیان بذریعہ
پوسٹ پارسل مہاراج کی خدمت مین روانہ کردی اور تمام حقیقت لکھکر
یہ بھی لکھا کہ یہ جانکر کہ تمام تیرتھ اور دیوآپ کے قدمونکے پاس ہین
مین نے اپنی مان کی ہڈیان آپ کی خدمت مین ارسال کی ہین تاکہ اسکو
دائمی نجات حاصل ہو۔ اسیطرح آپ کے دیگر ہندو معتقدین اپنے مرے
ہوے خویشون اور رشتہ دارونکی ہڈیان بجائے بنارس اور دیگر تیرتھ
بھیجنے کے مہاراج کے پاس بھیجدیتے ہین اور اسکو باعث نجات جانتے ہین
بعدمین مہاراج نے یہ اُپلے اپنے سچّے معتقدین مین تقسیم کردئے۔

مہاراج کا انکسار اسقدر بڑھگیا تھا کہ درگا بائی جو کھانا لاتی اسکو
سورونکے آگے ڈلوادیتے جنکو کھا کھاکر وہ اسقدر ہل گئے تھے کہ مہاراج اور
درگا بائی کے قریب آبیٹھتے اور کبھی مہاراج خود اُن مین جا بیٹھتے۔

ایک دفعہ جبکہ مہاراج اِن سورون کے بیچ مین بیٹھے ہوے
تھے یکایک ایک معتقد جو دولتمند آدمی تھا اُن کے درشن کے لئے آیا اور
مہاراج کو ڈنڈوت کرکے ان کے روبرو ایک بڑی رقم کا نوٹ نذر

کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تونے مجھے ڈنڈوت نہین کی ان سوردن کو کی ہے لہذا یہ نوٹ بھی انہی کی نذر کرنا چاہیئے یہ کہکر وہ نوٹ رسّی مین باندہ ایک سور کے گلے مین لٹکا دیا جسکو وہ خدا جانے کہان لیگیا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک مادہ خوک حمل سے تہی وضع حمل کے دن قریب تہے مندر کے قریب آکر لیٹ گئی درد زہ شروع ہوا۔ شدت تکلیف سے دو دن تک نہ کہایا نہ پیا چلایا کی۔ تیسرے دن بیہوش ہوکر درخت کے نیچے گر پڑی۔ مہاراج اور دو تین شخص دیکھہ رہے تہے کہ اوسکا جسم بچہ آدہا باہر نکلا ہے اور آدہا اندر ہے وہ بہتیری کوشش کر رہی ہے مگر آدہا بچّہ باہر نہین آتا۔ مہاراج اُٹھے اور اپنے ہاتہہ سے بچّہ باہر نکالا اور اسیطرح اوسکے تمام بچے دائی کی طرح جنوائے جب وہ فارغ ہوئی تو اوسکو نہلایا اور اس جگہ کو جو خون وغیرہ سے خراب ہوگئی تہی اپنے ہاتہہ سے صاف کرکے دہویا۔

مندر مین اور مندر کی دہلیز مین مہاراج کو راتدن چلم کے دہوئین کی بو معلوم ہوا کرتی اور اُن کے دل مین ہمیشہ یہ گمان رہتا کہ سائین بابا چہپے ہوئے چلم پی رہے ہین۔

سائین بابا کبھی کبھی اپنے معتقدین کو مہاراج کے پاس کسی نہ کسی بہانے بھیجتے اور اُنکے ہاتہون ان لوگون کو پٹواتے تاکہ مہاراج سے انکو

دعائین ملین - یہان یہ بتلانے کی ضرورت نہین ہے کہ اس طریقے سے سائین بابا کی خفیہ طاقتون کا بہی اظہار ہوا کرتا تہا - ذیل مین سائین بابا کے چند خاص معتقدین کی مہاراج کے ہاتہون مار کہانے کی تفصیل لکہی جاتی ہے -

ایک دفعہ کاکا صاحب دکشت پونہ کے ایک نووارد مہمان کو لئے ہوئے مہاراج کے پاس پہنچے - اسوقت مہاراج کے پاس چکی رکہی ہوئی تہی اسکو دیکہکر یہ ہنس پڑے - مہاراج نے کاکا صاحب سے دریافت کیا کہ وہ ہنسی کیہی آٹا پیستے ہین - کاکا صاحب نے کچہہ مذاقیہ پہلو سے جواب دیا مہاراج نے اس جواب پر کاکا صاحب اور ان کے مہمان کو خوب مارا -

اسیطرح ایک اور وقت ناناصاحب چاندولکر کے داماد کو جو سائین بابا کے ممتاز معتقدین مین سے تہا اور بوٹی صاحب کے داماد کو بہی یعنی گنپت راؤ نرکے کو جو پونہ مین پروفیسر تہا - خوب پیٹا - مذکورہ بالا تمام صاحبان ونیز بوٹی صاحب کے لڑکے مہاراج کے بہت معتقد اور اپنا ہر ایک کام ان کی صلاح سے کیا کرتے ہین -

سکہارام جوگ عرف باپو صاحب جو ابہی تک حیات ہین اور سائین بابا کے سچے معتقدین سے ہین اور سائین بابا کی حیات مین آرتی پوجا وغیرہ کرنیکا شرف انکو حاصل تہا - مہاشیو راتری کے دوسرے

روز جو پارنا یعنی اپاس کہولنے کا دن ہوتا ہے۔ باپو صاحب نے مہاراج کے لیئے جو سال بہر سے بغیر کہانے پینے زندگی بسر کر رہے تہے کہانا لیجانے کا ارادہ کیا اور سائین بابا سے اجازت مانگی۔ سائین بابا نے کچھہ دیر سوچکر فرمایا کہ تم خود وہان کہانا لیجاؤ گے یا مہاراج تمہارے گہر کہانے آئینگے۔ باپو صاحب نے کہا مین خود مندر مین لیجاؤنگا۔ سائین بابا نے فرمایا اللہ مالک ہے (یہ آپ کا تکیہ کلام تہا) چنانچہ باپو صاحب ایک تہالی مین برہمن طریق پر پکایا ہوا کہانا لیکر گئے۔ مہاراج نے اندر سے دروازہ بند کر رکھا تہا۔ دستک دینے پر مہاراج نے دریافت کیا کون ہے! جواب دیا۔ باپو صاحب آپ کے لئے نیوت کا کہانا لایا ہے۔ مہاراج نے جواب دیا ہمین کہانے وانے کی ضرورت نہین ہے۔ یہان سے چلے جاؤ۔ باپو صاحب نے بگڑ کر کہا جب تک تم نہ کہاؤ گے مین ہرگز نہ جاؤنگا۔ یہ کہانا مین سائین بابا کی اجازت سے لایا ہون۔ یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ بہیا بائی بہی آنکلی اور اوس نے بہی عرض کیا کہ مہاراج ۱۲ مہینے گذر گئے کہ آپ نے دانہ تک منہ مین نہین ڈالا کہانا آیا ہے تو کہا لیجیے۔ یہ سنکر مہاراج مندر سے باہر آئے اور عورت کے ایک تہپڑ رسید کیا۔ بیچاری ڈر کر بہاگ گئی۔ پہر باپو صاحب کو کالیاں دینا۔ یہ بہی دور جا کہڑے ہوئے اور وہین سے سخت سست کہنے لگے۔ اسپر مہاراج نے اس زور سے ایک پتہر رسید کیا کہ شانہ زخمی ہوگیا

جہلاکر بولے خبردار جواب مجھے مارا ورنہ بُری طرح پیش آؤ نگا۔ مہاراج نے فرمایا مین جو سزا دینی چاہتا تہا دیچکا اب نہین مارنیکا۔ اتنے مین دو آدمی وہان آنکلے۔ اِن دو آدمیونکی مدد سے باپو صاحب مہاراج کو پکڑ کر اپنے گہر لے گئے اور رسی سے باندہ دیا۔ مگر تہوڑی دیر کے بعد رسی کہولدی اور پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے۔ کشان کشان سائین بابا کے حضور انکو لیگئے۔ باپو صاحب نے اپنی فریاد دائر کی۔ آپ نے فریاد سنی اور مہاراج کو حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ پہر فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر خاموش کیون نہین بیٹھتے۔ اتنا شکر مہاراج اُٹھے اور سیدہے مندر مین آکر بیٹھ گئے۔ اسی دن دوپہر کو باپو صاحب اپنے دوستونکے ہمراہ پہر آئے اور مہاراج سے کہاکہ ٹہیرو تو سہی مین ابہی پولیس مین جاتا ہون اور تمہاری بدمعاشی اور دوسرونکی مارپیٹ کا حال سارا کہہ سناتا ہون۔ مہاراج نے زبان تک نہ ہلائی اور خاموش بیٹھے سناکئے۔ شام کو مادہوراؤ نے سائین بابا سے مہاراج کی مارپیٹ کی شکایت کی اور کہاکہ اگر آپ اجازت دین تو مہاراج کو پولیس کے حوالے کر دون۔ سائین بابا نے فرمایا کہ مہاراج کا تعلق اور نسبت ایسے بزرگ سے ہے کہ مین انکے متعلق نہ کچہہ بول سکتا ہون اور نہ کچہہ کرسکتا ہون۔

(۴۴) ایک ہندوستانی عیسائی جو سوامی کے نام سے مشہور تہا کاکا صاحب

کی دوستی کے ذریعے سائین بابا کی خدمت مین ہمیشہ حاضر ہوا کرتا۔ اگر
تبلیغ عیسائیت چھوڑ کر ظاہرا سائین بابا کا معتقد بنا ہوا تہا۔ ایک دن یہی
سے واپسی پر سائین بابا سے بے ادبانہ اور رندانہ انداز سے جیسا کہ بازاری
لوگوں کا طریق گفتگو ہوتا ہے مزاج پرسی کرنے لگا۔ سائین بابا نے جواب
مین کہا کہ مجھے اسوقت دو سو روپے کی سخت ضرورت ہے تم فوراً مہاراج
کے پاس جاؤ اور اُن سے دو سو روپے میرے نام سے مانگ لاؤ
چنانچہ سوامی جی مہاراج کے پاس پہنچے اور کہا کہ سائین بابا نے آپ سے
۲۰۰ روپے مانگے ہین اور فرمایا ہے کہ بہت ہی اشد ضرورت ہے فوراً
دے دو۔ شام کے چھے بجے کا وقت تہا مہاراج مندر کے سامنے بڑ کے
درخت کے نیچے بیٹھے لوگون سے باتین کر رہے تہے۔ مہاراج نے اسکی منہ
کی طرف دیکھا اور جھپٹ کر اوسکو پیٹنا شروع کر دیا جب مار کھاتے کھاتے
ادھموا سا ہو گیا تو فرمایا کہ کیا اور زیادہ روپون کی ضرورت ہے؟ وہ
بیچارہ حواس باختہ دُم دبا کر بھاگا اور سائین بابا کے قدمون مین گر گیا
اور اپنے گستاخانہ انداز کو چھوڑ کر سچی عقیدت اور تعظیم کیا کرتا سائین بابا
کے پاس آتا رہا۔ درحقیقت یہ سائین بابا کی آزمایش کرنا چاہتا تہا۔
(۵) ایک دفعہ ایک انسپکٹر پولیس معہ چند مسلمان سپاہیون اور جمعدار
پولیس مہاراج کے درشن کو آیا۔ ابہی مندر کی دہلیز ہی پر قدم رکھا تہا

کہ مہاراج نے گالیاں دینا شروع کین اور اسقدر لوچہاڑ کی کہ بیچارہ پیچہے ہٹ گیا۔ مہاراج اُٹھکر آئے اور اوسکی ماتحتون کے روبرو ایسی ایسی سنائین کہ غریب شرم کے مارے سر نہ اُٹھا سکا۔ پھر آپ نے آہستگی سے کہنا شروع کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ برہمن ہوتے ہوئے بہی تمکو اتنا خیال نہین کہ جوتہ پہنے ہوئے مندر مین نہین جانا چاہئے۔ اور پہر مذہبی معاملات پر نہایت نرمی اور سہولیت سے تقریر کی اور مذہب کی ضرورت اور اوسکی حقیقت اوسکو سمجہائی۔ جسکو سنکر انسپکٹر قائل ہوگیا اور مہاراج کے قدمون مین گر گیا۔

ایک دفعہ سائین بابا نے ہر قسم کے جُلاب منگوائے اور اُنکو ایک بڑے برتن مین ڈالکر ایک جاکر دیا۔ اور جو لوگ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تہے سب کو ایک ایک پیالہ پلایا اور آخر مین خود بہی ایک پیالہ پی لیا۔ اب تماشہ دیکہئے کہ پینے والون کو تو اسکا اثر ہوا نہین مہاراج کو دوسرے دن سے جلاب شروع ہوگئے۔ حالانکہ برس سے زیادہ ہوچکا تہا کہ آپ کے پیٹ مین سوائے انتڑیون کے اور کچہہ باقی نہ تہا۔ چنانچہ ہر چہہ سات دن کے بعد ایک دن آپ کو دست آیا کرتے اور یہ سلسلہ بہت دن تک جاری رہا۔

سائین بابا کے حضور مین جو باتین ہوتین ڈاکٹر پلے کی زبانی تہا

تک پہنچ جائیں۔ چنانچہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سائیں بابا نے لوگوں کو جلاب بلایا اور خود بھی پیا۔ درحقیقت سائیں بابا کا طریق عمل مہاراج کی تعلیم کے لئے تھا کہ دوسروں کی تکلیفوں مصیبتوں اور گناہوں کا خمیازہ بھی خود اٹھانا چاہئے اور انکی آزادی کیلئے خود کو مقید بھی کرنا چاہئے۔

مہاراج منشیات سے اتنے ہی دور تھے جتنی آسمان سے زمین پھر بھی انکو بعض اوقات اس قدر نشے اور خمار میں دیکھا گیا ہے کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ لوگوں کے خیال سے مہاراج نے ڈاکٹر بلے کو اسکی وجہ بتائی کہ جس طرح جلاب کی دوا دوسروں نے کھائی اور جلاب ہوئے مجھے اسیطرح آجکل مخلوق خدا بے انتہا شراب اور دیگر منشیات کا استعمال کر رہی ہے جس کا اثر انپر ہونیکی بجائے میری طرف منتقل ہو رہا ہے اور جوں جوں لوگوں میں نشہ کا زیادہ استعمال ہوگا یہاں خمار زیادہ ہوتا جائیگا' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گذشتہ چار پانچ سال میں لوگوں نے شراب اور منشیات کا بہت ہی زیادہ استعمال کیا۔ اور کلالوں نے عام طور پر ان لوگوں کی ناعاقبت اندیشی سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ بڑی بڑی حویلیوں اور باغات کے مالک بنگئے۔ ان ایام میں مہاراج دن رات مخمور اور بدمست رہا کرتے تھے۔ آخرش مہاراج نے یہ منزل طے کی اور مہاراج کا نشہ اتر گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ شراب کے خلاف صدا

بلند ہوئی اور چاروں طرف دہڑتے سے پکٹنگ شروع ہوئی۔ اور یہ اسوقت تک جاری رہیگی جب تک کلال اور شرابی اپنی اپنی اصلی حالت پر نہ آجائیں یعنی کلالونکی امیری اور دولتمندی اور شرابخورونکی غریبی اور مفلسی بتدریج تغیر واقع نہ ہووے۔ اسکے بعد یہ پکٹنگ خود بخود بند ہو جائیگی۔

یہان یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک سدگرو یعنی پیر مغان کو اپنے حلقے کے تمام لوگون کے ہر ناقص فعل کا ذمّہ دار بننا اور اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اور اسطرح وہ اپنے حلقے والون کو سنسکار سے نجات دلاتا ہے۔ اور عالم قدس کی اس منزل تک لیجاتا ہے جہان وہ خود ہے۔ حلقے کے لوگ وہ ہوتے ہین جنکا تعلق پیر مغان سے روز ازل سے چلا آتا ہے۔ اور جو ہر تکلیف اور آرام کیحالت مین اوسکی شریک جان نثار رہتے ہین اگرچہ ان کو اس تعلق کا احساس کچھہ نہین ہوتا۔ لیکن ایک قدرتی طاقت ہوتی ہے جو انکو اپنے پیر مغان کیطرف بلا ارادہ کھینچے لئے جاتی ہے اور انسان اپنے ارادہ کے خلاف کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ دراصل یہی خوش قسمت ہستیان ہین جو اپنے پیر مغان کے ساتھہ ساتھہ اس عنایت کی مستحق ہوتی ہین جو پیر مغان کو حاصل ہے۔ پورے طور پر سمجھانے کے لئے ہم دو (۲) مثالین دیتے ہین جس سے اچھی طرح بات ذہن نشین ہو جائیگی۔

(۱) فرض کرو کہ کاغذ کے ایک بڑے ٹکڑے سے چھوٹے چھوٹے بہت سے ٹکڑے چسپاں ہیں گو وہ ٹکڑے رنگ روپ اور قد و قامت میں جدا ہوں صاف شفاف ہوں یا میلے کچیلے۔ خوشبودار ہوں یا بدبودار جب یہ بڑا کاغذ ہوا میں اڑے گا تو لازمی طور پر چھوٹے ٹکڑے ہر جگہ ہر وقت اور ہر ایک حالت میں اوس کے ساتھ رہینگے۔ دشوار سے دشوار اور آسان سے آسان ہر منزل میں بڑے ٹکڑے کا ساتھ رہیگا۔ بڑا ٹکڑا ایسا ہے جیسے پیر مغان اور چھوٹے ٹکڑے حلقۂ پیر مغان جنکا تعلق روز ازل سے پیر مغان کے ساتھ ہے۔ ان ٹکڑوں کو بڑے ٹکڑے سے وابستہ کرنے والی شئے اہل حلقہ کی محبت و عقیدت، صدق دلی (بھاؤ بھگتی) اور جان نثاری کا مادہ ہے جو اول ہی سے ان میں موجود ہے۔ ان ٹکڑوں کے متفرق رنگ و روپ حلقہ والوں کے مذاہب اور ادیان ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بڑا ٹکڑا یعنی پیر مغان خواہ کسی جگہ کیوں نہ جائے چھوٹے ٹکڑے یعنی اہل حلقہ بیخبری کے عالم میں اوسکے ساتھ جانے پر مجبور ہونگے اسباب اور وجوہات سے انکو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ بلکہ اہل حلقہ کی حالت اس شعر کے موافق ہوگی ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

دوسری مثال:- فرض کیجئے کہ ایک انجن پونہ سے اپنے ساتھ کئی ڈبے لیکر بمبئی جاتا ہے۔ ان ڈبون مین ایک ڈبہ نہایت قیمتی اور نفیس اشیا سے بھرا ہولہے۔ دوسرے مین بالکل ناقص اور خراب چیزین ہین۔ تیسرے مین طرح طرح کے خوشبودار پھول اور قیمتی عطر کے کنسٹر بھرے ہین۔ چوتھے مین سڑی بسی ترکاریان اور بدبودار مچھلیون کا ڈھیر ہے۔ جو ڈبہ کہ قیمتی اشیا سے بھرا ہوا ہے وہ انجن سے ملا ہوا لگایا گیا ہے اور اسیطرح حسب مراتب سامان کے ڈبے لگاکر سب سے آخر بدبودار مچھلیون کا ڈبہ لگایا ہے تاکہ ڈرائور کو اوسکی بو نہ آوے۔ پونہ سے بمبئی تک انجن پہاڑون مین ہوتا ہوا میدانون مین پہنچتا ہے۔ کبھی جنگلو اور خاردار جھاڑیون سے گذر کرسنسان اور پرفزا مقام پر جاتا ہے۔ کبھی موسلادھار بارش اسپر پڑتی ہے تو کبھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کھاتا ہے۔ غرضکہ زمانہ کا ہر گرم و سرد اسکو چکھنا پڑتا ہے ہر ایک ڈبہ اسمین اس کا ساتھ دینے پر مجبور ہے۔ جسقدر تیز جاتا ہے ڈبے بھی اسی تیزی سے چلتے ہین آہستہ جاتا تو آہستہ جاتے ہین اور جب ٹھہرتا ہے تو یہ بھی ٹھہر جاتے ہین الغرض انجن جس وقت منزل مقصود پر پہنچتا ہے تو ڈبے بھی اس کے ساتھ لگے ہوئے وہان پہنچتے ہین۔ روانگی کے وقت اسٹیشن ماسٹر اس کا انتظام کرتا ہے کہ کونسا انجن کسوقت روانہ کیا جائے اور کون سے ڈبے اوسکے

لگائے جائیں اور انکو کس مقام پر بھیجا جائے۔ خالی ڈبے جنکی ابھی ضرورت
نہیں ہے وہ بدستور اپنی جگہ پڑے رہتے ہیں۔ اور جب تک اُن کا
وقت نہیں آتا وہ سفر سے محروم رہتے ہیں۔ اب دیکھیے کہ خدا مثل
اسٹیشن ماسٹر کے ہے۔ مقام روانگی پٹنہ دنیا۔ مقام مقصود یعنی بمبئی عالم قدس
کی اخیر منزل۔ انجن پیر مغان۔ ڈبے حلقہ پیر مغان۔ ڈبوں کو انجن سے جوڑنے
والی کڑی حلقے کے لوگوں کی محبت۔ و سچی عقیدت (بھاؤ بھگتی) یہ بات
بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس طرح انجن کے ساتھ ہر قسم کے اچھے
برے ڈبے ایک ساتھ اور ایک ہی حالت میں مقام مقصود پر پہنچتے
ہیں اسیطرح حلقے کے آدمی اونچی ذات کے ہوں یا نیچی ذات کے ہندو
ہوں یا مسلمان۔ آتش پرست ہوں کہ عیسائی۔ ظاہر و باطن میں پاک
ہوں یا ناپاک۔ نیک ہوں یا بد غرض کیسے ہی کیوں نہ ہوں پیر مغاں
کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور پیر مغان کے ساتھ عالم قدس کی سیر کرتے ہیں

اب ہم اپنے مضمون پر واپس آتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مہاراج جس
حالت میں تھے اس حالت میں انہوں نے کیسے کیسے عجیب ترین اور حیرت انگیز
معاملے دیکھے ہوئے جس سے معلوم ہوگا کہ سالکین یا آپکی روحانی طاقت نے مہاراج
کو کیسے کیسے منظر دکھائے۔

ایک دن مہاراج ایک کنوئیں پر پہنچے جو مندر سے پاؤ میل کے

فاصلے پر ہوگا۔ اور سامان نان شیرڑی اس میں تعزیہ ٹھنڈے کرتے ہیں
ایک درخت کے سایہ میں آپ بیٹھ گئے۔ کنوین سے ایک فرلانگ کے
قریب پانی کی نالی بہہ رہی تھی آپ اسکی جانب دیکھنے لگے۔ یکایک
ایک سوار دکھائی دیا جو نالی کی طرف آرہا تھا۔ نالی پر پہنچکر اوس نے
گھوڑے کو روک لیا اور اتر کر گٹھری کھولی جو زین سے بندھی ہوئی تھی
گھوڑے کو کھلا چھوڑدیا اور گٹھری لیکر نالی کے قریب جا بیٹھا۔ مہاراج کے
دل میں یکایک خیال پیدا ہوا کہ اوس کے قریب پہنچکر اوسکو دیکھنا
چاہیے اس خیال کو جون جون مہاراج روکتے تھے اور زیادہ بڑھتا تھا
اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دل کے اندر بیٹھا ہوا مہاراج کو مجبور کررہا ہے
کہ اس سوار کے قریب جاکر اوسکا حال دیکھیں۔ چنانچہ مہاراج اُٹھے اور
نالی کے دوسری طرف سوار کے بالمقابل جا بیٹھے اور اوسکی حرکات کو غور
سے دیکھنے لگے۔ یہ شخص جذامی تھا۔ جذام سے اوس کا چہرہ نہایت بدنما اور
گھناؤنا ہورہا تھا۔ ہاتھ اور پیر کی انگلیاں جھڑ گئی تھیں بدن پر ہر جگہ
زخم پڑے ہوئے تھے جن میں سے خون اور پیپ بہہ رہا تھا۔ اس نے
پہلے نالی میں ہاتھ دھوئے پاؤں دھوئے۔ اور پھر غسل کرکے اپنے پیپ
آلودہ کپڑے دھونے شروع کئے۔ اس کی حالت زار دیکھ مہاراج کو بہت
ہی رحم آیا اور نہایت ہی ترحمانہ نظروں سے اوسکو دیکھنے لگے۔ آہستہ

ایک او بیڑھ عورت جو شادی شدہ معلوم ہوتی تھی آئی اور نالی کی دوسری طرف مہاراج کے سامنے بیٹھ گئی۔ اور مہاراج کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جاکر اس نالی سے خون آلودہ پانی پی۔ پہلے تو مہاراج کو ذرا تامل ہوا پھر یہ خیال آتے ہی کہ شاید سائیں بابا ہی عورت کی شکل میں مجھے حکم دے رہے ہوں۔ اُٹھے اور چلو سے پانی پینے لگے۔ سوا اس قدر بدبو تھا کہ میں نے مہاراج اور بڑھیا کیطرف دیکھا بھی نہیں۔ مہاراج جب پانی پی چکے تو پھر اس عورت کی طرف دیکھا اوس نے پھر اشارہ سے کہا کہ اس گدلے پانی میں غسل کرو۔ مہاراج نے فوراً تعمیل کی اور اس خندہ روئی سے غسل کیا جیسے گنگا اشنان کر رہے ہوں۔ اتنے میں اس جذامی کا گھوڑا جو کھلا ہوا پھرتا تھا چھلانگ مار کر مہاراج کے قریب آیا اور چاہتا تھا کہ مہاراج پر حملہ کرے مہاراج نے فوراً اس عورت کیطرف دیکھا۔ عورت نے اشارہ کیا کہ خاموش بیٹھے رہو مہاراج بیٹھے رہے گھوڑے نے آگے بڑھ کر مہاراج کی پیٹھ پر تھوتھنی مارنی شروع کی۔ مہاراج برداشت کئے بیٹھے رہے۔ اسکی آواز پر جذامی چونکا اور گھوڑے کو غصے میں گالیاں دیتا ہوا آکر پکڑ لیا۔ مہاراج نے پھر عورت کیطرف دیکھا اب کے اوس نے اشارہ کیا کہ اس جذامی کی ڈنڈوت کرو۔ مہاراج اُٹھے اور زمین پر لمبے لیٹ کر جذامی کے قدموں پر اپنا سر رکھدیا۔ جذامی بھی اس کے جواب میں ڈنڈوت کے لئے مہاراج

کے قدمون پر گر گیا۔ اس رسم کے بعد مہاراج نے پھر عورت کیجانب رخ کیا۔ دیکھا تو عورت ندارد ہے۔ مہاراج وہان سے اُٹھکر مندر مین آئے

ایک دفعہ مہاراج حسب معمول مندر مین داخل ہوئے اور بائین کونے مین جا بیٹھے۔ یکایک دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ بارہ بجے دن کا وقت اور سورج اپنی پوری روشنی سے چمک رہا تہا۔ لیکن مہاراج نے دیکہا کہ ان دو آدمیون کے اندر آتے ہی مندر مین اندھیرا چھا گیا اور صرف ان آدمیون کے گرد نور کا ہالہ تہا جسکی وجہ سے وہ خود صاف نظر آرہے تہے اور انکی ہر ایک حرکت کا پتہ لگتا تہا۔ اس نور کے ہالے سے عام روشنی کیطرح کرنین نہین پڑتی تہین۔ گویا روشنی علقے مین مقید تہی اور اسیوجہ سے چارون طرف تاریکی چھائی ہوئی معلوم ہوتی تہی۔ یہ دونون آدمی جس سمت جاتے یہ ہالے انکے ساتہہ رہتے۔ مہاراج نے غور سے انکی طرف دیکہا تو معلوم ہوا کہ ان مین سے ایک مسلمان ہے اور ایک ہندو۔ دونون کی صورتین نہایت کریہہ تہین جسم پر کہدر سے بہی موٹے اور نا ملایم کپڑے تہے۔ اور ان کا بدن سرتاپا غبار ظلمت سے بہرا ہوا تہا۔ انکی داڑہی لمبی اور سر کے بال بکہرے ہوئے تہے اور ان مین معلوم ہوتا تہا کہ مدتون کا میل جما ہوا ہے۔ ان کا جسم موٹا اور کہردرا تہا۔ نہایت قوی الجثہ اور آدم خور وحشی انسانون کے مشابہ تہے۔ دونون کے پاس ایک ایک گٹھری تہی۔ مندر مین داخل ہو کر یہ مہا[illegible]

کے سامنے زانو بر زانو رکھکر بیٹھ گئے۔ اور بہت دیر تک باہم گفتگو کرتے
رہے۔ مگر مہاراج کی سمجھہ مین ایک لفظ بہی نہ آسکا۔ کیونکہ زبان اجنبی تہی
بات ختم کرکے انہون نے اپنی گٹھریان کہولین۔ ایک نے اپنی گٹھری سے
ترقی اور بہاری بہاری روٹیان نکالکر ڈہیر کردین اور دوسرے نے اپنی
گٹھری سے ایک چہری ایک رکابی اور گڑ نکالکر باہر رکہا۔ مہاراج یہ تمام
منظر خاموش بیٹھے ہوے دیکہا کئے۔ اس مدت مین مہاراج کیحالت کا
نقشہ عجیب ہوگیا۔ اطمینان اور گہبراہٹ دونون کی کشکش نے مہاراج
کو عجیب مخمصے مین ڈال رکہا تہا۔ جب یہ لوگ گٹھری مین سے ضروری چیزین
نکال چکے تو انہون نے مہاراج کیطرف توجہ کی اور ان مین سے ایک نے ہاتھ
بڑہاکر مہاراج کو اپنی طرف جھٹکا دیکر کہینچا۔ مہاراج لڑک کر ان دونون
کے سامنے آپڑے۔ ان دونون نے ایک دوسرے کی مدد سے مہاراج کا
گلا کاٹا اور سر کو تن سے جدا کردیا۔ مہاراج اپنے سر کو اپنے تن سے جدا ہوتے
ہوے دیکہہ رہے تہے اور زور زور سے چلا رہے تہے کہ ارے یہ میرا
سر ہے تم نے اسکو کیون الگ کردیا میرا سر مجھے واپس دو تم کون جدا
کرنیوالے۔ تم کو کیا اختیار ہے۔ مگر ان کی آہ و بکا پر انہون نے ذرا بہی خیال
نہ کیا اور سر کو اٹہاکر زمین پر دے مارا اور توڑ ڈالا۔ پہر ایک نے ...
ٹکڑے سے کہوپری سے بہیجا نکالنا شروع کیا۔ اور رکابی مین رکہکر

گڑ ملایا اور دونون نے روٹی کے ساتہہ مزے لیکر کہانا شروع کیا۔ و
سارے کا سارا ہضم کر گئے۔ مہاراج یہ دیکہکر ہی چلائے کہ لیے و شبہ
یہ میرا بہیجا ہے میرا سر ہے مجہے واپس دو یہ کیا کر رہے ہو مگر انہون نے
ایک نہ سنی کہا پی کر چیزین بدستور گٹھری مین باندہ روانہ ہو گئے۔ قدم
باہر رکہنا ہی تہا کہ اجالا ہو گیا۔ اور مہاراج نے اسی کونے مین اپنے آپکو
صحیح سالم بیٹھے ہوئے پایا جس مین آکر بیٹھے تہے۔ اور وقت بہی وہی تہا
جسوقت یہ واقعہ شروع ہوا۔ اسپر لطف یہ کہ مہاراج یہ نہ سمجہہ سکے کہ گردن
کٹا چیخ کیسے سکتا ہے۔ اس روز سے مہاراج کے عادات واطوار مین ایک
بین فرق آگیا۔ اور لوگ خیال کرنے لگے کہ مہاراج کے دماغ مین خلل آگیا
ہے اور یہ دیوانے ہو گئے۔ کیونکہ اس دن سے مہاراج ہر وقت کہنے لگے
میرا سر کہان ہے۔ میرا سر مجہے واپس دو۔ کبہی دنکی روشنی مین چلانے لگتے
کہ لوگو بالکل اندہیرا ہو گیا مجہے مطلق دکہائی نہین دیتا۔ چراغ کیون نہین
جلاتے۔ اور یہ حالت اس قدر بڑہی کہ لوگونکو انپر رحم آنے لگا۔

ایک دن مہاراج بہتے پانی کی نالی پر بیٹھے غسل کر رہے تہے دیکہا
کہ ان کا پیٹ پانی مین بہا چلا جارہا ہے۔ گہبرائے اور پکڑنے کے لئے دوڑے
لیکن وہ چشم زدن مین نظرون سے غائب ہو گیا۔ مہاراج کو یقین ہو گیا کہ ان کا
پیٹ بہہ گیا۔ اس دن سے سر کے ساتہہ پیٹ بہی شریک ہو گیا اور فرمایا کر

نہ میرا سر کہاں ہے میرا پیٹ کہاں ہے۔

ایک دن مہاراج نے دن کے وقت بیٹھے بیٹھے یہ محسوس کیا کہ وہ ایک گول اور چکنے پتھر ہیں۔ اور احساس جسمی بالکل باقی نہ رہا پھر دیکھا کہ یہ گول پتھر اپنے ہی ارد گرد پھر رہا ہے۔ اور اس گردش سے اس کا جسم بجائے گول کے لمبا ہوتا جاتا ہے۔ پھر دیکھا کہ اس کا بیچ کا حصہ گردش کی وجہ سے پتلا ہوتے ہوتے بال کی مانند رہگیا ہے اور اگر یہ گردش قایم رہی تو یہ دو ٹکڑے ہو جایگا۔ یہ حالت قریباً ۵ منٹ تک رہی ختم ہونے پر آپ نے اپنے آپکو اصلی حالت میں بدستور بیٹھے دیکھا۔ اور وقت کا ایک لمحہ بھی نہیں گذرا تھا۔

ایک دفعہ آپ رفع حاجت کو بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں آپ نے دیکھا کہ ہر چیز حتی کہ دنیا چکر کہا رہی ہے اور وہ دنیا سے الگ ہوکر گویا دنیا کی اس بے انتہا گردش کا نظارہ کر رہے ہیں۔ پھرتے پھرتے وہ اس قدر چھوٹی نظر آنے لگی کہ ایک نقطہ سا باقی رہگیا۔ اور پھر یہ بھی غائب ہوگیا

ایک دفعہ آپ نے یکایک اپنے گرد تین نور کے ہالے دیکھے ہر ایک ہالہ چوڑا ان میں ایک فٹ کے قریب تہا اور ایک کے اوپر ایک تین تین فٹ کے فاصلے پر مہاراج کے گرد بڑی تیزی سے چکر لگا رہے تھے۔ یہ ہالے بھی ویسے ہی تھے جیسے پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ اور ان ہالوں کے درمیان اور اطراف تاریکی ہی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مشاہدہ اکثر دن میں

کئی کئی مرتبہ ہوا کرتا۔ اور کئی دن جاری رہا۔

چند روز گذر تھے پھر ایک عجیب وغریب مشاہدہ ہوا۔ آپ نے ایک روشن ہالہ دیکھا جسکے اردگرد تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور اس ہالے مین خدارسیدونکا ایک بہت بڑا گروہ نظر آیا۔ جن مین برہما چاری سنت اولیا۔ قطب اور سد پروش تھے۔ یہ بزرگ بیٹھے ہوئے دنیا اور اسکے انتظام کے مسئلہ پر غور کر رہے تھے مگر نتیجے پر کوئی نہین پہنچتا تھا۔ ان کی بحث مہاراج کو اچھی طرح سنائی نہین دیتی تھی۔ آخر یہ سب بزرگ سائین بابا کا انتظار کرنے لگے جو ابھی تک نہین آئے تھے۔ کچھہ دیر توقف کر کے ان مین سے ایک بزرگ مراقبے مین گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کر کہا کہ سائین بابا کا جسم (ظاہر) شیرڈی مین ہے اور روح (باطن) کہین اور ہے پھر دوبارہ مراقبہ کیا گیا تاکہ روح کا پتہ لگائین معلوم ہوا کہ سائین بابا کی روح کاشی مین عالم قدس کے کسی پیچیدہ معاملے کے سلجھانے مین مصروف ہے۔ مگر انکو اس مجلس کے انعقاد اور وقت کی اطلاع ہے۔ قریباً دس منٹ کے بعد سائین بابا تشریف لائے اور نہایت خندہ پیشانی سے پوچھا کہ مسئلہ حل ہوگیا یا نہین۔ ان بزرگون نے ہنسکر جواب دیا کہ ہم نے اس سوال کا حل آپ پر چھوڑ رکھا ہے آپ ہی کا انتظار ہو رہا تھا۔ یہانتک ہی مشاہدہ ہوا۔ اور پھر مہاراج اپنی اصلی حالت مین ہو گئے۔ ان تمام باتون کو ایک لمحہ

نہیں نکلا۔

ایک مرتبہ روشنی کا ہالہ پہلے کی مانند نمودار ہوا۔ اور اسکے درمیان
دس بزرگ تھے جنکے عین وسط میں سائیں باباتشریف فرماتھے ایک طرف بہت
بڑی ترازو ٹنگی ہوئی تھی جس کے قریب ایک بزرگ کھڑے تھے۔ یکایک
سائیں بابا اٹھے اور ترازو کے ایک پلڑے میں جابیٹھے۔ یہ دیکھکر ان بزرگوں
میں سے ایک بزرگ اٹھے اور دوسرے پلڑے میں جابیٹھے مگر سائیں بابا
کے برابر وزن نہ ہوا۔ انپر دوسرے اور پھر تیسرے غرضکہ یکے بعد دیگرے
سب کے سب ملکر بیٹھے مگر سائیں بابا کا پلڑا ہلاتک نہیں۔ سائیں بابا نے مسکرا کر
فرمایا کہ تم سب ملکر میرے برابر نہیں آسکتے۔ اتنے میں راستے پر مہاراج
جاتے ہوئے نظر آئے۔ انکو دیکھکر سائیں بابا نے ان بزرگوں میں سے
چند کو کہا کہ جاؤ اوسکو پکڑ کر ادہر لے آؤ۔ چنانچہ مہاراج وہاں لائے گئے
پھر سائیں بابا نے سب کو الگ کر دیا اور مہاراج کو دوسرے پلڑے میں
بٹھادیا۔ دیکھا تو دونوں پلڑ برابر ہو گئے۔ سائیں باباخوش ہوئے اور
فرمایا کہ آخر مجھے برابر کی جوڑ ملگئی۔ اب اس معاملہ کو ختم کرو چنانچہ ہالہ اور
اوسکے تمام بزرگ غائب ہو گئے اور مہاراج اوسیجگہ حسب معمول بیٹھے ہوئے تھے

ایک دفعہ مہاراج عادت کے موافق کھنی کا ٹیکہ لگائے ہوئے مندر
میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ یکایک معلوم ہوا کہ ان کے مرحوم آباواجداد مردُ

زن ایک ایک کر کے ان کے دل مین سے نکل رہے ہین اور ہر ایک کے گرد نور کا ایک ہالہ ہے۔ اور سوائے ان ہالون کے تمام عالم مین اندہیرا ہوگیا ہے۔ مہاراج یہ منظر بہت دیر تک دیکھتے رہے لیکن اختتام پر معلوم ہوا کہ پلک بہی نہین جہپکی رہی۔

ایک دفعہ دن کے وقت ایک عجیب مشاہدہ ہوا۔ مہاراج نے خود کو سائین بابا کے قریب اپنے مرحوم آباواجداد کے ہمراہ موجود پایا۔ ا‌ب کے ایک ہی ہالہ نور کا ان سب کو گھیرے ہوئے تہا۔ جسکے باہر سخت تاریکی کا عالم تہا سائین بابا نے مہاراج کو حکم فرمایا کہ ان لوگو نکو جان سے مار ڈالو۔ مہاراج نے فوراً تعمیل حکم کی اور ایک ایک کرکے سب کو ہلاک کر دیا۔ اسکے بعد فوراً ہی یہ منظر آنکہون سے غائب ہوگیا۔

چند روز کے بعد پہر ایسا ہی ایک مشاہدہ ہوا جس مین انہون نے اپنے انہی آباواجداد کو سائین بابا کے پاس دیکہا جنکو وہ اپنے ہاتہون ذبح کر چکے تہے۔ ان کے گرد ہالہ بدستور تہا۔ ان سبہون نے ایک ہی وقت مین سائین بابا سے گلے ملنے کا ارادہ کیا اور ایک دوسرے کے آگے بڑہنے کی کوشش کرنے لگا۔ سائین بابا نے اپنے ہاتہ پہیلائے اور ان سبہونکو اپنی آغوش مین لیکر اسقدر زور سے بہنچا کہ وہ سائین بابا کے اندر سما گئے۔

سائین بابا اور یہ سب لوگ کپڑے پہنے ہوئے تہے۔

ایک دفعہ پانچ بجے دن کے قریب مہاراج مندر مین بیٹھے ہوئے تھے اور بالکل بیداری اور ہوش کے عالم مین تھے کہ انہون نے دیکھا کہ سائین بابا نمودار ہوئے۔ اور مہاراج کے قریب پہنچکر بولے کہ میرے ہمراہ چلو جب مہاراج سائین بابا کے ہمراہ چلے تو سائین بابا کے گرد نور کا ہالہ پیدا ہوگیا جسکے باہر ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک عالی حویلی دکھائی دی۔ سائین بابا مہاراج کو اس حویلی مین لیگئے۔ اندر پہنچکر وہ ایک بہت بڑے وسیع کمرے مین داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہوئے چپ وراست دو چبوترے بنے ہوئے تھے۔ بائین طرف کے چبوترے کے مقابلے مین باہر جانیکے لئے ایک دروازہ تھا۔ دوسرے سرے پر کمرے کے کونے مین فرش بچھا ہوا تھا۔ فرش پر گدا۔ اور گدے پر ایک مہنت صاحب سفید پوش اور سفید ریش جلوہ افروز تھے۔ یہ دونون اس چبوترے پر بیٹھ گئے۔ مہاراج نے سائین بابا سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہین؟ سائین بابا نے فرمایا کہ یہ شخص مقام توحید مین ہے اور اسیطرح ایک ہزار سال سے یہان بیٹھا ہوا ہے۔ میرا دوست ہے۔ کبھی کبھی ملنے کے لئے یہان آیا کرتا ہون۔ پھر سائین بابا نے مہاراج سے کان مین کچھ کہنا شروع کیا مہاراج کو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص ان کے بازو مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا ہے۔ مڑ کر جو دیکھا تو اپنے ہی پتلے کو پایا۔ جسکو دیکھکر مہاراج دم بخود

ہو گئے۔ اور اسکی طرف کچھ ایسے منہمک ہوئے کہ سائیں بابا کی بات بھی نہ سن سکے۔ سائیں بابا نے اس پتلے کیطرف دیکھنے سے مہاراج کو منع کیا۔ مہاراج نے گردن موڑی ہی تھی کہ اس پتلے نے مہاراج کا شانہ ہلایا اور کہا کہ میری طرف مخاطب رہو اور میری بات بغور سنو۔ اسپر سائیں بابا نے پھر مہاراج کو منع کیا کہ ادھر دھیان نہ دو۔ غرض اسیطرح تین مرتبہ منع کیا لیکن جب بھی پتلے نے اصرار کیا تو سائیں بابا آگ بگولہ ہو گئے۔ اور غصے مین بھرے ہوئے چبوترے سے اترے اور اس پتلے کا ہاتھ پکڑ کر میدان مین لیگئے اور وہان جاکر خوب مارا۔ اور مہاراج کو کہتے رہے کہ تم نہ ڈرو۔ جب خوب اچھی طرح گت بنا چکے تو اوسکو پکڑ کر مسان مین لیگئے وہان ایک بڑی بھاری چتا سلگی ہوئی تھی اس مین جھونک دیا اور مہاراج کو ساتھ لیکر اسی حویلی مین واپس آئے۔ آتے ہی یہ تمام منظر چھپ گیا۔ اتنے واقعات دیکھنے پر بھی وقت وہی تھا جو شروع کا تھا۔ اس مشاہدے کے بعد مہاراج اکثر آہ و زاری کیا کرتے اور لوگ انکی دیوانگی پر یقین کرتے جاتے۔

ایک بار مہاراج نے خود کو مندر سے نکل کر بہت دور جاتے ہوئے دیکھا۔ چلتے چلتے ایک اجڑے ہوئے قصبے مین پہنچے۔ وہان ایک شخص سے انہون نے دریافت کیا کہ یہان آرام کرنے کے لئے کوئی سرا یا مندر ہے جواب مین اس شخص نے کہا کہ قریب تو نہین البتہ تھوڑے فاصلے پر ایک

مندر ہے وہاں تم تہوڑی دیر ٹہر سکتے ہو۔ یتہ لیکر مہاراج اس طرف چلے
یہان پہنچکر آپ نے دیکہا کہ یہ مندر زمین پر اوندہا گردش کر رہا ہے یعنی
اس کا کلس زمین پر ٹکا ہوا ہے اور بنیاد اور اسکے ساتہہ کی زمین کلس کی
جگہ آسمان کا نظارہ کر رہی ہے گویا لٹو کیطرح پہر رہا ہے۔ مہاراج حیران
تہے کہ اس پہرتے ہوئے مندر میں کس طرح جاؤں۔ ایک راہگیر پر نظر پڑی
وس نے کہا کہ ٹہیرو اس مندر کا پجاری ابہی آئیگا اوسکے ہمراہ تم جا سکتے ہو
پجاری آیا۔ مہاراج نے اندر لیجانیکی درخواست کی۔ اوس نے کہا اچہا میرے
پیچہے پیچہے چلے آؤ۔ مندر کے قریب پہنچکر پجاری نے مندر کے ایک کونے
کو ہاتہہ لگایا۔ فوراً گردش بند ہوگئی۔ مہاراج اندر داخل ہوئے۔ اور مندر
پہر پہرنا شروع ہوگیا۔ اندر دیکہا کہ دوسرا ایک مندر پہلے کیطرح گردش کہا
رہا ہے مگر چہوٹا ہے۔ مگر اسکی گردش پہلے مندر کی گردش سے برعکس ہتی۔
پجاری کی مدد سے مہاراج اس مین بہی داخل ہوئے۔ اسیطرح اس کے احاطے
مین تیسرا مندر دیکہا جو پجاری نے بدستور ہاتہہ لگا کر روکا۔ مہاراج نے پوچہا
تم کسطرح اسکو روک لیتے ہو۔ جواب دیا کہ مندر میرا دوست ہے۔ یہ دوسرے
مندر کے برعکس گردش کر رہا تہا۔ یہ خواب کا سا عالم دیکہکر مہاراج کو خیال
ہوا کہ کہین مین خواب تو نہین دیکہہ رہا اور چاروںطرف آنکہین پہاڑ پہاڑ کر
دیکہنے لگے معلوم ہوا کہ بیداری ہی کا عالم ہے اور سچا منظر پیش نظر ہے اب

اب مہاراج اس بن داخل ہوئے۔ دیکھا کہ بہت سے برہمن پوجا پاٹ کر رہے اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا آج کوئی خاص دن پوجا کا ہے جو نہایت خلوص سے پوجا ہو رہی ہے۔ مہاراج بھی ان کے ساتھ پوجا میں شریک ہو گئے۔ یہاں منظر ختم ہو گیا۔

ایک دفعہ دیکھا کہ آپ مندر سے نکلکر دور جا رہے ہیں اور آخر ایک شہر میں پہنچے۔ اس شہر میں فقط مردے بستے تھے جو دنیا سے مرکر یہان آبسے تھے اور کام بالکل زندون کیطرح کرتے تھے۔ جونہی مہاراج اس شہر کی حد میں پہنچے چند آدمی ان کے پیچھے دوڑے تا کہ انکو پکڑ کر مار ڈالیں اور اپنے میں شامل کر لیں۔ مہاراج گھبرا کر بھاگے تا کہ ان لوگون کے ہاتھ سے بچیں مگر یہ لوگ برابر انکا تعاقب کرتے رہے۔ آخر مہاراج کا دم پھول گیا اور ایک بڑھیا کے گھر میں گھس گئے۔ اور ایک کمبل کو اوڑھ کر گٹھری سے بنے اور زمین پر پڑ گئے۔ وہ لوگ بھی آپہونچے اور گھر میں گھس آئے۔ بڑھیا نے کہا کہ یہ شخص مر چکا ہے اور اب اسکو مارنے سے حاصل۔ مگر انکو اطمینان نہ ہوا اور اپنا شک رفع کرنے کے لئے لکڑیون سے مہاراج کی خوب خبر لی۔ اور یہ سمجھکر کہ اب یہ سچ مچ مر گیا ہے اور ہم لوگون میں رہنے کے قابل ہو گیا ہے۔ وہان سے چلے گئے۔ یہ بڑھیا موٹی موٹی چار روٹیان لائی اور مہاراج سے کھانے کے لئے کہا۔ اس دن سے بڑھیا دن میں تین بار اس مقررہ تعداد میں روٹیان

آکر مہاراج کو دیا کرتی تھی۔ اور مہاراج اُس کے عوض مین دوسرے لوگون کے ساتھ جاکر کام کیا کرتے۔ اس لبستی کا دستور تھا کہ ہر شخص متفرق کھیتون مین جاکر کام کیا کرتا۔ مگر اِن تمام کھیتون کا غلہ ایک ہی گودام مین جمع کیا جاتا۔ اور یہان سے ہر شخص کو برابر حصے مین غلہ تقسیم ہوا کرتا تھا۔ مہاراج نے اس حالت مین کئی دن بسر کئے۔ لیکن جب حالت بدلی تو ایک لمحہ کا وقفہ بھی نہ گذرا تھا۔

ایک دن مہاراج اپنی معمولی حالت مین مندر سے نکلکر شیرڈی سے رہاتا کیطرف چلے راستے مین سرراہ ایک بزرگ کا مزار ہے یہان سے آگے بڑہنا چاہتے ہی تھے کہ خود کو ایک کہلے میدان مین دیکہا۔ آپ کی نظر دو سیزدہ سالہ لڑکیو نپر پڑی جو انکی طرف آرہی تہین۔ اِن دونون لڑکیون نے آکر مہاراج کے دونون ہاتھ پکڑ لئے۔ اور ایسے مضبوط پکڑے کہ مہاراج نے ہر چند کوشش کی مگر نہ چھڑا سکے۔ کیونکہ طویل اپاس سے مہاراج یون ہی بہت کم زور ہو چکے تھے۔ یہ لڑکیان مہاراج کو بہت دور کھینچکر لیگئین یہ زمین بالکل بنجر تھی۔ یہان دو فٹ کے قریب موٹا مٹی کا ایک ستون تہا اس ستون کے دونون سرے غائب تھے۔ نہ کسی چیز کا بنا ہوا معلوم ہوتا تہا نہ ہاتھ لگانیسے ہاتھ کو محسوس ہوتا تھا۔ اس ستون سے لڑکیون نے مہاراج کو باندھ دیا۔ گو مہاراج اس عرصے مین ان سے ہردم پوچھتے رہے کہ تم کون ہو

مجھے یہان کیون لائے ہو۔ باندھا کیون ہے مجھے چھوڑ دو۔ مگر انھون نے
ان کی آہ وزاری پر توجہ نہ کی۔ اور نہ زبان سے کچھہ کہا تھوڑی دیر کے
بعد لڑکیون نے مہاراج کو ایک بٹوہ دیا۔ اور کہا کہ ہم سب باری باری
تمھین کہانیان سناتے ہین تم ان کہانیون کو اس بٹوے مین جمع کرتے
جاؤ اور نہایت ہی حفاظت سے رکھنا۔ مہاراج کو تعجب ہوا کہ کہانیان
بٹوے مین کس طرح جمع ہونگی۔ لڑکیون نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین تمکو معلوم
ہوجائیگا کہ کہانیان بٹوے مین کیسے جمع کیجاتی ہین۔ پھر انھون نے یکے
بعد دیگرے کہانیان کہنا شروع کین۔ مہاراج نے تمام کہانیان سنکر
بٹوہ مین جمع کین اور اپنے ہاتھہ سے اوسکے منہ پر مہر لگائی۔ مہاراج اکثر
فرمایا کرتے ہین کہ وہ بٹوہ ابتک میرے پاس سربمہر موجود ہے اور اس
مین تمام کہانیان محفوظ ہین۔ وہ ایسی عجیب وغریب اور سبق آموز کہانیان
ہین کہ جنکے سننے ہی سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ مین ان کہانیونکے
لیئے ہمیشہ بیچین رہا کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ سناؤن مگر مجھے آجتک
کوئی شخص ایسا نہین ملا جو سننے کی قابلیت رکھتا ہو۔ الغرض وہ لڑکیان کہانیان
کہکر رخصت ہوئین اور وہان سے کچھہ فاصلے پر دوسری لڑکیون کے غول
مین جاملین جو وہان قسم قسم کے کھیل کھیل رہی تھین۔ اس گروہ مین پارسی
عیسائی۔ برہمن۔ مرہٹے وغیرہ تمام مذاہب کی لڑکیان موجود تھین۔ یہ

لڑکیان ہر روز یہان جمع ہوا کرتی تہین۔ اور تمام دن کہیل کود کر شام کو اپنے اپنے گہر چلی جاتی تہین۔ کئی دن اسیطرح گذرے مگر مہاراج کو کسی نے آزاد نہین کیا۔ تین بار دو لڑکیان مہاراج کے پاس آئین اور آپ نے اپنی آزادی کے لیئے اُن سے منت سماجت کی مگر وہ ہنسکر وہان سے چلی گئین۔ چوتھے بار دوسری لڑکیان مہاراج کے قریب آئین اور مہاراج کی گریہ وزاری پر انکو رحم آیا اور انہون نے کہا کہ اگر تم ہماری ایک شرط قبول کرو اور ہمیشہ کار بند رہنے کا وعدہ کرو تو ہم تمہاری رہائی اپنے ذمہ لیتے ہین ورنہ نہین۔ مہاراج نے منظور کرلیا چنانچہ وہ انکو اپنے گروہ مین لے گئین۔ مہاراج کو دیکہکر ہر طرف سے لڑکیون نے انکو آن گہیرا۔ اور مہاراج ان کے بیچ مین بیٹھ گئے۔ مہاراج سے لڑکیون نے اپنے ساتھ کہیلنے کیلئے کہا آپ نے کہا مین مرد ہون اسلئے مین لڑکیون کے کہیل نہین جانتا انہون نے کہا نہین جانتے تو کیا ہوا ہم سکہا دینگے پہر تم کہیلو ورنہ ہم تمہین آزاد نہین کرینگے۔ پہر کہا کہیل تو کہیل آزادی کیلحاظ تمہین عورت بننا پڑیگا۔ مہاراج نے قبول نہ کیا۔ پہر انہون نے کہا کہ اچھا تمہین چوڑیان پہنی ہونگی۔ یہ شرط مجبوراً قبول کرنی پڑی۔ لڑکیان کئی قسم کی چوڑیون کا گچھا اٹہا لائین اور اس مین سے چار چوڑیان مہاراج کو دکہاکر کہا کہ یہ پہنتے ہی ٹوٹ جائینگی۔ پہر دوسری چار دکہاکر کہا کہ یہ ایک دن تک نہ ٹوٹینگی۔ پہر اور چار دکہاکر کہا کہ یہ ایک ہفتہ تک سلامت رہینگی۔ اس کے بعد پھر چار چوڑیان دکہاکر کہا کہ یہ ایک سال تک اور دوسری چار

چوڑیاں دیکر کہا کہ یہ ۱۰۰ سال تک قایم رہنگی اس کے بعد چار چوڑیاں دکہائیں اور کہا کہ یہ ہمیشہ قایم رہنے والی چوڑیاں ہیں۔ ان تمام چوڑیوںکو سامنے رکہکر انہوں نے مہاراج سے پوچھا کہ اب بتاؤ تم ان میں سے کونسی چوڑیاں پسند کرتے ہو۔ مہاراج نے پہلی مرتبہ کی دکہائی ہوئی چوڑیاں پسند کیں۔ مگر انہوں نے کہا نہیں ہم اخیر میں لائی ہوئی چوڑیاں تمہیں پہنائینگے جو کبھی ضایع ہونے والی نہیں ہیں۔ پھر انہوں نے یہ چوڑیاں مہاراج کے ہاتھ میں پہنائیں۔ اسکے پہنتے ہی یہ تمام سین نظروں سے غائب ہوگیا اور مہاراج نے خود کو شیرڈی کی سڑک پر اسیطرح سوچ میں کھڑا ہوا پایا جیسے کہ وہ اس واقعہ سے ایک لمحہ پہلے کھڑے تھے۔ مہاراج گھبراکر مندر میں چلے آئے۔

ایک دفعہ اور عجیب مشاہدہ ہوا۔ کھنڈوبا کے مندر کیجانب ایک درخت ببیل کا ہے اور اسکے بالمقابل بڑ کا درخت ہے۔ اسکی جنوب میں ببیل اور نیم کا درخت ہے اور داہنی جانب مندر سے کچھ فاصلے پر ایک کنواں ہے۔ ساکوری میں بھی درخت اور کنواں اسیطرح بالمقابل واقع ہیں اور یہ مطابقت بالکل صاف طور پر معلوم ہوتی ہے اور اس مطابقت میں ایک راز سربستہ ہے۔ مہاراج نے دیکہا کہ میں تنہا اس درخت کے پاس کھڑا ہوں۔ پھر دیکہا کہ بار بار جیسے

پھر سرے تک پہنچ جاتا ہون اسیطرح تین دن تک سلسلہ جاری رہا
پھر وہ ختم ہوا تو وہی حالت تھی جو پہلے تھی مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند
روز مین وہ درخت خشک ہوگیا۔

ایک روز مہاراج نے اسوقت جبکہ وہ پورے جذب کی حالت مین
بھی نہ تھے دیکھا کہ مین سراپا عورت بنگیا ہون اور تمام زنانہ آثار نمایان
ہین اور حرکات و سکنات بھی عورتون کے سے ہین۔ اس لئے وہ قرب
جوار کے لوگون سے جو انکے درشن کو آتے چوڑیان اور زیورات طلب
فرماتے اور بڑی خوشی سے انکو پہنتے۔ اسوقت مہاراج کی حالت
ابتدائی جذب کی تھی پھٹی پرانی دھوتی پہنے ہوئے سائین بابا کے درشن
کو جایا کرتے تو سائین بابا یہ حالت دیکھکر آبدیدہ ہوجاتے۔ اس جذب
کی حالت مین مہاراج کو یہ معلوم ہوتا رہا کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے
کوئی نہ کوئی ہندو یا مسلمان شناسا یا اجنبی ان کے ساتھ رہتا اور انکے
تمام حرکات و سکنات کا چربہ اتارتا ہے۔ جب وہ رفع حاجت کو
جاتے تو دیکھتے کہ کوئی نہ کوئی ان کے ساتھ ہے۔ اور ہر ایک حرکت
انہی کی طرح کر رہا ہے۔ ان لوگون مین اکثر مہاراج کے جاننے والے ہوتے تھے

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ کھنڈوبا کا پتھر کا مجسمہ جسکے مندر مین آپ
مقیم تھے ان سے بات چیت کرتا۔ اور باہر جاتا اور جاتے ہوئے کہتا کہ

مین ابھی واپس آتا ہون۔ اور حسب وعدہ واپس آتا اور اپنی جگہ جا بیٹھتا

اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ جو چیز اُن کے سامنے پیش کیجاتی اوس کے تمام حالات اول سے لیکر اخیر تک اُنپر منکشف ہو جاتے

ایک دفعہ اچانک مہاراج کے دل مین خیال آیا کہ شیرڈی کے باشندے جنسے وہ بخوبی واقف تھے اُنکو جان سے مارنے کی فکر کررہے ہین۔ اس خیال نے ان کے دماغ پر ایسا گہرا اثر کیا کہ وہ ایک مدت تک ایک لمحہ کے لئے بہی اسکو نہ بہولے۔ ایک دن ایک سنار جسکو وہ جانتے تھے اور وہ عقیدتمندانہ حاضر خدمت ہوا کرتا تہا۔ آپ کے پاس آیا۔ چونکہ مہاراج کے دل مین مذکورہ خیال بسا ہوا تھا سمجھے کہ یہ شخص مجھے مارنے آیا ہے جو سوال و جواب آپس مین ہوئے اُن کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوگا کہ آپ اس وحشت افزا خیال مین کس قدر ڈوبے ہوئے تھے۔ سنار نے مہاراج کو دیوانہ سمجھکر ان کے ہر ایک سوال کا جواب اثبات مین دیا:۔

مہاراج:۔ تو پہر تم اپنے کام کو انجام دینے کے لئے یہان آئے ہو؟

سنار۔ جی ہان مہاراج

مہاراج۔ تو پہر تم اپنا کام کب کروگے؛

سنار۔ جب آپ مناسب سمجھین۔

مہاراج۔ تو تم مندر کی بائین طرف اس کام کو انجام دوگے؛

ستار۔ جی ہان مین ایسا ہی کرونگا۔

اس سوال وجواب کے بعد ستار چلا گیا۔

ایک روز مہاراج مندر کی دیوار سے ٹیکا لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ خود کو ایک لمحہ کے لئے اُٹھتا دیکھا۔ اور پھر مندر سے باہر نکلکر ایک جانب روانہ ہوتے دیکھا دور جانے کے بعد وہ ایک عجیب مقام پر پہنچے۔ یہان ایک نہایت عالی شان عمارت دکہائی دی۔ اس کے دروازے پر عورتین پہرہ دے رہی تھین۔ ایک عورت سے آپ نے اس عمارت کا حال دریافت کیا اوس نے بتایا کہ یہ ایک خاص کتب خانہ ہے۔ اور اس مین کسی غیر اور اجنبی شخص کو جانے کی اجازت نہین ہے۔ مہاراج کو یہ سنکر اندر جانیکا شوق ہوا۔ قدم آگے بڑہایا ہی تھا کہ آپ اندر داخل ہوگئے۔ سامنے ایک بارہ دری دکہائی دی آپ اس کے اندر داخل ہوئے۔ اس مین چارون طرف الماریان لگی ہوئی تھین اور ان مین ہزارہا کتابین ترتیب وار دہری تھین۔ ہر الماری کے پاس ایک عورت پہرہ دے رہی تھی۔ چونکہ یہان مرد کوئی نہ تھا اس لئے خیال ہوا کہ یہان کا تمام انتظام عورتون کے ہی سپرد ہے۔ کمرے کے بیچ مین وسط مین ایک عورت نہایت متانت کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی سامنے چوکونی میز رکھی تھی۔ عورتون کا بناؤ سنگار۔ دلربایانہ حرکات و سکنات سے کتابون کا باقاعدہ رکہنا وغیرہ ایک نہایت ہی نظر فریب منظر تہا

مہاراج کھڑے ہوئے بڑی دلچسپی سے نظارہ کرتے رہے۔ عورتوں نے جو
مہاراج کو دیکھا تو چند عورتیں خود بخود الماری سے کتابیں لائیں اور مہاراج
کو دیں۔ اور ان کتابوں کے خاص خاص مضامین پڑھنے کا اشارہ کیا۔ مگر
مہاراج کے چہرے سے ظاہر ہوا کہ یہ کتابیں نہیں پڑھ سکتے۔ اسیر کرنی نشین
عورت مہاراج کے قریب آئی اور خادمہ عورتوں سے کہا کہ الماری سے فلاں
کتاب لاؤ۔ کتاب آنے پر اوس عورت نے ایک دوسری عورت کو وہ کتاب
دی اور حکم دیا کہ فلاں شعر پڑھکر اوس کا ترجمہ کرے۔ یہ کتاب سنسکرت
زبان میں علم بندگی کے متعلق تھی چنانچہ اس عورت نے مندرجہ ذیل شعر پڑھا

آتمارپنم سکھیتارا داشیم و ندنم ارچنم
پادانج سیونم وشنوسمرنم کرتنم شروتیہا

معنی بیان کرنے کے بعد کہا کہ یہ شعر بھگوت گیتا میں اس کے بالکل برعکس لکھا
ہوا ہے اور ہندو مذہب کے تمام ماننے والے اس شعر کو الٹے طریقے سے
پڑھتے ہیں اور اسپر عمل پیرا ہیں۔ بھگوت گیتا میں یہ شعر اس طرح لکھا ہے

شراونم کرتنم وشنس سمرنم پادسیونم
ارچنم وندنم داسیم سکھیتا تمارنویدنم

مذکورہ بالا شعر پڑھکر اوس عورت نے کہا کہ تم نے اصل اور نقل شعر کے مطالب
کو سمجھا؟ درحقیقت اصل شعر کے مطابق اگر کوئی عمل کرے تو وہ بہت جلد

منزل مقصود کو پہنچ جائے۔ بھگوت گیتا مین لکھے ہوئے شعر کے موافق عمل کرنیوالے کو پہلے شراون بھگتی یعنی شریعت سے شروع کرنا پڑتا ہے یہ پہلی منزل جسکی بھاگوت گیتا مین تشریح کی گئی ہے۔ منزل مقصود پر پہنچنے کیلئے ایک دور دراز کا راستہ ہے جس مین سے گذرنے کے لئے عمر کافی نہین ہے۔ اور بھگوت گیتا کی روسے جب تک کوئی شخص اس پہلی منزل مین سے نہ گذرے دوسری منزل مین قدم رکھنے کے قابل نہین ہوسکتا۔ چہ جائیکہ وہ درمیانی منزلین طے کرکے اخیر منزل یعنی حقیقت ربانی تک پہنچے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اختتام عمر تک بھی وہ اس قابل نہین ہوسکتا کہ اخیر منزل مین قدم رکھے۔ اور اسکی نجات کا سوال ایک غیر معین مدت کے لئے ملتوی ہوجاتا ہے۔ مگر ہماری کتاب مین لکھے ہوئے شعر کے مطابق عمل کرنے سے مرتبہ حقیقت تک بہت جلد اور آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ اگر آپ اس مضمون پر نظر غائر ڈالینگے تو آپکو معلوم ہوجائیگا کہ آتما اپنم جو بھاگوت گیتا کے مطابق اخیر منزل ہے۔ اگر ہماری کتاب کے موافق پہلی منزل تصور کیجائے اور اسکے مطابق عمل کیاجائے تو پھر درمیانی منزلون مین سے جو بھاگوت گیتا مین بتائی گئی ہین گذرنے کی کوئی ضرورت باقی نہین رہتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اہل ہنود اکثر کہا کرتے ہین (سنت کے گھرا چی الٹی کھون) کہ سنت کے گھر کی

نشانی الٹی ہوتی ہے۔ اور اہل اسلام کا قول بھی ایسا ہی ہے۔ یعنی علم
کی ریت اُلٹی" دونوں کے قول کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے راہ مین جانیکا
راستہ اہل دنیا کے راستے سے بالکل خلاف ہوتا ہے۔ آپ ہمارے
اس کلیے کو تسلیم کر لینگے اگر آپ اس کا کسی تمدنی اصول کے ساتھ مفصل طور
پر موازنہ کرکے اسکی صداقت کا اندازہ لگائین۔ وہ شخص جو تلاش حق مین
سرگردان ہو اگر شروع مین اس کلیہ کو نہ مانیگا تو تجربہ کے بعد اخیر مین اسکو
تسلیم کرنا ہی پڑیگا۔ اگر ہم ایک ایسے شخص کے حالات پر فرداً فرداً غور کرین جو
خدا رسیدہ ہو اور جسکے لیے نجات کا دروازہ کھل گیا ہو تو ہمین معلوم ہوگا کہ آپ
وہ تمام الٹے طریقے جو اس کتاب مین شرح و بسط کے ساتھ درج کیے گئے
ہین اور بھگوت گیتا مین اسکے برعکس ہین۔ اختیار کیے ہین۔ عام لوگ ان
لوگونکو دیوانہ سمجھتے ہین لیکن درحقیقت وہ خود دیوانے ہین۔ دنیا کے تمام
کاروبار عقل پر مبنی ہین اور انسان ہر مشکل حالت مین اور ہر پیچیدہ مسئلہ مین
اسکو اپنا رہبر تصور کرتا ہے۔ مگر ایک حالت ایسی بھی ہے کہ جب یہ انسان
پر وارد ہوتی ہے تو طائر عقل کا کوسون پتہ نہین رہتا۔ اور وہ حالت عشق
جس مین عقل کا بالکل دخل نہین۔ اب یہ بھی امر مسلم ہے کہ عشق ہی ایک ایسی
حالت ہے جو انسان کو خدا سے ملا سکتی ہے۔ عقل کے ذریعے خدا تک پہنچنے
کی کوئی مثال نہین ہے۔ عقل کی رسائی صرف دنیوی کاروبار تک ہی ہے

اسی کیفیت کو مدنظر رکھکر حضرت اقبال فرماتے ہین ؎

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اِسے تنہا بھی چھوڑ دے

یعنی دنیوی کاروبار مین تو عقل وخرد کی ضرورت ہے اور اس سے مدد لینی چاہیے لیکن جب اس عالم سے نکلکر دوسرے عالم یعنی عالم حقیقی کی طرف قدم بڑہے تو عقل کو چھوڑ دو اور اس راہ مین عشق سے کام لو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عقل وشعور جب عاشقان خدا کیطرف عقل کی دوربین لگاکر دیکھتے ہین تو انکو عقل کے خلاف پاتے اور دیوانہ سمجھتے ہین ؎

سرحق نے دیا ہے کہ رہے عشق کا سودا
دیوانہ اُسے کہیے جو دیوانہ نہین ہے

درحقیقت ہماری زندگی کا مقصد خداشناسی ہے. اور خداشناسی بغیر عشق معلوم۔ اور عشق عقل کا دشمن۔ جہان عقل ہے وہان عشق نہین۔ جہان عشق ہے وہان عقل نہین۔ اسلئے لازم ہوا کہ اہل عقل و اہل عشق باہم مخالف ہون اور جبکہ خداشناسی کا ذریعہ عشق ہے تو ہمکو عقل کی حد سے نکلکر عشق کی راہ اختیار کرنا چاہیئے۔ عقل اور اہل عقل کی باتون اور انکی مخالفت کی مطلق پرواہ نہین کرنا چاہیئے کیونکہ وہ اس راہ سے جو انکی عقل کی تعلیم کردہ راہ سے بالکل متضاد ہے ناواقف اور بے خبر ہین اور انکی راہ سے اُلٹی راہ کو جو

درحقیقت منشار حیات کی سیدھی اور سچی راہ ہے، وہ الٹا سمجھتے ہیں جو انکی دور بین عقل کا فتور ہے۔ جس طرح اہل عقل اپنا رہبر بھگوت گیتا کو بنلاتے اور اسکو احکامات پر عمل کرتے ہیں اسیطرح خداشناسی کے طالبوں کو اپنی رہبری کے لیئے ایک مرشد کامل یا سد گرو کی ضرورت اور اسکے احکام کی تعمیل فرض ہے۔ مرشد کامل کی تعلیم کے بغیر اس راستے مین قدم رکھنا بالکل بےسود ہے۔ اور جو بغیر مرشد کامل تنہا اس راستے مین چلنے کی کوشش کرتا ہے وہ گمراہ ہوجاتا ہے۔ لہذا جب تک کوئی مرشد کامل نہ ملے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے مذہبی اصول کے مطابق جو اسکی مذہبی کتاب مین بتائے گئے ہین کامل طور پر عمل کرتا رہے۔ خواہ وہ بھگوت گیتا ہو۔ انجیل ہو یا کوئی اور مقدس کتاب ہو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہی اس کا تعلق کسی مرشد کامل سے ہوسکتا ہے۔ اور جب ایک دفعہ رشتہ قایم ہوگیا پھر بلا خوف و خطر اس اسلئے طریقے پر جو اس کتاب مین درج ہین چلکر نجات حاصل کرسکتا ہے۔

اب ہم آتم ارپنم کے مفہوم پر غور کرینگے اور اس حالت کو سمجھنے کی کوشش کرینگے۔ آتم ارپنم کے معنی ہین خود کو کسی کے حوالے کردینا۔ آتم ارپنم جو بھگوت گیتا مین آخر منزل بتلائی گئی ہے بندگی کی اعلی ترین حالت ہے جس مین تمام درمیانی حالتین ختم ہوجاتی ہین۔ اور طریق عشق مین خود کو کسی کے حوالے کرنے کے معنے ہین اپنی خودی کو مرشد کامل کے سپرد کرنا اور بالکل

تابع فرمان مرشد بجانا - اور کامل یقین کے ساتھ یہ سمجھ لینا کہ میری ہستی کوئی شے نہیں ہے اور جسم کا ذرہ ذرہ اور جان و ایمان تک کا مالک مرشد کامل ہے" ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

جب طالب اس طرح اپنے آپ کو مرشد کامل کے سپرد کرتا ہے تو مرشد بھی خود کو یعنی اپنی روحانی طاقتونکو طالب کے سپرد کرتا اور کلیتہً اپنے مین جذب کر لیتا ہے - یعنی مرید کا باطن مرشد کے باطن سے ملجاتا ہے۔ اور یہی مرتبہ خدا شناسی اور یہی جگہ خدا رسی کی ہے۔ اور اس بات کے لئے پہلے طالب کو کامل خلوص اور محبت مرشد سے ہونی چاہیئے۔ کیونکہ خلوص اور محبت دینی اور دنیوی ہر کام کے لئے لازمی اور ضروری شے ہے۔

اب ہم دنیوی معاملات مین آتم ارپن کی ضرورت تمکو دکہاتے ہین " دیکھو ہر ایک شخص اپنے راز کو پوشیدہ رکھتا ہے اور کہتا ہے تو اُس شخص کو کہتا ہے جو اُس کا سچا دوست ہو اور سچی محبت و خلوصیت رکھتا ہو " اسی طرح عورت و مرد کے معاملے سے آتم ارپنم کی حالت کا موازنہ ہو سکتا ہے ۔ رسم شادی کی بنیاد اسی اصول پر قایم کی گئی ہے۔ اس کی مثال سے پہلے یہ جاننا لازمی ہے کہ انسان کی دو حالتین ہوتی ہین ایک

ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری حالت کا تعلق مایا یعنی دنیا سے اور باطنی حالت کا تعلق خدا سے ہوتا ہے۔ عورت و مرد کے تعلقات قایم ہونے کے لیئے اول باہمی محبت درکار ہے اور اسکے بعد ظاہری طور پر وصل ہوتا ہے۔ یعنی عورت پہلے خود کو حوالے کرتی ہے پھر مرد۔ اور پھر ظاہری محبت ہوتی ہے اور پھر وصل جس کا ظاہری نتیجہ اولاد کی شکل مین پیدا ہوتا ہے۔ باطنی حالت بھی بعینہ ایسی ہی ہے جیسی ظاہری یعنی پہلے طالب خود کو مرشد کامل کے حوالے کرتا ہے پھر مرشد۔ پھر خلوص و محبت پھر باطنی وصل اور باطنی وصل کا نتیجہ خدا حاصل ہوتا ہے۔ اب اس بات مین کوئی شبہ نہین رہا کہ آتم ارپنم کا رشتہ دنیوی کاروبار اور دینی معاملات دونون کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ہمارے مذکورہ اشارات سے اس کا پتہ بخوبی چلتا ہے کہ ظاہری کاروبار کو انجام دیتے ہوئے ہم باطنی معاملات کو بھی کمال کو پہنچا سکتے ہین۔ اور شادی مین یہی حکمت مقصود ہے۔ مگر دنیا کی نظر ابھی اتنی وسیع اور باریک نہین ہوئی۔ اہل دنیا نے باطنی رشتونکو بالکل دل سے بھلا دیا اور اس معاملے مین وہ گویا بالکل اندھے بنگئے۔ اور ظاہری رشتونکے غلام بنگئے۔ اور سمجھ بیٹھے کہ یہی سب کچھ ہے اور اسکے سوا کچھ نہین۔ اب آپ پر یہ امر بخوبی روشن ہو گیا ہوگا کہ جو طریقہ ہماری کتاب مین مرقوم ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے

۔۔ عورت اپنی تقریر میں اس اخیر فقرے پر آئی تھی کہ یہ منظر یک بیک نظر سے محو ہوگیا۔ اور دیکھا تو وقت کا ایک لمحہ بھی نہیں گذرا تھا۔

اس قسم کے صدہا مشاہدات مہاراج کو ہوتے رہتے جو اپنی گوناگون کیفیات اور حیرت انگیز حیثیت میں ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے ان مشاہدون میں مہاراج کو گھنٹون بلکہ دنون تک مصروفیت رہتی تھی لیکن مشاہدے کے ختم ہونے پر معلوم ہوتا تھا کہ ایک لمحہ بھی وقت نہیں گذرا اور نہ ظاہری حالت میں فرق آیا۔ نہ تجربے یا مشاہدے کی درمیانی مدت میں کوئی تغیر واقع ہوا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ نے دنون کی منزلیں چشم زدن میں طے کی ہیں۔ دور دور کے مقامات کی سیر کرتے اور ایک مدت اس میں بسر کرتے مگر جب اصلی حالت پر عود ہوا تو وہی جگہ وہی وقت اور وہی حالت۔ درحقیقت یہ سب کچھ سائین بابا نے اس کتاب معرفت الٰہی کا مطالعہ کرا رہے تھے جسکی اخیر میں مہاراج کو تعلیم کی۔

اب ہم چند واقعات ایسے لکھتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ طالب اپنی خودی مٹانے اور وصال باطنی یعنی خدا کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کرتا ہے جنکا کچھ ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

ایک سنار شیرڈی میں مرا اور اسکی لاش مندر کے قریب داسے

مسان مین لاکر جلائی گئی۔ مہاراج تمام شب جلتی ہوئی راکھ کے قریب بیٹھے رہے۔ لوگون نے پوچھا تو فرمایا کہ سردی معلوم ہوتی تھی۔ سیکنے کیلیے بیٹھا رہا۔

شیرڈی کے لوگون نے مندر کے سامنے مرا ہوا گھوڑا ڈالدیا تین دن کے بعد اسکی انتڑیان باہر نکل پڑین تعفن اس قدر تھی کہ تمام لوگ پریشان ہوتے تھے آپ نے دیکھا تو پہنچے اور تمام انتڑیان اپنے ہاتھ سے باہر نکال کے جمع کین اور اُن سے تکیہ لگاکر بیٹھ گئے۔

کہنڈوبا کا مندر جہان آپ رہا کرتے تھے کوڑے کرکٹ سے بھرا رہتا تھا۔ اور کبھی اوسکو صاف نہین کیا جاتا تھا۔ مندر کے اردگرد بھی لوگ پاخانہ پھرتے تھے۔ مگر مہاراج ہمیشہ اُسی کوڑا کرکٹ مین بیٹھے رہتے جب مندر سے باہر بیٹھتے تب بھی گندی اور میلی جگہ پسند کرتے کہنڈوبا کے مندر کا احاطہ بہت وسیع ہے اور مندر ویرانے مین ہونے کی وجہ سے لوگ اکثر اوقات اس احاطہ مین رفع حاجت کرتے۔ آپ جاتے اور تازہ تازہ گو اٹھا لاتے اور نہایت ہی بے تکلفی سے کہیلا کرتے اور اسکے اپلے تھاپ کر رکھتے۔ نہ صرف انسان کا فضلہ جمع کرتے بلکہ بد جانورون کا فضلہ بھی جمع کرتے۔ مذکورہ بالا واقعات سے پورا ثبوت ملتا ہے کہ مہاراج نے اپنے احساس جسمی کو فنا کردیا تھا۔ جس سے غرور کی بیخ کنی مقصود تھا

مہاراج کبھی غسل نہین فرماتے تھے جسکی وجہ سے جسم پر میل کی ایک موٹی تہ جم گئی تھی۔ لوگ درشن کو آتے تو آپ انہین فضلے کے سوکھے ڈھیلے اٹھا کر تبرک دیا کرتے جسکو معتقدین بڑی خوشی سے قبول کرتے۔

ایک مرتبہ منگن جو ابھی تک حیات ہے۔ اور شیرڈی سے ہر شب رات کے وقت کھانا لایا کرتا تھا۔ مہاراج کے لیے طشتری بھر کر کھانا لایا۔ مندر مین گھستا ہی تھا کہ دیکھا کہ دروازہ کے قریب کی زمین گو سے لتھڑی ہوئی ہے۔ اس نے قدم روک لیا کہ مبادا مہاراج خفا ہون کہ پلیدی ہوئی جگہ پر قدم کیون رکھا۔ اگر دور کھڑا ہو تو خیال کرینگے کہ گو سے پرہیز کرتا ہے ابھی سوچ ہی مین تھا کہ مہاراج نے خود فرمایا کہ بھلا لنگ کر چلا آ۔ وہ اندر گیا اور کھانا بدستور لنگون کے آگے ڈالدیا گیا۔

جذب کی حالت مین فضلے سے کھیلنا اور اوسکو کھانا معمول ہو گیا تھا۔ جو لوگ کھانا لاتے اُن سے لیکر آپ اسکو اتنی دور پھینکتے کہ وہ فضلے مین گر کر ذرا سا بھی کسیکے کام کا نہین رہتا تھا۔ اور اکثر کہا کرتے کہ کیا میرے لیے گو نایاب ہے۔ اور یہ کہ کیا صرف تیرا ہی گو ہے یا تیرے بچون کا بھی۔

اس حالت مین گاؤن کے بچے جن مین اکثر مسلمان لڑکے زیادہ ہوتے ادہر ادہر سے سوکھا ہوا گو اُٹھا لاتے اور پوچھتے کہ تمکو گو چاہیئے۔ آپ فرماتے ہان تو یہ لڑکے اس گو کو مہاراج کے منہ مین ڈالتے اور ندا

اُڑاتے۔ مہاراج بڑی رغبت سے اس گو کو کہاتے۔ کبھی وہ خود ہی مسند کے احاطہ سے گو جمع کرتے اور کہاتے۔ اگر عورتین دریافت کرتین کہ ہم کہانا پکاکر لائین تو آپ فرماتے کہ ہمارے لئے گو کا کہانا لاؤ

آپ ترکِ آب وخورش سے اس قدر زار ونحیف ہو گئے تہے کہ جسم مین ہڈیان ہی ہڈیان رہ گئی تہین۔ اٹہنا بیٹہنا دشوار تہا لیٹتے تو سخت زمین پر ہڈیان چبہتین۔ اس لئے آپ نے ایک دن مٹی جمع کی اور اوپر ٹاٹ بچہا کر لیٹے۔ مٹی گیلی تہی دیمک لگ گئی اور ٹاٹ کو چاٹکر مہاراج کے پاؤن تک آن پہنچی مگر مہاراج کو خبر تک بہی نہین ہوئی۔

ایک دفعہ مہاراج اسی کس مپرسی کی حالت مین پڑے ہوئے تہے کہ بمبئی کا ایک پارسی دہنجی شاہ نامی جو سائین بابا کے پاس آیا کرتا تہا۔ مہاراج کے درشن کو آیا۔ یہ حالت جو دیکہی تو رونے لگا اور کہا کہ آپکو اس تکلیف مین نہین دیکہہ سکتا۔ اگر قبول فرمائین تو مین ایک نرم بستر بہجوادون آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ بہائی مین تم سے کچہہ نہین چاہتا مجہے اپنی حالت پر چہوڑ دو۔ لیکن دہنجی شاہ نے بہزار دقت ہرن کی کہال کے لئے مہاراج کو رضامند کر لیا۔ اور یہ بہی عرض کیا کہ آپ کبہی کبہی دودہ پی لیا کیجے مین اوس کے گرم کرنے کے لئے چولہا بہیجونگا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مجہے کسی چیز کی ضرورت نہین ہے تاہم اوس نے بمبئی پہنچتے ہی مذکورہ چیزین اور

شہد کی بوتلیں اور کچھ فروٹ بھیجا یا۔ آپ نے تمام چیزیں تقسیم کر دیں۔
ان سخت آزمائش کے وقت مہاراج کے پاس صرف ایک پرانا کمبل تھا
جس میں لاکھوں سفید جوئیں پڑی ہوئی تھیں۔ اور شیرڈی سے روانہ ہونے
تک یہی ایک کمبل رہا۔

مہاراج کو ترک غذا کئے ہوئے دو سال گذر گئے تھے۔ اگرچہ
وہ بائی وغیرہ انکے لئے کافی وغیرہ ہر شب کو لایا کرتے مگر مہاراج اسکو
کبھی ہاتھ نہ لگاتے اور یہ سب کتوں کے نذر کیجاتی۔ انہی ایام میں سائیں
بابا نے ڈاکٹر پلے کے ہاتھ ایک آم بھیجا۔ مگر مہاراج نے کھانے سے انکار کیا۔
ڈاکٹر پلے نے کہا مہاراج یہ سائیں بابا نے آپ کے لئے ہی بھیجا ہے آپ کو
کھانا ہی پڑے گا۔ متواتر اصرار پر مہاراج نے کہا اچھا رات کو آنے والی
پالکی سے اسے لیکر دیکھا جائیگا۔ ڈاکٹر پلے آم لئے ہوئے لوٹ آئے رات
کو ٹولی کو ہمراہ ڈاکٹر پلے پھر آئے۔ اور مہاراج کو آم پیش کیا اور بہزار منت و
سماجت مہاراج کو کھانے پر آمادہ کیا۔ مہاراج نے ایک قاش آم کی کھائی
تمام لوگ خوش ہو گئے۔ مہاراج نے فرمایا ڈاکٹر صاحب اس میں اچھا برا
کسی طرح کا مزہ نہیں آیا۔ ڈاکٹر نے جو فقیروں کی صحبت اُٹھائے ہوا تھا
کہا ہاں جب حقیقی مزہ حاصل ہو گیا تو پھر دوسری کوئی چیز کیوں مزہ دینے
لگی۔ مہاراج نے یہ فقرہ سنکر سنسکرت کا یہ اشلوک پڑھا ؎

دست بازی ور تنے بر ہا زشتی دہی بہما
رس ور جم رسو پیشی پر پند شہا نو رتہ

جسکے یہ معنی ہیں کہ روح کھانا پینا بالکل چھوڑ دینے سے تمام چیزوں کے مزے سے نا آشنا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خدا کو دیکھنے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے اسکے مقابلہ میں ظاہری غذا اور لطیف چیزوں کی لذت خاک ہو جاتی ہے۔ اگر ہم غور سے کام لیں تو معلوم ہو سکتا ہے کہ انسان کو مختلف اعضا مختلف اشیاء کے استعمال کے لئے اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائے ہیں پس اگر کوئی اعضاء بیکار ہو جاوے یا اوس سے کوئی کام نہ لیا جائے تو لازمی طور پر شئے متعلقہ عضو بیکار اور اوس کی ضرورت معدوم ہو جاویگی اور اس قطع تعلق سے اوس شئے کی حقیقت یا لذت بھی بھول جاتی ہے مہاراج نے آم کی قاش کھائی تو کافی کا ایک پیالہ بھی پلوا دیا گیا۔ اس وقت آپ نے ہر دو دن یا تین دن بیچ تھوڑی سی کافی پینی شروع کی کبھی کبھی ڈاکٹر پیٹ ان کے لئے تازہ پھلوں کے ٹکڑے لاتے تو اکثر ان کو [illegible] کھا لیا کرتے اور دن بھر روزہ رکھتے۔ شیرڈی سے تشریف لیجانے تک یہی روش رہی۔

د مذہب کے مطابق برس مین چار راتونکو دوسری تمام راتون پر شرف
ہے۔ ان راتون مین عالم روحانی مین بڑے بڑے کار نمایان طے پاتے
ن۔ لہذا ان خاص راتون مین جو لوگ ہندو شاستر کے مطابق منتر اور
وسرے امور کی انجام دہی پورے طور سے کرتے ہین وہ اپنی ان تمام
شون کا انجام بہت جلد حاصل کر لیتے ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان
تون مین سدگروؤن کے عملیات کا زور شور رہتا ہے۔ لہذا ان
روؤن کے عملیات کے اثر سے مذہبی امور کے مطابق عمل کرنے والونکے
کا نتیجہ بہت جلد برآمد ہوتا ہے۔ ذیل کی مثال سے مذکورہ بالا تحریر کا
طلب صاف طور پر سمجھ مین آجائیگا۔
ہر محکمہ مین خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری اگر کسیکو کوئی خاص

کام انجام دینا ہو تو سب سے پہلے اوسکو ایک عرضی اس خاص محکمہ مین جسکے
متعلق یہ کام ہوگا گذارنی پڑیگی۔ اور اسکے جواب کا انتظار کرنا پڑے۔ ہ
اس کا آخری جواب دینے سے پیشتر وہ عرضی متعدد ہاتھون مین سوالات
ضروری کے حل کرنے کے لیئے جاتی ہے اور جب سب جوابات مہیا ہو جاتے
ہین تو اخیر مین اس کا جواب ایک عرصہ دراز کے بعد ہاتھ آتا ہے۔
اس طرح اسکے مطالب کی تکمیل مین غیر معمولی دیر لگتی ہے۔ لہذا مطلب کو
جلدی حاصل کرنیکا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عرضی بجائے اس محکمے کے براہ
راست اس افسر خاص کے ہاتھ مین دیجائے جسکو فوری فیصلہ کرنیکا
حق حاصل ہو۔ اور جو سال مین تین چار بار دیہات یا شہرون مین ایسے
فیصلے دینے کی غرض سے دورا کر رہا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ افسر
اختیارات کے زور پر جو ایسے معاملات فیصل کرنے کے لیئے اسکو دیئے
گئے ہین فوراً اسی مقام پر تفتیش کرکے یا براہ راست سوالات کے
جواب لے کر فیصلہ سنادیگا۔ اور اس طرح آناً فاناً ہین مطالب حاصل
ہو جائینگے۔

اسی طرح ہر عالم روحانی کے خاص افسر سدگرو یا اولیا
ہوتے ہین۔ جو ان چار راتون مین عالم روحانی مین اپنے عملیات یا
اختیارات کو لیئے دورہ لگاتے ہین۔ لہذا مذہب کے ماننے والے

اس موقع کو غنیمت سمجھکر اپنی غرضی (مذہبی احکامات کی تعمیل) ان چار راتون
مین پیش کرتے ہین۔ اور اس کا فوری اور تشفی بخش جواب پاتے ہین۔
یعنی جس قدر اعتقاد اور تندہی کے ساتھہ یہ مذہبی احکامات کی تعمیل
ہو گی اسی کے تناسب سے اسکا فائدہ انہین حاصل ہوگا۔ ہندو مذہب
کے مطابق چار راتین حسب ذیل ہین

کال راتری یا اشون بدی چتردشی۔ جو دیوالی کے ایکدن پیشتر
شروع ہوتی ہے۔

مہاراتری یا ماگہہ کرشن چتردشی۔ جسکو مہا شیو راتری بھی کہتے ہین

موہ راتری یا شراون کرشن اشٹمی۔ جو کرشن جنم اشٹمی کے نام سے
بھی مشہور ہے۔

درونا راتری یا اشون شدہ اشٹمی جو دسہرے سے ایکروز
پیشتر واقع ہوتی ہے۔

نوٹ نمبر۲

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۲

مہاراج کی زندگی شیرڈی میں پہنچکر ابتدا سے یعنی سائین بابا کے
درشن کے زمانے سے لیکر شیرڈی چھوڑ کر ناگپور اور کہرکپور وغیرہ کے سفر تک
ایک گناہگار قیدی کی زندگی کے موافق تھی یا بالفاظ دیگر سائین بابا نے
انکو چار برس قید سخت کی سزا دی تھی۔

سائین بابا کا پہلا فرمان مہاراج کے نام یہ تھا کہ مہاراج چار برس
تک شیرڈی میں ٹھہرے رہیں۔ اور اس چار برس کے قیام میں مہاراج کو
تاملِ نہیں رہا کہ وہ مرینگے نہیں۔ نیز اس کا بھی انکو علم ہو چکا تھا کہ اس مدت
کے اختتام پر سائین بابا کے فرمان کے مطابق وہ انکی جگہ مقرر ہونیوالے
ہیں۔ لہذا مہاراج نے اس مدت میں اپنی زندگی اپنے مجوزہ اصول کے مطابق
عمداً سخت مصائب وتکالیف میں گذاری۔ یہ ایسی کٹھن اور دشوار زندگی
تھی کہ دنیا کا سب سے زیادہ جفاکش اور دلیر مجرم بھی اسکی سختیوں اور عذاب سے
جانبر نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے اپنی خوشی سے سخت ترین سزائیں بھگتیں
اور انکے بھگتنے اور صبر وشکر کے ساتھ سہنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ مگر
انکی ایسی سزائیں بخوشی برداشت کرنے میں جو راز تھا عام لوگ اس سے

واقف نہین تہے۔ اہل نظر ہی اس رمز کو خوب سمجہہ سکتے ہین۔ ناظرین کی وسعت
معلومات اور انکشاف حال کے لیئے اس مضمون کے متعلق چند نکات
بیان کیئے جاتے ہین۔ تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ اس طرح سے
بہگتنے سے کونسے فوائد مترتب ہوتے ہین۔

"وہ تمام سزائین جو گورنمنٹ نے مقرر کی ہین (گرخود جن سے
واقف نہین ہے کہ کیا کیا فوائد ان سزاؤن سے مقصود ہین۔ کیونکہ ان سزاؤن
سے اس کا مدعا صرف مجرم کا ارتکاب جرم سے باز آجانا اور دیکہنے والونکے
لئے عبرت ملنا ہے) در اصل ذریعے ہین جنکی مدد سے ایک مبتدی (عالم
قدس کی راہ کا متلاشی) عالم قدس کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچتا ہے۔ اور
جو اس راستے مین قدم رکہتا ہے وہ ایسی سزائین اپنے لئے خود تجویز کرتا ہے
اور انکو پورے طور پر بہگت کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔ اکثر ایسی سزائین
ایک سدگرو (پیر مغان) روحانی طاقت سے اپنے چیلے کے ہاتہون تجویز
کراتا ہے جنکو وہ چیلا بہگت کر عالم قدس کیطرف پرواز کرنا شروع کرتا
اور یہ سزائین جو ایک چیلے کو بہگتنی پڑتی ہین در اصل گورنمنٹ کی تجویز
کردہ سزاؤن سے بالکل مشابہ ہین۔ فرق صرف اتنا ہے کہ چیلا ان سزاؤن
بہگت کر سدگرو بنتا ہے اور مجرم تکلیف اُٹہاتا اور اپنی ہی جگہ پر رہتا
زیادہ واضح طور پر یون کہا جاسکتا ہے کہ کسی چیلے کے سزا بہگتنے مین او

جیسے کے سزا بھگتنے مین یہ فرق ہے کہ چیلا حق کی تلاش مین یہ تمام سزائین
خود تجویز کرکے خوشی خوشی اُٹھاتا ہے حالانکہ وہ کسی گناہ کا مجرم نہین ہے
جسکے بدلے وہ ایسی سزا بھگتے۔ مگر ایک مجرم اپنے جرم کے بدلے مین سزا
بھگتا ہے مزید برآن یہ کہ اوسکو چیلے کیطرح تمام سزائین مکمل طور پر نہین
بھگتنی پڑتین۔ اسکو تو صرف گناہ کے تناسب سے کم یا زیادہ مقدار مین سزا
دیجاتی ہے اور اسلیئے وہ سزا صرف گناہ کا بدلہ ہوتی ہے جس سے مجرم
کو کوئی مزید فائدہ حاصل نہین ہوتا۔ کیونکہ سزا بھگتنے پر وہ صرف گناہ کا
خمیازہ ادا کرتا ہے اور اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے مگر یہ سب اس کے
لیئے ہے جس نے جان بوجھکر گناہ کیا ہو۔ لیکن اگر کسی شخص نے انجان پن مین
گناہ کیا ہو اور اسکے گناہ کرنے مین کوئی دہوکہ یا اوسکی اپنی ذاتی غرض نہو
بلکہ کسی قابل تعریف کام اور نیک مطلب مثلاً اپنے دیس کی بھلائی کیخاطر
یا اپنے مذہب کے لیئے یا خلق اللہ کی بہبودی کے واسطے گناہ صادر ہوا ہو
اور اسکی عوض مین اسکو سزا جھیلنی پڑے تو ایسی حالت مین وہ اس بات کا
مستحق ہوتا ہے کہ زمانہ مستقبل مین اسکو اسکا پھل ملے۔

اگر کوئی آدمی جان بوجھکر گناہ کرے یہ سمجھکر کہ سزاؤنکے بھگتنے سے
وہ حق شناس بنجائیگا کیونکہ سزا اور تکلیف برداشت کرنیسے دائمی
خوشی کا رستہ ملتا ہے تو حقیقتاً وہ گمراہی مین پھنسا ہوا ہے اسکو

ہرگز حق کا پتہ نہین چل سکتا۔ کیونکہ وہ صرف اپنے کیے ہوئے گناہونکی سزا اُٹھاتا ہے اور اس حالت مین اسکو نفع نقصان کچھہ بھی نہین ہوتا۔ اسیطرح اگر ذاتی غرض کے لیے مثلاً دولت اور نام حاصل کرنے کے لئے یا انتقام کی غرض سے یا دغا بازی سے سلطنت کو الٹ دینے کے ارادہ سے کسی نے گناہ کیا اور اسکے لیے سزا بھگتی تو بھی وہ کوئی ترقی نہین کر سکتا۔ کیونکہ اسنے جرم کے بدلے مین سزا بھگتی ہے۔ لیکن اگر بغیر کوئی خطا کیے یا کسی نیک کام کیخاطر کسی کو سزا بھگتنی پڑے تو ایسی سزا کا بھگتنا گویا اسکے لیے خداشناسی کی پہلی سیڑہی کا کام دے گا۔

یہان چیلے کی خود تجویز کردہ سزائین جنکو وہ خود مکمل طور پر بھگتتا ہے اور ایک شخص کے بیگناہ سزا بھگتنے مین جسکو وہ اپنے لیے خود تجویز نہین کرتا نمایان فرق معلوم ہوتا ہے۔ اس دوسرے شخص کا اس طرح سزا بھگتنا اسکو آیندہ زندگی مین حق شناسی کے لیے وہ تمام سزائین (جو ایک چیلا اس زندگی مین سدگرو بننے کے لیے اٹھاتا ہے) خود اپنے ہاتھون تجویز کرکے چیلے کیطرح بھگتنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ کیونکہ نادانستہ گناہ کرکے جاہل گرو کے ہاتھون مجبوراً سزا بھگتنا اسکو اسی قسم کی یا اس سے بھی سخت سزائین آیندہ زندگی مین سب جاننے والے سدگرو کے ہاتھون چیلے کی حیثیت مین بھگتنے کے لیے مستحق بنا دیتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اس کا اسطرح سزا بھگتنا

گویا اپنا نام خداشناسی کی فہرست مین آیندہ زندگی بین چیلے کیطرح سزا بھگتنے والونکی حیثیت مین لکھوانا ہے

اب ہم اس بات پر غور کرینگے کہ گورنمنٹ کی تجویز کردہ سزائین کس طرح حق شناسی کا ذریعہ ہوسکتی ہین۔ جو ایک چیلا اپنی خوشی سے سدگرو بننے کے لئے بھگتنا ہے۔

اس ضمن مین ہم پہلے جیل کو لیتے ہین۔

جب کوئی سزا بھگتنے کے لئے (جیلخانے) قید خانے مین بھیجا جاتا ہے تو اس مین گورنمنٹ کا صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ اسکو عیش و عشرت سے ماں باپ بیوی بچون اور دوست احباب اور آزادی سے الگ رکھا جائے۔ یا بالفاظ دیگر میعاد مقررہ تک دنیا سے اسکا تعلق قطع کیا جاوے۔ ایک سدگرو کا اپنے چیلے کو دنیا ترک کرنیکا حکم دینا گویا اسکو جیل نے بھیجنا ہے کیونکہ ایسا کرنے کیلئے اسکو مذکورہ بالا تمام تعلقات کو قطع کرنا لازمی ہے

تاریک گھر

ایک قیدی بطور سزا کے تاریک کوٹھری مین بند کردیا جاتا ہے۔ خداشناسی کے لئے بھی تاریک کوٹھری مین حالت مراقبہ مین بیٹھنا خود کو بھولنے کے لئے اور خدا کا وصل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے اور

ایسا کنج تنہائی جیل کی تاریک کوٹھری سے بہتر نہین مل سکتا۔

درآصل خود کو بہو لینے کے معنی ہین خود کو نہ دیکہنا۔ خود کو نہ دیکھنے

کیے لئے ہمکو اپنی آنکہین بند کرنی چاہئین۔ مگر صرف آنکہین بند کرنا خود

کو بہو لینے کے لیئے کافی نہین کیونکہ آنکہین بند کرنے پر بہی ہم اپنے خود

اور اپنے جسم کو چہو کر خود کے موجود ہونے کا پتہ لگا سکتے ہین۔ لہذا خود کو

بہول جانیکیلئے ہمکو اپنے حواس گم کر دینے چاہئین۔ اور حواس کے گم کرنے

کے معنی ہین کہ آنکہین کہلی ہوئی ہونے پر بہی کچھہ نہ دکہائی دے۔ ہم

معمولی حالت مین جب آنکہین کہلی رکھتے ہین تو ہمین اپنے آس پاس کی تمام

چیزین نظر آتی ہین۔ اور جب آنکہین بند کرتے ہین تو بھی ہمین کوئی چیز نظر آتی

ہے۔ اور وہ چیز تاریکی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ درآصل آنکھین

دیکھتی نہین۔ بلکہ دیکھنے والا کوئی دوسرا ہے۔ جو آنکہون مین سے دیکھہ رہا ہے

اور آنکہین محض اسکے دیکہنے کے لئے کہڑکیان یا دریچے ہین۔ ہم یہ بھی بخوبی

محسوس کرتے ہین کہ دوئی کا جال ہر طرف پھیلا ہوا ہے اور ہر آ

مین دوئی کا ظہور ہے۔ یعنی جہان تاریکی ہے وہان نور کا ہونا ضرور ہے

اور جہان قدرتی نور ہو وہان مصنوعی یعنی اوسکی ضد بھی موجود ہونی چاہئے

قدرتی نور کے معنی خدا ہین جسکے مقابلے مین مصنوعی نور ہے جسکے معنی۔ ہمارا جسم

سورج۔ چاند۔ ستارے اور ہر وہ چیز جو ہم اپنی ظاہری آنکہون سے دیکھ

سکتے ہین یہ اسیطرح قدرتی تاریکی اور مصنوعی تاریکی ایک دوسرے کے مقابلے
مین موجود ہین۔ اب یہ چارون حالتین یعنی قدرتی نور۔ قدرتی تاریکی مصنوعی نور
اور مصنوعی تاریکی ہر جگہ اور ہر شے مین موجود ہے۔ علاوہ ازین یہ بھی مانی ہوئی
بات ہے کہ جب ہمین روشنی دیکھنا ہو تو ہمین تاریکی مین ہونا چاہئے یعنی
روشنی سے بالکل الگ۔ مثلاً فضلہ کہ باوجود پیٹ مین موجود ہونے کے
دکھائی نہین دیتا اور جب پیٹ سے باہر آتا ہے تو ہم اوسکو دیکھتے اور
کہتے ہین کہ یہ فضلہ ہے۔ قدرتی تاریکی ہمیشہ قدرتی روشنی کو بلا توقف دیکھا
کرتی ہے اور اسیطرح مصنوعی تاریکی مصنوعی روشنی کو۔ ہر انسان مین یہ
چارون چیزین ہین یعنی قدرتی روشنی اور قدرتی تاریکی مصنوعی تاریکی اور مصنوعی
روشنی۔" مصنوعی تاریکی سے ہمارا مطلب خودی ہے۔ یہ خودی ہر
اس شے کو جو مصنوعی ہے بلا توقف دیکھا کرتی ہے۔ اور قدرتی روشنی
دیکھنے کیلئے یعنی خدا کو دیکھنے کیلئے ہم کو اپنی خودی کو بالکل مٹا دینا چاہئے
اور اس حالت مین مصنوعی روشنی یعنی تمام وہ چیزین جو ظاہری دنیا سے
متعلق ہین آپ ہی آپ گم ہوجائنگی اور صرف قدرتی تاریکی اور قدرتی اجالا
باقی رہجاتا ہے۔ اس مضمون کے متعلق مہاراج سے سنی ہوئی ایک کہانی
درج کیجاتی ہے جس سے پڑھنے والونکو اس مضمون کے سمجھنے مین بہت
مدد ملیگی۔

ایک دفعہ مین ایک مدت دراز کے لئے قید خانہ مین بہیجدیا گیا اور
وہان مین ایک تاریک کمرے مین بند کیا گیا۔ یہ کمرہ اور تین کمرون کے اندر
گہرا ہوا تہا۔ یعنی اس تاریک مکان مین کل چار کمرے تھے جس مین سب کے
اندر والے کمرے مین مجھے بند کیا گیا۔ جو سب سے زیادہ تنگ اور تاریک
واقع ہوا تہا۔ ان کمرون مین ہوا کے داخل ہونے کے لئے چھوٹے دریچے
اس طریقے پر واقع تھے کہ صرف ہوا کا اس مین سے گذر ہو سکتا تہا
روشنی کی ایک کرن بہی اندر داخل نہین ہو سکتی ہتی۔ میرے سب سے
اندر والے کمرے مین تو اس غضب کی تاریکی چھائی ہوئی تھی کہ "تاریکی ظلمات"
بہی اس کے سامنے ہیچ تہی۔ دوسرے کمرے مین جو میرے کمرے کو گہیرے
ہوئے تہا ایک اور بدنصیب قیدی کو رکھا گیا تہا۔ اس قیدی نے دربان
سے یارانہ پیدا کر کے اور قید سے رہائی پر انعام کا لالچ دیکر اس کمرے مین
روشنی کا انتظام کرا لیا تہا۔ وہ دربان ہر روز ایک موم بتی اس کے لئے
لایا کرتا۔ اس دربان نے مجھسے بہی کہا کہ اگر تم کہو تو مین تمہارے لئے بہی
ہر روز موم بتی مہیا کر سکتا ہون۔ مگر مین نے قبول نہ کیا اور اس سے کہا کہ
یہ مصنوعی روشنی کب تک کام دیگی۔ مین اس قدرتی تاریکی کی صحبت مین بڑی
راحت اور آرام سے گذار سکتا ہون۔ یہ سنکر دربان چپ چاپ رخصت
ہو گیا۔ اور پہر کبہی مجھسے اس بارے مین دریافت نہین کیا۔ اسوقت سے

مین کیسا اس تاریکی کے دامن مین اپنا منہ چھپائے پڑا رہتا اور اپنے وجود (مصنوعی روشنی) کو یا اوسکے کسی حصے کو مطلق نہ دیکھہ سکتا تہا اسیطرح رفتہ رفتہ مین اپنے اس جسم خاکی کو بہولتا گیا یہانتک کہ مجھے اپنے وجود کی ہستی کا مطلق خیال نہ رہا۔ وجود تو اس طرح مفقود ہوگیا مگر مین خود یعنی (مصنوعی اندھیرا) باقی رہگیا۔ جو ہمیشہ تاریکی کی صحبت مین رہا کرتا تہا۔ اس صحبت دیرینہ کیوجہ سے ہم دونون کی آپس مین محبت بڑہگئی۔ کیونکہ جون جون وہ مجھہ مین سماتا گیا مین بہی اس مین سماتا گیا اور اس کشش نے آپس مین اسقدر ترقی کی کہ ہم دونون نے متفق ہوکر آخر ایک دوسرے سے شادی کرلی۔ اور اب وہ (قدرتی تاریکی) اور مین (مصنوعی تاریکی) ایسے متحد ہوگئے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہوگیا۔ دوئی کا پردہ بیچ سے اُٹھہ گیا اور ہم ایک ہوگئے یا یہ کہئے کہ دونون نے آپس مین ایک دوسرے مین ملکر اپنی جداگانہ ہستی کو فنا کردیا۔ اور جب ہم فنا ہوگئے تو صرف قدرتی روشنی کا وجود باقی رہگیا۔ غرض ہر طرف نور ہی نور تہا اور کچھہ نہ تہا۔ ایک عرصے تک مین اس تجربے مین رہا جب مین خود کو (مصنوعی تاریکی) کو محسوس کرتا تو خود کو قدرتی تاریکی کے آغوش مین پاتا۔ اور جب ہم دونون آپس مین متحد ہوکر فنا ہوجاتے تو پہر نور ہی نور رہجاتا۔

ایک مدت دراز کے بعد میری قید کی میعاد ختم ہوئی اور مجھے آزاد

کردیا گیا - قید خانہ سے آزاد ہوکر مین باہر آیا مگر میرا دائمی معشوق جس سے
مین نے شادی کرلی ہتی میرے ساتہہ ہی رہا - اور اسی لئے جب مین قید
سے نکلا تو ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آرہی تھی - اور یہ واقعہ لوگون کو
مین نے سنایا - مین نے اُن سے کہا کہ ابہی رات کا وقت ہے اور اندہیرے
مین مجھے کچھہ سوجھتا نہین - حالانکہ وہ دن کا وقت تہا اور ہر جگہ اجالا
ہی اجالا تہا - لوگون نے یہ خیال کیا کہ میری قوت بصارت جاتی رہی ہے
اسلئے وہ مجھے ڈاکٹر کے یہان لیگئے ڈاکٹر نے میری آنکھون کا امتحان کر کے
کہا کہ یہ اندہا نہین ہوا ہے - بلکہ ایک مدت تک تاریکی مین رہنے کیوجہ سے
میری آنکھون مین وہی تاریکی چہا گئی ہے اسی لئے باہر کا اجالا تاریک
نظر آتا ہے - اور جون جون یہ آنکھون مین سمائی ہوئی تاریکی کم ہوتی جائیگی
آنکھین بہی رفتہ رفتہ روشنی قبول کرتی جائینگی - اور جب یہ تاریکی آنکھون
سے بالکل مفقود ہوجائیگی تو روشنی اوسکی جگہ آجائیگی - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رفتہ
رفتہ میری آنکھون مین روشنی آگئی - مگر مین اپنی معشوقہ یعنی قدرتی تاریکی
کو بہولا نہین اور ہمارا عشق آپس مین ویسا ہی قایم رہا - جب مین چاہتا تہا
اپنے اس وفادار اور غم گسار رفیق سے ملتا تھا -

اب ہم پہر اپنے مضمون کیطرف لوٹتے ہین اور بتلانا چاہتے ہین
کہ گورنمنٹ کی تجویز کردہ سزائین خداشناسی کے لئے کیسی کارآمد

ثابت ہوتی ہین۔ سخت مزدوری۔ پتھر پھوڑنا۔ آٹا پیسنا۔ گڑھے کھودنا اور ایسے ہی دوسرے ذلیل کامونکے لئے سخت محنت درکار ہوتی ہے اور یہ سزا قیدی کو بھگتنی پڑتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا غرور ٹوٹتا ہے اور خود کو بہت ذلیل اور گرا ہوا سمجھنے لگتا ہے۔ اس سخت محنت سے اسکا جسم بھی لاغر ہوتا جاتا ہے۔ اور خداشناسی مین عجز و انکسار کی سخت ضرورت ہے اور خیال تن پروری کو ترک کرنا لازمی ہے۔

سادہ اور ایک ہی قسم کی غذا

جیل مین جو غذا قیدیونکو دی جاتی ہے وہ بالکل سادہ ہوتی ہے۔ اس سے گورنمنٹ کا منشار ایذا رسانی اور مختلف ذائقون سے محروم رکھنا ہے لیکن غور سے جب دیکھا جائے تو کھلتا ہے کہ ایک ہی قسم کی غذا کھانے سے انسان کی قوت ذایقہ بالکل مفقود ہو جاتی ہے اور متفرق اقسام کی لذیذ اور مزیدار غذائین کھانے کی خواہش کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ خواہشات نفسانی کی رفتہ رفتہ جڑ کٹتی جاتی ہے۔ حاصل کلام یہ سزا بھی ایک قسم کا سخت روزہ ہے اور نفس امارہ کے زیر کرنے کے لئے بہت کارآمد ہے اور خداشناسی کے لئے نفس امارہ کو مارنا شرط لازمی ہے۔

جُرمَانہ

مجرم سے سرکار جرمانہ وصول کرتی ہے۔ جس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مجرم بطور سزا اپنی محبوب ترین چیز

دولت سے محروم کیا جائے۔ اور اسکی چھن جانے سے عزت اور خیال
خودداری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور انسان خود کو بالکل حقیر سمجھنے لگتا ہے
اور نامعلوم طور پر اسکی فخر و غرور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور فخر و غرور کو مٹانا
اور عجز و نیاز پیدا کرنا طالب حق کے لیئے لازمی ہے۔

سادہ لباس و بستر

جیل مین مجرم کو بہت ہی کم قیمت سادہ اور ضروری لباس مہیا کیا جاتا
ویسے ہی اسکے آرام کرنے کے لیئے ایک کھردرا نا ملایم بستر ایک ناقص
کی صورت مین دیا جاتا ہے۔ دراصل اسکو بالکل سادہ زندگی بسر کرنے پر مجبور
کیا جاتا ہے۔ اور سادہ زندگی بسر کرنا مردان حق کے لیئے ناگزیر ہے

سزائے تازیانہ

مجرم کو تازیانے اس لیئے لگائے جاتے ہین کہ وہ سخت درد محسوس کرے
لیکن اگر اس سزا اور اسکے اثرات پر پوری طور سے غور کیا جائے تو مندرجہ
ذیل نتائج بر آمد ہونگے۔

جسم پر ضرب لگتے ہی دلکو یکبارگی شدید صدمہ پہنچتا ہے اور
قلیل ترین عرصے تک جس مین ضرب لگتی ہے دل گویا کہ بند پڑ جاتا ہے اور
اسکی معمولی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ اور ایسی شدید ضربین پے درپے لگنے سے
انسان بیہوشس ہو جاتا ہے۔ اور دلکی حرکت کو بند کرنا یا بالفاظ دیگر دل کو

قایم کرنا رہبر و منزل حقیقت کے لئے ضروری شرائط مین سے ایک شرط ہے۔

ہتکڑی اور بیڑی

مجرم کو ہتکڑی اور بیڑی اس لئے پہنائی جاتی ہے کہ وہ جیل کی حدود سے نکل کر باہر کی دنیا سے نہ جا ملے۔ یہان جیل کی حدود کو حدود عالم قدس سے اور دنیا کو حدود مایہ سے تشبیہ دیکر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح جیل کی حدود مین سے مجرم کو دنیا کی طرف آنے سے روکا جاتا ہے اسیطرح مردان خدا کو حدود عالم قدس سے نکل کر حدود مایہ مین داخل ہونے سے روکنا ضروری ہے تاکہ وہ منزل مقصود کو پہنچے۔

پھانسی کی سزا

جب پھانسی دینے کے لئے کسی مجرم کے گلے مین رسی باندہکر لٹکایا جاتا ہے تو اس کا دم رک جاتا ہے اور جب اس دم کی رکاوٹ اپنی اخیر حد پر پہنچتی ہے تو (پران والو) نفس اور (اپان والو) ریح ایک مقام پر آکر آپس مین ملجاتی ہین اور انکے آپس مین ملتے ہی سماہی کی حالت رونما ہوتی ہے۔ مگر وہ دیر تک نہین رہتی۔ کیونکہ نفس اور ریح کے اچانک تصادم سے جسم کو ایک زبردست صدمہ پہنچتا ہے۔ جسکی وجہ سے پھانسی پر لٹکایا ہوا آدمی مرجاتا ہے برخلاف اسکی یوگی رفتہ رفتہ نفس اور ریح کو ایک مقام پر لانے کی کوشش کرتے ہین اور جب ایک عرصے کے بعد ان دونون کو ایک جگہ

سے آتے ہین تو وہ سمادہی کی حالت مین آجاتے ہین۔ مگر وہ اس حالت
مین پہنچکر مرتے نہین کیونکہ انہون نے بتدریج ان دونون کو ملایا ہے
غرضکہ پہانسی پر چڑہا ہوا آدمی اور یوگی دونون کو سمادہی کی حالت نصیب
ہوتی ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ اس حالت مین یوگی قایم رہتا ہے۔
اور بدقسمت پہانسی والا آدمی سمادہی کی حالت مین آتے ہی دنیا سے
رخصت ہو جاتا ہے!!

مہاراج نے اپنے شیرڈی کے قیام مین ان تمام سزاؤن کو
بلکہ ان سے بہی بدتر سزاؤنکو خود تجویز کرکے بوجہ احسن بہگتا۔ گو یہ سزائین
دراصل سدگرو سائین بابا کی روحانی طاقت کیوجہ سے مہاراج نے تجویز
کی تہین مگر جسکو وہ سمجہے نہین تہے۔

مہاراج کی سزائین بہگتنے کا مختصر بیان ذیل مین ناظرین کی معلومات
کے لئے لکہا جاتا ہے۔

ناظرین کو پہلے یہ بات معلوم کرائی گئی ہے کہ سائین بابا کے حکم سے
مہاراج نے اپنی بیٹھک کہنڈوبا کے مندر مین جو مرگہٹ کے قریب واقع
تہا مقرر کی تہی۔

شیرڈی کے مسان کے حدود اور اطراف کے جنگل سے بدتر جیل
کہین نہین ہوسکتی جسکو چہوڑکر ۴ برس تک مہاراج کہین نہین گئے۔

اور اسی مین طرح طرح کی سزائین جھیلتے رہے۔

کہنڈوبا کے مندر سے زیادہ خراب کوئی اور تاریک کمرہ نہین ہوسکتا
اس استھان اور بھیانک مندر مین مہاراج راتونکو بغیر روشنی کئے عرصے
دراز تک رہے۔ بستی سے الگ جنگلون مین گہرے ہوئے مندر مین جو
سانپون اور بچھوؤنکا گہر بنا ہوا تہا مہاراج کا بخوشی قیام کرنا اور رات دن
ہولناک واقعات کا پیش آنا مثلاً زمین ہلنا۔ خوفناک آوازین آنا اور دیگر
سینکڑون واقعات کا ہونا اور ہرایک واقعہ کو بلا خوف و ہراس دیکہتے رہنا
اور ان کے اثرات کو محسوس نہ کرنا مہاراج جیسے دل و جگر والے ہی کا کام
تہا۔ جیل کی تاریک کوٹھری مین ان تجربات کا گمان ہی نہین ہوسکتا۔ اور اس
مین محبوس ہونا اور سزائین اُٹھانا طالب حق کی اختیار کردہ سزاؤن سے
ہزار درجہ ہیچ ہین۔

پتھر پھوڑنا۔ آٹا پیسنا۔ گڑہے کہودنا۔ کہیتون مین ہل چلانا۔ برہنہ پا
راستون مین سے کانٹے الگ کرنا۔ کپڑے دہونا۔ برتن مانجھنا۔ جھاڑو دینا
اور ایسے صدہا کام مہاراج نے اسی حدود مین رہکر انجام دئے۔ اور یہ سب
کام اُن ایام مین کئے جب کہ آپ قریباً ڈہائی سال تک اپاس کیحالت
مین رہے اور اپاس بہی ایسا کہ اناج توخیر پانی کا قطرہ تک حلق سے
نہین اتارا۔ اور گوشت پوست گہل کر ہڈیون کا ڈہیر رہ گیا تہا اور پہر

یہ طرہ کہ توانا اور تندرست پیٹ بھرے مزدوروں سے جلدی اچھا ہو
بہت زیادہ کام کرتے تھے۔

مہاراج کی سادگی غذا کے متعلق بھی ہم یہ ضرور کہینگے کہ دنیا میں
آپ کی مثال مشکل سے ملیگی۔ اول تو مدت تک روزہ دار رہے۔ پھر ایک عرصہ
تک کیچڑ مٹی اور فضلہ کہاتے رہے جسکی مفصل کیفیت اس جلد کے اخیر مین
درج کی گئی ہے۔ سادگی لباس وغیرہ مین بھی مہاراج سے کوئی سبقت نہین
لیجا سکتا۔ عرصہ تک ایک پھٹی ہوئی دھوتی پہنے رہے۔ پھر ایک میلی کچیلی اور
بوسیدہ گھونگڑی (ٹاٹ کی بوری) جس مین لاتعداد جوئین بھری ہوئی
تھین کمر سے باندھے رہتے۔ جب یہ بھی نہ رہی تو آپ نے برہنگی اختیار
کر لی۔ آپ ہمیشہ۔ پتھریلی۔ ناہموار۔ اور گندی جگہ بیٹھا کرتے اور اس انداز
سے جیسے کوئی میر شاہانہ فرش پر بیٹھا ہے۔

نوٹ نمبر ۳

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۳۱ تا ۱۵۶

جاننا چاہیئے کہ دنیا اور اس کے تمام ظاہری اسباب و کیفیتیں حقیقی نہین ہین۔ ہمارا جسم خاکی۔ ہماری بول چال۔ کھانا پینا۔ اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا غرضکہ عالم اسباب کی تمام اشیاء او کیفیات مثل ایک خواب کے ہین۔ اس عالم ظاہری کے علاوہ ایک اور عالم ہے جسکو عالم قدس کہتے ہین۔ یہ وہ خاص عالم ہے جہان پہنچکر خدا کا وصل حالت بیداری مین حاصل ہوتا ہے۔ خدا سے بیداری مین وصل حاصل کرنے کے لئے پانچ حالتون مین گذرنا پڑتا ہے۔

پہلی حالت

جس حالت مین اسوقت ہم ہین اور عالم اسباب کی تمام چیزون کو سمجھتے ہین اور محسوس کرتے ہین یعنی حالت بیداری اور یہین سے ہم اور حالتون کا تجربہ حاصل کرتے ہوئے عالم قدس تک جو اخیر حالت ہے پہنچ سکتے ہین۔

دوسری حالت

پہلی حالت سے گذر کر جب ہم نیند (جو تیسری حالت ہے) کی طرف سفر کرتے ہین تو ہمین بیداری اور نیند کے وسط مین ایک اور حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے جسکو سپنا کہتے ہین یہی دوسری حالت ہے۔

تیسری حالت

دوسری حالت یعنی سپنے سے گذر کر ہم نیند کی حالت یعنی حالت سوم
پہنچتے ہین تو ہم اپنے وجود بلکہ خود کو ہی بہول جاتے ہین - یہ بے خبری کا عا
ایسا ہے کہ اس مین سے واپس لوٹ کر ہم اسکی کیفیت بیان نہین کر سکتے
اس عالم مین یا اس حالت مین ہم خدا سے واصل ہوتے ہین مگر بیخود ہونیکی و
ہم اسکی حقیقت بیان کرنے سے قاصر ہین اسی کا نام تیسری حالت ہے۔

چوتھی حالت

تیسری حالت تک تو عام لوگونکی حالت ہے - اس سے آگے جو حالتین ہ
وہ خاص لوگون کے لئے ہین - خاص لوگ جب تیسری حالت سے عالم
کی اخیر حالت کیطرف رجوع کرتے ہین تو انہین ایک اور حالت مین سے گذ
پڑتا ہے جسکو ہم حقیقی سپنا یا حالت چہارم کہتے ہین - اور اس حالت
گذر کر وہ عالم قدس تک پہنچتے ہین جو اخیر منزل ہے -

پانچوین حالت

حالت چہارم یعنی حقیقی سپنے کی حالت سے گذر کر عالم قدس تک
ہوتی ہے جو اخیر حالت یا حالت پنجم کہلاتی ہے - اس حالت مین پہنچکر
خدا بیداری کی حالت مین خدا کا وصل حاصل کرتے ہین یا یہ کہئے کہ بیداری کی
مین نیند کی کیفیت حاصل کرتے ہین - جو خود نیند کی حالت مین پہنچا ہوا نہین

د. بیداری مین نیند کا تجربہ حاصل کرنا ہی خدا سے ملنا ہے۔

ان پیچیدہ حقایق و معارف کے طریق کو صاف طور پر سمجھانے کے لئے ذیل میں ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس مین نمبر وار یہ تمام حالتین بتلائی گئی ہین۔ اور اسکے بعد ہم یہ بتائینگے کہ اس پہلی حالت سے پانچوین حالت مین پہنچنے کے لئے کیا کیا کیفیات پیش آتی ہین۔

نقشہ

وہ حالت جسمین بیداری مین نیند کا تجربہ ہو (حقیقی بیداری)	۵	سچی حالت
اولیا کی حالت ۔ حقیقی سپنا	۴	سچی حالت
نیند	۳	نیند
سپنا	۲	جہوٹی حالت
بیداری	۱	جہوٹی حالت
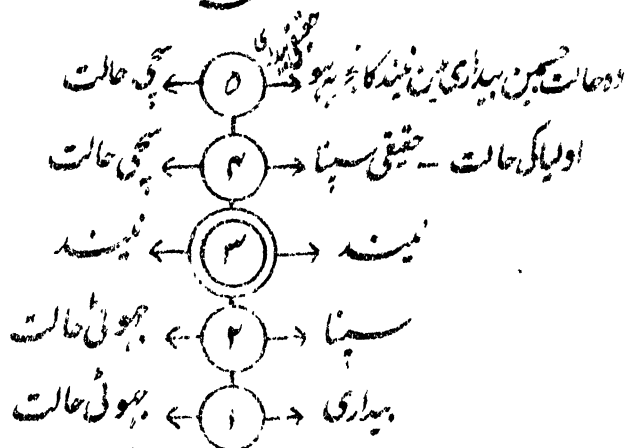
بیداری کی حالت یعنی حالت اول سے جب ہم نیند کی حالت یعنی حالت سوم کیطرف جاتے ہین تو ہمین ایک درمیانی حالت یعنی حالت دوم سے گذرنا پڑتا ہے جو سپنے کی حالت ہے جو ان دونوں حالتون یعنی بیداری اور نیند کی حالتون کے ٹہیک وسط مین واقع ہوتی ہے۔ اس سپنے کی حالت مین جو درمیانی حالت ہے ہم نصف بیدار اور نصف خواب یا نیند کی حالت کا تجربہ لیتے ہین۔ اس نیم خواب حالت مین ہم اگرچہ سوتے ہین۔ مگر خود کو بیداری کے تمام کام کرتے ہوئے دیکھتے

ہین۔ اب اس حالت دوم ہین پہنچکر اگر بیداری یعنی حالت اول کی زیادہ کشش ہوتی ہے اور نیند یعنی حالت سوم کی کم ہوتی ہے تو ہم زیادہ دیر تک سپنا دیکھتے ہین۔ اور اسکو یاد بھی رکھتے ہین۔ اور اگر نیند کی حالت یعنی حالت سوم کی زیادہ کشش ہوتی ہے اور بیداری یعنی حالت اول کی تھوڑی تو ہم قلیل عرصہ تک سپنا دیکھتے ہین۔ لہذا ہم یا تو اس سپنے کو بھول جاتے ہین یا اسکی کچھہ کچھہ باتین یاد رہتی ہین۔ اور بعض اوقات تو ہمین یہ بھی خیال نہین رہتا کہ ہم نے سپنا دیکھا بھی تھا یا نہین۔ مگر نیند کی حالت مین پہنچنے کے لیے سپنے کی حالت میں سے گذرنا لازمی بات ہے۔ اب اگر حالت بیداری کی کشش لگاتار ہو تو ہم سپنے کی حالت ہی مین رہتے ہین اور نیند کی حالت تک نہین پہنچتے۔ بلکہ سپنے کی حالت سے لوٹکر واپس بیداری کی حالت مین آجاتے ہین۔

جب ہم حالت سوم یعنی نیند کی حالت مین پہنچتے ہین تو ہم وہان کچھہ نہین پاتے اور ہمین کسی قسم کا تجربہ حاصل نہین ہوتا۔ اور اس حالت سوم کی طرف سے حالت اول کیطرف لوٹتے ہوئے پھر ہمین حالت دوم یعنی سپنے کی حالت میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور اگر اس واپسی مین نیند یعنی حالت سوم کی کشش زیادہ ہوتی ہے، تو ہم حالت دوم مین زیادہ دیر تک رہتے ہین اور اسلیے ہمین سپنا یاد ہوتا ہے۔ اور اگر حالت سوم یعنی نیند کی حالت کی کشش کم اور حالت اول یعنی بیداری کی حالت کی کشش زیادہ ہوتی ہے تو حالت دوم یعنی

کی حالت زیادہ دیر قایم نہین رہتی اور سپنا کم یاد رہتا ہے یا بالکل یاد
نہین رہتا۔ اور ہم بہت جلد حالت اول یعنی بیداری کی حالت مین آجاتے ہین
کیفیت ہم ایک معمولی انسان کی حیثیت مین دیکھتے ہین۔ مگر خدا رسیدہ لوگ
جو اس حالت سوم سے آگے بڑہنے کی استعداد رکہتے ہین۔ اس حالت سوم سے
بجائے واپس حالت اول کو لوٹنے کے آگے بڑہتے ہین۔ اور انہین بہی اس
مسافت مین ایک سپنے کی حالت مین سے گذرنا پڑتا ہے۔ یہ سپنے کی حالت
یعنی حالت چہارم جو دو قسمون کی نیند کے ٹہیک بیچ مین واقع ہے۔ یعنی حالت
سوم اور حالت پنجم کے درمیان ہے۔ اس بیان سے ناظرین سمجہہ سکتے ہین
کہ حالت سوم اور حالت پنجم یہ دونون نیند کی حالتین ہین۔ مگر حالت سوم
بیند کی حالت مین نیند ہے اور حالت پنجم بیداری کی حالت مین نیند ہے۔
اور نیند ہی دوسرے لفظون مین خدا یا حق ہے۔ اسلیے حالت سوم اور
حالت پنجم کے درمیان جو چہارم حالت ہے اس مین ہم حقیقی سپنا دیکھتے
ہین۔ یعنی خدا سے واصل ہونے کا تجربہ حاصل کرتے ہین کیونکہ اس حالت مین
ہم نیند (جو خدائی حالت ہے) کی طرف ہی کھنچے جاتے ہین۔ اور اسلیے ہم اسکو
حقیقی سپنا یا خدا کا سپنا کہینگے۔ اور یہ حالت صرف اولیا اللہ کو نصیب
ہوتی ہے مرہٹی زبان مین اس حالت کو تُریا کہتے ہین۔ اب اس
حالت چہارم یعنی حقیقی خواب سے گذر کر حالت پنجم یعنی حقیقی بیداری کی حالت

مین پہنچتے ہین۔ حالت سوم (نیند) اور حالت پنجم (حقیقی بیداری) ۔ دونون خدائی حالتین ہین لیکن پہلی خدائی حالت نیند مین اور دوسری خدائی حالت حقیقی بیداری مین ہے۔ مگر چونکہ خدائی حالت مین خدائی حالت کا تجربہ نہین ہوتا اور یہ اس لئے کہ جب ہمین کسی چیز کو دیکھنا ہوتا ہے تو اوس چیز سے جدا ہوکر دیکھا جاتا ہے ہو اسلئے خدائی حالت کا تجربہ صرف حالت چہارم یعنی تریا حقیقی سپنے کی حالت مین پہنچکر ہی ہو سکتا ہے۔

ہم یہ بتلا چکے ہین کہ حالت سوم یعنی نیند خدا ہے مگر نیند کی حالت مین اسکو ہم نہین سمجھہ سکتے اور صرف حالت پنجم یعنی حقیقی بیداری اسکی لیے ضروری ہے لہذا خدا کو جاننے یا پہچاننے کے معنی نیند کو جاننے کے ہوئے مگر حقیقی بیداری کیحالت مین۔ یعنی جاننے والا نیند کو جانتا ہے یا دوسرے لفظون مین وہ خود نیند ہو جاتا ہے۔ اور نیند کے معنی ہین روشنی مگر نیند کی حالت مین اس روشنی کا تجربہ نہین ہوتا۔

نیند مین یعنی حالت سوم مین سوا اندھیرے کے کچھہ نہین ہے مگر اس اندھیرے کا ہمین تجربہ نہین ہوسکتا اسیطرح حقیقی بیداری یعنی حالت پنجم مین سوا روشنی کے کچھہ نہین اس لئے ہم روشنی کا تجربہ حاصل نہین کر سکتے۔ مگر درمیانی حالت یعنی حالت چہارم یا حقیقی سپنے کی حالت مین نیند کی دونون حالتون کا یعنی حالت سوم اور حالت پنجم کا ہمین تجربہ ہوتا ہے۔ یعنی روشنی اور تاریکی

ہمورسیائی حالت مین پہنچکر دیکھہ سکتے ہین۔

یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دونون حالتون کا تجربہ یعنی حالت سوم اور حالت پنجم کا تجربہ اس شخص کو جو ان دونون حالتون مین فرداً فرداً رہا ہو کیون حاصل نہین ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حالتون مین پہنچکر وہ شخص اپنی ہستی کو بھول جاتا ہے۔ اور خود یا تو تاریکی بنجاتا ہے یا روشنی جس حالت مین کہ وہ پہنچا ہو۔

اب چونکہ تمام دنیا اور اسکی کاروبار اور ہمارا ان مین حصہ لینا جسکو ہم حالت اول یا بیداری کی حالت کہتے ہین ایک سپنا ہے لہذا حالت دوم جسکو ہم سپنا کہتے ہین وہ اس سپنے مین سپنا ہے۔ مگر اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ حالت اول یعنی بیداری کی حالت دراصل سپنا ہے۔ ہمین حالت چہارم یعنی حقیقی سپنے کی حالت مین پہنچنا چاہئے۔ جہان ہم خود کو اپنے وجود سے دنیا سے اور اسکی کاروبار سے بالکل الگ پاتے ہین۔ اور یہ حالت چہارم تھی جو سائین بابا کے فیضان سے مہاراج کو عطا ہوئی۔ مندر مین تنہا بیٹھے ہوے یک بیک وہ خود کو مختلف مقامات پر متفرق کاروبار مین مصروف پاتے تھے۔ نہ تو وہ نیند کی حالت مین ہوتے تھے نہ سپنے کی پھر بھی یہ تمام منظر اپنی آنکھون سے بیداری کی حالت مین دیکھتے تھے۔ ہم پوچھتے ہین کہ یہ دیکھنے والا کون تھا۔ اسکا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ حقیقی مہاراج

مہاراج تھے۔ غرض اسطرح مہاراج اپنے وجود۔ دنیا۔ اور اسکو کاروبار سے الگ ہوکر خود کو ان کاروبار میں حصہ لیتے ہوئے دیکھتے تھے۔ اور یہ سب بیداری کی حالت مین دیکھتے تھے۔ جسکے معنی یہ ہین کہ وہ حالت چہارم مین تھے

ہمارے (حقیقی ہم کے) دو وجود ہین ایک ظاہری دوسرا باطنی مگر اسکے جاننے مین ہمین دقت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دونون وجود ایک دوسرے سے ایک کڑی کے ذریعے سے جوڑے ہوئے ہین۔ اور ہم اپنی حقیقی ہستی کا تجربہ نہ ہونیکی وجہ سے سمجھتے ہین کہ ہمارا صرف ظاہری وجود ہے اور اسکے سو کچھ نہین۔ اور اسلئے ہمین اصل سپنے کی حالت بیداری کی حالت دکہائی دیتی ہے اور اصل سپنے مین سپنے کی حالت صرف سپنے کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

اب جب ہم سوتے ہین تو ہمارا ظاہری وجود ایک ہی جگہ بغیر حرکت کئے پڑا رہتا ہے۔ مگر ہمارا باطنی وجود سپنے مین سپنے کی حالت یعنی حالت دوم مین پہنچتا ہے اور اس حالت مین باطنی وجود کو سب تجربہ حالت بیداری (یعنی سپنے کی حالت) کا ہوتا ہے۔ مثلاً چلنا پھرنا۔ کہانا پینا وغیرہ وغیرہ۔ اس مین نکتہ یہ ہے کہ ہمارا ظاہری وجود بالکل معطل ہے اور پھر بھی ہم خود کو چلتا ہوا بھاگتا ہوا۔ اور لڑتا ہوا دیکھتے ہین۔ ایسی حالت مین ہمارا ظاہری وجود بستر پر ہوتا ہے اور باطنی وجود سپنے مین نظر آتا ہے۔ اسپر یہ سوال ہوتا ہے کہ یہ دیکھنے والا تیسرا کون ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھنے والا دوسرا کوئی نہین ہوتا بلکہ وہ حقیقی ہم ہوتا ہے

یعنی سپنے کی حالت مین ہم اپنے ظاہر اور باطن دونون وجودون سے الگ ہوتے ہین۔ ظاہر وجود بستر پر ہوتا ہے اور باطنی سپنے مین کام کرتا ہے اور ہم ان دونون سے الگ ہوکر تماشہ دیکھتے ہین اور یہی تماشہ سپنا ہے اسی سپنے کا تجربہ اگر ہمین بیداری کی حالت مین ہو تو یہ سدہ پروش ہونیکی علامت ہے۔

اور اسی حالت کا تجربہ مہاراج کو اچھی طرح ہوا کرتا تھا جبکہ وہ مندر مین مقیم تھے معلوم ہوا کہ حقیقی ہم کو حالت چہارم مین پہنچکر اپنا ظاہری وجود۔ دنیا اور اسکے متعلقات خواب یا سپنا نظر آتے ہین اور اپنے باطنی ہم کو جو دنیا اور اسکے کاروبار مین خواب یا سپنے مین خود کو مصروف پاتا ہے خواب در خواب کی حالت مین دیکھتا ہے اور اس حالت چہارم مین نیند کا تجربہ بیداری کی حالت مین حاصل کرتا ہے۔ القصہ وہ اس حالت چہارم مین دنیا کا اور خدا کا دونون کا تجربہ حاصل کرتا ہے اور ان دونون حالتون کا تجربہ حاصل کرنے کے بعد یہ اسکے اختیار مین ہوجاتا ہے کہ جس حالت مین چاہے رہے اور اس کی کیفیت معائنہ کرتا رہے۔ اس خواب کی حالت یعنی حالت اول مین پہنچکر وہ بندہ بنتا ہے یعنی تاریکی محض۔ اور حالت پنجم مین پہنچکر خدا بنتا ہے یعنی روشنی یا نور محض۔ اور حالت چہارم مین پہنچکر وہ حالت اول اور حالت پنجم دونون کا تجربہ حاصل کرتا ہے یعنی ع

کبھی بندے بنے کبھی اپنے خدا ٹھہرے

معمولی حالت مین باطنی وجود ظاہری وجود سے تعلق ہونے کی وجہ سے)
اس حالت بیداری مین (جو دراصل سپنے کی حالت ہے) پہنچکر سپنے کی حالت
کا بیداری کی حالت کی حیثیت مین تجربہ حاصل کرتا ہے۔ اور جب ظاہری
وجود بالکل خاموش پڑا رہتا ہے (نیند کی حالت مین) تو خواب در خواب
کی حالت کا تجربہ سپنے کی حالت کی حیثیت مین حاصل کرتا ہے۔ اور نیند کی
حالت مین پہنچکر اس مین متحد ہو جاتا ہے اور یہان کوئی تجربہ نہین ہوتا۔
مگر اولیاؤن کا باطنی وجود چونکہ ظاہری وجود سے الگ ہوسکتا ہے اس لئے
خواب کی حالت اور خواب در خواب کی حالت سے گذرکر حقیقی خواب کی حالت
مین پہنچتے ہین۔ جہان وہ بیداری مین خواب دیکھتے ہین اور پھر نیند یعنی حالت
پنجم مین پہنچکر حقیقی بیداری کا تجربہ حاصل کرتے ہین۔

نوٹ نمبر ۴

متعلقہ صفحہ نمبر ۱۹۰

ان ایام میں جبکہ مہاراج کا قیام کہنڈوبا کے مندر میں تہا حالت
ہمہ اوست آپ پر طاری تھی۔ ہر چیز ہر شے۔ ہر رنگ اور ہر مذہب آپ کو
یک ہی جلوہ دے رہے تھے۔ آپ کے ہر قول وفعل سے شان وحدت ٹپکتی
تھی دوئی کا نشان تک باقی نہ تہا۔ عام لوگ بس طرح مٹھائی شوق
ورغبت سے کہاتے آپ فضلہ اسی رغبت سے کہاتے بلکہ اسطرح جیسے تمام دنیا
کی نعمتوں کا مزہ اس میں مل رہا ہے اور اسی بے تکلفی اور کشادہ دلی سے اسکو
ساتھ کہیلتے۔ زمین پیتے۔ اُسے تہاپتے اور سوکہے گُہ کو کہاتے کہ بہنگی بہی جو
رات دن اس سے سروکار رکہتے ہیں ایسی بے تکلفی کا اظہار نہیں کرسکتے۔
اسیطرح آپ نے باوجود برہمن ہونے کے اتحاد کا وہ نمونہ بنکر دکہایا کہ دہیڑ اور
بہنگی بہی نہیں کرسکتا۔ آپ نے ہر نیچ سے نیچ قوم کے ساتھ بلکہ انکی خدمت
کی ان کا ہر ایک کام کاج کیا اور برہمن اور بہنگی میں کوئی امتیاز باقی نہ رکہا
درحقیقت آپ نے ایسی ہی جگہ قدم رکہا تہا جہان رنگ روپ مذہب وملت
رنج وراحت اور موت وحیات غرضکہ فانی عالم کی فانی چیزون میں سے کسی کا پتہ

نہ تہا۔ فضلے کے متعلق مہاراج نے ایک قصہ بیان کیا تہا جو ناظرین کی وسعت
معلومات کے لئے درج کیا جاتا ہے جو مہاراج کی اس جداگانہ روش کا
راز معلوم کرنے مین آپکو مدد دیگا۔

فضلے کا عجیب و غریب قصہ

ایک دفعہ مہاراج نے بیان فرمایا کہ کسی گاؤن مین ایک غریب دہقان
رہتا تہا۔ بیچارہ مال و دولت کے لحاظ سے بہی مفلس اور عقل و خرد سے بہی بے بہرہ
او راسپر طرہ کہ ہمچو من دیگرے نیست۔ اسکو خیال پیدا ہوا کہ اگر اللہ میان میرا نام
اپنے خاص بندونکے دفتر مین لکہے اور میری رسائی اُس تک ہوجائے تو کیا
ہو۔ اور رفتہ رفتہ یہ خیال اسقدر بڑہا کہ وہ ہر وقت اور ہر شخص سے
اس خیال کا اظہار کرنے لگا۔ گاؤن کے لوگ بیچارے کیا جانین کہ خدا تک
جو آسمانون مین رہتا اور ہم سے لاکھون کوس دور ہے کس طرح رسائی ہوسکتی
ہے وہ اسکے خیال کا مضحکہ اُڑاتے اور از راہ تمسخر خدا تک پہنچنے کے رستے
عجیب عجیب بتاتے جنپر یہ بہولا بہالا مگر خوش اعتقاد عمل کرتا اور آخر مین
خفت اُٹہاتا جو مولوی یا ملا آتا اوس سے دریافت کرتا کہ جناب مجہے خدا تک
پہنچنے کا رستہ بتائیے۔ وہ لوگ بہی اسکو بیوقوف سمجہکر جو کچہہ چاہتے پڑہنے
کے لئے بتادیتے یہ اوسکو سچ سمجہکر اسپر عمل کرتا۔ تہوڑے دن بعد دیکہتا

کہ مین تو اُسی گاؤن مین ہون جس مین پیدا ہوا تہا اور ایک قدم ہی خدا
تک پہنچنے کے راستے پر نہین پڑا تو پڑہنا چہوڑ دیتا اور کہتا کہ یہ لوگ کچہ
نہین جانتے خواہ مخواہ مجہے حیران کیا اب کسی اور گرو کو ڈہونڈنا چاہیے
غرضکہ ایک مدت تک جو آیا اس سے پوچہا اور اسپر عمل کیا اور ناکام ہوکر
چہوڑا گیا۔ اتفاق سے اہنی کے بہائی ایک نیم ملا گاؤن مین تشریف لائے
اور وعظ و نصیحت سے لوگونکو گرویدہ بنالیا۔ شدہ شدہ انکو بہی خبر ملی کہ
ایک مولوی صاحب تشریف لائے ہین اور ایسی ایسی باتین بتاتے ہین کہ
تمام گاؤن انکے پاس جاتا ہے۔ یہ بہت خوش ہوئے اور سمجہے کہ اس شخص
سے اپنا کام بنیگا اور اب ہم خدا تک پہنچ کر اوسکی خاص بندون مین جالینگے
چنانچہ نہا دہو کپڑے بدلے اور ہزارون خیالات کے لاؤ لشکر کے ساتہہ
مولوی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اس قدر محنت و ریاضت کے
طفیل گاؤن کے لوگ آپ کو صوفی بابا کہنے لگے تہے۔ مولوی صاحب
وعظ مین مشغول اور یہ مودبانہ اُن کے سامنے بیٹہا وعظ سننے مین مصروف
مگر ستم رسیدہ عاشق کیطرح بیقرار کہ کب مولوی صاحب وعظ ختم کرین
اور کبہ مجہی خدا کے گہر کا رستہ بتائین۔ خدا خدا کر کے مولوی صاحب نے وعظ
ختم کیا اور انکی طرف متوجہ ہوئے۔ انہون نے دل کہولکر اپنی داستان
سنانی شروع کی کہ مین خدا کا طالب ہون اور چاہتا ہون کہ اوس تک پہنچ

جاؤن۔ اسکے لئے مین نے سینکڑون آدمیون سے رستہ پوچھا کسی نے ٹھیک ٹھیک پتہ نہ دیا۔ فلان فلان وظیفے پڑہے فلان فلان چلے کرے مگر سب بے سود ایک بھی کام کا نہ نکلا۔ اب آپ کو خدا نے یہان بھیجا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرے خدا نے خاص میرے لئے بھیجا ہے کچھہ ایسی راہ بتلا دیئے کہ میرا مطلب مجھے ملجائے" مولوی صاحب نے دیکھا کہ یہ تو بڑا بھاری جن لپٹا یہ رستہ تو مجھے خود نہین معلوم اسکو کیا بتاؤن اگر بتاتا تو وہی کچھہ جو یہ کر چکا ہے خیر اب کچھہ نہ کچھہ تو بتانا ہی چاہیئے ورنہ مولویت مین فرق آئیگا۔ یہ سوچکر مولوی صاحب نے دہقان سے کہا کہ صوفی بابا اب آپ کو مین کیا بتاؤن جو کچھہ مین جانتا تھا وہ تو آپ کر چکے اور آپکو رستہ نہین ملا۔ اور درحقیقت یہ راستہ ہی بہت مشکل برسون بھٹکتے پھر وجب بھی نہین ملتا۔ خیر گھبراؤ نہین انشاءاللہ مین تم کو ایک ایسا رستہ بتاؤنگا جو آجتک تمہین کسی نے نہین بتایا ہوگا۔ اگر اسپر تم نے کامل طور پر عمل کیا تو یقین رکھو کہ ضرور خدا سے جا ملوگے۔ مین خود وہ عمل کرنا چاہتا تھا لیکن میرا دل بہت کمزور واقع ہوا ہے۔ ہو نہین سکتا اسکے لئے نہایت مضبوط دل والا آدمی چاہیئے۔ اگر تمہارا دل واقعی مضبوط ہے اور تم ہر مشکل کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو تو مین تمہین بتاتا ہون ورنہ نہین یہ کہہ مولوی صاحب دوسری طرف متوجہ ہوگئے۔ بھولے بھالے کسان نے جو یہ لمبی چوڑی تقریر سنی تو بوکھلا گیا اور طرح طرح کے خیالات

اوسکو دماغ مین چکر لگانے لگے۔ کبھی اندازہ لگا کر کہ میرا دل نہایت قوی ہے اور مین ہر ایک مشکل برداشت کرسکتا ہون خوش ہوتا۔ اور کبھی یہ سونچکر کہ مبادا مولوی صاحب مجھے اس لایق نہ سمجھین اور کمزور دل والا خیال کرین اور وہ رستہ جو یقین دلاتا ہے کہ ضرور مجھے خدا تک پہنچا دیگا مجھے نہ بتائین غمگین ہوتا اور اگر بالفرض انہون نے نہ بتایا تو پھر مین کیا کرونگا اور کس سے اپنے پیارے خدا کے ملنے کا رستہ پوچھونگا۔ مولوی صاحب جب دوبارہ اسکی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ غریب دہقان سر کو دونون گھٹنون مین جھکائے بیٹھا کچھہ سونچ رہا ہے۔ اپنی طرف متوجہ ہونے کے لئے آپ نے زور سے اللہ ہو کا نعرہ مارا۔ اللہ کا نام جو دہقان کے کان مین پہنچا تو فی الحقیقت اسکو ایک لمحہ کے لئے ایسا معلوم ہوا کہ گویا خدا اوسکے سامنے بیٹھا ہے۔ گردن جو اوٹھائی تو وہی مولوی۔ مولوی صاحب نے اسکو مغموم دیکھکر پوچھا کیون بھئی آخر اسقدر پریشان کیون ہوتے ہو اگر تمہارا شوق صادق ہے تو خدا مل ہی جائیگا ہمت شرط ہے۔ دہقان نے چونکہ وہ خدا سے سچا عشق رکھتا تھا اور اسیکے خیال مین محو بیٹھا تھا آنکھون سے آنسوؤن کے تار باندھ دئے اور ہجوم یاس نے تاب گفتار باقی نہ رکھی آخر تسلی تشفی کے بعد زبان کھولی اور کہا کہ مولوی صاحب خالی تسلی سے تو کچھہ کام نہین چل سکتا مجھہ غریب کی آرزو پوری کیجے اور جلدی وہ رستہ بتلائیے جو آپ بتانا

چاہتے ہین مین نہایت قوی دل ہون اور ہر مصیبت جو اس راہ مین حائل ہوگی
بصد شوق برداشت کرونگا۔ مولوی صاحب بیچارے کہنے کو تو کہہ گئے
کہ ہم تمکو رستہ بتائینگے مگر ع پیر خود در ماندہ شفاعت کرا رہبری کند
کوچہ کے رخ سے بہی ناآشنا کیا بتاتے اور خود دہقان کیطرح گردن جہکا
دریائے فکر مین غوطہ مارنے لگے۔ دہقان نے جو یہ حالت دیکہی کہ مولوی
صاحب میری طرح گہٹنون مین سر دئے بیٹھے ہین اور اب پہر اللہ ہو کا نعرہ
لگائینگے اور جس طرح پہلے نعرہ پر مجہے میرے خدا کی جہلک دکہائی دی تہی
اب بہی ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ اب تو مین آنکہین کہلی رکہتا ہون دل بہر کر اللہ
میان کو دیکہہ لونگا۔ یہ خیال کر مولوی صاحب کیطرف ٹکٹکی لگا بیٹھ گیا یہان
مولوی صاحب کو فکر دوسری ہی تہی۔ دہقان سمجہہ رہا ہے کہ مولوی صاحب
خیال ایزدی مین سرتاپا محو ہین اور اپنے آپے کی بہی خبر نہین۔ مولوی صاحب
سوچ رہے ہین کہ چال کیا چلون اور کونسا رستہ بتاؤن غرضکہ تہے اپنے
اپنے خیال مین دونون محو۔ آخر کب تک مولوی صاحب نے مراقبہ سے سر
اُٹھایا۔ اور نہایت غور سے دہقان کو دیکہہ کر کہا کہ بہائی مین پہلے ہی کہہ
چکا ہون کہ یہ راہ کٹھن ہے تم اس خیال سے باز آؤ۔ اگر مستعد ہی ہو تو خیر
مین تم کو ایک راز کی بات بتاتا ہون جو مین نے ایک پنڈت جی کی زبانی سنی
ہے مگر انہون نے مجہے قسم دی ہے کہ مین کسیکو نہ بتاؤن اور اس راز کو آ

ہی سینے مین جان کیطرح پنہان رکہون۔ مگر نہین معلوم میری زبان کیون کہل رہی ہے اور خود بخود جی چاہ رہا ہے کہ تم کو وہ راز بتاؤن جو آج تک مینے چہپا رکہا اور کسی فرد بشر کو نہین بتایا۔ خیر اس مین بہی شاید اللہ تعالے کا بہید ہوگا اور ممکن ہے کہ یہ تمہارے ہی لئے میرے سینے مین محفوظ ہو اگر تم خوش قسمت ہو تو اس ترکیب پر جو مین بیان کرونگا عمل کرکے ضرور کامیاب ہوجاؤگے اور اپنی نجات کا رستہ پالوگے۔

دہقان غریب اس لمبی چوڑی تقریر کو سنکر تہبک گیا اور عرض کیا کہ ترکیب بہی تو ارشاد ہو۔ اسپر مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہان سنو مگر دیکہو غور سے سننا اور یاد رکہنا۔

اثناء سفر مین مین ایک دن گاؤن کی ایک سرائے مین اترا سرائے پرانی اور شکستہ حال تہی صاف سی جگہ دیکہہ کر زمین پر ہی بستر لگا لیٹ گیا۔ اتنے مین ایک پنڈت جی آئے۔ انہون نے بہی میرے قریب ہی بستر جما لیا اسکے بعد ایک جٹا دہاری فقیر آیا۔ پنڈت جی کی غالباً اس فقیر سے شناسائی ہوگی جو پنڈت جی نے دیکہتے ہی اُٹہکر سلام کیا اور اپنے پاس ان کا بستر لگا لیا تہوڑی دیر کے بعد ان دونون مین باتین شروع ہوئین جنکو مین ذرا دور ہونیکی وجہ سے اچہی طرح نہین سن سکا تاہم کام کی کچہہ کچہہ باتین میرے کانون تک ضرور آتی رہین جن سے مین سمجہہ گیا کہ یہ باتین خدا شناسی کے

کے متعلق ہین۔ اس گفتگو مین ساد ہوجی کی زبان سے دو چار بار فیصلے اور نا
کا ذکر بہی مین نے سنا۔ اور یہ سنکر مجھے سخت تعجب ہوا کہ خداشناسی کے ذکر مین
ان چیزون کا نام کیون۔ خیر یہ باتین ختم ہوگئین وہ دونون لوگ سو گئے اور
مین بہی سو گیا۔ صبح اُٹھا دیکھا کہ ساد ہوجی تو رخصت ہو گئے ہین پنڈت جی
ہین رات کی باتون کا خیال شب بہر مجھے ستاتا رہا اور یہی ٹہین رہا کہ کب صبح
اور کب مین اسکے متعلق اطمینان حاصل کرون۔ چنانچہ مین اُٹھا اور پنڈت جی
سے باتون کا سلسلہ جاری کیا۔ اور دریافت کیا کہ پنڈت جی رات کو ساد ہو
سے کیا باتین ہو رہی تہین: پنڈت جی نے ہنسکر کہا کہ فقیر فقیری کی باتین
کرتے ہین اور اسی سے کرتے ہین جو فقیر ہو یا فقیر منش ہو آپ سا ہو ہی کیا
ان باتون سے کیا غرض۔ اور یہ باتین ایسی ہوتی ہین کہ اگر غیر فقیر سے کہی
جائین تو وہ انکو یاد رنہ کرے بلکہ اُن باتونکو دیوانگی یا لامذہبی پر محمول کرے
اس لئے فقیر ان باتونکو کسی پر ظاہر نہین کرتے۔ مین نے کہا پنڈت جی
جو کچھ آپ نے فرمایا بجا اور درست فرمایا لیکن یہ خیال عام لوگون کی نسبت
تو خیر کسی حد تک درست ہے لیکن مولویون کی نسبت یہ درست نہین ہے
کیونکہ خداشناس کے طالب یہ بہی ہوتے ہین اور یہ بہی اپنے اپنے طریق
پر چلکر خدا تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہین اور پہنچتے ہین اور بہت اچہی
طرح پہنچتے ہین۔ پنڈت جی نے کہا ہان یہ درست ہے بیشک دونو

جو کام کرتے ہین وہ انکو خدا تک پہنچا سکتا ہے لیکن آپ دیکھتے ہین کہ
آج کل کے پنڈت اور مولوی کس قماش کے ہین اور اُن کا مقصود ومدعا
کیا ہوتا ہے۔ مولوی اور پنڈتون کی نماز اور پوجا پاٹ محض دنیا اور حصول
زر کے لیئے ہوتی ہے۔ خدا اور اوسکے راستے کی سچی طلب تو فقیرون ہی کو
ہوتی ہے جو اس سنسار مین رہکر ماسوا اللہ تمام دنیاوی لذتون اور
خواہشون سے دست بردار ہوتے اور معشوق حقیقی یعنی خدا کی طلب مین
اپنی ہستی کو فنا کر دیتے ہین۔ اور اچھی اور بُری ہر شے مین اُسی ایک ذات
کا جلوہ دیکھتے ہین؛ آخر کار پنڈت جی نے وہ بات جو درحقیقت عام لوگون سے
نہین کہنی چاہیئے کہی اور کہا کہ دیکھو خبردار جو یہ بات تم نے کسی سے کہی چنانچہ
مین نے بھی وعدہ کر لیا کہ ہرگز کسی سے نہ کہونگا۔ بات درحقیقت بالکل
سچی ہے اور مین نے چاہا کہ اسپر عمل کرکے خدا تک پہنچ جاؤن لیکن مین پہلے
ہی تم سے کہہ چکا ہون کہ میرا دل اسقدر قوی نہین ہے۔ یہ کام قوی دل کا
ہے؛ دہقان بیچارہ چلّا اُٹھا کہ خدا کے واسطے آپ بتایئن تو سہی کہ سادھو
جی نے کیا فرمایا پھر دیکھین کہ مین کرتا ہون یا نہین مین تو انتظار ہی انتظار
مین مرا جا رہا ہون اور آپ ہین کہ وعظ و نصیحت مین وقت ٹال رہے
ہین۔ للہ دیر نہ کیجے اور فرمایئے کہ وہ کونسا نکتۂ باریک ہے جو خدا کو
لینے مین چھپائے ہوئے ہے۔ اور مجھ غریب کو نہین دکھائی دیتا۔ مولوی

صاحب نے فرمایاکہ اچھاہیٔ تو سنو۔ ساد ہوجی نے فرمایاکہ آدمی بغیر گرو کے
خداشناس نہیں بن سکتا اور یہ کام بادی النظر مین بہت آسان معلوم
ہوتا ہے لیکن در اصل بہت دشوار ہے!! پنڈت جی کی اس بات پر مجہے
یقین نہ آتا اگر مین خود اپنے کان سے گو کا ذکر ساد ہو کی زبان سے نہ سنتا
اب تم مین اگر ہمت ہے تو اسپر عمل کرو اور منزل مقصود کو پہنچو۔

بہولا بہالا دہقان یہ سنکر بہت خوش ہوا اور سمجہا کہ بس پالا مارلیا
ساری عمر بہٹکتے بہٹکتے اب پتہ ملا اور وہ بہی کیسا نزدیک کا اور کیسا آسان
خدانے چاہا تو اب بہت جلد مین اپنی مراد حاصل کرونگا۔ یہ سونچکر دہقان اپنے
اور مولوی صاحب کا شکریہ ادا کر کے اپنی جہونپڑی کیطرف روانہ ہوگیا۔ راستہ
مین اس طریقے پر عمل کرنے کے متعلق طرح طرح کے خیال دوڑا رہا تہا اور
دل ہی دل مین اپنی خوش نصیبی اور خوش بختی پر خوش ہوتا جاتا تہا۔ جہونپڑی
پر پہنچکر سونچا کہ اب تو رات ہوگئی سو جانا چاہیئے اور کل صبح خداشناسی
کی راہ مین قدم رکہینگے۔ ایک مدت کے بعد آج وہ شادان اور فرحان نظر
آتا تہا۔ خوشی کے آثار اوسکے چہرہ سے نمایان تھے۔ کہانا کہایا اور سونے
کے لئے لیٹا مگر صبح کی خوشی مین رات بہر کروٹین بدلتا رہا اور نیند نہ آئی
کچہہ تو خوشی اور کچہہ گُہ کہانے کا خیال دونون کی کشمکش نے غریب کو شب
بہر پریشان رکہا۔ اب جون جون صبح نزدیک آنے لگی اسکے خیالات

یتن تلاطم پیدا ہونے لگا۔ تاہم صبح ہوتے ہی یہ اُٹھا اور ع ہرچہ بادا باد
کشتی در آب انداختیم کہکر گھر سے باہر نکلا۔ اور سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا اور
کہانے اور خدا سے ملنے کے لیے کہان جانا چاہیے۔ اگر گاؤن کے
قریب کہین گھ کہایا تو ممکن ہے کہ لوگ دیکھ لین اور دیوانہ خیال کرکے
گاؤن سے نکال دین تو پھر۔ ہونگا کہان۔ کبھی محض گھ کا خیال اور اسکو کہایا
اسکو ردی نگلے کہڑے کر دیتا۔ غرض گوناگون خیالات لوٹے ہوئے
گاؤن سے باہر گھ کہاڑی پر جا پہنچا اور ادہر اُدہر دیکھ کر لپکا کہ جلدی
سے انگلی بھر کر چاٹ لون مگر قریب پہنچا ہی تہا کہ گھ کی بدبو نے اس کا
دماغ پھٹا دیا اور یہ چکرا کر واپس لوٹا۔ تہوڑی دیر ٹہر کر پھر بڑھا پھر گھ
کی بدبو پیدا ہوئی دیکھکر اس کا جی متلایا اور یہ ابکائیان لیتا ہوا پلٹا
اب اس کا سر چکرانے لگا۔ بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ واقعی جس قدر دیکھنے
مین آسان معلوم ہوتا ہے کرنے مین اوس سے کہین زیادہ دشوار ہے
اب یہ بیٹھا ہوا کبھی فضلے کیطرف دیکھتا ہے اور کبھی اپنی حالت پر غور کرتا ہے
یکایک اسکو اپنی کمزوری کا احساس ہوا اور یہ خیال کرکے کہ مین اس نفرت
سے کہین خدا کے ملنے سے محروم نہ رہجاؤن آنکہین بند کرکے گو کیطرف دوڑا
اور ہاتہہ بڑہا کر گو اُٹھا ہی لیا اور دل کڑا کر کے منہ کیطرف ہاتہہ اُٹھایا مگر
پھر جی متلایا اور ہاتہہ رُک گیا۔ غرضکہ ہاتہہ مین گو لیئے کہڑا ہے اور بار بار

ہمت کرتا ہے کہ کہاوے مگر ہاتھ رک رک جاتا ہے۔ اس حالت مین اسکی جان آفت مین پہنسی ہوئی ہتی۔ یہانتک کہ اس تلخ تجربہ نے اسکی ہمت پست کردی اور اُسی نجات سے ہاتہہ دہونیکا ارادہ کرلیا۔ مگر پہر خیال آیا کہ نجات کے کنارے بیٹھ کر یا خدا کے ملنے کے راستے پر آکر پلٹ جانا سخت نادانی بلکہ حماقت ہے۔ یہ سوچکر اوس نے جہٹ گو کا ڈہیلہ منہ مین ڈال ہی لیا اور چاہا کہ نگل جائے لیکن گو کہین آسانی سے اترنے والا تہا حلق مین جاکر رک گیا۔ اس خیال سے کہ شاید منہ سے نکل پڑے اس نے دونون ہاتہون سے منہ کو بند کرکے بہیچ لیا مگر توبہ توبہ خدا کہین آسانی سے ملتا ہے ہزار کوشش کی مگر ایک ہی ابکائی کیساتھ گو کا ڈہیلا باہر نکل پڑا۔ بدبو نے پہلا ہی اس کے عزم راسخ کے قلعہ کی بنیاد کو ہلادیا تہا اب اسکی بدمزگی اور نجاست کے احساس نے جوڑ ہی ڈہیلے کردئے اور وہ ناامیدی اور غصے کیحالت مین بیٹھا ہوا خود پر نفرین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر اسیطرح گو کہانے سے کوئی سدگرو بنتا ہے تو مین اپنی سات پشت کے دشمن کو بہی سدگرو بننے اور خدا سے ملنے کی رائے نہ دونگا۔ چلو اٹہو اور اپنے گہر کی راہ لو ان باتون مین کیا رکہا ہے۔ لیکن اُٹھنے سے پیشتر پہر خیال نے پلٹا کہایا کہ جانا کدہر۔ گو کہانا ہی پڑے گا اب نہین تو کسی اور زندگی مین ورنہ نجات مشکل ہے یہ سوچکر یہ پہر پڑہا کہ خیر اب کے اور کوشش کردیکہو اور گو کا ڈہیلہ اٹہا لیا دہر

منہ سے ناک بند کی اور تعفن اور غلاظت کا خیال دور کر کے گو کا ڈھیلا منہ
میں ڈالتے ہی نگل گیا۔ اور گھبرا کر آنکھیں کھولدیں اور چاروں طرف دیکھنے
لگا۔ دیکھا کہ محکمۂ صحت کا افسر کھڑا ہوا اسکی ان مجنونانہ حرکات کو دیکھ رہا ہے
اتفاق سے یہ افسر جیسا کہ ظاہری صفائی کے محکمہ کا افسر تھا دلکی صفائی بھی
اسکو حاصل تھی۔ غریبوں اور محتاجوں کی ہر دم خبر گیری کرتا تھا۔ اسکی ہمدردانہ
کوششوں نے گاؤں میں ہر دلعزیز بنا رکھا تھا۔ اور لوگ اسکو دیوانجی کہا کرتے
تھے فقیروں اور درویشوں کی صحبت بھی اسکو حاصل تھی۔ دہقان یہ دیکھکر
کہ اسکا راز فاش ہو گیا نہایت ہی خفیف ہوا اور مارے شرم کے پانی
پانی ہو گیا اور اپنی آیندہ ذلت و خواری کا نقشہ اسکی آنکھوں میں کھنچ گیا
صفائی نے جسکو ہم اب دیوانجی کے نام سے یاد کرینگے اشارہ سے دہقان کو
بلایا۔ دہقان اب تو اور بھی گھبرایا کہ دیکھیے اب یہ کیا حکم دیتا ہے۔ بادل
ناخواستہ اٹھا اور شرمایا گھبرایا ہوا پہنچا۔ چہرہ کا رنگ فق حواس باختہ گردن
جھکا کھڑا ہو گیا۔ دیوانجی نے پوچھا کہ بھائی گھبراؤ نہیں اور یہ بتا کہ یہ تو کر کیا
رہا تھا اور کس غرض سے کرتا تھا۔ دہقان نے جو دیوانجی کا نرم برتاؤ دیکھا
اور یہ کہ راز فاش ہو ہی گیا چھپانے کی فائدہ نہیں اصل حقیقت بیان کر دی
اور یہ بھی اس انداز سے کہ گویا میں نے نجات حاصل کر لی۔ دیوانجی نے
سنکر کہا کہ بیوقوف تو نے اسطرح گو کھا کر نجات حاصل نہیں کی بلکہ ذاتی عذاب

مول لے لیا۔ یہ سنکر دہقان کے اوسان خطا ہو گئے۔ کہ اسقدر جانکاہ اور تلخ
تجربے کے بعد بہی نجات سے بے بہرہ رہا۔ ہائے قسمت کہہ سر کو دونون ہاتہون
تہام کر بیٹھ گیا۔ آنکہون سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ ذرا ہوش آیا
تو کہا دیوانجی مین نے تو یہ سب نجات دائمی کے لئے کیا تہا آپ نے تو الٹا عذاب
بتا دیا مین تو خوش ہوا تہا کہ نجات حاصل ہو گئی یہ گناہ کیونکر ہوا؟ دیوانجی نے
کہا بیوقوف نجات اس طرح نہین ہوتی دنیا مین ہر ایک آدمی نجات کا طالب
ہے۔ چنانچہ مین بہی تیری طرح اسی کا طالب ہون۔ اسکی تلاش مین بہت سرگردان
اور پریشان رہچکا ہون۔ فقیرون اور سادہوون کی صحبت مین رہ چکا ہون
ان کے طریقون اور انکی خوبیون سے خوب واقف ہون۔ انہی طریقون مین گو
کہانا بہی ایک طریقہ ہے مگر وہ تیری طرح نہین۔ تو ہی دیکہہ کہ تجکو ذرا سے
گو کہانے مین کسقدر تکلیف نفرت اور کراہیت معلوم ہوئی ہے۔ مردان خدا
اس طرح گو نہین کہاتے۔ انکو گو مین مٹہائی کا مزہ آتا ہے۔ کیون؟ اس لئے
کہ وہ دنیا کی تمام چیزون کے مزے۔ رنج و راحت اور خوشبو اور بدبو سب کو
دل سے بہلا دیتے ہین اور ہر چیز مین خدا کا نور پاتے ہین۔ اس لئے گو اور مٹہائی
ان کے لیئے دونون برابر ہو جاتے ہین۔ اس حالت مین پہنچکر گو کہائے تو البتہ
نجات ہوسکتی ہے ورنہ زبردستی گو کہانے سے تو عذاب ہی ہوگا۔ اور عذاب
بہی یہ کہ دوسرے جنم مین تو بد جانور کی صورت مین جنم لیگا۔ یہ سنکر بیچارہ

دہقان بہت سٹ پٹایا اور حلق مین انگلیان ڈالکر قے کرنیکی کوشش کرنے لگا۔ دیوانجی یہ دیکھکر بیساختہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ بیوقوف ایکسال سے ہمین کہایا ہوا فضلہ نکل جائیگا۔ اتنی دیر مین تو کچھہ حصہ ہضم ہی ہوگیا ہوگا اور اُس کا خون بنکر جسم مین بہی پہیل گیا ہوگا۔ یہ بہی نہ ہی اگر ایک ذرہ بہی فضلہ تیرے پیٹ مین رہ گیا تو تو عذاب سے نہین بچ سکتا۔ دہقان بیچارہ دیوان جی کے قدمونپر گر پڑا اور عرض کرنے لگا" تو اب آپ ہی اس کا علاج فرمائین۔ دیوان جی نے کہا اسکا علاج تو یہ ہی ہو سکتا ہے کہ تو اب کسی ایسے سدگرو کی تلاش کر جو خود فضلہ کہاتا ہو۔ یہ سنکر وہ دہقان اٹہا اور گہربار کو خیرباد کہہ سدگرو کی تلاش مین نکل کہڑا ہوا۔ تین برس کے بعد ایک سدگرو کا پتہ ملا۔ یہ گیا اور سلام کرکے کہا۔ کیا آپ سدگرو ہین۔ سدگرو نے جواب دیا کہ ہان۔ دہقان نے کہا کہ مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون میری مدد فرمائیے لیکن پہلے یہ فرمائیے کہ کیا آپ نے گو کہاکر خدا کو پایا ہے سدگرو نے جواب دیا کہ نہین اس کا موقع تو مجہے نہین آیا۔ مگر اس سے تمہاری مراد کیا ہے۔ دہقان نے کہا کہ میری غرض اس سوال سے یہ ہے کہ آیا بغیر فضلہ کہانے بہی کوئی حق تک پہنچ سکتا ہے؟ بزرگ نے جواب دیا کہ بہائی اس کے یہ معنی نہین کہ بغیر فضلہ کہائے حق شناسی ہوہی نہین سکتی بہت سے اور بہی طریقے ہین۔ دہقان نے کہا خیر آپ سدگرو ہونگے مگر

مجھے آپ جیسے سدگرو کی ضرورت نہین ہے۔ یہ کہہ روانہ ہوا۔ اور تین برس اوراسیطرح جنگل جنگل بھٹکتا پھرا اور ہزارون قسم کے مصائب اٹھاتا پھرا۔ ایک سدگرو کی خدمت مین پہنچنا نصیب ہوا۔ جو زنانہ طریق پر رہا کرتا تہا اسکی ظاہری چال ڈہال اور ناز و انداز سے کسی کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ مرد ہے دہقان نے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا کہ یہ فقیر حالت توحید مین ہے اسلئے اس کے دل سے مرد و عورت کی الگ الگ ہستی کا خیال مٹا ہوا ہے اور دونون مین کوئی فرق نہین رہا۔ پھر دہقان خدمت مین حاضر ہوا اور سوال کیا کہ جناب کیا آپ سدگرو ہین؟ اثبات مین جواب پاکر کہا کہ مین مدت سے سدگرو کی تلاش مین ہون اور چاہتا ہون کہ اپنے درد دل کا علاج کراؤن مگر اجازت ہو تو ایک سوال پیش کرون۔ جواب ملا پوچھو بھائی کیا پوچھتے ہو۔ دہقان نے ان سے بھی وہی سوال کیا کہ کیا آپ نے گو کہا کر حق حاصل کیا ہے؟ جواب ملا کہ بھائی گو کہایا تو نہین لیکن اگر تو چاہتا ہو تو کہا سکتا ہون کیونکہ گو اور دنیا کی تمام نعمتون مین میرے نزدیک کوئی فرق نہین ہے۔ دہقان نے کہا خیر آپ سدگرو ہون گے مگر میرے کام کے نہین مجھے تو ایسے سدگرو کی تلاش ہے جو گو کہاتا ہو۔ یہ کہکر رخصت ہوا۔ اور تین برس تک اور بدستور پھرتا رہا۔ دیر و حرم جنگل و پہاڑ سب چھان مارے۔ ہزارون آفتون کا سامنا ہوکر ایذا

نے صدمے سب سہے مگر ارادے سے منہ نہ موڑا - سوکھہ کر کانٹا ہو گیا مگر
قدم پیچھے نہ ہٹایا - آخر پھر ایک سدگرو کا پتہ ملا - یہ بزرگ راج یوگی تھا
شاہانہ ٹھاٹھ اور عیش و عشرت میں بسر کرتا تھا - دہقان پہنچا دیکھتا ہے کہ
ایک شخص مسند پر شاہانہ ٹھاٹھ سے تکیہ لگائے بیٹھا ہے - قسم قسم کے میوے
سامنے رکھے ہیں - جو مرغوب خاطر ہوتی ہے کھاتا جاتا ہے - اسکو شک ہوا
کہ شاید غلط خبر ملی ہے فقیری کو اس ٹھاٹھ اور شان شوکت اور میوہ خوری
سے کیا کام - سدگرو ہونے کے واسطے گوخوری لازمی ہے - خیر دبتے دبتے
آگے بڑھا سلام کیا بیٹھا - اس بزرگ نے پوچھا کہ فرمائیے کیسے تشریف لانا
ہوا - دہقان نے عرض کی کہ مجھے سدگرو کی تلاش ہے اور میں نے سنا ہے
کہ آپ سدگرو ہیں - بزرگ نے جواب دیا کہ جو آپ نے سنا ہے وہ سچ ہے
فرمائیے کیا کام ہے؟ دہقان نے کہا پہلے میں ایک بات دریافت کرنا
چاہتا ہوں اگر آپ نے جواب دیا تو اپنی بپتا بھی عرض کروں گا - کہا کیا بات
ہے پوچھو - دہقان نے وہی پرانا سوال کیا کہ کیا آپ گو کھا کر سدگرو بنے
ہیں؟ بزرگ نے جواب دیا کہ یہ جو کچھ میوے اور مٹھائی وغیرہ میرے سامنے
رکھے ہیں سب گو ہیں - تمہاری نظروں میں مٹھائی معلوم ہوتے ہیں - دہقان نے
کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مٹھائی گو ہو - جواب دیا کہ جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہ
آخر گو بنتا ہے یا نہیں؟ دہقان نے کہا کہ سچ ہے یہ سب گو ہونیوالا ہے -

لیکن مین تو یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا آپ نے کبھی ان چیزون کا
فیصلہ بھی کہا یا ہے یا نہین۔ بزرگ نے کہا۔ ایسا موقع تو نہین آیا۔ دہقان
نے کہا کہ بس تو آپ سدگرو ہو اگر ین میرے درد کی دوا آپ کے پاس
نہین ہے مین تو ایسا سدگرو ڈہونڈتا ہون جو گو کہتا ہو یہ کہہ خصت
ہوا۔ اور جنگل جنگل بہٹکنا شروع کیا یہانتک کہ اور تین سال گذر گئے۔ اب یہ
تنگ آیا تہا۔ درخت کے سایہ مین بیٹھا گذشتہ واقعات پر غور کر رہا تہا کہ
بارہ برس گذر گئے خدا خدا کرتے لیکن خدا تو خدا خدا کا پتہ بتانیوالا سدگرو
بھی نہ ملا۔ آخر اس کا پتہ ملنا ممکن ہے یا نہین بہتر ہے کہ اب قصہ ہی ختم کردیا
جائے۔ یہ اس قسم کے خیالات مین ہی تہا کہ سامنے سے ایک راہگیر قریب
آیا اور اسکی پریشان صورت دیکھکر کہا بہائی اسقدر پریشان کیون ہو!
دہقان نے کہا جاؤ بہائی اپنا راستہ لو تمکو ہماری پریشانی سے کیا واسطہ۔ اُسنے
پہر کہا۔ انسان کی دوا انسان ہی ہوتا ہے۔ ایک کا کام دوسرے کے بغیر
نہین چل سکتا۔ راستہ بہولا ہوا بغیر کسی سے پوچھے آگے نہین بڑہ سکتا ممکن
ہے کہ مین تمہارے کام آسکون۔ کہو تو سہی بات کیا ہے۔ یہ سنکر دہقان نے
کہا خیر تو بہی سن لے دیکہون تو کیا کرتا ہے یہ کہہ ابتدا سے انتہا تک ساری
حقیقت سنادی اور کہا کہ اب مین گو کہانے والے سدگرو کی تلاش [illegible] پہر
رہا ہون اگر اب بہی نہ ملا تو بس فیصلہ ہوگیا زندگی مین جب بچا [illegible]

صورت نہ بنی تو مر کر معلوم۔ خداشناسی تو رہی درکنار نیا فکر یہ لاحق ہوا ہے

شعر

اب تو گھبرا کے یہ کہتا ہون کہ مر جاؤنگا

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جاؤنگا

مسافر نے کہا صبر کر وصبر خدا کی ذات سے مایوسی اور ناامیدی اچھی نہین۔ لوہا گھستے گھستے آئینے کی مانند چمکنے لگتا ہے تمہاری محنت وریاضت بیکار نہین جا سکتی۔ آؤ مین تمہین ایسے سد گرو کا پتہ بتاؤن جو تمہاری مقصد برآری کریگا۔ دہقان نے جو یہ سنا تو باچھین کھل گئین اور بیتاب ہو کر پوچھنے لگا للہ بتائیے کہ وہ نجات دلانیوالی ہستی کہان ہے؟ مسافر نے کہا کہ وہ فلان گاؤن مین ہے مین نے اسکو گوکھاتے دیکھا ہے۔ لوگ تو اسکو دیوانہ کہتے ہین مگر مجھے یقین ہے کہ وہ سدگرو ہے۔ وہ گاؤن کی گوکھاڑی مین بیٹھا گوکھایا کرتا ہے۔ یہ دوڑا اور گوکھاڑی کا پتہ پوچھا تو لوگون نے جو باطنی حالات سے ناواقف ہوتے ہین مذاق اُڑانا شروع کیا کہ لو ایک دیوانہ تو گوکھا ہی رہا ہے دوسرا بھی آیا۔ خیر پتہ بتا دیا یہ پہنچا۔ دیکھا کہ ایک شخص ننگا دھڑنگا گو مین لت پت پڑا ہوا گوکھا رہا ہے اور نہایت بےتکلفی سے۔ بہت خوش ہوا کہ ہان اب حکیم ملا ہے یہ ضرور علاج کرے گا۔ آخر جو بیندہ یابندہ پا ہی لیا۔ نزدیک گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین؟ جواب ملا کہ مین وہی ہون جو تو خیال کریگا۔ پھر پوچھا کہ صاف صاف بتائیے کہ آپ کون ہین معمہ سے کام نہین چلتا پھر جواب ملا کہ

اگر جاہلون اور نادانون کی طرح تو مجھے دیوانہ سمجھتا ہے تو مین دیوانہ ہون
سدگرو خیال کرتا ہے تو سدگرو ہون۔ اور اگر شیطان خیال کرتا ہے
تو شیطان ہون۔ دہقان نے کہا کہ اس گو خوری سے آپ کو نفرت نہین
معلوم ہوتی کہا نہین۔ پھر کہا بد مزہ بھی نہین معلوم ہوتا اور اسکی بدبو
تمہارے دماغ مین نہین آتی کہا مطلق نہین۔ مین تو اسکو مٹھائی کیطرح
مزے لے لے کر کھاتا ہون۔ تیرا جی چاہتا ہے تو کھا کر دیکھ۔ دہقان نے
کہا مہاراج مین نے ایک دفعہ کھایا تھا لیکن خدا کی پناہ کیا عرض کرون
جو حالت ہوئی ہے خدا ہی خوب جانتا ہے بیان کرنے سے روح کانپتی ہے
چونکہ اسوقت مین نے گو اپنی طبیعت اور رغبت کے خلاف کھایا تھا مجھے
کہا گیا کہ اس سزا مین میرا آیندہ جنم شور کے برن مین ہوگا۔ اور میری مکتی
اور نجات دشوار ہے۔ اس لئے مین اپنے آپ کو اب آپ کے حوالے کرتا
ہون اور ونتی کرتا ہون کہ مجھے اس عذاب سے نجات دلوائیے۔
سدگرو نے کہا کہ اگر تم مجھکو سدگرو سمجھتے ہو اور مجھپر بھروسہ رکھتے ہو تو
جیسا مین کہون ویسا کرنا پڑے گا۔ دہقان نے کہا ہزار جان سے کرونگا
بزرگ نے گو کا ایک ڈھیلا اٹھایا اور دہقان کو دیا کہ لو اسکو کھا جاؤ۔ دہقان
نے نہایت شوق سے دست تمنا بڑھایا اور ڈھیلا ہاتھ مین لیتے ہی چاہا کہ منہ مین
کرجائے لیکن دودہ کا جلا چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ ہاتھ روک

اور سوچنے لگا کہ مبادا یہ شخص سدگرو نہ ہو اور مین ایک عذاب کے بدلے دوہرے
عذاب مین گرفتار ہو جاؤن اور ایک مرتبہ کی بجاۓ دو مرتبہ سور کے برن مین جنم لینا
پڑے ساتھ ہی اسکو گو سے نفرت اور کراہیت بہی جو انسانی طبیعت کا خاصہ ہے بیچ
مین حائل تہی۔ یہ دیکھکر کہ اسکو گو کہانے اور میرا حکم ماننے مین تامل ہے بزرگ
نے دوبارہ کہانے کا حکم دیا کہ سوچتا کیا ہے۔ کیا ابہی اور کچھہ شک باقی ہے۔
یہ سنکر دہقان چونک پڑا اور ہرچہ بادا باد کہہ کر گو کا ڈہیلہ منہ مین ڈال ہی
لیا۔ گو کا منہ مین پڑنا ہی تہا کہ دہقان کے ہوش وحواس ٹہکانے آگئے
اور بجاۓ گو کے مزے کے مٹھائی کا مزہ لینے لگا۔ اور مزہ ہی مزہ کہ ہونٹ
چاٹنے لگا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ دوبارہ حکم ہو اور مین جی بہر کر گو کہاؤن۔

القصہ اس بزرگ نے دہقان کو چند روز اپنے پاس رکہا اور
اسی طرح اسکو گو کہلاتے رہے اور آخر کار طالب حق دہقان کو حق سے
ملا دیا۔ اور بارہ برس کے بعد وہ اپنی مراد کو پہنچا۔

یہان یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دہقان نے اس بارہ
برس کے دوران مین ریاضت عبادت اور نفس کشی کے تمام مراحل بوجہ
احسن ادا کرلئے تہے یعنی جنگلون پہاڑون اور دربدر بہٹکنے سے حق ریاضت
سدگرو اور طلب حق مین مقدس مقامات اور سادہو سنتون اور فقیرون
کے ملنے سے حق عبادت اور سنگت سے سخت تکلیفین اور اذیتین اور

بہوک پیاس کے صدمے برداشت کرنے سے حق نفس کشی ادا ہوگیا
اور اس قابل ہوگیا تہا کہ کوئی سدگرو ایک ہی نظر مین اوسکو کامل
بناکے واصل حق کردے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بغیر ناک چنے چبائے
نجات حاصل کرنا اور بغیر تکلیف اُٹہائے حق سے ملنا دشوار ہے۔

حصۂ سوم

شیرڈی سے روانگی

ناظرین گذشتہ واقعات سے جان سکتے ہین کہ شیرڈی مین آنے کے بعد مہاراج اپنے دل کے مالک نہ رہے تھے بلکہ انہون نے خود کو کسی اور کے سپرد کر دیا تہا اور انکی حیثیت اس شخص کی مانند تھی جو اپنی ملک بیچ ڈالتا ہو اور پہر اس ملک پر اس کا کوئی حق نہ رہا ہو۔ یا اس آدمی کی سی جو اپنی دختر کو دوسرے کے نکاح مین دیکر اسکے متعلق تمام اختیارات سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہو۔ چنانچہ مہاراج نے خود کو بلا کم و کاست سائین بابا کے حوالے کر دیا تہا۔ اور چونکہ وہ آپ اپنے بیچنے والے تھے اسلئے انہین خود پر کوئی اختیار نہ تہا۔ اور خریدنے والا اپنے دل کے مطابق ان سے کام لیا کرتا۔ جہانتک افعال و اقوال سے تعلق ہے اب مہاراج پہلے

مہاراج نہ تھے۔ چونکہ اب اُن میں سائین بابا قیام پذیر ہوکر اپنا روحانی کام کر رہے تھے لہذا مہاراج کے افعال واقوال میں سائین بابا کی منشا کے مطابق ہوا کرتے تھے۔

سائین بابا کے حکم کے مطابق مہاراج کو اب شیرڈی میں قیام پذیر ہوئے چار برس کے قریب ہو چکے تھے کہ گنپت راؤ پنڈت نامی ڈاکٹر کا تبادلہ قصبہ شندی کو ہوا (ڈاکٹر صاحب ابھی حیات ہیں) شندی جاتے ہوئے یہ صاحب سائین بابا کے درشن کیلئے شیرڈی آئے۔ انہوں نے ابھی تک مہاراج کو دیکھا نہ تھا نہ انکے حالات سنے تھے۔ ڈاکٹر پلے سے انکی دوستی تھی جو سائین بابا اور مہاراج کے روحانی تعلقات سے واقف تھے اور مہاراج کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ انکی زبانی ڈاکٹر گنپت راؤ نے مہاراج کی تمام کیفیت سنی اور یہ سنکر کہ سائین بابا نے اپنی جانشینی کے لئے مہاراج ہی کو مختص کیا ہے مہاراج کی زیارت کا انکو شوق ہوا اور ڈاکٹر پلے کے ہمراہ کھنڈوبا کے مندر میں مہاراج کے درشن کو گئے وہاں جاکر دیکھا تو مہاراج مٹی دھول میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر چہرے پر ایک نور برس رہا ہے جسکو دیکھکر گنپت راؤ بہت متاثر ہوا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ مہاراج کو سلام کرکے یہ دونوں صاحب بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئے۔ مکان پر آکے گنپت راؤ نے ڈاکٹر پلے سے کہا کہ چونکہ مہاراج برابر ہما حالت میں ہیں اور میرے خیال سے انکی ظاہری جسمانی حالت قابل

دونکی ہر وقت کی ایذا رسانی کیوجہ سے ابتر ہو رہی ہے اور اگر کچھہ دن
یہی حالت رہی تو ممکن ہے زیادہ تکلیف ہو۔ اور چونکہ سائین بابا کے ارشاد
کے موافق چار سالہ میعاد قیام بھی قریب اختتام ہے مہاراج اگر میرے ہمراہ
لندن تشریف لیچلیں تو مین آپ کے لئے ہر طرح کے اسباب راحت مہیا کرونگا
تاکہ آپ کو تخلیہ بھی ملیگا اور مین علاج بھی کرونگا۔ ڈاکٹر پلے نے ہر خیال
کی تائید کی مگر مہاراج کے مزاج سے واقف تہا ہان نہ کر سکا۔ چنانچہ بدستور
دونون ڈاکٹر دو وقت ورشن کو جاتے رہے۔ گنپت راؤ نے اس عرصے
مین چند ایک باتین ایسی دیکھین جنسے اسکو کامل یقین ہو گیا کہ سائین بابا اور
مہاراج واقعی ایک جان دو قالب ہین اور اب اسکی اشتیاق مین اور بھی
اضافہ ہو گیا۔ چھٹی کا صرف ایک دن باقی رہگیا تو گنپت راؤ نے ڈاکٹر پلے
سے کہا کہ مہاراج تم سے محبت رکھتے ہین اور مجھے یقین ہے کہ تمہاری بات
بھی نہ ٹالینگے اسلئے آج تم مہاراج سے ضرور ذکر کرو چنانچہ دونون صاحب
مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوئے ڈاکٹر پلے نے گنپت راؤ کی خواہش
بیان کی اور گنپت راؤ نے بھی عرض کیا کہ مین آپ کی خدمت کو موجب سعادت
سمجھونگا۔ مہاراج خاموش بیٹھے سنا کئے اخیر مین فرمایا کہ یہ کب جانیوالے ہین
ڈاکٹر پلے نے کہا کہ کل جانا چاہتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا کل صبح مین جواب
دونگا۔ چنانچہ دوسرے روز صبح دونون صاحب حاضر خدمت ہوئے۔ مہاراج نے

ابہی تک کوئی رائے قایم نہین کی ہتی بڑی منت سماجت سے وعدہ کیا اور فرمایا
کہ میرے شیرڈی سے جانے اور شندی مین آنے کی خبر کسیکو نہ کیجائے ورنہ
مین نہین چلنے کا۔ چونکہ ڈاکٹر پلے واقف تہا کہ مہاراج اپنے قدمو نپر لوگونکے جہکنے
اور بوسہ دینے کو برا سمجہتے اور اس حرکت سے بیزار ہوکر اکثر رویا کرتے تہے قرار
کیا کہ شیرڈی مین کسیکو خبر نہ ہونے دونگا اور گنپت راؤ نے بہی وعدہ کیا کہ مین
شندی مین کسیکو آپ کی آمد کی خبر نہ کرونگا۔ چنانچہ مہاراج کے حکم کیموافق رات کے
دو بجے گاڑی منگوائی گئی اور مہاراج کہنڈوبا کے مندر سے گاڑی مین سوار ہوئے
ڈاکٹر پلے چونکہ مہاراج سے سچی عقیدت اور محبت رکہتا تہا رخصت ہوتے ہوئے
رونے لگا مہاراج بہی اسوقت آبدیدہ ہوئے اور گلے لگاکر رخصت کیا۔ راستے
مین مہاراج نے گنپت راؤ سے کہا کہ دیکہو تم مجہے لے تو چلے ہو لیکن راہ مین تمکو
سخت دشواریان واقع ہونگی۔ ریل مین اور نیز گہر پر تمکو میری بڑی احتیاط
اور فکر رکہنی پڑیگی۔ راستے مین اگر کوئی پوچہے تو کہنا کہ یہ شخص میرا دوست ہے
علاج کیلئے مین اسکو اپنے گہر لئے جا رہا ہون گنپت راؤ نے ہر ایک بات کا
اقرار کیا اور ہر طرح کی خدمت کا وعدہ کیا۔ شراون شدہ کی پانچوین تاریخ
تہی کہ مہاراج شیرڈی سے روانہ ہوکر قریب ۶ بجے صبح کے اسٹیشن پر پہنچے
اترنے سے پہلے گاڑی بان کو ہدایت کردی کہ وہ شیرڈی مین کسی سے
مہاراج کی روانگی کا ذکر نہ کرے۔ چونکہ برسات کا موسم تہا رات بہر بارش

بھری رہی اور مہاراج بھیگ گئے تھے۔ گنپت رائے منہ دھونے گئے اور
مہاراج پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ چونکہ مہاراج حد سے زیادہ لاغر اور کمزور
ہو گئے تھے ٹھنڈی ہوا کی تاب نہ لا سکے اور تمام جسم سر سے پیر تک ورم
کر آیا۔ ۹ بجے منماڈ جانیوالی گاڑی آئی۔ گنپت رائے نے دوسرے درجہ کا
ٹکٹ لینا چاہا لیکن مہاراج نے فرمایا کہ مین نرم گدیلو نپر بیٹھنا نہین چاہتا تیسرے
درجہ کا ٹکٹ لو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور سوار ہو کر ۱۱ بجے منماڈ پہنچے۔
شرڈی جانیوالی گاڑی نکل چکی تھی اس لئے آپکو ۵ بجے تک دوسری گاڑی
کا انتظار کرنا پڑا۔

شیرڈی مین مہاراج کی تلاش

اب ہم ایک نظر شیرڈی پر ڈالتے ہین۔ مہاراج نے رات کے دو بجے
شیرڈی سے کوچ کیا تھا جبکہ سب لوگ سو رہے تھے اس لئے دوسرے دن
شام تک کسیکو آپ کے جانیکی خبر نہ ہوئی اور آنے جانیوالے خیال کرتے رہے
حسب معمول کہین چلے گئے ہونگے۔ شام کو جب درگا بائی۔ بھائی صاحب
اور ڈاکٹر پلے وغیرہ معمول کے موافق کافی لیکر حاضر ہوئے تو مہاراج کو
نہ دیکھکر سخت متردد ہوئے۔ ڈاکٹر پلے حسب وعدہ راز چھپائے رہے اور
سب کے ساتھ انجان بنے رہے اور کہا مہاراج ہی تو ہین ادھر ادھر

کہین ہونگے۔ بیٹھے رہو آپ ہی آجائینگے۔ لیکن چونکہ مغرب کے بعد مہاراج
کبھی مندر سے باہر نہین رہے اس سے لوگ بہت پریشان تہے۔ ایک گھڑی
انتظار کرکے کافی کتونکو پلادی گئی اور سب لوگ رخصت ہوگئے۔ دوسرے
دن بھی مہاراج کا پتہ نہ ملا اور کافی کتونکو ڈالدی گئی۔ چوتھے دن درگا
نے جو مہاراج کی بیحد معتقد ہے سب لوگون سے کہا کہ "بلا سبب مندر سے
رہنے والے نہین ہین۔ خدانخواستہ یا تو وہ کہین گر کر مر گئے ہونگے یا کہین دور
کہیو جگہ تہک کر بیہوش پڑے ہونگے ہمکو دوسرے ہی دن تلاش کرنا چاہئے
تہا۔ اسپر بہائی نے کہا کہ چلو مین ساتہہ چلتا ہون ادہر ادہر تلاش کرینگے
ڈاکٹر پلے نے کہا اب رات ہوگئی ہے اندہیرے مین کیا پتہ چلیگا کل صبح دیکہا
جائیگا۔ دوسرے دن صبح ڈاکٹر پلے خود سائین بابا کی خدمت مین بیٹھے رہے
اور معاملہ رفت گذشت ہوگیا۔ اس عرصے مین سگون اور واسو کا کام پر
کہانا لایا کئے اور کتونکی نظر ہوتا رہا رفتہ رفتہ تمام شیرڈی مین یہ بات
پہیل گئی کہ مہاراج مندر سے غائب ہوگئے۔

ایک دن سائین بابا کی مجلس مین جہان درگا بائی۔ بہائی اور ڈاکٹر
پلے وغیرہ بیٹھے ہوئے تہے مہادیو راؤ نے سائین بابا سے کہا کہ کئی دن سے
مہاراج کا پتہ نہین ملتا خدا جانے کہان چلے گئے۔ سائین بابا نے فرمایا کہ یہ
سب ڈاکٹر پلے کی شرارت ہے۔ انہون نے انکو کہین چہپا رکہا ہے

شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

A 2371 L ok mi Art Bombay, 8

ان سے ملنے جاتے ہین۔ لوگون نے خیال کیا کہ سائین بابا نے مذاق سے ڈاکٹر پلے کا نام لیا ہے اور اصل حقیقت کو جو سائین بابا نے اپنی روشنضمیری سے بیان کی تہی نہ سمجھے۔ غرضکہ ایک عرصہ تک ڈاکٹر پلے نے اس راز کو پوشیدہ رکہا۔

مہاراج کا شنڈی مین ورود

ہم نے ڈاکٹر گنپت رای اور مہاراج کو منماڈ اسٹیشن پر پانچ بجے کی گاڑی کے انتظار مین چہوڑا تہا۔ ٹہیک پانچ بجے گاڑی آئی۔ مہاراج اور ڈاکٹر تیسرے درجے مین سوار ہو کر بہساول ہوتے ہوئے دوسرے دن صبح شنڈی پہنچے۔ شنڈی اسٹیشن سے بذریعہ بیل گاڑی مہاراج اور ڈاکٹر دواخانے پہنچے چونکہ ڈاکٹر گنپت رائو یہان بالکل اجنبی تہا اسلیئے مہاراج کو دواخانے کے آسلیے مین بٹہا کر خود ڈاکٹر سے ملنے کیلیئے اندر گیا۔ تہوڑی دیر کے بعد مہاراج کو دالان مین ایک چارپائی پر بٹہا دیا اور ڈاکٹر گنپت رائو اپنے کام مین مصروف ہوا بعد ازان مسلمان ڈاکٹر جس سے گنپت رائو چارج لے رہے تہے گنپت رائو کے ساتہہ آیا اور چند منٹ مہاراج کے سامنے کہڑے ہو کر چلا گیا۔ دوسرے دن چارج کا کام ختم ہوا اور گنپت رائی نے مذہبی طریق پر کمرون کو پاک کیا اور کمپاونڈر کے کمرے مین مہاراج کو اتارا۔ اسوقت مہاراج کو خیال آیا جو بجائے خود نہایت دلچسپ اور قابل غور ہے۔ یعنی مہاراج شیرڈی سے

نکلکر اوس جگہ آئے جہان ایک مسلمان ڈاکٹر ہندو برہمن ڈاکٹر کو چارج دے
رہا ہے جو سائین بابا اور مہاراج کے تعلق سے پوری مناسبت رکھتا ہے۔
یعنی سائین بابا مسلمان تھے اور مہاراج برہمن۔ مہاراج نے سائین بابا سے
روحانی شفاخانے کا چارج لیا تہا اور یہان جسمانی شفاخانے کے ہندو ڈاکٹر
نے مسلمان ڈاکٹر سے چارج لیا۔

چار روز تک دواخانے کی صفائی ہوتی رہی اور مہاراج اور گنپت رائے
کمپاؤنڈر کے کمرے مین قیام پذیر رہے۔ اتنے عرصے مین گنپت رائے کی
والدہ اور بیوی بچے بہی آگئے۔ یہ لوگ بہی مہاراج سے نہایت عزت و
احترام سے پیش آئے چونکہ مہاراج ایک عرصے سے نہائے نہین تہے اور
سر اور داڑہی کے بال بہی بہت بڑہ گئے تہے ایک حجام کو بلاکر حجامت
بنوائی اور ڈاکٹر اور اسکی والدہ نے بہزار منت سماجت اپنے ہاتہ سے
مہاراج کو نہلایا۔ اور ایک صاف کپڑے کا ٹکڑا لنگوٹی کے لیے دیا تاکہ مہاراج
اسکو باندہ لین۔ بدقسمتی سے ڈاکٹر کی بیوی ڈاکٹر کی اجازت لیکر مہاراج کا جوڑون
بہرا کمبل جو مہاراج نے نہاتے وقت اتار کر الگ رکہہ دیا تہا دہوبی کو دیدیا
مہاراج نے نہاتے ہی وہ کمبل مانگا۔ یہ سنکر کہ وہ دہوبی کے یہان دہلنے
کیلئے دیدیا گیا بہت بگڑے اور غصے کے مارے اپنی کمر سے بندہی ہوئی
لنگوٹی بہی کہول کے پہینکدی۔ اور ڈاکٹر اور اسکی بیوی اور مان بیگانی ہوگئی

کو پہاڑ کر دی۔ اور کمبل کا اسقدر تقاضہ کیا کہ انکا کہانا پینا حرام کرا دیا۔
خدا خدا کر کے شام ہوتے کچہہ مزاج درست ہوا اور آپ نے سامنے
پڑے ٹاٹ کے دو تہیلے اُٹہائے ایک کو بچہایا اور ایک کو اوڑہ کر
بیٹہ گئے۔ تمام کمرے صاف ہونے پر ایک کمرہ مہاراج کو دیا گیا جہان
آپ تمام دن مست پڑے رہتے۔ دو ہفتے گذرے ہونگے کہ ڈاکٹر چلے
ہی شیرڈی سے آن پہنچے۔ کمبل کا واقعہ سنکر یہ بہی بہت خفا ہوئے اور
مہاراج کو ناگپور لیجانا چاہا گنپت راؤ نے بہت کچہہ کہا گر یہ نہ مانے
آخر یہ قرار پایا کہ جب میرا جی چاہے گا مین ناگپور سے مہاراج کو شندی
لے آؤنگا۔ مہاراج نے بہی اس شرط کو قبول کر لیا۔

مہاراج ناگپور مین

ممکن تہا کہ مہاراج یہان سے نہ جاتے لیکن چونکہ گنپت راؤ اور انکی
والدہ دن مین دو تین مرتبہ کہانے کیلئے مہاراج کو مجبور کیا کرتے تہے اس
سے بچنے کیلئے آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجہا اور ڈاکٹر چلے کے ہمراہ
ناگپور روانہ ہو گئے۔ شندی سے ناگپور دو تین اسٹیشن ہے۔ ڈاکٹر
چلے نے مہاراج کو سیتا برڈی مین اپنے گہر پر اتارا۔ مکان کی پہلی منزل
مہاراج نے اپنے رہنے کی جگہ پسند کی۔ ناگپور مین ویدھیا وکیل اور

مراٹھے نامی دو شخص ڈاکٹر پلے کے دوست تھے اور انکے کہنے ہی سے
دونوں شخص سائیں بابا کے درشن کو شیرڈی گئے تھے اور کھنڈوبا
مین مہاراج کے درشن بھی کئے تھے۔ ڈاکٹر پلے نے انکو خبر کی یہ بڑے شوق
سے حاضر ہوئے اور اپنی بیویونکو بھی ہمراہ لائے چونکہ برہمن تھے بھی
کے لئے کافی بھی لاتے۔ مہاراج کے کمرے سے لگا ہوا ایک دوسرا کمرہ
جس مین پرانا سامان بے ترتیبی سے بکھرا پڑا تھا ایک دن آپ اس مین
جا نکلے تمام چیزین باقاعدہ کہین اون مین سے ٹاٹ کے دو تھیلے
نکالے اور انکو ملا کر سینے لگے۔ اتفاق سے اسوقت مذکورہ بالا دو
عورتین آنکلین اور منت سماجت مہاراج کے ہاتھ سے ٹاٹ لئے اور
دونون نے ملکر اوسکی ایک چادر تیار کی جس سے مہاراج کا جسم ڈھنپ
سکتا تھا۔ مہاراج نے ڈاکٹر پلے سے کہکر یہ کمرہ اپنے لئے خالی کروالیا
اور اس مین جا ٹھیرے اور اسیدن سے آپ نے ٹاٹ کا استعمال
کیا اور آجتک آپ ویسا ہی ٹاٹ زیب تن فرماتے ہین۔

دو ہفتے کے بعد ڈاکٹر گنپت راؤ اور اسکی بیوی ناگپور آئے۔
گنپت راؤ نے عرض کیا کہ مہاراج جس دن سے یہان تشریف لائے ہین
مجھے نیند مطلق نہین آتی اور نہ کام میں جی لگتا ہے۔ اب مہاراج شندی
تشریف لیچلین تو بڑی نوازش ہوگی۔ ڈاکٹر پلے نے باصرار تمام

گنپت راؤ کے ہمراہ شنڈی جانے پر آمادہ کیا۔

مہاراج کے شنڈی واپس آنے کے تین دن بعد گنیش چترتی تھی اور ڈاکٹر کی سالگرہ کی تاریخ بھی وہی واقع ہوئی۔ ڈاکٹر کی والدہ نے تاریخ سے ایک روز پہلے مہاراج کو سالگرہ کے دن تناول طعام کیلئے اصرار کیا مگر مہاراج نے منظور نہ فرمایا۔ ڈاکٹر نے اپنی والدہ سے کہا کہ اگر مہاراج اس دن کھانا تناول نہ فرمائیں تو کھانا پکانا ہی نہیں۔ "تاوقتیکہ مہاراج کھانا نہ کھائینگے میں ایک لقمہ بھی نہ کھاؤنگا۔ مہاراج یہ سنکر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ اگر تم لوگ اس دن کھانا پکا کر نہ کھاؤ گے تو میں ایک لمحے کیلئے بھی تمہارے یہاں نہ ٹھہرونگا۔ لہذا ڈاکٹر کو اپنی ضد سے باز آنا پڑا۔ اور ڈاکٹر کی والدہ نے سالگرہ کے دن کئی قسم کے کھانے تیار کئے۔ پھر ڈاکٹر نے مہاراج کی پوجا کی اور نوید لاکر سامنے رکھا اور مہاراج سے استدعا کی کہ وہ ہر کھانے میں سے ایک ایک لقمہ لیں۔ چنانچہ مہاراج نے انکی خوشی کیلئے چند لقمے دئے لیکن ان چند لقموں سے مہاراج کو سخت تکلیف ہوئی۔ ڈاکٹر گنپت راؤ نے یہ سمجھکر کہ شاید کم کھانے کے سبب مہاراج کو تکلیف ہوئی ہے دوسرے دن زیادہ کھانا کھانے پر مجبور کیا جس سے آپکو اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی اور تین روز تک رفع حاجت کو نہیں گئے۔ ڈاکٹر نے قبض خیال کرکے اونیا دیدیا لیکن اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ ساتویں روز

بواسیر ہوگئی اور مہاراج کو بہت زیادہ تکلیف برداشت کرنا پڑی اس
عرصے مین ڈاکٹر پلے ناگپور سے آگئے اور مہاراج کی یہ حالت دیکھکر اپنے ساتھ
ناگپور لیگئے۔ اور مہاراج کو رای دی کہ چونکہ اب آپنے کہانا شروع کر دیا ہے
اسلئے مناسب ہوگا کہ اب بند نہ کرین اور اگر آپ حکم دین تو ویدھیا اور
مراٹھے کے ذریعے کہانا تیار کرنیکا انتظام کر دون۔ آپ نے فرمایا اگر کہانا
ضروری ہی ہے تو دوسرونکو تکلیف دینا اچھا نہین مین خود پکا لیا کرونگا
چنانچہ تین روز تک آپ اپنے ہاتھ سے پوے اور ناریل کے دودھ کی
کھچڑی وغیرہ پکا کر کہاتے اور اپنے معتقدین کو تبرکاً دیتے رہے۔

تیسرے روز آپ کو خیال ہوا کہ اس طرح بہی ڈاکٹر پلے اور انکے گہر
والونکو تکلیف ہوتی ہوگی لہذا بہیک مانگ کر کہانا بہتر ہے۔ ڈاکٹر پلے نے
ہر چند منع کیا کہ مہاراج اب آپ یہ تکلیف نہ فرمائین ہم لوگ آخر آپ کی کیا
خدمت کرین مگر مہاراج نے ایک نہ مانی اور بہیک مانگ کر کہانا کہانے
لگے۔ ہر گہر کا کہانا ایک ہی برتن مین جمع کر کے لاتے خود کہاتے اور اپنے
معتقدین کو بہی دیا کرتے۔ ایک دن آپ بہیک مانگ رہے تہے کہ ایک برہمن
نے آپکو اٹہائی گیرہ سمجھ کر خوب مارا آپ نے اُف بہی نہ کی اور بدستور بہر
در پر سوال کرتے رہے۔ ویدھیا اور مراٹھے کی بیویان بہی اپنے حسن اعتقاد
سے دو وقتہ کہانا لاتی رہین مگر مہاراج اپنے بہیک کے ٹکڑونپر ہی رہے۔

ایک روز آپ بہیک مانگنے نہ گئے اور اتفاق سے ویدصیا کی بیوی کو بہی کہانا لانے مین دیر ہو گئی۔ جب وہ اپنے خاوند کے ساتھہ کہانا لیکر آئی مہاراج اسپر بہت خفا ہوئے اور عورت کو خوب مارا۔ دوسرے روز آپ نے پہر بہیری شروع کردی۔

لطیفہ

برہمنو نکے لڑکے آپکو دیوانہ سمجھکر بہت ستایا کرتے تہے ایک دن آپ اُسی محلے مین رات کو بہیک مانگنے پہنچے جس مین مار پڑی تہی۔ لڑکوں نے مذاق مین بجائے کہانے کے لید برتن مین ڈالدی آپ نے اندہیرے مین دیکہا نہین اور آگے بڑہکر دو چار گہر سے اور کہانا مانگا اور اُسی برتن مین لیا۔ گہر آکے اُس مین سے آدہا کہانا خود کہایا اور آدہا حسب دستور پہلے کے گہر والونکو دیدیا۔ گہر والے تو اس کہانیکو تبرک سمجہتے تہے جونہی نوالہ اُٹہایا لید کی بُو سے دماغ بہنا گیا دیکہا تو کہانے مین لید ملی ہوئی ہے۔ مہاراج سے کہا تو مہاراج خوب ہنسے۔

مہاراج کہڑگپور مین

اسی اثنا مین ڈاکٹر پلے کا بہائی چنا سوامی پلے کہڑگپور سے ناگپور آیا اور مہاراج کو دیکہکر ایسا گرویدہ ہوا کہ مہاراج کو اپنے ساتہہ کہڑگپور

لیجانے پر مصر ہوا۔ ڈاکٹر پلے نے مہاراج سے عرض کیا۔ آپ نے قبول فرمایا چنانچہ آپ چنا سوامی کیساتہہ ایک دن شام کے پانچ بجے گاڑی سے روانہ ہوکر دوسرے دن صبح آٹہہ بجے کہڑگپور پہنچے۔ چلتے وقت ڈاکٹر پلے نے اپنے بہائی کو مہاراج کے متعلق تمام ضروری ہدایات کردی تہین۔ جسپر وہ ہمیشہ کاربند رہا۔
چونکہ مہاراج کے حکم کے موافق چنا سوامی نے آپکے آنیکی خبر کسیکو نہین دی تہی اسلئے یہان آپکو کچہہ تخلیہ ملا۔ آپ جس کمرے مین ٹہیرے تہے اوسکی زمین مین نمی تہی اور مہاراج اسی پر آرام فرماتے تہے۔ بڑی مشکل سے چنا سوامی نے ٹاٹ کے تہیلے بناکر بچہائے۔ چنا سوامی کی بیوی چونکہ مدراسی تہی اور مرہٹی زبان سے بالکل نابلد تہی ہمیشہ مہاراج کی خدمت مین خاموش کہڑی رہتی اور مہاراج اشارت سے اٹہنے بیٹہنے کا حکم دیا کرتے۔ چنا سوامی کی والدہ اور سیتارام (جو چنا سوامی کیساتہہ ناگپور گیا تہا اور مہاراج کے ساتہہ واپس کہڑگپور آیا تہا) کی والدہ اور بیوی اردو اور مرہٹی سے واقف تہے اسلئے یہ لوگ ہر وقت آپ کی خدمت مین حاضر رہتے اور آپ کی ہر ضروریات کا خیال رکہتے۔ سیتارام ایک نہایت ہی خوش اعتقاد اور پیر پرست شخص تہا اور وقت کا زیادہ حصہ مہاراج کی خدمت مین گذارتا۔
یہان آکر مہاراج کو بواسیر کی شکایت ہوگئی۔ چنا سوامی نے

ے لئے زمین قند کا مربہ تیار کیا۔ مہاراج ہر روز تہوڑا سا کہاتے مگر کوئی
فائدہ نہ ہوا۔ مہاراج اپنا کہانا آپ ہی پکایا کرتے تہے جب بوا سیر سے
زیادہ تکلیف ہونے لگی تو چہوڑ دیا اور بہیک مانگ کر کہانے کا ارادہ
کیا۔ چونکہ برہمنوں کا محلہ معلوم نہ تہا اسلئے پہلے روز خالی ہاتہہ آنا پڑا
دوسرے روز وہ ایک برتن ہاتہہ مین لئے نکلے اور پہلا گہر جہان انہون
نے سوال کیا باجی راؤ نامی مرہٹے کا تہا۔ گہر مین سے اسکی عورت نے جواب
دیا کہ یہ برہمن کا گہر نہین ہے۔ ایک مکان چہوڑ کر برہمنون کے مکانات
ہین۔ آپ یہ سنکر آگے بڑہے اور اب جس مکان پر سوال کیا وہ واسو
دیو نیلکنٹہ کہاسبنس نامی برہمن کا تہا۔ اسکی بیوی علیل ہتی اور یہ شخص
اپنے ہاتہہ سے کہانا پکایا کرتا تہا۔ اسوقت کہانا پکا۔ پوجا پاٹ سے فارغ
ہو کر منہ مین ڈالنا چاہتا ہی تہا کہ مہاراج نے سوال کیا۔ خدا ترس آدمی
نے فقیر کی آواز سنکر نوالہ ہاتہہ سے رکہدیا۔ مگر برہمنی دستور کے مطابق
اپنی جگہ سے اُٹہہ نہ سکتا تہا اور ادہر لکشمی بائی اسکی بیوی بستر پر پڑی
تہی۔ مہاراج نے یہ حالت دیکہکر کہا خیر مین دوسرے گہر جاتا ہون۔ مگر اس
برہمن کو یہ گوارا نہ ہوا کہ فقیر واپس لوٹ جائے۔ نہایت لجاجت سے بیچ
کر مہاراج کو اندر بلایا۔ مہاراج اندر گئے لکشمی بائی بدقت تمام اُٹہی اور
آپ کے لئے ایک چوکی بچہائی۔ کہاسبنس نے مہاراج کو کہا کہ اپنے ہاتہہ

سے کہانا لیے ہین - چنانچہ مہاراج نے کہانا لیا اور کہانا شروع کیا - اتنے
مین لکشمی بائی نے سوجی کا حلوہ تیار کیا اور مہاراج کے سامنے رکہا - غرضکہ
کہانے سے فارغ ہوکر کہاسبنس دفتر گیا اور مہاراج واپس مکان پر
چلے آئے - تین دن تک یہی معمول رہا - چوتہے دن سے مہاراج نے پہر اپنے
ہاتہہ سے کہانا پکانا شروع کر دیا -

دیوالی کے تہوار مین اماوس سے ایکدن پیشتر چناسوامی نے اپنے
مکان پر روشنی کا انتظام کیا تہا - مہاراج اسوقت اپنا کہانا پکانے مین
مصروف تہے کہ یکایک اُٹہے اور چناسوامی اور اسکے گہر والونکو زور زور سے
گالیان دینے لگے - اتفاق سے کہاسبنس جو مہاراج کی نہایت عزت کرتا تہا
اور اسکی بیوی نے دیوالی کیدن مہاراج کو مدعو کرنیکی خواہش اس سے ظاہر کی تہی
چناسوامی کو آواز دی - مہاراج نے اسکو بہی ہزارون صلواتین سنائین
چناسوامی نے ڈر کے مارے پچہلے دروازے سے آکر پوچہا کیا کہتے ہو؟
کہاسبنس نے مہاراج کو مدعو کرنیکا شوق ظاہر کیا - چناسوامی نے کہا اسوقت
تو نہین کل آکر کہنا - مہاراج آدہ گہنٹے تک گالیان دیتے رہے - پہر یکایک کمرے
کا دروازہ کہولکر اپنا پکایا ہوا کہانا باہر پہینکدیا - اور گہر کے تمام چراغ گل
کر دئے - چناسوامی اور گہر کے تمام آدمیونکو باہر نکالدیا اور خود بہی باہر نکل
آئے - اور چوک مین پانی کے نل پر دوڑے - راستے پر انڈا سیندور اور لیموں

صدقہ دیکھکر گالیونکی بوچھار دگنی کردی۔ اور ٹھوکرسے ان چیزونکو تتر بتر
کر دیا۔ پھر ان تمام اشیا کو جمع کرکے قریب ہی ایک چشمے مین ڈالدیا۔ اور راہ
چلنے والونکو بھی گالیان دینے لگے۔ اور کہا کہ یہان کے لوگ بہت خراب
ہین یہ اپنے ہم جنسونکو جان سے مارنا چاہتے ہین۔ اسکے بعد آپ گھر آئے
رتنا سوامی نے جرأت کرکے پھر چراغ جلائے اور کہا نا پکر گھر کے تمام لوگ
آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ مگر آپنے کچھہ نہ کہایا۔ اس روز سے یہ
حالت ہوگئی کہ کبھی کہاتے کبھی بھوکے رہتے اور کبھی کافی ہی پر گذر کرتے

چونکہ موسم سرما کا تہا مہاراج ہر روز صبح ایک درخت کے نیچے
بیٹھہ کے سامنے تہا دہوپ مین بیٹھا کرتے۔ بادرا و کی لڑکی جسکی عمر ۹ برس
کی ہوگی ہر روز طلے کا پنجرہ ہاتھہ مین لٹکائے ہوئے پانی کے نل پر مہاراج
کے سامنے سے جایا کرتی ہتی۔ ایک روز مہاراج نے اسکو روکا اور اوس کے
طوطے کا حال پوچھا۔ اسکے بعد یہ لڑکی مہاراج کے پاس اکثر آیا کرتی مہاراج
بھی اسکے ساتھہ اچھی طرح باتین کیا کرتے۔ ایک روز مہاراج کہانا کہا رہے
تہے کہ یہ لڑکی آنکلی آپنے کہانے کے لئے بلایا۔ لڑکی نے کہا۔ بغیر پوچھے
کہاونگی تو امان مارینگی۔ مہاراج کے بار بار کہنے پر آخر لڑکی نے کہانا
کہایا اور گھر جاکر اپنی مان سے ساری حقیقت بیان کی۔ اسکی مان نے کہا
کہ دن مہاراج کو دعوت دیکر گھر لے آ۔ چنانچہ لڑکی اکثر کہا کرتی کہ

ٹیڑا بچی ۱۲

مہاراج آپ ہمارے یہان کہانے کو چلیں۔ مہاراج روز کہدیتے کہ ہان

ایک دن ضرور تیرے یہان آئینگے۔

اب پہر کہانا پکانے سے مہاراج کی طبیعت اکتائی اور آپنے بہیک

مانگنا شروع کردیا۔ ہیرا بائی اکثر آپکو برہمنون کے گہر تبایا کرتی۔ دنکو آپ

اکثر شہر کے باہر تشریف لیجایا کرتے تہے۔

عجیب راز

حسب دستور ایک روز آپ شہر سے باہر گئے اور معمول سے ایک میل زیادہ

آگے بڑہ گئے۔ یہان آپ نے ایک سبزہ زار دیکہا اور قریب جاکر اوسکی سیر

کرنے لگے۔ تالاب کے کنارے بیل کے درخت تہے اسطرف جو نظر گئی تو

کنارے پر ایک شخص کو دیکہا جو قریباً ۲۰ سال کی عمر کا ہوگا اور سوکہ کر کانٹا

سا بنگیا تہا۔ جسم پہ کپڑے پرزہ پرزہ ہوگئے تہے۔ کم طاقت اتنا کہ کروٹ

تک لینا دشوار تہی۔ اس سنسان اور اُجاڑ جگہ پر اسکو دیکہ کر آپ کو

بڑا تعجب ہوا۔ قریب پہنچے اور اس سے اوس کا حال دریافت کیا۔ مگر اس نے

کچہہ جواب نہ دیا۔ کہانے کیلئے پوچہا تو بہی اوس نے انکار کیا البتہ ایک گلاس

شربت کی خواہش ظاہر کرکے کہا کہ اگر یہ پلاؤ تو مہربانی ہوگی۔ مہاراج فوراً

گہر واپس آئے۔ دودیہو۔ کچہہ شکر اور لوٹا بہر پانی اور مانگ کے لایا ہوا

کہانا لیکر پہنچے۔ وہان پہنچکر آپنے ایک لیمو کا شربت تیار کیا اور اسکو اُٹھا کر پلایا
اور کچھہ کہانے کیلئے کہا۔ کہانے سے اوسنے انکار کیا اور شربت کا ایک اور
گلاس مانگا۔ آپ نے اسیوقت دوسرا گلاس بنا کر دیا جسکو پی کر وہ پہلے کیطرح
بیخود ہوکر لیٹ گیا اور کوئی بات نہ کی آخر مہاراج واپس آئے۔ رات کو خواب
مین دیکھا کہ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرشد اور وہ لاغر شخص ایک
جگہ بیٹھے ہین اور ان کے بیچ مین خود ہی بیٹھے ہوئے ہین۔ اور اسوقت
نظر آنیوالے مہاراج نے ان سے کہا کہ تم نے شربت دونو نکو دیا مگر مجھے
نہ دیا۔ مہاراج نے اس سے کہا کہ آخر میرا بہی تو خیال کرو مین نے بہی تو
نہین پیا۔" دوسرے دن مہاراج شربت کا سامان اور کہانا لیکر پہنچے مگر
وہان اس کا پتہ نہ پایا البتہ اُن کا لایا ہوا کہانا اور اوسکے پہٹے ہوئے کپڑے
پڑے تہے۔ مہاراج کو سخت تعجب ہوا اور حیران و پریشان واپس لوٹے
چنا سوامی دفتر سے آکر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تہا۔ مہاراج نے ایک تکیہ اُٹھا
اور چنا سوامی اور اوسکی بیوی کو خوب مارا اور اپنے کمرے مین چلے گئے۔

چنا سوامی نے ڈاکٹر پلے کو مہاراج کی غیر معمولی مجنونانہ حرکات کے متعلق
لکہا جسکے جواب مین ڈاکٹر پلے نے آپ کی بزرگیت کا یقین دلا کر لکہا کہ خبردار
گہبرانا نہین جو کچھہ مہاراج کرینگے اوس سے کسیکو نقصان نہین ہوگا۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر گنپت راؤ کے مکان پر مہاراج کو

بواسیر کی شکایت ہو گئی تھی۔ اب اس نے نہایت خطرناک صورت اختیار
کی رسون سے اسقدر خون بہنے لگا کہ کمرے کی تمام زمین خون آلود ہو گئی
اور مہاراج انتہا سے زیادہ لاغر ہو گئے۔ سب لوگ گھبرا گئے۔ تیسرے روز
اسقدر نازک حالت ہوئی کہ زندگی کی اُمید نہ رہی اور ڈاکٹر کو بلانا چاہا
آپ نے سب کو دلاسا دیا کہ روتے کیون ہو اور ڈاکٹر کو کیون بلاتے ہو
مین تو خود ہی اچھا ہو جاؤنگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چوتھے روز یعنی بند
کے دوسرے روز خود بخود خون بند ہو گیا۔ بیماری کی حالت مین چناسوامی
نے مہاراج کی اجازت سے شیورام پنتھ اور اُن کی بیوی جانکی بائی سے
آپ کے کہانے کا انتظام کیا۔ صحت پانے پر آپ اکثر انکے گھر جاکر کہانا
کہا آتے۔ چند روز کے بعد کہانا بند کر دیا اور بھیک مانگ کر کہانے لگے
مگر آپ اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ چناسوامی آپ کی اس روش کو برداشت
نہ کر سکا اور پھر منت خوشامد سے رضامند کر کے کسی دوسرے برہمن کے
یہان کہانے کا بندوبست کر دیا اور آپ اکثر اوسکے گھر جاکر کہانا کہا آتے
مہاراج کو کھڑگپور آئے ہوئے قریباً ایک ماہ ہوا تہا کہ ناتال کا زمانہ
آیا اور چناسوامی مہاراج سے اجازت لیکر ناتال کی چھٹیون مین سائین بابا
کے درشن کو شیرڈی آ گیا۔ مہاراج اب اکثر درخت کے نیچے بیٹھے رہا کرتے
ایک بنگالی پترا بابو نامی ہر روز آفس جاتے ہوئے آپکو سلام کر کے جاتا

اور دن بدن مہاراج کی عظمت اوسکے دل مین بڑہنے لگی۔ میرا بائی اور لکشمی بائی بہی آپ کے درشن کو آیا کرتین۔ لکشمی بائی نے ایک روز آپکو دعوت دیا آپ نے وعدہ کیا کہ اچھا کسی دن آونگا۔ چنانچہ ایک روز پہنچے لکشمی بائی اور تین چار عورتین چکی پیس رہی تہین آپکو دیکھ کر تعظیماً کہڑی ہوئین آپ چکی پر گئے اور سارا اناج پیس ڈالا۔

چنا سوامی اور سیتا رام ایک ہفتہ بعد شیرڈی سے واپس آگئے مہاراج کا کمرہ جو خون سے خراب ہو گیا تہا چنا سوامی کی بیوی نے دہویا۔ آپ یہ دیکھکر اسی کمرے مین پاخانہ پہرنے لگے اور اپنے ہاتھ سے اوٹہا کر قریب کی پانی کی نالی مین ڈالدیا کرتے۔ اسوقت آپ بالکل ننگے گہر سے نکلا کرتے تہے۔ رات کو اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا کرتے اور صبح آٹھ بجے تک سوتے اور اگر کوئی آواز دیتا تو اوسکو گالیان سناتے۔ اکثر سوکہا ہوا پہل ادہر ادہر سے جمع کرتے اور اوسکو جلا کر گھنٹون ہاتھ پیر تاپتے رہتے اب اکثر لوگونکو مہاراج کے بزرگ ہونیکا یقین ہو گیا اور شام کے وقت چنا سوامی کے مکان پر درشن کیلئے حاضر ہوا کرتے اور آپ کی حکمت آمیز باتون سے فائدہ اوٹہاتے۔ مہاراج ہمیشہ فرماتے کہ مین تو ایک بیمار اور نیم وحشی آدمی ہون اور اس قابل بالکل نہین ہون کہ میری تعظیم کیجائے۔ تم لوگ میری حالت سے واقف نہین ہو۔ مگر اس کہنے کو کون یقین کرنیوالا تہا۔

دنکو عورتوں کا اور شام کو مردوں کا ہجوم ہونے لگا۔ اور یہ تعداد رفتہ رفتہ اتنی بڑہی کہ مہاراج کا کمرہ لوگوں کے لئے ناکافی ہونے لگا اور لوگ کمرے سے باہر دور تک بیٹھنے اور باتین سننے کے لیئے مشتاق رہنے لگے۔ آپ کی گفتگو عوام کے لیئے مجذوب کی بڑ ہوا کرتی لیکن سمجھدارون کے لئے ان بے جوڑ فقرون مین الوہیت کے دقیق نکات مضمر ہوا کرتے۔ لیکن آپ رہ رہ کر یہی ارشاد فرماتے کہ مین سدگرو یا اوتار نہین ہون اور تمہارا اس طرح میرے پیچھے پڑنا میرے اور تمہارے دونون کے لیئے باعث تکلیف ہے۔

چنا سوامی مہاراج کے مزاج سے واقف تہا لہذا وہ حتی الامکان لوگونکو مہاراج کی جانب سے بہکاتا اور آنے سے روکنے کی کوشش کرتا مگر اس سے ہجوم عاشقان اور بڑہتا گیا۔ بعض اوقات مہاراج ان آنیوالونکو دہمکی دیتے کہ اگر تم آنا بند نہ کروگے اور مجھے تکلیف دوگے تو مین تمہین مارونگا کیونکہ مین دیوانہ ہون اور دیوانے کے قول فعل اختیاری نہین ہوتے

اب مستورات مین باہم یہ قرار پایا کہ ہر جمعرات کو مہاراج کو نہلایا جایا کرے اور سب نے ملکر مہاراج سے اجازت لے لی۔ نہاتے وقت آپ بالکل برہنہ رہتے لکشمی بائی اور کہاسینس کے دل مین مہاراج کی عزت اورون سے زیادہ تہی اور یہ دونون مہاراج کو دت اوتار سمجھتے تہے۔ ایک جمعرات کو صبح کے وقت وہ مہاراج کو اپنے گہر لیگئے اور پہر انکو ایک چوکی پر بٹھا کر انکے تمام

جسم کی تیل سے مالش کی اور پھر نہلایا اور پوجا کی۔ یہ دیکھکر دوسرے برہمنوں نے بھی اپنے گھر لیجانے اور نہلانے کی آرزو ظاہر کی مگر آپ نے جواب دیدیا کہ میں یہاں تمہاری دعوتیں کھانے نہیں آیا ہوں۔ کھاسینس کے یہاں بھی خاص تعلق کیوجہ سے گیا تھا۔ لوگوں کے ہجوم کیوجہ سے آپ راؤصاحب ونایک راؤ کے گھر کھانے کے لئے نہ جا سکتے تھے اسلئے وہ ہر روز دوپہر کو کھانا یہاں ہی بھجوا دیا کرتے مہاراج نے یہ دیکھکر ونایک راؤ کو منع کیا کہ اب کھانا نہ بھیجا کرو لیکن انہوں نے نہ مانا اور کہا میں تو کھانا بھجواؤنگا آپ خواہ کھائیں یا پھینکدیں۔ چنانچہ مہاراج نے دنکو کھانا ہی چھوڑ دیا اور یہ کھانا میرابائی کو دیدیا کرتے۔ اور صرف رات کو لکشمی بائی یا دوسری عورتوں کی لائی ہوئی کافی پیتے اور کھانا ہوتا تو تھوڑا سا کھاتے۔

اب مہاراج کا جمعرات کا غسل ایک معمول ہوگیا تھا۔ لہذا ہر جمعرات کو عورتیں ایک ایک گھڑا پانی لاتیں اور تیل کی مالش کے بعد نہلایا جاتا۔ ایک دن شائد ان عورتوں میں سے کسی عورت کے دل میں ناپاک خیال آیا اور مہاراج نے گالیاں دینی شروع کیں اور تمام پانی پھینک دیا اور قریب کی گندی پانی میں جابیٹھے اور اسکی ناپاک پانی سے نہانے لگے۔ اور فرمایا کہ یہ پانی اُس صاف پانی کے مقابلے میں جو ناپاک ہاتھوں سے لایا گیا ہو گنگا جل ہے۔

ایک دن بھاگو نامی ایک مہار عورت کپڑے دھو رہی تھی کپڑے نیل

سے اسقدر چکنے تہے کہ وہ عورت صاف کرتے کرتے تہکی جارہی تہی آپنے
اوس سے کپڑے لیکر خود دہونا شروع کیئے اور صاف کرکے اوسکو حوالے کئے

ایک مرتبہ مہاراج عورتون مین بیٹھے پند ونصائح بیان فرمارہے
تھے کہ جانکی بائی نامی ایک بیوہ عورت جو ہمیشہ مہاراج کے درشن کو آیا کرتی
اور بغیر کسی سے بات چیت کیئے واپس چلی جاتی تہی۔ مہاراج کے درشن کو آئی
اور اپنے تمام کپڑے باہر کے دالان مین اتار کر رکہدیئے اور برہنہ اندر داخل ہوئی
اور مہاراج کے سر اور پیر پر پہول رکہے اور پہر انکے پاؤن دہوئے اور باقاعدہ
پوجا کی۔ اور واپس چلی گئی۔ اس عورت نے کسی کتاب مین پڑہا تہا کہ برہنہ ہوکر
سدگرو کی پوجا کرنا حصول نجات کیلیئے ضروری ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ جانکی
بائی کا یہ فعل دنیوی حیثیت سے قابل اعتراض ہے۔ اگرچہ شاستر کی روسے یہ فعل نجات
کیطرف رہبری کرنیوالا بتلایا گیا ہو تاہم اوسکو آداب مجلس ملحوظ رکہنا چاہیئے تہے۔

مہاراج اکثر بہنگیونکے محلے مین پہرا کرتے جہان میرا بائی ہی ہمراہ ہوتی
مہاراج اکثر گیتا کے اشلوک پڑہکر انکے اصلی معنی اپنے معتقدین کو سمجہایا کرتے
تہے ایک روز دامودر پنت نامی ایک شخص آیا اور اپنی جیب سے بہاگوت گیتا نکالی
اور مہاراج سے استدعا کی کہ اُسے چند مضامین سمجہادین۔ مہاراج اوسکی باطنی ارادہ
سے واقف ہوگئے۔ اور طعن آمیز لہجے مین کہا کہ گیتا کیا ہے؟ کوئی عورت ہے
یا کتاب؟۔ یہ سنکر اوس شخص نے کہا کہ مہاراج آپ سدگرو ہین اور کائنات

کے ذرے ذرے سے باخبر ہین آپ اس بات کو ہنسی مین اُڑاتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ گیتا کس نے اور کس کے لئے تصنیف کی۔ اُس نے جواب دیا کہ کرشنا نے تصنیف کی اور ارجن کیلیئے۔ اسپر مہاراج نے فرمایا کہ ایسی حالت مین اسکا سمجہانے والا کرشنا کی حیثیت کا اور سننے والا ارجن کی حیثیت کا ہونا چاہیئے۔ مین خود کو کرشنا کی برابری کا نہین پاتا۔ لہذا مین تجھے گیتا کسطرح سمجہاؤن۔ اس نے کہا مہاراج مجھے یقین ہے کہ آپ کرشن اوتار ہین۔ مہاراج نے جواب دیا کہ بالفرض مین کرشن اوتار ہون تو اسکے سمجھنے کیلیئے ارجن کو آنا چاہیئے۔ کیا تم خود کو ارجن کی حیثیت کا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا نہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اگر تم ارجن نہین ہو تو مین ہی کرشنا نہین ہون۔ اس شخص نے کہا کہ اگر آپ کرشنا اور مین ارجن نہ ہوا تو کیا گیتا کے معنے سمجھے یا سمجہائے نہین جاسکتے؟ مہاراج نے فرمایا کہ تم ارجن کیحالت پیدا کرلو تو تمہین گیتا سمجہانے کے لئے کرشنا خود کہین نہ کہین سے اور کسی نہ کسی صورت سے تمہارے پاس آئیگا۔ اوس نے کہا کہ کرشنا نے ارجن کو گیتا اسلئے سمجہائی کہ وہ کرشنا کا زبردست معتقد تہا مجھے بہی ایک ادنی بھگت ہونیکی حیثیت سے کچھہ معنی سمجھنے چاہیئن۔ اور اس قلیل معلومات کی نسبت سے ارجن کی حیثیت کا کچھہ حصہ مجھہ مین منتقل ہونا چاہیئے۔ مہاراج نے جواب دیا کہ صرف بھگتی کیوجہ سے ارجن پر گیتا کا انکشاف نہین ہوا۔ ورنہ پانچ پانڈو بہی

برابر کے بہگت تہے۔ مگر ہم دیکہتے ہین کہ صرف ارجن کو ہی گیتا کا حال بتایا گیا
حالانکہ پانچون بہائی حاضر تہے اس خاص عنایت کیوجہ کیا تہی؟ اسکی وجہ یہ تہی کہ
ان سب مین ارجن ہی ایک ایسا شخص تہا جو اس راز کو سمجہنے کا اہل تہا۔ اس کا ظرف
اس قابل تہا کہ اس تعلیم کا تحمل ہوسکے۔ اور وہ بہگتی جو گیتا کے پوشیدہ معنی جاننے
کیلیئے لازمی ہے۔ اس کا مجملاً ذکر مین تمکو سنائے دیتا ہون۔" عالم قدس کی
منزل مین پانچون پانڈو کے الگ الگ مراتب تھے۔ اور انکے نام انکے مراتب
کا پتہ دیتے تہے۔ ارجن کے معنے سنسکرت مین بیکار سوکہی گہاس کے ہین۔ اور
اسی نام کے مطابق اسکے افعال۔ حالت اور مرتبہ تہا۔ اس نے اپنے دلکو ایسی
تعلیم دی تہی کہ وہ خود کو واقعی بیکار سوکہا گہاس سمجہنے لگا تہا۔ اور اس خیال نے اسکی
خودی کا بالکل خاتمہ کر دیا تہا۔ اور جہان خودی نہین وہان خدا ہے اور جہان خدا ہے
وہان گیتا کا راز کہلجاتا ہے۔ خودی کے مفقود ہوتیسے ارجن اپنی جنگجو طبیعت اور
چہتری ہونیکے مسلک کو بہی بہولگیا تہا۔ اسلیئے میدان جنگ مین اپنے دشمنون کے لئے
اسکے دل مین رحم پیدا ہوا اور رحم بہادری کی ضد ہے۔ وہ اپنے وقت کے
سب سے اعلی شاہی خاندان مین پیدا ہوا تہا۔ اور سورماؤن مین یکتائی زمانہ تہا
مگر وہ خود کو ایسا بہولا کہ اس نے مردمی کو بہی عاق کر دیا اور عورت کی حیثیت اور
حالت اختیار کی جو مشہور تاریخی واقعہ ہے۔ اس زنانہ حالت کا تجربہ دوسرے
پانڈونکو نہین ہوا۔ یہ ایک صحیح واقعہ ہے کہ ویراٹ نگر مین وہ ایک سال تک

تک عورت کی شکل مین رہا۔ اور ان سب باتون کے علاوہ ارجن کرشنا کا بہت عزیز بہگت تہا۔ اسلئے جب تمہارے دل کی حالت ارجن کی مانند ہوجائیگی اور وقت اگر مین کرشنا نہ بہی ہوا تو مجہہ مین کرشنا کی روح داخل ہوکر تمہین گیتا کے پوشیدہ راز پورے طور سے سمجہا دیگی"۔ اسپر بہی یہ شخص اپنی ضد سے باز نہ آیا اور وہی پہلا سوال پہردہرایا۔ کہ آپ سد گرو ہین جس طرح چاہین سمجہا سکتے ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ اگر تو مجکو عالم سمجہتا ہے تو میرا کہنا مان اور جس سے مین نے سیکہا ہے اس سے جاکر سیکہہ۔ اشارے سے بتایا کہ دیکہہ وہ بہنگن کہڑی ہے وہ میری استاد ہے وہ تجہے بہی درس دیگی"۔ اس نے کہا کہ اوسنے آپکو سکہا دیا آپ مجہے سکہا دین مہاراج نے فرمایا کہ میری آنکہون سے دکہائی نہین دیتا اسلئے مین پڑہ نہین سکتا پہلے تو اس گیتا کو اس نالی کے پانی مین غوطہ دے اور پہر میرے پاس لا تو مین پڑہا سکونگا اور جو کچہہ بہنگن سے سیکہا ہے وہ تجکو سمجہا دونگا۔ یہ سنکر وہ چکرایا اور قدم بوس ہوکر رخصت ہوگیا۔

حکیم کا قصہ

اس شخص کے جانے کے بعد مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ کتابین پڑہکر پنڈت یا مولوی تو بنجاتے ہین مگر حقیقت دریافت کرنیکا خیال ان مین سے لاکہون مین کسی ایک کو ہوتا ہے۔ مین ایک حکیم کا قصہ سناتا ہون"۔ کسی شہر

مین ایک حکیم صاحب کے پاس ایک طالب علم طب پڑہا کرتا تہا۔ درس ختم ہونیکے
بعد اوسکو خیال ہوا کہ مین نے اب طب کی تمام کتابین پڑہ لین اور اس علم سے
اچہی طرح واقف ہوگیا ہون بہتر ہوگا کہ اب وطن جاکر خود مطب کرنا شروع
کردون۔ چنانچہ اپنے استاد سے اجازت مانگی۔ حکیم صاحب نے کہا کہ بہائی
کتابین تو تم نے پڑہ لین مگر ابہی تجربہ باقی ہے اور جب تک تم میرے پاس رہکر
پورا تجربہ حاصل نہ کرلوگے اسوقت تک صرف پڑہا ہوا کند تلوار کے موافق ہوگا۔
اور تم اس علم سے کسیکو فائدہ نہ پہنچاسکوگے۔ شاگرد نے کہا استاد مین نے تین
برس مین حکمت کے تمام مسئلے حل کرلئے ہین اور انکی اصلیت سے بخوبی واقف
ہوگیا ہون۔ حکیم صاحب نے مجبوراً اجازت دیدی۔ چنانچہ یہ اپنے وطن آیا
مطب جاری کردیا۔ مریض آنے شروع ہوئے۔ اپنے علم کیموافق امراض کی
تشخیص اور نسخونکی تجویز مین کوئی دقیقہ اُٹہا نہ رکہا لیکن کسی بیمار کو فائدہ نہوا
اور رفتہ رفتہ بیمارونکا آنا ہی بند ہوگیا۔ اسوقت اسکو خیال ہوا کہ واقعی
استاد کے ارشاد کے موافق صرف پڑہا ہوا کافی نہین ہوسکتا۔ چنانچہ دوبارہ
استاد کی خدمت مین حاضر ہوا اور ساری حقیقت بیان کی۔ حکیم صاحب نے
کہا کہ مین نے تو پہلے ہی تم سے کہا تہا کہ بغیر تجربہ حاصل ہوئے علم کام کا نہین خیر
اب جاؤ اور میرے دواساز کے ساتہہ رہکر تجربہ حاصل کرو۔ یہ دواساز علم
طب سے بالکل ناواقف تہا۔ لیکن حکیم صاحب جو نسخہ مریض کیلئے لکہتے وہ اسکو

نہایت احتیاط سے تیار کرتا۔ اور اسکی ذریعے اوسکو اتنی معلومات حاصل ہوگئی
ہتی کہ حکیم صاحب کی عدم موجودگی مین وہ انکی جگہ کام چلاتا تہا۔ چند روز کے
بعد حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا اور دواساز اُنکا جانشین قرار پایا اور طالب علم
نے دواساز کی جگہ لی۔ دواساز کی وفات پر کام طالب علم کے ہاتہ آیا جو
اب کافی تجربہ حاصل کرچکا تہا۔ اور اس قابل ہوگیا تہا کہ مریضون کا علاج کرسکے۔
چنانچہ ایسا ہی حال ہر ایک فن کا ہے تجربہ جب تک نہ ہو کوئی علم یا فن کام کا نہین
مہاراج کی زبردست اور پر اثر تقریرون کو سنکر آدمی بیخود ہو جاتے
اور ہر وقت یہی آرزو ظاہر کرتے کہ کچھہ فرمایا جائے جس سے مہاراج تنگ آکر
کہین چلے جاتے اور اکثر مزدورون قلیون کی امداد کرتے پائے جاتے کبہی
قلیون مین ملکر انکے ساتہہ کوئلے اُٹہاتے کبہی معمارون کے ساتہہ اینٹین اُٹہاتے
کبہی پتہر پہوڑتے۔ اور کبہی بہاگو مہارنی کے گہر جا بیٹھتے اور اوس کا خاوند
سامنے بیٹھکر کبیر کے دوہے اکتارے پر سنایا کرتا۔ ایک تو آواز سریلی
دوسرے اوسکی بہی دل مین درد یہ دونون باتین ملکر مہاراج کو کبیر کے دوہے
گھنٹون رُلایا کرتے۔ معتقدین نے یہان بہی انکا پیچہا نہ چھوڑا جس سے آپ
دق ہوکر فرمایا کرتے کہ تم لوگون نے مجہسے گہر تک چہڑا دیا دہوپ مین
بہٹکتا پہرتا ہون اور تم کو رحم نہین آتا کسیوقت آرام سے بیٹھنے نہین دیتے
یمونا بائی ایک برہمن عورت آپ کی نہایت ہی سچی معتقد ہتی اور

روزانہ دودہ کا ایک پیالہ آپ کے لئے لایا کرتی اور آپ اس کا خلوص دیکھکر کبھی انکار نہ کرتے۔ مہاراج اپدیشں کرتے وقت اوسکی طرف اور اوسکی خاوندکیطرف زیادہ متوجہ رہتے اور فرماتے کہ پروردگار عالم کی قدرت کے کرشمے عجیب ہین۔ وہ ہرایک نیک و بد کا مالک ہے وہ حاضر وناظر ہے۔ اور اوسکو سب کی بہتری منظور ہے۔ وہ کسی کی برائی نہین چاہتا۔ ہماری بہلائی کیلئے جو طریقے وہ اختیار کرتا ہے ہم انکو سمجھنے سے قاصر ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی بات ہمارے خلاف ہوتی ہے تو ہم غلط فہمی کیوجہ سے اسپر الزام لگاتے ہین کہ وہ ہماری بربادی کے سامان کر رہا ہے۔ حالانکہ وہی بات آخر مین ہماری بہبودی کا باعث ہوتی ہے۔ یقیناً انسان کی عقلِ ناقص اسکی قدرت کے عقدۂ لاینحل کے سلجہانے کے قابل نہین ہماری مثال اوس بچے کی سی ہے جسکو جوا کھیلنے کا شوق ہوا ور اسی کو اپنی بہبودی کا رستہ جانتا ہو۔ لیکن اوس کا باپ جوجوے کو اوسکی بربادی کا باعث دیکھتا ہو اوسکو اس سے باز رکہتا ہو۔ حالانکہ باپ اپنے بچے کی بہلائی کر رہا ہے لیکن بچہ باپ کو دشمن سمجہتا ہے۔

دوسری مثال مین ایک ایسی لڑکی پیش کیجا سکتی ہے جسکے کان چہیدے جارہے ہون اور وہ رورہی ہو۔ کیونکہ لڑکی یہ نہیں جانتی کہ ان کانون مین اگر چہید نہ ہون تو وہ قیمتی زیور نہین پہن سکتی۔ لہذا ہمین ہر وقت یہ ہی سمجہنا چاہیئے کہ جو کچھ خدا کرتا ہے وہ ہماری بہتری کے لئے ہے اور

اوسکی رحمت سے کبھی نا اُمید نہ ہونا چاہیے۔

جب انسان پیدا ہوتا ہے تو رنج و راحت اپنے ورثے مین لاتا ہے (اگرچہ یہ دونوان چیزین جھوٹی اور فانی ہین۔) تاکہ ان کے ذریعے سے اس ابدی خوشی پر اسکا خیال جمے جو سچی اور غیر فانی ہے۔ اسلئے اگر کوئی دل سے ابدی خوشی کا خواہان ہے تو اوسکو چاہیے کہ پہلے رنج و تکلیف برداشت کرے۔ رنج و راحت دونوں کا تجربہ حاصل کئے بغیر کوئی شخص انکے پنجون سے نجات حاصل کرکے دائمی اور بے انتہا خوشی کی حد مین قدم نہین رکھہ سکتا۔ اس لئے اگر خدا تمہین ظاہری تکلیف مین رکھے تو اوسکو بڑی خوشی سے برداشت کرو۔ مین جو کچھہ کہتا ہون اوسکو یاد رکھو اور اوسکو اپنی زندگی کا دستورالعمل بناؤ۔ مین اب تمہین ایک قصہ سناتا ہون جس سے تمہین میرے بیان کی صداقت کا پتہ چلیگا۔

شنکر اور پاربتی کا قصہ

ایک مرتبہ اثنائے گفتگو مین پاربتی نے شنکر سے کہا کہ یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ جو آپ سے محبت کرے اور آپ کی پوجا کرے وہ ہمیشہ مصیبتون مین گرفتار رہے۔ اور جو آپ سے نہ محبت کرے نہ آپ کی پوجا کرے وہ ہمیشہ خوش و خرم اور عیش و آرام مین رہے۔ شنکر نے کہا کہ جو کچھہ مین کرتا ہون وہ بالکل انصاف ہوتا ہے۔ کل صبح تم میرے ساتھہ چلنا مین اسکا ثبوت بھی تمکو دونگا۔

دوسرے دن صبح ہوتے ہی شنکر اور پاربتی دونون غریب میان بیوی کا بہیس بدلکر دنیا کے ایک شہر مین آئے ابہی دکانین کہل ہی رہی تہین کہ ایک بنئے کی دکان پر بہیک مانگنے گئے۔ بنئے نے دوچار گالیان دیکر دہتکار دیا کہ ابہی بوہنی بہی نہین ہوئی کہ کمبخت آموجود ہوئے۔ گالیان کہاکر یہ ایک غریب برہمن کے گہر پہنچے اور بہیک مانگی۔ غریب برہمن نے رات کی بچی کہچی روٹی لاکر دی اور کہا معاف کرنا تازہ کہانا پکنے کو دیر ہے۔ یہ کہانا لیکر چلے آئے۔ اس دن بنئے کی توبکری زیادہ ہوئی اور برہمن کا لڑکا بیمار پڑگیا۔ دوسرے دن پہر بنئے کی دکان پر پہنچے اور سوال کیا اوسنے پہر جہڑک دیا۔ یہان سے برہمن کے یہان پہنچے اور اوس نے خوشی سے کہانا دیا۔ اس دن بہی بنئے کی بکری زیادہ ہوئی لیکن بیچارے برہمن کا لڑکا مرگیا۔ تیسرے دن یہ پہر دکان پر پہنچے اور بنئے کی گالیان کہاکر برہمن کے گہر پہنچے۔ بیچارے غمزدہ برہمن نے آج بہی انہین روٹی دی۔ اور دوسرا لڑکا بہی کہو بیٹہا برعکس اسکے بنیا فائدے مین رہا۔ غرض اسیطرح کئی دن تک ہوتا رہا۔ بنیا ہمیشہ صلواتین سناتا رہا اور برہمن خیرات دیتا رہا یہانتک کہ بیوی بہی مرگئی اور خود بہی بستر مرگ پر لیٹ گیا۔ اخیر دن یہ دونون برہمن کے مکان پر پہنچے۔ برہمن نے کہا کہ مین بیمار ہون تم خود اندر آؤ اور الماری مین چنے رکہے ہوئے ہین لیجاؤ۔ یہ اندر گئے اور چنے لیکر رخصت ہوئے۔ ادہر برہمن نے جان دیدی۔ اس جانکاہ منظر سے متاثر ہوکر پاربتی نے اپنے شوہر

سے کہا کہ آقا کیا یہ بے انصافی نہین ہے کہ برہمن جسنے ہمیشہ نیک سلوک کیا وہ
تو موت کے حوالے ہوا۔ اور کمینہ دل اور پرنخوت بنیا جو درشتی اور سختی سے پیش آتا
رہا اوسکو اور زیادہ دولت دی گئی شنکر نے جواب دیا کہ ہان یہ سب ظاہری
منظر ہے۔ چلو اب ذرا جنت کی سیر کرو۔ وہان پہنچکر پاربتی نے دیکھا کہ برہمن
اور اسکی بیوی اور بچے جنت کے مزے لوٹ رہے ہین شنکر نے کہا دیکھا پاربتی
اوسکی خیرات کا یہ بدلہ ہے جو دائمی اور بے حساب ہے۔ بنئے کو جو کچھہ ملیگا اس
سے اوس کا تم خود اندازہ لگا لو۔ پاربتی نے کہا واقعی جو کچھہ ہوا عین انصاف
ہوا۔ جو دنیا مین رنج و مصیبت سہتا ہے اسی کو عاقبت مین سچی اور دائمی
خوشی میسر ہوتی ہے۔

القصہ اسی مضمون کو مہاراج مختلف پیرائے مین یمونا بائی کے ذہن
نشین کرتے رہتے اور دیگر سامعین کو بہی جو اس وقت انکے قریب ہوتے اس
مضمون کیطرف توجہ دلاتے۔ یہ پند و نصائح مہاراج وقتاً فوقتاً ایک
ماہ تک کرتے رہے۔ اس تقریر کے چار پانچ روز بعد یمونا بائی کا خاوند بیمار
پڑا۔ اس عرصے مین مہاراج کا مزاج بہی بگڑا رہا۔ اور اسی غصے کی حالت
مین مہاراج نے چنا سوامی کے یہان کا رہنا چھوڑ دیا اور بہاگو مہارنی کے
گہر جا ٹہیرے۔ بہاگو اور اُس کا خاوند مارے خوشی کے پہولے نہ سمائے
کیونکہ انکی ایک مدت سے دلی تمنا تھی کہ مہاراج ہمارے یہان قیام فرمائین

جس جھونپڑی مین بھاگو کی گائے بندھتی تھی اوس مین آپ نے قیام فرمایا اور ڈھائی ماہ تک رہے۔ سردی کا موسم۔ جھونپڑی کھلی ہوئی ہوا سنسناٹے کی اور مہاراج ٹاٹ اوڑھے پڑے رہتے

شام کو چنا سوامی دفتر سے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ مہاراج یہان سے چلے گئے اور بھاگو کے یہان ٹھیرے ہین۔ میان بیوی ملکر گئے اور مہاراج سے واپس چلنے کی ہزار منت و خوشامد استدعا کی لیکن آپنے ایک نہ مانی اور بے تکلف اس کھلے چھپر مین پڑے رہے۔ معتقدین نے یہان بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور بدستور ہجوم رہا۔ اسپر مہاراج اکثر برہمن معتقدین پر آوازے کسا کرتے اور فرماتے "ارے برہمن ہوکر مہار کے گھر آتے ہو تمہارا دھرم بھرشٹ نہین ہوتا!" مگر آنیوالے ہمیشہ آتے رہے۔

ایک بار عورتون نے شکایت کی کہ مہاراج ہم تو آپ کو آٹھوین دن نہلا دھلا کر صاف کرتے ہین اور آپ کیچڑ مٹی مین لوٹ کر پھر پہلے جیسے ہو جاتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ مین نے تم سے کب کہا تھا کہ مجھے نہلایا کرو اگر تمکو تکلیف ہوتی ہو تو آیندہ سے بند کر دو۔ مین تو تمہارے فائدے کیلئے اپنے بدن کو میلا کرتا ہون اگر جسم پر میل نہ جمے تو نہانے کی ضرورت ہی کیون پڑے اور تمہاری سیوا بند ہو جائے۔ یہ سنکر عورتون نے معافی چاہی اور جمعرات کا غسل مہار کے گھر پر بھی بدستور جاری رہا۔

اس نئی جگہ قیام پذیر ہونے کے بعد ایک کرتن کرنیوالا برہمن پنڈت مسمی ہرداس باشندۂ پاؤنی کہڑگپور آیا۔ یہ ایک باعلم اور نوعمر شخص تہا۔ اس نے وید اور شاستر پر کامل عبور حاصل کیا تہا۔ اور مذہبی نکات سے بخوبی واقف تھا اور ذات خداوند کا عشق اوسکے دل مین اسقدر موجزن تہا کہ ہمیشہ وعظ و پند اور حمد خدا مین وقت گذرتا تہا۔ اور لوگونکو خدا کیطرف جہکنے کی تعلیم وتلقین کیا کرتا تہا۔ مہاراج کا ذکر سنا تو دو تین آدمیو نکو ساتہہ لیکر مہار کی جہونپڑی مین آیا۔ مہاراج اپنی عادت کے موافق برہنہ پڑے ہوے تہے۔ ہرداس کو دیکہکر فرمایا کہ حکیم صاحب کہئے مریضون کے لئے نسخے تجویز کرنیکا کام اچہی طرح چل رہا ہے نا! ہرداس اس جملے کے معنی سمجہہ گیا اور یہ بہی سمجہہ لیا کہ واقعی روشنضمیر بزرگ ہین۔ عرض کیا کہ مہاراج کام تو مین صدق دلی سے کر رہا ہون مگر اسکا پورا کرنا آپ کے ہاتہہ مین ہے۔ آپ کی دعا کر میرا دوائی دینے کا کام بخوبی چل رہا ہے۔ تہوڑی دیر بیٹہہ کر رخصت ہوا۔

جن دنون مین مہاراج چنا سوامی کے گہر رہتے تہے تو اکثر شام کیوقت وہ سرکاری دواخانے کے قریب بیٹہا کرتے جو کہاسینس کے مکان کے پیچہے کے رخ واقع تہا۔ کبہی بیمارون کے کمرے کے پیچہے یا اوسکے قریب غلیظ جگہ پر تشریف رکہتے۔ اور جب کبہی آپ زیادہ دیر تک یہان بیٹہے رہتے تو کہاسینس کی بیوی اور دوسری عورتین وہین کہانا لا یا کرتین۔ ایک دن

آپ اسی علیٰحدہ جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ عورتیں حسب معمول کہانا لیکر آئین۔
ان مین سیتارام کی والدہ بہی تہی۔ جسکو آج نیم کے پتونکی چٹنی اور جوکی روٹی لانے
کا حکم پہلی ہی مرتبہ دیا تہا۔ کہانے کیوقت آپ اکثر قریب بیٹھنے والونکو اُٹھا دیا کرتے
تہے آج سب کو بیٹھے رہنے دیا۔ اور نیم کی چٹنی ہاتہہ مین لیکر کہا کہ مین برہمن نہین
ہون۔ مین مہار ان کے گہر مین رہتا ہون اسلئے بالکل بہرشٹ ہوگیا ہون لیکن
آج میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتہہ سے تمکو کچہہ کہانے کیلئے دون۔ مگر تم لوگ
برہمن ہو کیون لینے لگے! سب نے جواب دیا کہ ہم سب اسی بات کے منتظر ہین کہ
آپ ہمین کچہہ عنایت کرین۔ یہ سنکر مہاراج نے ہر ایک کو تہوڑی تہوڑی چٹنی دی
اور کہا کہ کہاؤ سب نے کہالی۔ پہر آپ نے پوچھا کہ لذت کیسی ہے؟ کڑوی ہے یا میٹھی
سب نے کہا کہ اسکی تو لذت ہی کچہہ اور ہے جو تمام لذتون سے نرالی اور بڑہکر ہے
یہ سنکر آپ نے سیتارام کی والدہ کو کہا کہ تو نے میرے حکم کے موافق چٹنی نہین بنائی
یہ کہکر اوسکو بہی چٹنی دی۔ چونکہ وہ خود بنا کر لائی تہی اسلئے اوسکو کڑوی معلوم ہوئی
مہاراج نے پہر سب سے کہا کہ یہ نیم کی چٹنی تہی جسکو تم لوگ مزے دار بتارہی ہو۔ باقیماندہ
چٹنی مہاراج نے جوکی روٹی سے کہالی۔ مہاراج کبہی خاص طور پر پکا ہوا کہانا نہ
کہاتے تہے۔ اور کہا کرتے کہ جسکا دل میٹھا ہو اوسکو ہاتہہ سے ملی ہوئی کڑوی
چٹنی بہی مجھے میٹھی معلوم ہوتی ہے۔

ایک روز مہاراج اسی دالان مین تشریف فرما تہے کہ ڈاکٹر نے جو اس

دواخانے کا انچارج تہا اور ہمیشہ مہاراج کو یہان پڑا ہوا دیکہا کرتا تہا اور یہ
بہی دیکہتا تہا کہ تمام لوگ مہاراج کی عزت کرتے ہین مگر خود پرست اور دہریہ
ہونے کے سبب خود کبہی متوجہ نہین ہوتا تہا۔ مہاراج کو کونے مین پڑا ہوا دیکہکر
کہا کہ ارے دیوانے یہان کیون پڑا ہے اٹہہ جگہ خالی کر۔ مہاراج یہ سنکر اٹہہ
بیٹہے اور ڈاکٹر سے کہا۔ واہ صاحب ڈاکٹر ہوکر دیوانے آدمی کو اپنے یہان سے
نکالتے ہین آپ کو تو چاہیے کہ دیوانے کا علاج کرین اور اوسکے رہنے کا بندوبست
کرین تاکہ دیوانے سے دوسرونکو ضرر نہ پہنچے۔ علاوہ ازین دیوانہ دواخانہ
چہوڑکر کہان جائے۔ ڈاکٹر نے کہا علاج کرانا ہے تو پاگلخانے جا۔ مہاراج نے
فرمایا کہ بہلا دیوانہ خود پاگل خانے جاسکتا ہے جو مین جاؤن۔ یہ تو آپکا فرض
ہے کہ یا تو میرا خود علاج کرین یا پاگل خانے بہجوائین یا پولیس کے حوالے کرین
ورنہ آپ پر الزام آئیگا کہ آپ نے اپنی خدمت پوری طرح ادا نہین کی
اتنے مین آپ کے معتقد آگئے اور ڈاکٹر کو سب نے ملکر دیوانہ بنادیا بیچارہ
شرمندہ ہوکر چلا گیا۔ اور مہاراج نے پند و نصائح شروع کردئے۔

ہم پہلے ذکر کرچکے ہین کہ یمونا بائی کا شوہر چند روز سے بیمار تہا اب یہ
انتقال کرگیا۔ اس حادثے کے ایک ماہ پیشتر سے مہاراج یمونا بائی کو مختلف
پیرایے مین اس واقعہ کی خبر دے رہے تہے۔ انتقال کے دن صبح کو مہاراج
نے یمونا بائی سے کہا کہ آج کا دن میرے لئے سخت مصیبت اور رنج کا دن

ہے ۔ میری کمر ٹوٹ گئی ۔ اور آنکہوں مین اندہیرا چہا گیا ہے"۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاراج کو اس کا علم پہلے سے تہا اور اپنی تقریر سے بیوتا بائی کے دلکو پہلے سے مضبوط کر رہے تہے ۔ اپنے خاوند کے انتقال کے دو دن بعد بیوتا بائی درشن کو حاضر ہوئی ۔ اسکو دیکہکر مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ اس غریب عورت کا خاوند اس سے چہین لیا گیا ۔ رشتۂ نکاح نے جسکے ساتہہ اسکو متصل کیا تہا آج وہ اس سے علیحدہ کر لیا گیا ۔ مگر ہمکو ہر وقت صبر اور شکر سے کام لینا چاہیئے ۔ مجہے اسوقت نکاح کے متعلق ایک قصہ یاد آیا ہے ۔ غور سے سنو

شادی کا راز

ایک غریب بے مایہ مسافر نے کسی شہر مین بہوک سے بیتاب ہو کر کسی سے پوچہا کہ کہانا بہی اس مسافر کو کہین ملیگا ۔ ایک نے کہا کہ ہان فلان جگہ شادی ہے وہان جاؤ ۔ مسافر پہنچا دیکہا کہ ہندو رسم کے موافق نکاح ہو رہا ہے ۔ مگر یہ دیکہکر اسکو بڑا تعجب ہوا کہ دولہا ۱۲ برس کا اور دلہن ۴۰ سال سے زاید عمر کی ۔ نکاح کے بعد کہانے کا انتظام ہوا ۔ اور یہ دولہا دلہن کے سامنے ہی کہانے کیلئے بیٹہا سب لوگ تو کہانا کہا رہے تہے لیکن یہ اس بے جوڑ جوڑے کو دیکہہ دیکہہ کر مسکرا رہا تہا ۔ لوگون نے دریافت کیا تو کہا کہ مین اس بات پر مسکرا رہا ہون کہ یہ خلاف قانون جوڑا کیسا کہ دولہا تو ۱۲ برس کا اور دلہن ۴۰ برس کی ایسا دستور تو کہین نہین دیکہا ۔ لوگون نے کہا کہ شاید تم اس شہر مین نئے

آئے ہو جو اس شادی پر تمکو تعجب معلوم ہو رہا ہے - یہان کا یہی دستور ہے
یہان سے روانہ ہوکر کسی دوسرے شہر مین پہنچا - دور سے ایک عالیشان مندر
نظر آیا - قریب جاکر دیکہا تو آدمیونکا اسقدر ہجوم کہ تل دہرنے کی جگہ نہین جون
تون کر کے اندر پہنچا - دیکہا کہ ایک ستر سالہ بڑہیا بیٹہی پوران کے مضامین بیان
کر رہی ہے لیکن یہ پوران دوسرے پورانون سے بالکل مختلف ہے - یہ بہی
بیٹہ کر غور سے سننے لگا - اسوقت شادیون کے مروجہ طریق بیان ہو رہے
تہے جسکو سنکر یہ بہت خوش ہوا کہ شاید اُس انوکہی شادی کا حال بہی اس
مین ہوگا - چنانچہ اس عورت نے آخر اسکی منشا رکیموافق اپنی تقریر کے دوران
مین اس نرالی شادی کا ذکر شروع کیا لیکن ادہورا چہوڑ کر کہڑی ہو گئی اور
مندر سے روانہ ہو گئی - اس عورت کا حکم تہا کہ مندر مین خواہ میری کتنی ہی
تعظیم کیجائے لیکن باہر مجہسے کوئی سروکار نہ رکہے - اور نہ میرے ساتہ میرے
مکان پر آئے - اس نیک مائی کا نام پورانک بائی تہا - اسکی تقریر سنکر
مسافر دنگ رہگیا - اور شادی کا ادہورا مطلب پورے طور پہ سمجہنے کیلیے
پیچہے پیچہے ہو لیا - ایک میل چلکر وہ میدان مین سے ہوتی ہوئی ایک جہونپڑی
پر پہنچی اور قفل کہول اندر داخل ہو گئی اور کنڈی لگالی - یہ بیچارہ بڑا پریشان
ہوا کہ اب کیا کیا جائے - آخر ہمت کر کے جہونپڑی کے قریب پہنچا اور دروازے
کی درز مین سے جہانک کر دیکہنے لگا - بڑہیا نے پہلے ایک صندوقچہ کہولا

اوراس مین پوران رکہدیا۔ پہر نہاکر بہوجن تیار کیا۔ رات کے آٹھہ بجے کا
وقت تہاکہ بڑہیانے پترولی پر کہانا چنا اور دروازہ کہولکر آواز دی کہ کوئی
بہوکا آدمی یہان ہو تو آئے۔ مسافر نے چاہا کہ آگے بڑہے لیکن ہمت نہ پڑی
دوسری مرتبہ بڑہیانے پہر آواز دی اسپر بہی یہ نہ بڑہ سکا جب تیسری
مرتبہ آواز دی تو یہ آگے بڑہا اور کہا ہان مین بہوکا ہون۔ بڑہیانے پوچہا
کہ تو شہر کا رہنے والا ہے یا مسان ہی مین رہتا ہے مسافر نے کہا کہ میرا قیام
مسان ہی مین ہے۔ بڑہیا اوسکو اندر لیگئی اور کہانا سامنے رکہا مسافر نے
سارا کہانا ختم کردیا اور کہا کہ ابہی میرا پیٹ نہین بہرا۔ بڑہیانے اپنا حصہ
بہی دیا۔ یہ بہی کہا کر مسافر کا پیٹ نہ بہرا۔ اسپر بڑہیانے کہا کہ اچھا اب اسکا
دوسرا علاج کیا جائیگا۔ اب تو سو جا۔ جب یہ سوگیا تو بڑہیانے اپنی قوت
باطنی سے ایسا اثر ڈالا کہ یہ تین دن تک سوتا رہا اس عرصے مین بڑہیانے
اپنا کام جاری رکہا۔ چوتہے دن اسکو بیدار کرکے پوچہا کہو کیا حال ہے مسافر
نے کہا خیریت ہے۔ اور کہا کہ مین نے خواب مین اُن تمام شادیونکو دیکہا جو
تم نے مندر مین بیان کی تہین اور اس شادی کا نمونہ بہی دیکہا جسکی حقیقت
دریافت کرنیکے لئے مین یہانتک آیا ہون۔ اور اپنا سارا قصہ بہی بیان
کردیا۔ اور کہا کہ ایک بات عجیب دیکہی جو میری سمجہہ مین نہین آئی یعنی
مین نے تمکو اپنے نکاح مین لاتے ہوئے دیکہا۔ اس کا مطلب بیان کرو

مجھے سمجھایا جائے۔ بڑھیا نے کہا کہ اگر تو پھر سو جائے تو اس کا مطلب ہی تجھپر واضح ہو جائیگا۔ چنانچہ مسافر پھر سو گیا۔ اور پہلے کیطرح تین دن تک سوتا رہا۔ ان تین دنوں میں اسپر شادی کا نتیجہ اور کیفیت بخوبی ظاہر ہوئی اور چوتھے روز جب وہ بیدار ہوا تو خود کو برہم گیانی پایا۔

اس قصے سے شادی کا مقصد اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ شادی درحقیقت دوئی سے یگانگت پیدا کرنیوالی تہے ہے اور وحدانیت حاصل کرنے کیلئے لازمی ہے۔ مذکورہ مسافر کی شادی میں بھی دوئی کے تعلق کو یگانگت سے بدلا گیا لیکن چونکہ یہاں ہوس مفقود تھی اس لئے حواس ظاہری سے نجات ملی اور حالت وحدانیت پیدا ہو گئی۔

اس قصے کو ختم کر کے مہاراج نے حسب ذیل تقریر کی " خدا بڑا عادل ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے ہماری بہتری کیلئے ہی ہوتا ہے۔ ہندو شاستر کی رو سے عورت کا مرد سے پہلے مرجانا بہتر مانا گیا ہے۔ لیکن ایک دوسرا نکتہ بیان نہیں کیا گیا جو میں تمہیں سناتا ہوں " یہ مسلم بات ہے کہ عورت اپنے خاوند کو خدا کا اوتار سمجھے اور اوسکی راحت اور آسایش کیلئے حتی الامکان کوشش کرے۔ خاوند چاہے اچھا ہو یا برا۔ پرہیزگار ہو یا شرابی۔ شریف ہو یا بد معاش غرضکہ کیسا ہی کیوں نہ ہو عورت کا فرض ہے کہ اوسکی خدمت کرے اور زمین پر اسکو اپنا خدا سمجھے۔ مگر اس کا فرض یہاں ہی ختم نہیں ہوتا

چونکہ وہ اسکو خدا سمجھتی ہے اس لئے اسکو اپنے طرز عمل سے دنیا کے سامنے بھی خدا کی حیثیت مین دکھانا چاہیے ۔ بلکہ اوسکی روش ایسی ہونی چاہیے کہ خدا بھی اسکو اپنے سے جدا نہ سمجھے ۔ اسکے لئے عورت کو لازم ہے کہ وہ اسوقت تک اسکی خدمت کرتی رہے جب تک کہ وہ عالم قدس کی اعلیٰ ترین منزل پر نہ پہنچ لے ۔ لیکن یہ بہت ممکن ہے کہ وہ اپنا مذکورہ فرض اپنی زندگی مین پورے طور سے انجام نہ دے سکے اور اس طرح وہ نجات سے محروم رہ جائے ۔ لیکن اگر اگر اوسکو خدا کی مہربانی سے کسی سدگرو (جو خدا کا اوتار ہوتا ہے) کے بھگت ہونیکا موقع ہاتھہ آجائے تو وہ سدگرو پوشیدہ طریقون سے اسکے خاوند کو مذکورہ بالا درجے تک پہنچا سکتا ہے ۔ اور ممکن ہے کہ تمہارے معاملے مین ایسا ہی ہو ۔ اس لیئے صبر کرو اور جانو کہ جو سدگرو یا بالفاظ دیگر خدا کرتا ہے وہ تمہاری بہتری کیلیئے ہوتا ہے ۔ اسکے کام گو پہلے ہماری منشاء کے خلاف نظر آتے ہین مگر بعد مین معلوم ہو جاتا ہے کہ سدگرو پر ہمارا سچا اعتقاد ہونے سے ہمارا دل خدا سے متحد ہو جاتا ہے اور یہ بالکل صحیح بات ہے ۔ اور اگر تمہین نہ معلوم ہو تو مین اپنے تجربے سے تمہین کہتا ہون اور بالکل سچ بات کہتا ہون کہ جب کوئی انسان مرتا ہے تو اوسکی روح اس مقام پر جاتی ہے جہان اوسکی سب سے عزیز اور پیاری چیز ہوتی ہے ۔

یمونا بائی تجکو اپنے خاوند سے بہت محبت تھی اسلئے اوسکی روح

مرنے کے بعد تیری روح سے متحد ہونی چاہیئے۔ اسلیئے اگرچہ وہ بظاہر مرگیا ہے مگر اوسکی روح تجھہ مین آبسی ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ تو اسوقت تک اپنے خاوند کے فرض سے بری نہین ہوسکتی جب تک کہ وہ نجات حاصل نہ کرے اور نجات جب تک نہین ہوتی جب تک روح گناہون سے پاک نہ ہو اور ان گناہونکی پاداش مین پوری سزا نہ بہگت لے۔ لیکن اب چونکہ اوسکی روح تجھہ مین متمکن ہے لہذا اوسکے حصے کی سزائین بہی تیرے ذمہ ہونگی۔ غرض تیرے قالب مین اب دو جانین قیام پذیر ہین۔ اور تیرے قالب کو تیرے خاوندکے گناہون کی سزا بہگتنی لازمی ہے۔ جسکے معنی یہ ہونگے کہ تو نے اپنے خاوند کو نجات دلائی اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوئی۔ اور یہ سب ایک سدگرو کی بتائی ہوئی تدبیر سے ہوسکتا ہے۔

شاستروں کے مطابق جب شوہر مرجائے تو بیوی کو چند مذہبی رسومات ادا کرنا پڑتی ہین۔ جو اس کا شوہر زندگی مین ادا کرتا تہا۔ اور بہت سے ظاہری اسباب زیب و زینت کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً سر کا مونڈنا۔ چوڑیونکا توڑنا وغیرہ۔ یا بالفاظ دیگر اسکو اپنی زنانہ حیثیت کو چہوڑنا پڑتا ہے۔ اور دشنو یعنی سدگرو کی پوجا کرنی پڑتی ہے۔ جس سے اپنے شوہر کی زندگی مین وہ بری تہی۔ اس سیوا کے بل پر وہ تمام مصائب زندگی ہمت اور استقلال کیساتھ برداشت کرتی ہے اور ہر حال مین مطمئن رہتی ہے۔ ایسے مصائب اور تکالیف جن کو

بھگتنے کو کیئ جنم درکار ہون صرف ایک ہی جنم مین بھگت لینے کیلیئے سدگرو کی بتلائی ہوئی تدبیر کے سوا اور کوئی راستہ نہین ہے۔ اور یہ اصول مین شاستر کے مطابق ہوتے ہین۔ کسی مرد کامل نے ایک اشلوک مین سمجھایا ہے کہ کس طرح ایک عورت اپنے خاوند کو خدا سے ملاسکتی ہے۔ یہی نہین بلکہ عورت اپنے مرحوم والدین اور اجداد کو بھی جو دوزخ کے عذاب مین ہون جنت کا مستحق بنا سکتی ہے بشرطیکہ وہ سدگرو کے بتائے ہوئے اصول پر بلا کم وکاست چلے۔" یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ تم مجھے سدگرو خیال نہ کرنا یہ شرف مجھے حاصل نہین ہے۔ مین نے صرف سدگرو کی طاقت اور پوشیدہ اعمال کو تم پر ظاہر کیا ہے۔ اسکے بعد آپ نے اپنی تقریر ختم کی اور سب لوگ رخصت ہوئے۔

ہرداس مہاراج کے درشن کا شرف حاصل کرکے واپس ہوا تو اپنے ہر ایک لکچر مین بیان کرنے لگا کہ کھڑگپور واقعی بہت خوش قسمت ہے کہ اس مین ایک ایسا مہاتما آیا ہوا ہے جس سے ہر ایک آدمی کو فیض حاصل کرنا چاہیئے۔

کچھ دنون کے بعد چنا سوامی کے مکان کے قریب بالاجی کے مندر مین اسکا لکچر قرار پایا۔ ہرداس نے خواہش ظاہر کی کہ مہاراج بھی اگر قدم رنجہ فرمائین تو میرے لئے باعث فخر ہوگا اور لوگون پر میرے لکچر کا زیادہ اثر ہوگا۔ معتقدین نے مہاراج سے اسکا اظہار کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین بھرشٹ ہوگیا ہون کیونکہ مین ایک چمار کے گھر ٹہیرا ہوا ہون۔ اور ہمیشہ غلاظت اور ناپاکی مین رہتا

؎ "دارا دہشن شوزگی ہو آشو پلیتو نام پترو تا ماتمنم سیچہا"

ہون اسلیے مین ہرداس بوا کا وعظ سننے کے قابل اور مندر مین آنے کے لائق
نہین ہون - پھر کچھہ اور لوگ حاضر ہوئے کہ تمام لوگونکی خواہش ہے کہ آپ شریک
ہون تاکہ ہمین ثواب زیادہ ملے - آخر بصد مشکل مہاراج نے چلنے کا وعدہ کیا
اتنے مین ہیرابائی بھی آگئی اور آپ اسکو ہمراہ لیکر تشریف لیچلے اور مندر کے
دروازے پر ٹھہر گئے اور ساتھیونکو اندر بھیجدیا - ہرداس بوا نے سدگرو کی دلیت
پر تقریر شروع کی - دوران تقریر مین اس کا روئے سخن مہاراج کی طرف رہا -
اور ایسے موزون اور پراثر پیرایے مین تقریر کی کہ سامعین پر نہایت ہی زبردست
اثر پڑا - اور خاصکر مہاراج پر جنکی آنکھون سے تمام وقت آنسو جاری رہے -
مہاراج قریباً آدھا گھنٹہ بیٹھے تھے کہ اُٹھے اور قریب ہی ایک جوتی پڑی تھی اُٹھاکر
مندر مین داخل ہوئے اور ہرداس کے سر پر تین چار رسید کین اور جوتی وہین
پھینک کر ہیرابائی کو ساتھہ لے تشریف لیگئے - ہرداس نے سر جھکاکر جوتیان کھائین
اور کہا - ع

باتون مت پشاچ وت

پھر سامعین سے کہا کہ مہاراج معرفت کی اعلیٰ منزل مین ہین اور سب کو تاکید کی
کہ انکے ہر ایک کام کو اور ہر ایک حرکت کو جو ان سے سرزد ہو غور سے سمجھین
اور مہاراج کی دل وجان سے خدمت کرین جو تمہاری نجات کا باعث ہو -
نیز یہ بھی کہا کہ آج سے مین اپنے وعظ کی کوئی اجرت نہ لونگا - جو اُجرت دیتے

جوتیان) آج مجھے ملی ہے اس نے مجھے ہمیشہ کیلئے مستغنی کر دیا۔ اور اس عطیے سے مہاراج کا جو خاص منشار ہے جسکو مین سمجھ چکا ہون ہمیشہ اسکے مطابق چلونگا

اسوقت سے ہرداس وقتاً فوقتاً مہاراج کے درشن کو جانے لگا۔ لہر چھوڑنے سے ایک روز قبل ہرداس مہاراج سے ملا۔ مہاراج نے اسکی تحصیلات علمی کے متعلق ذکر چھیڑا۔ اوس نے کہا کہ مین نے بھاگوت گیتا۔ پنچ دشی اور یوگ وششٹا پڑہی ہین۔ مہاراج نے یوگ وششٹا کے عجیب معنی بیان کئے۔ فرمایا کہ یوگ وششٹا کے معنی ہین وہ یوگ شاستر جو وششٹ ہنی نے تصنیف کیا۔ اس کتاب مین منی جی کو اپدیش (نصیحت) دیتا ہے۔ مگر مین اس نام کو اس طرح پڑہتا ہون: یو، گوا، شسٹا یعنی یو بمعنی کون۔ گوا بمعنی وجود سے علیحدہ اور شسٹا بمعنی شریف ترین۔ اسکو جوڑ کر پڑہنے سے اسکے معنی ہوتے ہین: جو جسم سے علیحدہ ہے وہ شریف ترین آدمی ہے۔

ہرداس نے مہاراج سے دریافت کیا کہ مین اپنی آیندہ زندگی کس روش سے بسر کرون؟ جواب مین مہاراج نے یہ شعر پڑہا۔

کُرو دیہ کرم یہاپش یید کرمنی چہ کرم یہا ٭ سدہی مانش پیشو نیکہا کُرو چہن کرم کرو

اور اسکے مطابق عمل پیرا ہونے کو کہا۔ ہرداس قدمبوس ہوا اور اجازت لیکر رخصت ہوا۔ اور برہمن دہرم کے مطابق اگنی ہوترا اختیار کی۔ ہرداس اسوقت تک زندہ ہے اور اسی طریق پر کاربند ہے۔

مہاراج کو ہر جمعرات کو غسل دینے کی رسم بھاگو مہارنی کے مکان پر ہی
جاری تہی جس مین علاوہ دوسرے لوگون کے بھاگو اور اس کا خاوند بہی شریک
ہوا کرتے ۔ ایک روز مہاراج کو حسب معمول غسل دیا جا رہا تہا کہ ایک غریب بڑہیا
پھٹے پرانے کپڑے اور میلے کچیلے جسم والی قریب سے گذری ۔ مہاراج نے اسکو
دیکہکر فرمایا کہ تم لوگ مجھے نہلا رہے ہو حالانکہ مجھے ضرورت نہین ہے ۔ نہلانے
کے قابل یہ بڑہیا ہے ۔ دیکہو اسکے کپڑے کیسے پھٹے ہوئے اور جسم پر کس قدر
میل جما ہوا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصے سے غسل نہین کیا ۔ اور اب غسل کی
سخت ضرورت ہے ۔ یہ سنکر عورتون نے کہا اگر حکم ہو تو ہم اسکو بہی نہلائین
مہاراج نے فرمایا " مین تمہین مجبور نہین کرتا کیونکہ تم برہمن ہو اور شاید یہ
بڑہیا مہارنی ہو ۔ مگر اتنا مین جانتا ہون کہ یہ بڑہیا میری خدا ہے ۔ اور تو
بن ہیس مین یہان آیا ہے ۔ یہ سنکر اس بڑہیا کو بلایا اور مہاراج کے سامنے
ہی چوکی پر بٹہاکر اوسکو اچھی طرح غسل دیا نئے کپڑے پہنائے ۔ اسکے ساتھ
ایک لڑکا بہی تہا اوسکو بہی نہلا کر کپڑے پہنائے اور کہانا کہلا کر روانہ کیا ۔
اسکے بعد مہاراج کو غسل دیا ۔ مہاراج بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس
بڑہیا کی خدمت سے تم نے میری دُہری خدمت کی ۔ میرے بدلے ۔ مجھ سے
علیحدہ ۔ ایسے وجود کی جو میری ہی جگہ پر ہو اگر سیوا کیجائے تو گویا میری ہی
سیوا ہوئی اور ایسی سیوا کا بدلہ خدا بہت اچھا دیتا ہے ۔ اسکے متعلق مین

تمہین ایک کہانی سناتا ہون۔

اعتقاد

کسی مقام پر ایک بزرگ (سدگرو) تہے جنکے تمام لوگ معتقد اور انکی
خدمت کو باعث نجات مانتے تہے۔ لیکن امیرون کا اسقدر ہجوم رہتا کہ غریبونکو
باریابی کا موقع ہی نہ ملتا۔ ان مین ایک غریب آدمی ان بزرگ کا نہایت ہی
معتقد اور عاشق تہا اور چاہتا تہا کہ جس طرح یہ امیر لوگ پیر کے پیر دبا رہے
اور پاس بیٹھے ہین مین بہی ایسا کرون لیکن کسی نے اسکو قریب نہ بیٹہنے دیا
آخر پیر تک امیرونکے اس ناروا برتاؤ کی شکایت پہنچائی۔ پیر صاحب نے
امیرون سے کہا کہ یہ طریقہ واقعی برا ہے کہ تم لوگ کسیکو یہانتک نہین آنے
دیتے۔ امیرون نے کہا کہ غریب لوگ اکثر غلیظ رہتے ہین اس لئے ہم انکو
یہان تک نہین آنے دیتے۔ پیر صاحب خاموش ہو گئے۔ اس غریب نے جب
دیکہا کہ اپنی آرزو پوری نہین ہو سکتی تو لکڑی کے دو پیر بنوائے اور
پیر صاحب سے دور بیٹہکر سارا دن انکو دبایا کرتا شام کو گہر جاتا تو ساتہ لیجاتا
امیر لوگ اسکی اس حرکت پر ہنسا کرتے۔ مگر دو سال کامل اس نے یہ طریقہ
جاری رکہا ایک روز یکایک پیر صاحب کے پیرون مین درد شروع ہوا سب
ملکر پیر دبانے لگے۔ مگر درد بڑہتا ہی گیا۔ اور یہانتک نوبت پہنچی کہ پیر
شل ہو گئے۔ اور دوران خون بند ہو گیا اور خشک ہونے لگے۔ ڈاکٹر وغیرہ

جائے گئے۔ ڈاکٹر نے رائے دی کہ پیر کاٹ ڈالنے چاہئیں ورنہ انکی وجہ سے
تمام بدن کے خشک ہوجانیکا اندیشہ ہے۔ امیرون نے بزرگ سے دریافت کیا
کہ اب کیا کرنا چاہیے؛ بزرگ نے فرمایا جو تمہین مناسب معلوم ہو وہ کرو۔ آخر
سب کی رائے سے ان بزرگ کے دونون پیر کاٹ ڈالے گئے۔ اتنے مین
ان بزرگ کے کئی مرید کسی شہر سے حاضر ہوئے دیکھا کہ پیر صاحب کے پاؤن
کاٹ ڈالے گئے۔ واقعات معلوم ہونے پر وہ لوگ ان امیرون پر بہت
بگڑے اور کہا کہ ہم نے تو قسم کہائی ہے کہ جب تک پیر کے قدمونکو بوسہ نہ
دینگے اسوقت تک کہانا نہین کہائینگے اب ہماری یہ قسم کسطرح پوری ہوگی
ڈاکٹر نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین لکڑی کے پیر لگا دون۔ سب نے اس رائے کو
پسند کیا۔ امیرون مین سے ایک نے کہا اگر یہی کرنا ہے تو وہ غریب آدمی
دو پاؤن بیکر بیٹھا رہتا ہے اُس سے لیکر لگا دئے جائین۔ پیر صاحب سے
اسکا مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر لکڑی کے پیر لگانا چاہتے ہو تو پہلے ہی
پاؤن کیون کاٹے وہ بہی لکڑی ہی تہے۔ مگر آپ نے اجازت دیدی اور سب
لوگ مل کر اُس غریب شخص کے پاس گئے اور کہا کہ پیر صاحب کے پیر کاٹ
ڈالے گئے ہین اگر تم یہ پیر دیدو تو ہم بجائے اُن پیرون کے انکو لگا دینگے
غریب آدمی نے کہا خبردار میرے پاس بہی نہ آنا۔ تم ہی لوگ ہو نا جنہون نے
میرے پیر کے پاؤنکو اپنی جاگیر سمجہہ رکہا تہا اور مجہے کبہی دور سے بہی نہین

دیکھنے دیا۔ اب یہ پیر بھی جو مین نے اپنے دل کی تسلی کیلئے بنا رکھے ہین جیسے
چاہتے ہو۔ لوگون نے کہا کہ ہمکو انکی ضرورت نہین ہے یہ تو تمہارے پیر ہی کیلئے
ہم مانگتے ہین۔ اس نے کہا اگر یہ بات ہے تو مین دیتا ہون لیکن اس شرط پر کہ
میرا قبضہ ان پیرون پر بدستور رہے اور کوئی شخص انکو ہاتھ نہ لگائے چونکہ
باہر سے آئے ہوئے مرید بھوکے ہو اور پیر صاحب تکلیف سے بیتاب ہو رہے
تھے اور جلدی کر رہے تھے سبنے یہ شرط قبول کرلی۔ اور یہ پیر بزرگ کے
کٹے ہوئے پیرون کی جگہ جوڑ دئے گئے۔ جوڑنا تھا کہ یہ پیر اصلی پیر بنگئے اور
بزرگ چلنے پھرنے لگے۔ اور غریب پیر تک پہنچکر ہر وقت پاؤن دبانے کی
خدمت بجا لاتا رہا۔ اور چند روز کے بعد جب اسکی ریاضت کا وقت پورا ہوگیا
پیر صاحب نے ایک ہی نظر مین اوس کو کامل کر دیا"

مطلب اس کہانی کا یہ ہے کہ جسکے دل مین سچی محبت ہے اوسکو اپنے
مطلوب کا قرب ہر وقت اور ہر جگہ حاصل ہوتا ہے۔ اور قرب بغیر دوری کا
درد اُٹھائے حاصل نہین ہوتا۔

ایک مرتبہ گارڈ ماما کی بیوی مامی بائی مہاراج کیلئے کئی قسم کے کھانے
پکا کر لائی۔ مہاراج نے کھانے سے انکار کیا۔ جب مامی بائی نے بہت ضد کی تو
فرمایا کہ اگر تو میرے کہنے کے موافق عمل کریگی تو مین کھا دونگا یہ کہکر فرمایا کہ
تمام کھانا اس وقت سے کی گاڑی مین ڈال دے۔ مامی بائی تھما

کر چکی تہی - فوراً اُٹھی اور تمام کہانا گاڑی مین ڈال آئی - مہاراج نے اس کے ہاتہہ سے خالی رکابیان لین اور انکو چاٹ کر کہا کہ مین نے سچ مچ کہانا کہایا - ایسا ہی حال آپ کے تمام معتقدین کا تہا کہ آپ جو حکم فرماتے بلا عذر اور بے کم و کاست بجا لاتے - اس تعمیل حکم کے متعلق مہاراج نے ایک قصہ بیان فرمایا

قصہ

ایک راجہ نہایت عابد زاہد اور خدا پرست تہا اور ہر وقت خداشناس بزرگون اور پنڈتون کا اس کے دربار مین ہجوم رہتا - ایک روز راجا نے کہا کہ "جو کچہہ بہی ہم کرتے اور ہوتا ہے وہ سب خدا کیطرف سے ہوتا ہے انسان کا اس مین کچہہ اختیار نہین" ایک برہمن نہایت چالاک اور منہ چڑہا تہا بول اُٹھا کہ "نہین ایسا نہین ہے - خدا تو فعل سے بری ہے - یہ جو کچہہ ہو رہا ہے انسان کی قوت ارادی کا نتیجہ ہے جو اس سے اچھے یا بُرے کام کرواتی ہے - انسان غلطی سے اسکو خدا کیطرف منسوب کرتا ہے" راجہ نے کہا کہ "انسانی ارادہ کسی فعل کا محرک ضرور ہے - لیکن اس ارادے کا منبع مشیت ایزدی ہی ہے اگر اُسکی منشا نہ ہو تو ارادہ پیدا نہین ہو سکتا" برہمن نے کہا کہ "خدا بڑا چہپا ہے یعنی اوسکی ذات خواہشات سے بری ہے - لہذا ارادہ پیدا کرنیوالا انسان ہی ہے - خدا نہ تو کچہہ کرتا ہے نہ کسی کام مین دخل دیتا ہے - وہ خدائے واحد ہر جگہ موجود ہے ہر شے کا آغاز بہی وہی ہے اور انجام بہی وہی ہے - ہم نے اسکو صرف ایک

ذریعہ انجام کار کا بنا رکہا ہے"۔ راجہ نے کہا کہ مین اس کا قائل نہین۔ ورنہ کوئی قوی ثبوت پیش کر"۔ برہمن نے کہا بہتر ہے مین اسکا ثبوت دونگا۔ یہ کہکر برہمن اُٹہا اور بہیس بدلکر ایک گاؤن مین پہنچا۔ یہان ایک گدہا مرا پڑا تہا برہمن نے اوسکو اُٹہایا اور رات کو گاؤن سے ایک میل کے فاصلے پر لیجا کر دفن کر دیا۔ اور اسیوقت مٹی کی سمادہی بنادی۔ اور اسپر ناریل اور اگر بتیان رکہہ واپس چلا آیا۔ دوسرے دن گاؤن والے اودہر سے گذرے اور نئی سمادہی دیکہکر رک گئے سمجہے کہ کوئی نیا دیو بر آمد ہوا ہے۔ قریب گئے اور باقاعدہ پوجا کی۔ چنانچہ تمام گاؤن مین اسکی خبر ہوگئی اور لوگ آآکر پوجا کرنے لگے۔ ایک ماہ بعد یہ برہمن پہر اس گاؤن مین آیا اور لوگون سے کہا کہ مین کاشی جی گیا تہا۔ وہان مین نے ایک خواب دیکہا کہ اس گاؤن کے قریب کوئی دیوستہان نکلا ہے جہان ایشور خود قیام پذیر ہے۔ دیہاتیون نے اسکی تصدیق کی اور اسکو وہان لیگئے۔ قریب پہنچکر یہ سجدے مین گیا اور آرتی پوجا کی۔ پہر برہمن نے دیہاتیون کی امداد سے بڑی بہاری جاترا بہروائی جس مین ہزارون آدمی شریک ہوئے۔ اب گاؤن والے روزمرہ یہان آنے اور پوجا پاٹ کرنے لگے۔ اور ملک مین چارون طرف اسکی شہرت ہوگئی۔ یہانتک کہ راجہ صاحب کو بہی خبر ہوئی اور وہ ، اپنے حسن اعتقاد کیوجہ سے یہان حاضر ہوے۔ اور ہزارون روپیہ یہان خرچ کیا۔ راجہ اپنے پہلے خیال پر قایم تہا کہ خدا ہر چیز کا کرنیوالا ہے اور اب اپنے بندگی

مرادین بر لانیکے لئے یہان ظہور کیا ہے۔ برہمن بہی حاضر خدمت ہوا اور اپنا مصنوعی خواب بیان کیا راجہ سنکر بہت خوش ہوا اور برہمن کی قدر و منزلت زیادہ کرنے لگا۔ اور کہا دیکہا مین جو کہتا تہا آخر وہ سچ ہے یا نہین۔ خود خدا آکر اپنے بندونکے کام پورے کر رہا ہے۔ برہمن نے کہا جہان پناہ مین اس مقام کو دیکہون تو کہون کہ کیا بات ہے۔ راجہ یہ سنکر اسکو اپنے ہمراہ وہان لے گیا۔ برہمن تہوڑی دیر سر جہکائے کہڑا رہا۔ اور پہر کہا مہاراج یہان تو خدا مجہے نہین دکہائی دیتا۔ لوگ محض اپنے اعتقاد سے اپنی اپنی مرادین پا رہے ہین۔ راجہ نے کہا یہ کیا خدا نہین تو کون ہے۔ برہمن نے کہا مین پاکل ہون اس لیئے مجہے زمین کے اندر کی چیز دکہائی دیا کرتی ہے۔ اسجگہ تو گدہے کی ہڈیان مجہے دکہائی دے رہی ہین۔ راجہ ہنس پڑا اور کہا برہمن دیوانہ ہوگیا ہے۔ ہزارون آدمیونکی مرادین بر آرہی ہین اگر یہان گدہا ہوتا تو ایسا کیونکر ممکن تہا۔ برہمن نے کہا اگر آپ سب لوگونکو باہر کردین تو مین آپ کو دکہا دون چنانچہ سب لوگ باہر کر دئے گئے اور برہمن نے سمادہی توڑ کر گدہے کی ہڈیان نکالین اور راجہ کو دکہا کر کہا کہ دیکہیئے شاستر کی روسے گدہے کی لاش اسقدر ناپاک ہے کہ اسکو ہاتہ بہی نہین لگانا چاہئے لیکن عام لوگونکو کیا معلوم کہ یہان کون ہے۔ صرف ان کا سچا اعتقاد یہان کام کرتا ہے۔ اب فرمائیے یہان خدا کا کیا کام ہے۔ راجہ آخر قائل ہوگیا۔ اور لوگ بدستور اسکو دیوتا مانتے رہے۔ در حقیقت عجیب

تک انسان کا اعتقاد درست نہین ہوتا اور وہ سچے دل سے کسی کام کو نہین کرتا کبھی کامیاب نہین ہوسکتا۔

چونکہ مہاراج جس جہپر مین مقیم تہے وہ چارون طرف سے کہلا ہوا تہا اور سردی بہت زیادہ تہی بہاگو مہارنی کے خاوند نے اس مین ایک دہونی لگادی تہی جو ہر وقت روشن رہتی۔ ایک شب کو ایک کالا ناگ جہونپڑی مین آیا اور دہونی کے پاس جہان مہاراج لیٹے ہوئے تہے کنڈلی مار کر پڑ گیا۔ صبح ہوتے ہی چلدیا۔

مہاراج اکثر ہنگیونکی چال مین جاکر ان کے بچون کے ساتہ بے تکلف کہیلا کرتے اور اسوقت نہایت ہی خوش نظر آتے۔ انہین غریبون اور پنچ ذات کے لوگون سے بڑی محبت تہی اور اکثر فرمایا کرتے کہ خدا غریبونکا والی ہے۔ اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ بیان فرمایا۔

خاکساری

مثل مشہور ہے "غریبونکا اللہ والی" یعنی اللہ غریبونکا مالک اور نگہبان ہے۔ اور غریب اسکی عنایت کے زیادہ مستحق ہین۔ اس لئے جو خود کو اللہ تعالی کی مہربانی کا مستحق بنانا چاہتا ہے وہ غریبی اور خاکساری پسند کرتا ہے۔ جس طرح کہ ایک شہر مین دو بہائی تہے۔ بڑا نہایت ہی خود غرض اور جابر تہا۔ چہوٹا بیغرض اور رحمدل تہا۔ باپ کے مرنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے لگا تو بڑے بہائی نے تمام اچہی

اچھی چیزین خود لین اور خراب چیزین اپنے چھوٹے بہائی کو دین بھینس پر
ا کے جھگڑا پڑا۔ بڑے بہائی نے چاہا کہ مین لون اور چھوٹے نے کہا کہ مین لون۔ آخر
پنچایت مقرر ہوئی۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ بھینس بیچ کر آدہی آدہی قیمت تقسیم کر دیجائے
لیکن دونون بہائیون نے اس کو نامنظور کیا۔ اور یہ قرار پایا کہ مکان کی دیوار
مین ایک کمرہ بنائی جائے اور اس مین بھینس کو باندہا جائے تاکہ آدہی بھینس
ایک کے گہر مین رہے اور آدہی دوسرے کے۔ یہ طریقہ دونون نے پسند کیا اور
بڑے بہائی نے کہا کہ بھینس کا منہ میرے گہر مین رہے اور دم چھوٹے کے گہر مین
چھوٹا تو ہر بات بلا عذر قبول کرتا چلا آرہا تہا منظور کر لیا۔ اب بڑا روز بھینس کے
منہ کو پیار کرتا۔ دانہ گہاس کہلاتا اور خوش ہوتا۔ چھوٹا روزانہ موت گو بر صاف
کیا کرتا۔ چند روز کے بعد بھینس نے بچہ جنا اور دودہ دینے لگی۔ چونکہ بھینس کا
پچھلا دہڑ چھوٹے کے حصے مین تہا اس لئے بچہ کا بہی یہ مالک ہوا اور روزانہ دودہ
بہی نکالنا شروع کیا اور اسکی فائدے سے چند روز مین مالدار ہوگیا۔

بہاگو مہارنی کا گہر مہاراج کے معتقدون سے بہرا رہتا تہا اور ہر ذات کے
آدمی بلا تکلف آتے یہانتک کہ بنگالی عورتین جو اپنی رسم کے موافق مغرب کے بعد
گہر سے کبہی باہر نہین جا سکتین اپنے اپنے خاوندونکے ساتہہ آتین اور نہایت
ہی ادب و تعظیم سے پیش آتین۔ ونکو آکر مہاراج کے غسل دینے مین شریک ہوتین
چونکہ شری رام کرشنا کی یاد اور شہرت انکے دلون مین تازہ تہی۔ مہاراج کو

رام کرشنا کا ثانی سمجھنے لگین - بعض دت اوتار - بعض پرم ہنس اور بعض پیر زنا
خیال کرتین اور اسی بنا پر مہاراج شہر بہرمین بت کیطرح پوجے جانے لگے
گو اس طریق سے مہاراج ہمیشہ ناراض رہے اور خدائے واحد کو ماننے اور اسکو
سجدہ کرنیکی ہدایت فرماتے رہے اور آتما - ان آتما - اور پرآتما جیسے ادق اور
مفید مضامین پر بحث کرتے اور ان کے نکات بیان فرماتے اور بتاتے کہ
اس دنیا کے رنج و راحت پر قانع رہنا یا اس سے بڑھکر ابدی راحت کیطرف
جانے کی کوشش کرنا بہتر ہے -

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ مین علم سے بے بہرہ ہون - میرا ظرف بالکل
خالی ہے - اور میری تقدیر کا چکر اُلٹا گردش کرتا ہے - اس لئے مجھے اپنے اندر خلا
نظر آتا ہے - مین جو کچھ تمھین سمجھاتا ہون وہ تمہارا ہی علم ہے جو تم سے نکلکر مجھ مین
سرایت کرتا ہے - اور مین تمھین اچھی شکل مین سنا دیتا ہون - اگر یہ علم تم سے
مجھے بُری شکل مین پہنچتا ہے تو مین بھی اُسی شکل مین لوٹا دیتا ہون - اور یہی وجہ
ہے کہ مین کبھی تمھین عقل و دانش کی باتین سناتا ہون اور کبھی گالیان دیتا ہون
اور مین بدستور خالی کا خالی رہتا ہون - اسطور پر تمہارا پوشیدہ علم میرے ذریعے
سے تم پر صاف صاف روشن کیا جاتا ہے - میرا ظرف چونکہ خالی ہے اس لئے
تمہاری مقدار علم اس مین چلی آتی ہے اور پھر اصلی حالت مین تمہاری عقلمندی
یا بیوقوفی کو ظاہر کرتی ہے - اسکو ہوا سے تشبیہ دیجا سکتی ہے - جیسے کہ

خالی برتن مین داخل ہو جاتی ہے۔ اسیطرح جب تم میرے قریب آتے ہو تو تمہارا اچھا یا بُرا علم جگہ خالی پاکر داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن میری بدقسمتی ہے کہ جو کچھ میرے خالی ظرف مین داخل ہوتا ہے فوراً باہر آجاتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تم میرے سامنے آتے ہو اور تمہاری اچھی یا بُری صفتین میرے خالی ظرف مین سماتی ہین لیکن مین انکو نہ رہنے دیتا ہون اور نہ واپس کرتا ہون۔ کیونکہ تم مین اسوقت انکے قبول کرنیکا مادہ نہین ہوتا۔ ایسے وقت مین وہ میرے ظرف کو چھوڑ کر تم مین بلا احساس اور نامعلوم طریقے پر واپس داخل ہو جاتی ہین۔ میری اور تمہاری حالتونکا اندازہ اس گنبد سے کیا جاسکتا ہے جو دیوار کیطرف پھینکا جائے اور وہ دیوار سے ٹکرا کر پھر واپس پھینکنے والے کیطرف چلا آئے۔ یا اُس آئینہ سے جس مین تم اپنا عکس دیکھتے ہو۔ اور علیحدہ ہوتے ہو تو وہ عکس بھی اس آئینہ سے غائب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سدگرو اُس آئینے کی مانند ہے جو تمہارے چہرے کے حسن و قبح کا عکس بے کم و کاست تمہارے پیش کر دیتا ہے۔ مین ایک عورت اور اُسکے خاوند کا قصہ تمہین سناتا ہون تاکہ یہ مضمون تمہاری سمجھ مین بخوبی آجائے۔

قصہ

ایک عورت اپنے خاوند کیلئے کھانا پکا رہی تھی گھبراہٹ مین اپنی ناک کی لونگ اتار کر ڈورے مین باندھ کے مین نکالی۔ پکانے سے فارغ ہو کر مشـ

دھونے بیٹھی تو ناک مین لونگ ندارد۔ بڑی گھبرائی کہ قیمتی لونگ جاتی رہی خاوند خفا ہوگا۔ اسی غم مین دھاڑین مار مار کر رونے لگی۔ آواز سنکر ہمسایہ بڑھیا آئی اور پوچھا بُوا کیون روتی ہو خیر تو ہے؟ عورت نے کہا خیر کہان رہی میری ناک کی لونگ جاتی رہی چارونطرف ڈھونڈا کہین پتہ نہین اب وہ آنکر خدا جانے کیا ستم ڈھائینگے۔ بڑھیا نے دیکھا کہ لونگ تو اسکے گلے مین لٹک رہی ہے اور یہ خواہ مخواہ ہلکان ہوئی جاتی ہے۔ ہنسنے لگی اور سامنے سے آئینہ اُٹھالائی اور کہا دیکھو تمہاری لونگ اس مین ہے۔ عورت نے آئینہ دیکھا تو لونگ کو اپنے ہی گلے مین لٹکا ہوا پایا۔ یہ دیکھکر وہ اپنی بیوقوفی پر بہت نادم ہوئی۔ قصہ سناکر مہاراج نے فرمایا کہ مین بھی ایسا ہی آئینہ ہون کہ جس مین تمہارے تمام عیب و ہنر کا عکس پڑتا ہے۔ جیسے تم دنیا کے مشاغل مین گرفتار ہوکر اور ہر دم اسیکی فکر مین محو رہکر بیخبر ہو۔

بعض اوقات مہاراج خدا کی شان کرم کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ جس طرح بارش ہر پاک و ناپاک سخت و نرم اور اونچی نیچی جگہ پر پڑتی ہے خدائے واحد اور لاشریک کا ابر رحمت بھی ہر جگہ یکسان برستا ہے لیکن جس طرح پتھریلی زمین پانی قبول نہین کرتی اور نرم زمین تمام پانی جذب کرلیتی ہے اسیطرح وہ شخص جس کا دل پتھر کیطرح سخت ہوتا ہے باران رحمت کو جذب نہین کرسکتا اور وہ شخص جس کا دل نرم ہوتا ہے جذب کرلیتا ہے۔

جس طرح کہ سورج کی روشنی کہ ہر شے پر پڑتی ہے مگر وہی چیز اوسکی روشنی
جذب کرتی اور خود روشن ہوتی ہے جس مین روشنی کے جذب کرنیکا مادہ ہوتا ہے
اسیطرح خدا کی شان کرم ہے کہ ہر ایک شخص پر برابر ظہور پذیر ہوتی ہے مگر
اس کا فائدہ ہر شخص کی استعداد کے موافق ہوتا ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیے
کہ اپنے آپ کو خدا کی رحمت اور کرم کا مستحق بنانے کیلئے تیار کرے اور اس دل کو
جو پتھر اور مٹی کی مانند سخت اور تاریک ہے نرم و آئینہ کی طرح روشن کرنیکی
کوشش کرے تاکہ اس ذات پاک سے جو لایزال و لایموت ہے اور جو کل کائنات
پر حاوی اور جس کا چشمۂ کرم ہر ادنیٰ و اعلیٰ کیلیے ہر وقت جاری ہے قرب حاصل
کرسکے۔ اور یہ ہی زندگی کا اصل اصول ہے۔

مہاراج اکثر اشلوک پڑھتے رہتے اور یہ اشلوک زیادہ پڑھتے:-

نَہم پرکاشَس سَروَسیَہ یوگ مایا سَماوَرتہا

یعنی کوئی میری اصلی حالت کو نہین سمجھہ سکتا کیونکہ مین یوگ مایا کے لباس
مین ہون" بعض اوقات آپ مندرجہ ذیل فقرہ شعر کی طرح گایا کرتے:

آئی آئی گا باڈی باڈی گا   اتا کسا کاٹ گرو بائی

اور یہ فقرہ انکی زبان پر اسوقت جاری ہوتا جب انکے کسی معتقد پر کوئی
مصیبت آنے والی ہوتی۔ بعض اوقات آپ بالکل ساکت بیٹھے رہتے اور
لوگ سلام کرکے دبے پاؤن واپس چلے جاتے۔

آپ اکثر شام کیوقت بھنگیوں کی بستی مین جاتے اور اُنکے گہروں مین جاکر کام کیا کرتے اور فرماتے کہ سب سے اونچی ذات برہمن کی اور سب سے نیچی ذات بھنگیونکی ہے۔ میرے لئے یہ لازمی ہے کہ اونچی ذات کا برہمن ہونیکی وجہ سے نیچی ذات کا بھنگی بنون اور یہ اس لئے کہ سدگروکے لئے یہ دونون طبقے برابر ہین

ایک دن مہاراج کے پاس کسی امیر کی بیوی اپنے خادمونکے ساتھ درشن کو آئی۔ یہ اپنے مکان پر مہادیو کی پوجا کیا کرتی تھی لیکن اس طرح کہ خادم اسکے بدلے پوجاپاٹ کیا کرتے اور یہ اخیر مین صرف شنکر کے قدمون پر پانی ڈالتی مہاراج پر منکشف ہوگیا لہذا اسکے بیٹھتے ہی آپ نے یہ قصہ شروع کیا۔

قصہ

ایک پندرہ سالہ یتیم لڑکی جس کا کوئی بھی وارث نہین رہا تھا اور بالکل ہی بے یار و مددگار جنگلون مین بھٹکا کرتی تھی پھرتے پھرتے ایک کھائی کے کنارے پہنچی۔ یہان ایک گدھا ٹانگ ٹوٹا پڑا تھا اور چیل کوے اس کا گوشت نوچ رہے تھے اسکی تڑپ اور بیقراری سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس مصیبت سے بچنا چاہتا ہے لڑکی کو اپنی حالت اور اسکی حالت ایک دیکھکر رحم آیا اور اوسکی تیمارداری کرنے لگی۔ یہانتک کہ وہ اچھا ہوگیا۔ لڑکی نے پھر ایک چھپر باندھا تاکہ بارش اور سردی سے گدھے کو امان ملے اور ادھر ادھر سے گھاس لاکر اوسکو کھلایا کرتی ہرچند لوگون نے اس کا مذاق اُڑایا مگر

وہ اسکی خدمت کو باز نہ آئی۔ تھوڑے دن کے بعد گدہا مرگیا۔ لڑکی نے ایجگہ قبر کھود کر اسکو دفن کر دیا اور پوجا کرنے لگی۔ لوگون نے پوچھا کہ گدہے کی پوجا کیون کرتی ہے؟ تو اُس نے کہا کہ یہ گدہا نہین تہا وشنو اس روپ مین آیا تہا اور اب وہ میرے لیے ایک اُڑن کھٹولا بھیجے گا اور اس کے ذریعے اُڑکر مین اُسکے پاس جاؤنگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ وشنو کی خدمت مین حاضر ہوئی وشنو نے کہا کہ تیری خدمت کا پورا صلہ تجھے ملگیا۔ اب تو دوبارہ دنیا مین جا لڑکی نے کہا اب پھر کیون تکلیف مین پھنساتے ہو؟ وشنو نے کہا کہ ابکے تجھے شہزادی بناکر بھیجا جائیگا اور تو ہر طرح کا آرام پائیگی اور جوان ہونے پر تجھے گذشتہ زندگی کا سارا حال معلوم ہوگا اور اسوقت پھر مین تجھے درشن دونگا۔ چنانچہ وہ لڑکی بادشاہ کے گھر پیدا ہوئی اور نہایت ہی عیش و آرام مین پرورش پائی تمام سلطنت گویا اُسی کے زیر فرمان تہی۔ جوان ہوئی تو شادی کی تیاریان ہونے لگین۔ اتنے مین حسب وعدہ اسپر گذشتہ زندگی کے حالات کا انکشاف ہوا۔ اور اس نے خود کو ایک مفلوک الحال یتیم لڑکی کی حیثیت مین گدہے کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا اور دیکھا کہ وہ وشنو کی خدمت مین حاضر ہوئی ہے۔ اس حالت کو دیکھکر لڑکی کا دل شادی اور دنیا کے عیش و آرام سے پھر گیا اور اپنے باپ سے ساری حقیقت بیان کی اور شادی سے انکار کردیا اب اس نے خیال کیا کہ مین نے اس قلیل خدمت کے صلے مین اسقدر گران بہا

عطیہ پایا ہے تو اس حالت میں زیادہ خدمت کرنے سے زیادہ مرتبہ پاؤنگی یہ سوچکر
اوسنے اپنے باپ سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ شہر کے تمام اندہے لنگڑے لولے اور
معذور غریبونکو بلا تفریق مذہب و ملت کہانا کہلا یا جایا کرے۔ چنانچہ باپ نے
حکم دیدیا اور لنگرخانہ جاری ہوگیا۔ رات دن ملازمان سلطانی اس کام مین لگے
رہتے اور یہ خود محل کے دریچے سے بیٹھی تماشہ دیکہا کرتی۔ یہ جانتی تھی کہ وشنو
کسی نہ کسی دن ضرور آکر درشن دینگے۔ چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ ہر ایک شخص کہانا
کہانے کے بعد مجہسے ملکر جایا کرے۔ جو شخص اسکے پاس آتا اُس سے یہ دریافت
کرتی کہ " اگر اُتنے کیلئے اِتنا تو اِتنے کیلئے کتنا۔ ہر ایک آدمی اپنی اپنی سمجھ
کے موافق جواب دیتا اور چلا جاتا۔ آخر ایک سال کے بعد وشنو ایک نحیف و
زار بڈہے بہکاری کے بہیس مین آیا۔ شاہزادی نے حسب دستور اس سے سوال
کیا کہ اُتنے کے بدلے اِتنا تو اِتنے کے بدلے کتنا۔ بڈہے نے جواب دیا کہ
"اتنا ہی"۔ یہ سمجہہ گئی کہ یہی وشنو ہے۔ قدمونپر گر پڑی اور عرض کیا کہ میرے
مالک اِتنا ہی کیون؟ وشنو نے جواب دیا کہ بیغریا تیرے باپ کی دولت سے
پرورش پا رہے ہین اور کہانا کہلانے مین بھی اسکے نوکر کام کر رہے ہین تو تو
مزے سے پلنگ پر بیٹھی تماشہ دیکھتی رہتی ہے۔ یہ تیری ہی خاص خدمت نہین
ہے البتہ تیری وجہ سے ہے تو ہم اسکے بدلے مین تجہے آیندہ ایک ذی [illegible]
شہزادی بنائینگے۔ یہ سنکر اس لڑکی نے کہا کہ جدائی کی تاب مجہہ مین نہین ہے ا

اب مین اس دنیا مین رہنا نہین چاہتی - جواب ملا کہ اگر تیری ایسی ہی خواہش ہے
تو کوئی ایسی خدمت کر جیسی کہ گدہے کی خدمت کی تہی - اسوقت تو یتیم وبیکس
لڑکی کی حیثیت مین تہی اور اب شہزادی کی لہذا اب تجکو میرے پاس آنے سے
پیشتر کسی غریب اور قابل رحم آدمی کی خدمت بجا لانی چاہیے - یہ کہکر وشنو غائب
ہوگیا اور شہزادی نے جو ناز ونعم مین پل کر نازک طبع ہوگئی تہی سب کچہہ چہوڑ
دیا - اور ایسی مصیبت زدہ ہستی کی تلاش کرنے لگی جس کی وشنو کی منشا کے
مطابق خدمت کرسکے - آخر اسکو ایک لاچار اور بیمار آدمی ملا جسکی اوس نے
بہی خدمت شروع کی اور اسکے مرنے کے بعد اس کی قبر بنائی - جب اسطرح اس نے
اپنا وعدہ پورا کیا تو وشنو پہر اسکے پاس آیا اور اسکو دائمی راحت اور آرام
کیطرف لیگیا - ایک عالی مرتبہ شخص کے لئے کسی حقیر اور ادنی آدمی کی خدمت
کرنا نہایت ہی قابل قدر بات ہے جیسا کہ شہزادی نے بہکاری کی حیثیت
مین کام کیا اسی طرح ایک برہمن بہنگی کی حیثیت مین کام کر رہا ہے - نفس کشی
سے ایسے ایسے کام انجام پاتے ہین کہ دنیا کو خواب مین بہی نظر نہین آتے -
دولت مند کو خود خدمت اور عبادت کرنا چاہیے نوکرونکے ذریعے خدمت
کرنے سے کسی اچہے صلے کا مستحق نہین ہوسکتا -

جب آپ آدمیونکے ہجوم سے تنگ آتے تو فرماتے کہ تم لوگ میرے
پیچہے کیون پڑے ہو ؟ مین تو ایک دیوانہ اور مجنون آدمی ہون - مجہسے تو

تم لوگ اچھے ہو جو مجھہ مین اپنا اچھا عکس دیکھتے ہو۔ دہرم راج چونکہ خود اچھا تھا اسلئے وہ سارے زمانے کو اچھا جانتا تھا۔ میرے گوموت مین بیٹھنے اور پھٹا پرانا ٹاٹ باندہے رہنے پر نہ جاؤ یہ کوئی نشانی بزرگی کی نہین ہے۔ گوموت مین بیٹھنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ مین اول تو اسقدر زار و نحیف ہون کہ اپنی حفاظت خود نہین کرسکتا دوسرے یہ کہ پہلے مین دیوانہ تھا جب ہوش مین آیا تو خود کو اس حالت مین پایا لہذا مین نے اپنی اس حالت کو قایم رکھا تاکہ میرا جنون پھر نہ عود کر آئے۔ ٹاٹ اسلئے باندھتا ہون کہ خود مزدوری کرنے کے قابل نہین ہون۔ اور دوسرونکو اپنے لباس اور زیب و زینت کیلئے تکلیف دینا چاہتا نہین۔ پس ایسی حالت سنکر بہی تم مجھے ولی یا بزرگ سمجھو تو تم اپنے مختار ہو۔ لیکن مہاراج کے معتقدین جنکو رات دن تجربے ہو رہے تھے ان بہکانیوالی باتون مین کب آنیوالے تھے۔ بلکہ آپ کو بدھا کا اوتار سمجھنے لگے جو کل جگ مین نوان اوتار مانا جاتا ہے۔

جب کوئی عالم پنڈت آپ کے پاس آکر علم کی باتین کرنے لگتا تو آپ فرماتے کہ بھائی مین تو محض بے علم ہون اور اپنا تصنیف کردہ اشلوک "اہم مُرکھہ مہا مُرکھہ مہا مُرکھہ شرومنی یوم بُجہیا پنڈت چ ماگچھنتو مما نتیک" سناتے اور کہتے کہ آپ لوگ عالم اور خدا رسیدہ ہین مین تو دیوانہ اور بیوقوف ہون۔ بعض لوگ جرأت کرکے بحث بہی کرتے اور کہتے کہ ہم آپ کو کیونکر بے علم سمجھین جبکہ

آپ ہمارے سامنے حقیقت و معرفت کے ایسے ایسے راز کہولتے ہین اور وید
وشاستر کے اشلوک سونکے دئے دلائل بہم پہنچاتے ہین جو ہم نے آجتک وید
اور شاستروں سے حاصل نہین کئے۔ یہ کام کسی بے علم کا نہین ہو سکتا۔ مہاراج
نے فرمایا۔ مین نے تو نہ کسی مدرسے مین پڑہا نہ کسی گرو سے سیکہا نہ مین ان
مضامین سے واقف۔ یہ جو کچہہ مین بیان کرتا ہون ایک بڑھیا کی زبانی
سُنے سنائے کرتا ہون۔ پہر آپ نے اس بڑھیا کا قصہ بیان فرمایا۔

روحانی معلّمہ

میری عمر ۱۲ برس کی تھی کہ مین سخت بیمار پڑا۔ ڈاکٹرونکا علاج ہوا
مگر بے سود حکیموں اور ویدوں نے بہی اپنا اپنا زور لگایا مگر بیکار آخر گہروالے
تہک گئے اور حکیم مطلق کے بہروسے پر چہوڑ دیا۔ اتفاق سے ایک ہمسایہ
بڑھیا آئی جو اکثر ہمارے یہان آیا کرتی اور سب لوگ اس سے محبت رکھتے تہے
میری والدہ نے کہا دیکہو تو یہ لڑکا مرا جارہا ہے اور تم نے آکر کبہی خبر بہی نہ لی
اب آئی ہو تو کچہہ علاج کرو۔ بڑھیا نے مجہے دیکہکر کہا کہ یہ تو مجہے بہت ستایا
کرتا ہے۔ مرجائے تو اچھا ہے۔ چونکہ ضعیف العمر اور نیک عورت تہی کسیکو اس
کہنے کا برا نہ لگا۔ اور کہا کہ تمکو اختیار ہے۔ علاج کرو یا مرنے دو۔ بڑھیا نے
کہا یہ بہی کوئی بات ہے کہ جب سب حکیم ڈاکٹر ہو چکے اور بچہ مرنے کے قریب آیا
تو مجہے علاج کیلئے کہا۔ پہلے کیا مین مرگئی تہی۔ خیر مین علاج کرتی ہون مگر

اس شرط پر کہ کسی دوسرے کا علاج بیچ مین نہ کیا جائے اور نہ کوئی اس سے بات کرے ورنہ مین ذمہ وار نہین۔ چنانچہ ان شرائط کیساتھ اُس نے میرا علاج کیا

اس بڑھیا کا قد لمبا اور بدن سڈول تہا اور اپنی عمر کے لحاظ سے مضبوط دکہائی دیتی تہی۔ اسکے بال سفید ہو چکے تہے اور خاوند مرچکا تہا لیکن ہندو رسم کے خلاف وہ ہمیشہ اپنی پیشانی پر تلک لگایا کرتی۔ جیساکہ بڑہیا نے کہا تہا واقعی مین اور دوسرے شریر لڑکے ہمیشہ اوسکو چہیڑا کرتے تہے کہ اب بڑہاپے مین تلک کیون لگاتی ہے؟ اور زبردستی یہ تلک پیشانی سے بجہادیا کرتے۔ بڑھیا چیختی چلاتی کہ کمبختو! تم میرے سہاگ کے کیون دشمن ہوئے ہو؟ اسپر ہم پوچہا کرتے کہ اچھا اپنا شوہر بتا کہان ہے ورنہ ہم تلک ضرور بجہا دینگے جس سے یہ بڑہیا بہت تنگ آیا کرتی لیکن بایںہمہ کبہی کسیکو بد دعا نہین دی۔ بات یہ تہی کہ شادی کے دو ماہ بعد ہی اس کا خاوند مر گیا اور یہ بیوہ ہوگئی۔ ہندو رسم کے موافق بیوہ عورت تلک نہین لگا سکتی لیکن چونکہ اسوقت یہ جوان تہی اس کا دل نہ مانا اور یہ برابر تلک لگاتی رہی اسکی مان نے بارہا منع کیا مگر اسکے جواب مین یہ کہتی کہ تو پہلے اپنا تلک یہ چھڑا پہر مجھسے کہہ غرضکہ تمام لوگون نے اسکو طعنے دینے شروع کئے اور ہر وقت چہیڑنے لگے جس سے اسکو اسقدر صدمہ ہوا کہ یہ دیوانی ہوگئی! مین نے یہ ساری حقیقت سنی تہی اس لئے مین سب سے زیادہ ستایا کرتا تہا۔ اور چونکہ یہ خود نیک

ہی اسلئے کبھی مجھپر خفا نہین ہوتی ہتی۔ چونکہ اب مین اسکے زیر علاج تہا اور کوئی دوسرا میرے پاس نہین آتا تہا یہ ہر وقت میرے پاس بیٹھی رہا کرتی اپنے ہاتھہ سے میرے لئے کہانا پکاتی اور اکثر میرے سر پر ہاتہ پہیرا کرتی۔ اور تمام وقت حقیقت و معرفت کے اسرار بیان کیا کرتی۔ جس مین گیتا کے اشلوک۔ تکارام باوا۔ تلسی داس۔ کبیر داس۔ اور رام داس کے ابہنگ اور دوہے سنایا کرتی جو آجتک میرے دلپر نقش ہین۔ دو مہینے تک اسی طرح وہ علاج کرتی رہی اور مجھے کامل صحت ہو گئی۔

تندرست ہونے کے بعد مین نے اسکو پہر ستانا شروع کیا اور ایک دن بااصرار پوچھا کہ اس بڑہاپے مین تلک لگانے کا کیا سبب ہے؟ چونکہ اسکو مجھسے بہت ہی محبت ہتی ایک دن کہا کہ اچھا آ مین تجھے اپنی زندگی کا راز سناتی ہون مگر خبردار کسی سے بیان نہ کرنا۔ یہ کہکر اس نے اپنے اس خلاف رسم طریقے پر چلنے کا راز مجھپر ظاہر کیا جو مین حسب وعدہ ظاہر نہین کرتا۔ لیکن اتنا کہنے مین مضایقہ نہین سمجھتا کہ اگرچہ اوس کا خاوند فوت ہو چکا تہا لیکن وہ اکثر خدائی روپ مین اوسکو دکہائی دیا کرتا تہا۔ جس سے اوسکو خیال ہوا کہ میرا خاوند زندہ ہے اور مین بیوہ نہین ہون اور اسلئے مجھے تلک مٹانیکی ضرورت نہین ہے۔ یہ مشاہدات اوسکی ریاضت شاقہ کا نتیجہ تہے جو اس نے قرب خدا حاصل کرنے کے لئے کی ہتی اور اپنی خودی کو بالکل مٹا دیا تہا۔"

یہ قصہ سناکر مہاراج نے فرمایا کہ اس مفصل بیان سے مجھے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ مین ایک نادان اور مور کھہ آدمی ہون۔ اور جو کچھہ مین بیان کرتا ہون وہ سب اس بڑھیا سے سنا ہوا ہے۔ اسی طرح اور ماٹیون نے بہی مجھے قصے سنائے ہین جو مین پھر کبھی بیان کرونگا۔

پیر پر اعتقاد

بمی سجادہ رنگین کُن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ ورسم منزلہا

مہاراج کی خدمت مین جو لوگ حاضر ہوا کرتے تہے وہ مہاراج کو اپنا گرو اور پیر مانتے تہے اور مہاراج کے ہر حکم پر اسیطرح سر تسلیم خم کرتے تہے جس طرح کہ ایک جان نثار مرید کو ہونا چاہیئے۔ اور یہ حکم خواہ انکے مذہب اور رسم کے خلاف ہی کیون نہ ہوتا نہایت ہی سچائی اور راستی سے بجالاتے۔ ذیل مین ایسا ہی ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

معمول کے مطابق تکرسنکرات (جو ہندو عورتونکی عید کا دن ہے اور جس مین وہ آپس مین تل اور گڑ تقسیم کرتی ہین) پوس کے مہینے مین جو انگریزی جنوری مہینے سے مطابق تہا ہو چکی تہی۔ لیکن مہاراج نے مارچ کے اخیر مین تکرسنکرات کے تہوار سے قریباً دو ماہ بعد ایک دن فرمایا کہ کل سے تکرسنکر

کے اپاس شروع ہونگے۔ حاضرین نے کہا کہ مہاراج مکر سنکرات تو دو مہینے پہلے ہو چکی۔ کل تو گوڑی پاڑوے کا تہوار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ درست ہے۔ اب کے گڑہی پاڑوا اور مکر سنکرات دونوں ایک ہی دن آئے ہین۔ معتقدین نے کہا ایسا ہوا ہے تو حکم دیا جائے ہم مکر سنکرات کے اپاس شروع کردین۔ مہاراج نے فرمایا کہ بہتر ہے تین روز اپاس رکھو۔ غرض سب نے مکر سنکرات کی رسومات سر نو ادا کین اور تین دن روزہ رکھا۔ اور پھر عورتون نے حسب دستور کپڑے بدلے اور ایک دوسرے کے گہر جاکر تل گل (تل اور گڑ) تقسیم کیئے۔ جسکو دیکھکر دوسرے لوگ انپر ہنسا کرتے تھے۔ مہاراج کی خدمت مین جب تل گل لیکر حاضر ہوئین تو آپنے فرمایا کہ پہلے نام دیو مہار (بہاگو مہارنی کا شوہر) کو دو چنانچہ سبنے نام دیو کو تل گل دیا۔ پھر مہاراج نے تل گل اور حلوہ لیکر اپنے دست مبارک سے سب کو تقسیم کیا۔ اور پھر فرمایا کہ سب سے پہلے نامدیو کو اس لیئے مینے یہ تحفہ دلوایا کہ یہ کسی زمانے مین میرا گرو تھا۔ مین ہر وقت اپنے پہلے رفقا کی تلاش مین رہا کرتا ہون جن مین سے اکثر مجھے مل گئے ہین۔ خدا کی عنایت سے میرا آنا کہرکہیڑ ہو گیا اور یہان مجھے میرا پرانا گرو ملا۔ چونکہ کسی خاص وجہ سے اس نے مہار کی صورت مین جنم لیا ہے اسلئے میرا فرض ہے کہ اسکو خدا سے ملنے کا راستہ دکھاؤن اور اسی فرض کی انجام دہی کیلئے مین اپنے رفقا کو ڈہونڈتا ہون۔

کسی گذشتہ جنم مین میرے والدین نے مجھے درس کیلئے اس گرو کے

پاس بہیجا تہا - اور اُسنے مجہے چار سال کی میعاد مین صرف "او - نا - ما - سی" کا سبق پڑہایا - جسکے پڑہنے سے مجہپر باب علم وا ہوگیا - او نا ما سی کا سکہانا نہایت ہی دشوار کام ہے - اور اسکے معنی کو پورے طور سے سمجہنا گویا معرفت الٰہی کا حاصل کرنا ہے - اس جملے کے معنی مین مختصراً بیان کرتا ہون -

"جب پہلے پہل بچہ کسی استاد کے پاس پڑہنے بٹہایا جاتا ہے تو اوسکو شری گنیشا او نم سی دہم (بسم اللہ کا مترادف جملہ) پڑہایا جاتا ہے - لیکن میرے اس گرو نے مجہے صرف ایک ہی جملہ او نما سی پڑہایا - اور اسکے معنی سمجہانے کیلئے اس جملے کے تین ٹکڑے اسطرح کئے - (او - نم - اُسی) جسکو ملاکر پڑہنے سے یہ معنی نکلتے ہین " تم کون ہو کا یہ جواب ہے " اور سد گرو اپنے چیلے کو یہ بتاتا ہے کہ وہ کون ہے - دراصل جملۂ مذکورہ مین - مین کون ہون کا جواب مدغم ہے - یعنی اُسی کے معنی ہین " تُم ہو " اور او نام یعنی " اوم نام کے " اسکو ملاکر پڑہو تو یہ جملہ بنتا ہے " تم ہو اوم نام کے " یا بالفاظ دیگر تمہارا نام اوم ہے - یا تم اونکار روپ رکہتے ہو - غرض چار سال مین میرے استاد نے مجہے آگاہ کردیا کہ اونکار روپ کیا ہے - اسلئے نام دیو میرا گرو ہے - اور ہاتہ اُٹہاکر مہاراج نے نام دیو کو سلام کیا - اور یہ دیکہکر تمام حاضرین نے بہی نام دیو کو سلام کیا - نام دیو کا اس بات سے دل بہر آیا اور رونے لگا -

مہاراج نے پہر تل گُل کی بجائے حلوہ تقسیم کرنیکی رسم کو بے سود قرار دیا

دریچھایا کہ حلوے مین تل ملاتے ہین لیکن اس مین بجائے گڑ کے شکر ہوا کرتی ہے
اور اسکے علاوہ لونگ۔ زعفران - الائچی اور دیگر خشک میوہ بھی ہوتا ہے۔ شاستر
مین اس دن صرف تل اور گڑہ ملاکر تقسیم کرنا باعث ثواب بتلایا ہے۔ حلوے
سے کوئی ثواب نہین ہوتا۔ معتقدین اس دن سے آپ کے حکم کیموافق چلنے لگے
مہاراج نے یہ تمام تقریر کوٹھی پر بیٹھے ہوئے کی تھی جہان تمام لوگ
بے تکلف بیٹھے سنتے رہے جس سے انکے حسن عقیدت کی شان ظاہر ہوتی ہے۔
اسی مضمون کا ایک اور قصہ مہاراج نے بیان فرمایا تھا جو ذیل مین درج کیا جاتا ہے

قصہ

ایک راجہ ہمیشہ شنکر کی پوجا کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنے شہر کے تمام برہمنونکو
حکم دیا کہ مہادیو کے مندر مین چلہ باندہ کر بیٹھین اور ہر وقت شنکر کے نام کا
جپ کیا کرین۔ کئی سال کے بعد ایک بھیل کا ادہر سے گذر ہوا۔ مندر مین جپ کی
آواز سنکر ٹھہر گیا اور چاہا کہ اندر جاکر دیکھے لیکن دروازے پر روک دیا گیا کہ
اندر برہمن شنکر کا نام جپ رہے ہین تو اندر نہین جا سکتا۔ اس نے دروازے
ہی پر کھڑے دیکھا کہ مہادیو کی مورتی پر پانی ڈالا جا رہا ہے۔ دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ شنکر کو پانی بہت پسند ہے۔ بھیل کو بھی شوق ہوا کہ شنکر کی پوجا
کرے۔ یہان سے چلکر یہ ایک چھوٹے سے غیر آباد مندر مین پہنچا۔ اور مہادیو کی
مورت کی پوجا کرنے کے پانی لانے کیلئے ندی پر گیا۔ چونکہ اسکے پاس کوئی برتن

نہین تہا اسلیئے اس نے اپنے منہ مین پانی بہر لیا اور مندر مین آکر مہادیو کی مورتی
پر کلی کر دی۔ اسی طرح سات دن تک کرتا رہا۔ آٹہوین دن پہر اُسی مندر
کی طرف جانکلا جس مین برہمن اور راجہ پوجا کر رہے تہے۔ اور مندر کے دروازے
پر کہڑا ہوکر تماشہ دیکہنے لگا۔ یکایک ایک بہونچال سا آیا اور مندر کی تمام عمارت
ہلنے لگی۔ برہمن اور راجہ جان بچانے کیلئے بہاگ گئے۔ بہیل نے دیکہا کہ مندر کے
گرنے سے مہادیو کی مورتی کو صدمہ ہوگا۔ دوڑا اور مورتی کو لپٹ گیا۔ اس کا
اندر آنا تہا کہ زلزلہ بند ہو گیا۔ اور شنکر نے بہیل کو اپنے درشن دیئے اور کاہل ہانو
راجہ نے یہ منظر اپنی آنکہ سے دیکہا اور دوڑ کر شنکر کے پاؤن پڑنا چاہا لیکن شنکر
غائب ہو گیا۔ راجہ کو بڑا رنج ہوا۔ اور پہلے سے زیادہ شوق کے ساتہہ پوجا کرنے
لگا۔ کئی برس کے بعد راجہ کو بہی شنکر کے درشن نصیب ہوئے۔ اسوقت راجہ نے
پوچہا کہ مین برسون سے آپ کی پوجا کر رہا تہا مجہے درشن نہ دئے اور بہیل کو
سات ہی روز کی پوجا مین کامل بنا دیا گیا۔ شنکر نے کہا کہ اُس مین اور تم مین
بہت بڑا فرق ہے۔ تم لوگ مندر کو گرتا ہوا دیکہکر اپنی جان بچانے کے لئے
مجہے چہوڑ کر بہاگ گئے اور وہ اپنی جان کی پرواہ نہ کرکے مجہے بچانے کیلئے
اندر گہس آیا۔ یہی وجہ تہی کہ مین نے اسیوقت اسکو درشن دئے اور تجکو اتنے
عرصے کے بعد۔ یہ کہکر شنکر غائب ہو گیا۔

درحقیقت بے ریا اور سچی محبت۔ ظاہری اور رسمی عبادت وبندگی پر

ہر حالت مین فوق رکہتی ہے۔

اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد مہاراج نے بہاگو مہارنی کے گہر سے اُٹھکر بہنگی چال مین جو دو سو قدم کے فاصلے پر ایک خالی مکان کے برآمدے مین جا قیام کیا۔ اور سامنے ہی کوڑا کرکٹ پہینکنے کی ایک کونڈی بنی ہوئی تہی اس سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے۔ معتقدین یہان بہی آنے لگے۔ حسب معمول نوید کا کہانا آیا تو آپ نے فرمایا کہ تم عورتین پاگل ہوگئی ہو کہ برہمن ہوتے ہوئے ایسی غلیظ جگہ پر میرے لئے کہانا لائی ہو۔ یہ برہمنونکی روش سے بالکل خلاف ہے۔ ٹہیرو تمہارے مردونکو آنے دو مین اُن سے کہونگا کہ تمہاری عورتین بہنگی چال مین آتی ہین۔ عورتون نے کہا کہ ہان آپ ضرور کہئے ہم تو جہان آپ ہونگے ضرور آئینگے۔ مہاراج نے نوید کا کہانا بہنگیون کے بچون مین تقسیم کرا دیا جو آپ کے یہان آنے سے بہت خوش تہے۔ پہر سیتا بائی نامی ایک برہمن عورت سے کہا کہ دیکہا کیسی پاک صاف جگہ ہے۔ یہان جو مذہبی رسم ادا کیجائیگی اوسکا ثواب کئی حصے زیادہ ہوگا۔ پہر ادہر ادہر بکہرے ہوے سوکہے گو کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ سب پہول بکہرے ہوئے ہین اور اسکی خوشبو سے دماغ تازہ ہو رہا ہے سیتا بائی نے جواب دیا کہ جہان مہاراج ہونگے وہ جگہ بیشک پاک صاف ہوگی۔ اور مذہبی رسومات ادا کرنیکے ضرور لایق ہوگی۔ مہاراج نے فرمایا کہ اگر اسجگہ سوم[1] سوموار (پیر کا دن) اور یاپن کی رسم ادا کی جائے تو اس کا نتیجہ نہایت ہی

رسم ونی
پیر کے دن

اچھا بر آمد ہوگا سیتا بائی نے کہا بیشک آپ جو کچھہ فرماتے ہین بالکل درست
مہاراج نے فرمایا تو بڑی دیوانی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میری ہر ایک بات
سچ ہو۔ مین تو مذاقاً کہہ رہا تہا۔ شاستر اور ویدون مین کہین ایسا نہین لکھا
کہ سولہ سوموار او دیا پن بہنگیونکی چال مین کیا جاوے۔ اسپر حاضرین نے
کہا کہ جہان مہاراج ہین وہان وید اور شاستر کی ضرورت باقی نہین رہتی

بید تہکو برہما تہکو شنکر شیش
گیتا کو بہی گم نہین جہان سدگرو اپدیش

مہاراج نے فرمایا کہ یہ باتین تم اپنے خاوندون سے نہ کہنا وہ تمپر خفا ہونگے
سیتا بائی نے کہا ان لوگونکی کیا طاقت جو آپ کی باتون پر وہ ہم سے خفا ہون
وہ سب آپکے فرمانبردار غلام ہین۔ اور اب ہم اسجگہ سولہ سوموار ضرور ادا کرینگے
آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو مین یہان سے چلا جاؤنگا۔ اور جنگل مین جا
پڑونگا۔ ایسی غلیظ جگہ بہی تم مجہے نہین رہنے دیتے۔

یہان مہاراج کا جذب کسیقدر بڑہگیا تہا اور آپ اکثر آنیوالونکو گالیان
دیتے رہتے تہے۔ اس لئے سب لوگون نے مسٹر ایکناتہہ راؤ کو اپنا رہبر بنایا چونکہ
یہ مہاراج کے سچے معتقد اور ماننے والے تہے ہر وقت اور بلاخوف مہاراج کیخدمت
مین حاضر ہوا کرتے اور مہاراج کی گالیان اور مار نہایت خوشی سے کہاتے چنانچہ
جب مہاراج غصے مین ہوتے تو ایکناتہہ راؤ تنہا مہاراج کے پاس جاتے اور سب کے

بے کی مار خود کہاتے جب مہاراج خوش ہوتے اور ایکناتھ راؤ سے ہنس کر بات کرتے تو سب لوگ درشن کو جاتے ورنہ دور ہی سے سلام کرکے چلے جاتے۔

رام نومی کے دن ایکناتھ راؤ بے کلرک مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے مہاراج نے ہنسکر پوچھا کہ تم لوگ اس غلیظ جگہ پر کیون آتے ہو اپنے اپنے گہر واپس چلے جاؤ۔ ایکناتھ راؤ نے عرض کیا کہ آج رام نومی کا دن ہے اور بہت سے لوگ آپ کے درشن کو حاضر ہوئے ہین چنانچہ سب لوگ حاضر ہوئے اور قدمبوسی حاصل کی۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم سب لوگ دیوانے ہوگئے ہو۔ تم ہندو ہو اور آج رام جنم کا دن ہے۔ کیا رام نے بہنگی کی چال مین جنم لیا ہے یا مین رام ہون جو تم ایسا پاک دن ایسی ناپاک جگہ گذارنے آئے ہو۔ ذرا تو مذہب کا پاس کرو۔ سب لوگ خاموش کہڑے سنتے رہے۔ پہر آپ نے فرمایا کہ اچہا اگر تم واقعی یہ سمجہتے ہو کہ رام نے بہنگی کے گہر مین جنم لیا ہے۔ اور تم سچے دل اور کامل اعتقاد سے رام کی پوجا کرنا چاہتے ہو تو یقین رکہو کہ رام اگر بہنگی کی بستی مین نہ بہی پیدا ہوا ہو تب بہی وہ تمکو اپنا درشن دیگا۔

اسی دن شام کو لکہا سینس کی بیوی لکشمی بائی۔ چنا سوامی کی بیوی اور بہاگو مہارنی مہاراج کے لئے کہانا لیکر حاضر ہوئین۔ مہاراج نے تہوڑا سا کہاکر باقی بہنگی بچو نکو تقسیم کر دیا۔ چونکہ مہاراج اسوقت ہمہ اوست کے مقام مین تہے اس لئے ذات پات کا تفرقہ انکے خیال مین ہی نہین آتا تہا۔ بقول شخصے

سہ ذات پات کو پوچھے نہ کوئے کو ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

لہذا انکو ہرکن یاد ہیڑ کے پکائے ہوئے کہانے مین کوئی فرق نہ دکہائی دیتا تہا
پاکی اور ناپاکی۔ رنج و خوشی سب انکے لیئے برابر تھے۔ پہر کہپورین آپ جب تک
رہے یہی حالت رہی۔

بہاگو مہارنی اور اسکے خاوند نے بہتیری خوشامد کی کہ آپ ہمارے یہان
ہی قیام فرمایئن لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ نام دیو اجازت لیکر وہ ٹاٹ لایا جو
آپ جہپرین چہوڑ آئے تہے اور آپ نے اس مین سے ایک بچھایا اور ایک اوڑہا
چونکہ آپ کے ارد گرد گوہی گو پڑا رہتا تہا اور درشن کو آنیوالے لوگو انکو بہت
دور بیٹھنا پڑتا تہا اس لیئے اسکو صاف کرنیکی اجازت لوگون نے مانگی مگر آپنے
منع کر دیا۔ ایک دن آپ باہر تشریف لیگئے عورتون نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور
اس جگہ کو صاف کرا دیا آپ نے دیکہا تو بہت خفا ہوئے۔ جب غصہ ٹھنڈا ہوا
تو اپنی عادت کے موافق دیوار سے پیٹھ لگا اور ٹانگین پہیلا بیٹھ گئے آپ اپنے پیر دیوار
کے نیچے اکثر اینٹین رکہہ لیا کرتے تہے۔ اب بہی اکثر آپ اسی انداز سے بیٹھا کرتے ہین

رام نومی کے تیسرے دن دو تین آدمی ملکر آپ کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور آپ کے نام سے رام نومی کی چوتہی تاریخ کو بھنڈارا کرنیکی خواہش ظاہر
کی۔ مہاراج نے فرمایا کہ تمہین اختیار ہے مین کچھ تمہارا خدا نہین ہون جو میرے
نام سے بھنڈارا کرتے ہو۔ کرو مگر میرے نام سے نہین۔ چنانچہ لوگون نے اسکو

اجازت سمجھا اور اُسی رات کو کہانا پکانے کیلئے چھپر باندھنا شروع کیا جس مین
مہاراج بہی شریک ہوئے اور لوگونکو اطمینان ہوگیا کہ اب آپ کی پوری
اجازت ہوگئی۔ دوسرے دن کہانا تیار رہوا اور قرب وجوار کے ہزارون غربا
کہانے کیلئے حاضر ہوئے مگر ایک وقت یہ آن پڑی کہ کہانا کس جگہ کہلایا جائے
ہنگی چال کے سامنے میدان تو بہت بڑا تہا لیکن دہوپ مین کہانا کہانا
مشکل تہا۔ مہاراج نے بہی اسکو پسند نہ فرمایا اور کہا کہ کوئی معقول انتظام
کرو۔ عین وقت پر انتظام کا ہونا مشکل ہوگیا تو لوگ گہبرائے۔ آخر مہاراج
نے خود فرمایا کہ نو وارو سنا کمپنی کا شامیانہ مانگ لاؤ اور اس مین بٹہاکر
سب کو کہانا کہلاؤ۔ اگرچہ کمپنی کا شامیانہ دنکو خالی رہا کرتا تہا لیکن مالک کمپنی
ایسا بدمزاج تہا کہ کسی کی ہمت نہ پڑی کہ جاکر مانگے۔ مہاراج نے پہر غصے سے
فرمایا کہ جاؤ وہی شامیانہ لاؤ وہ دیگا۔ چنانچہ آدمی گئے اور شامیانہ مانگا
مالک نے فوراً شامیانہ دیا بلکہ اپنے آدمیونکو بہیجکر اوسکو کہڑا کروا دیا اور
کہانا شروع ہوگیا۔ تہوڑی دیر مہاراج نے خود اپنے ہاتہ سے کہانا تقسیم کیا
اور مغرب سے پہلے مہاراج اپنی جگہ پر واپس تشریف لے آئے۔ آٹہ بجے کے
قریب حسب معمول عورتین کہانا لیکر حاضر ہوئین آپ نے فرمایا کہ آج یہ کہانا نہین
کہاتا میرا ارادہ ہے کہ شامیانہ مین غریبون کے ساتہ بیٹہکر کہانا کہاؤن۔ یہ
کہہ کر آپ نام دیو اور دس بارہ مہارون کو ساتہ لیکر شامیانے مین گئے

اور عام لوگون کی طرح کہانا مانگا - چنانچہ آپکو کہانا دیا گیا - ہمراہی چہارون کو
ایک صف مین اور باقیماندہ منتظمین برہمنونکو دوسری صف مین آمنے سامنے بٹہاۂ
اور خود الگ جا بیٹھے - دونون صفون نے جن مین راؤ صاحب و نایک راؤ بہی
شریک ہتے کہانا شروع کیا - آپ نے فرمایا کہ غریبونکو، واٹ کہلانا اور معذورونٗ
کی خدمت کرنا اعلیٰ ترین عبادت ہے - اور اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ بیان کیا

قصہ

ایک مرتبہ کسی راجہ نے کسی بستی کے غریب آدمیونکو جو اس کے شہر مین
بوجہ فلاکت پیٹ بہرنے آئے ہتے پکڑوا منگوایا اور صبح سے شام تک اُن سے
کہیتی کا کام لیا اور تمام دن بہوکا پیاسا رکہکر شام کو مزدوری بہی نہ دی اور
اپنے شہر سے نکالدیا - بارش کے دن اندہیری رات راہ مین کیچڑ آفت کے مارے
اپنے گاؤنکی طرف چلے - گاؤن ۱۰ میل دور - تہوڑی دور گئے ہونگے کہ بارش بہی
شروع ہوگئی - جنگل مین بچنے کی جگہ نہین مجبوراً چلتے رہے - خدا خدا کرکے ایک
گاؤن آیا - اور یہ ایک مکان کے برآمدے مین بارش سے بچنے کیلئے جا بیٹھے
گہروالا کوئی نہایت ہی خدا پرست اور نیک دل تہا رات کا بہجن کرکے بستر پر
ابہی لیٹا ہی تہا کہ اسکو آہٹ معلوم ہوئی اور اسنے باہر آکے دیکہا کہ بہت
سے آدمی پڑے ہین - حال پوچہا تو ان لوگون نے ساری حقیقت بیان کی
اور کہا کہ بارش ختم ہو جائے تو ہم چلے جائینگے - اوسکو یہ سنکر رحم آیا اور سب کو

اندر لیگیا۔ اور آگ سلگاکر سب کو سینکنے کے لئے بٹہا دیا۔ اور اپنی بیوی کو جگاکر سب کے واسطے سوتیان تیار کرائین اور کہلاکر سب کو سلادیا۔ اور صبح اٹہکر یہ سب اپنے گہر گئے۔ اِسی زمانے مین کسی دوسرے شہر مین ایک مبروص آدمی تہا جو لوگون سے منہ چھپائے گہر مین پڑا رہتا تہا۔ تنگ آکر اسنے ارادہ کیا کسی پہاڑ پر چلکر اپنی زندگی کا خاتمہ کردینا بہتر ہے۔ اس خیال سے وہ ایک پہاڑ پر گیا۔ یہان ایک مندر تہا سوچا کہ چند روز اس دیوی کی پوجا کرلینی چاہیے ممکن ہے یہ خوش ہوکر اس مرض سے مجھے نجات دلادے ورنہ گرکر جان دیدونگا۔ چنانچہ دیوی کا تصور کرکے بہوکا پیاسہ چند روز تک بیٹھا رہا۔ آخر دیوی نے درشن دیا اور پوچھا کیا مانگتا ہے مانگ۔ اس نے کہا اور کچھہ نہین صرف میری بیماری دور ہوجائے۔ دیوی نے کہا یہ تو میرے بس کی بات نہین ہے البتہ ایک ترکیب تجھے بتاتی ہون اس سے تو اس مرض سے نجات پاسکیگا۔ چنانچہ اوسنے کہا کہ فلان گاؤن مین ایک خدا پرست ہے اوس سے اوسکی ایک ماہ کی عبادت کا ثواب یا ایک رات اوسنے ۲۰۰ غریبونکو کہانا کہلایا ہے اوس رات کا ثواب مانگ اگر ان دونون مین سے ایک ثواب بہی تجھے دیدیا تو تیرا کام بنجائیگا۔ مبروص یہان سے اُٹہا اور سیدہا اس خدا پرست کے پاس پہنچا اور دونون سوال پیش کیے۔ خدا پرست نے سوچ سوچ کر کہا کہ بہائی رات کا ثواب تو نہین دے سکتا البتہ ایک ماہ کی عبادت

کا ثواب دیسکتا ہون - یہ کہکر اس نیک مرد نے اسکو کہانا کہلایا اور شب کو اپنے گہر سلایا - صبح کو مبروص بالکل تندرست ہو گیا اور شکریہ بجا لا کر رخصت ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غریبون اور مظلومونکو کہانا کہلانا عبادت سے زیادہ ثواب رکہتا ہے "

یہ قصہ سنا کر مہاراج واپس آگئے اور عورتون کالایا ہوا کہانا سب کو تقسیم کر دیا - صرف نیم کی چٹنی اپنے لیئے رکہہ لی اور فرمایا کہ یہ تم لوگونکو کڑوی معلوم ہوگی - اسپر نام دیو مہار نے کبیر کا دوہا سنایا - ؎

میٹھا میٹھا سب کوئی کہاوے کڑوا نہ کہاوے کوئے ۔ جو کوئی کڑوا کہاوے وہ سب میٹھا ہوئے

مہاراج اکثر فرمایا کرتے تہے کہ دن رات کے ۲۴ گھنٹون مین میرا بولنا چلنا - پہرنا - گالیان دینا نصیحت کرنا - مارنا وغیرہ جو کچھ بہی مین کرتا ہون سب خلقِ خدا کے فائدے کے لیئے ہے - میری کوئی ذاتی غرض یا نفسانی خواہش اس مین نہین ہے -

کوّا اور سدگرو

ایک دن مہاراج بیٹھے باتین کر رہے تہے کہ ایک کوا انکے نزدیک آبیٹھا اور کائین کائین کرکے اُڑ گیا - مہاراج نے حاضرین سے کہا کہ اس کوّے نے اسوقت نہایت مفید نصیحت کی ہے - میرے نزدیک اس سے بہتر ناصح اور کوئی پرندہ نہین ہے - پہر آپنے حاضرین سے پوچھا کہ بتاؤ سب سے اچھا

پرندہ کونسا ہے؟ کسی نے کہا طوطا۔ کسی نے بلبل وغیرہ وغیرہ لیکن آخر میں سب نے
ہنس کو تمام دنیا کے پرندوں سے افضل قرار دیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ بیشک
ہنس کو تمام پرندوں پر فوق حاصل ہے کیونکہ موتی جیسی سب سے زیادہ قیمتی چیز اسکی
خوراک ہے۔ لیکن میری نظر میں اسکا ہمپایہ کوا ہی ہے جو اعلیٰ کے مقابل سفل کا
ہوں اور موتی کے مقابل کم سے کم قیمت اور ناپاک سے ناپاک خوراک کھانیوالا
ہے۔ گویا اعلیٰ ترین ہنس اور اسفل ترین کوا ہوا۔

ہنس کو اکثر سدگرو سے تشبیہہ دی جاتی ہے جو انسانی حیثیت میں
افضل ترین مرتبہ ہے۔ یعنی جیسے پرندوں میں ہنس ویسے انسانوں میں سدگرو
مگر میرے خیال سے فقط ہنس کا لفظ سدگرو یا سدپروش کیلئے تنہا درست
نہیں ہے۔ کیونکہ سدگرو میں اعلیٰ اور اسفل دونوں صفات موجود ہیں اسلئے
سدگرو کو پرم ہنس کہنا مناسب ہے جس میں کوے اور ہنس کی مشترکہ
صفات پائی جاتی ہیں۔ سدگرو کو ہنس اسلئے کہا جاتا ہے کہ جسوقت لفظ سوہم
(یعنی "وہ میں ہوں") کا ورد اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ کیا جاتا ہے تو اسکا
تلفظ "ہمس" ہوجاتا ہے جسکے معنی "میں وہ ہوں" ہوتے ہیں اور اس ورد
کو بدرجۂ کمال تک پہنچاکر ورد کرنیوالا "میں وہ ہوں" کا تجربہ کرتا ہے اور
اس تجربہ حاصل کرنیوالے کو ہنس کہتے ہیں۔ جسکے معنی "میں وہ ہوں" ہوتے
ہیں۔ اور کوے کی مناسبت اسلئے دی جاتی ہے کہ کوا بلا امتیاز اچھی اور بری

ہر ایک چیز کہا لیتا ہے اور کوئی اثر اسپر نہین پڑتا۔ اسیطرح سد پروش بہ
بہی کسی اچھی اور بُری چیز کا اثر نہین پڑتا۔ اور دوسرے یہ کہ کوّا ہر ایک چیز کو
باوجودیکہ دو آنکہین رکہتا ہے ایک ہی آنکھ یعنی باطنی آنکہہ سے دیکہتا ہے
اور یہ کہ کوّا جس شخص کو چونچ مارے یا چھوے وہ نجات حاصل کرتا ہے۔
یہ ہی حال سد گرو کا ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو ایک ہی نظر سے دیکہتا ہے اور
کسی چیز مین تفریق جایز نہین رکہتا۔ اور یہ کہ سد گرو جسکو مارتا ہے وہ نجات
کا مستحق ہو جاتا ہے۔ جس طرح کوّے کی چونچ سے بظاہر جسم کو تکلیف ہوتی اور
باطنی طور پر ناپاکی دہل جاتی ہے۔ اسیطرح سد گرو کے مارنے سے گناہ دہل جاتے
اور وہ پاک ہو جاتا ہے اگرچہ بظاہر آدمی تکلیف محسوس کرتا ہے

وید مین یہ قصہ موجود ہے کہ رام نے جلا وطنی پر جنگل مین اپنی نجات
کیلیئے سیتا کے ذریعے عمداً اذیت اُٹہائی اگرچہ وہ خود دنیا کا ناجی تہا کیونکہ
رام اور سیتا گو بظاہر الگ تہے لیکن باطن مین انکی ہستی متحد ہتی۔ لہذا جب
کوّے نے سیتا کی پستان پر چونچ ماری اور گناہ سے پاک کیا تو گویا رام
کی چھاتی پر چوٹ لگی۔ اور وہ گناہون سے پاک ہو گیا۔ اگرچہ سیتا گنہگار
نہ تہی لیکن چونکہ رام اپنے خیالات کو مذہبی صورت مین دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا
تہا۔ اسلیئے سیتا کے ذریعے سے اسکو عملی جامہ پہنا کر دنیا کے لیئے مثال
قائم کر دی۔

چنانچہ رام کے مذکورہ بالا اصول نجات کی بنا پر پیروان زرتشت مین مردہ
لاش کو بجائے دفن کرنے یا جلانے کے کسی خاص جگہ پر رکھکر کوؤن سے نچوانیکی رسم
جاری ہے لیکن مردہ لاش کو اسطرح نچوانے سے نجات حاصل نہین ہوسکتی کیونکہ
اسکے لئے جسم مین جان اور حواس کا ہونا لازمی ہے۔ اسی لئے بانی مذہب نے
چند کریا کرم ایسے مقرر کئے ہین کہ جن سے کوؤن کے نوچتے وقت لاش
مین جان آجائے۔ اور مرنے والا نجات حاصل کرے۔

غرضکہ سدگرو اور کوئے مین پوری مناسبت ہے اسلئے مین سدگرو کو
کوا کہتا ہون۔ اب مین تمہین ایک ظاہری مثال سے بتاتا ہون کہ آدمی کی
جان مرنے کے بعد اچھے اور بُرے اعمال و خواہشات کو ساتھ لئے ہوئے جسم سے
کسطرح الگ ہو جاتی ہے۔

مثلاً سونے کا بھراؤ زیور۔ اس زیور کے بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ سونے
کے پترے کو زیور کی وضع پر کاٹ کر لاکھہ کی ٹکیہ پر چپکا لیا جاتا ہے اور پھر حسب منشار
اسپر پھول پتیان کھود لی جاتی ہین۔ جب یہ زیور تیار ہو جاتا ہے تو یہ لاکھہ بدستور
اپنی جگہ پر قایم رہتی ہے۔ حالانکہ لاکھہ سونے پر نقش و نگار بنانے کیلئے ایک
ذریعہ مانی جاتی ہے لیکن درحقیقت یہ نقش کو قایم رکھنے والی چیز ہے۔ اب
جسوقت یہ زیور ایک عرصے تک استعمال ہونے کے بعد گھس جاتا ہے تو اسکو توڑ
دیا جاتا ہے۔ اور لاکھہ کو کرید کر نکال لیا جاتا ہے اور سونے کے پترے کو اس سے

علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ مگر سونے پر جو نقش و نگار ہوتے ہیں وہ قایم رہتے ہیں اور لاکھ پر نہیں رہتے جو برادہ بنجاتی ہے اور بیکار سمجھکر پھینکدی جاتی ہے اب ان سونے کے زیورات کے نام جنپر مختلف قسم کے نقش و نگار ہوتے ہیں اصل صورت مٹ جانے کی وجہ سے گم ہو جاتے ہیں اور صرف اصل چیز سونا ہی سونا باقی رہجاتا ہے۔

پس روح (سونا) نے جسم (لاکھ) کو قبول کیا ہے اور اسکو ذریعے سے روح (سونے کے پترے) پر مختلف سنسکار (نقش و نگار) کیے جاتے ہیں۔ اور جب موت آتی ہے تو جسم الگ پڑا رہتا ہے۔ اور روح (سونا) اپنے سنسکار (نقش و نگار) کے ساتھ الگ ہو جاتی ہے۔ اب یہ اچھے یا برے سنسکار روح کے ساتھ ہوتے ہیں جسم سے انکو کوئی تعلق نہیں رہتا۔ ان سنسکار کیوجہ سے روح کو دل۔من۔یا پران کہا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ سنسکار الگ کر لیے جاتے ہیں تو صرف خالص روح (آتما) رہجاتی ہے۔

گرنتھ صاحب کا درس

ایک مرتبہ ایک پنجابی عورت مہاراج کے درشن کو بھنگی چال میں آئی مگر مہاراج اسکے آنیسے پیشتر ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور مغرب کی جانب قریباً آدھا میل کے فاصلے پر ایک غلیظ جگہ میں جا بیٹھے۔ یہ عورت وہاں پتہ لگاتے لگاتے

یہان آ پہنچی۔ مہاراج کا نورانی اور پر جلال چہرہ دیکھکر قدمون پر گر پڑی اور پھر اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور کہا کہ آج مجھے خدا کا دیدار ہوا۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین تیرے لیئے ایک اجنبی شخص ہون۔ تجھے میرا لحاظ کرنا اور غیر محرم سے شرمانا چاہیئے۔ مین کوئی ولی یا اوتار نہین ہون مین تو ایک دیوانہ آدمی ہون۔ اُس عورت نے کہا کہ مین خوب جانتی ہون کہ آپ کون ہین۔ مجھے اپنے خدا کے آگے شرمانے کی ضرورت نہین ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مین اندھا ہون۔ عورت نے کہا کہ ہم سب اندہے ہین اور ہماری آنکھون مین بصارت دینا آپ کا کام ہے مہاراج نے فرمایا کہ اگر تو اندھی ہے تو مجھے کیونکر ڈھونڈ نکالا۔ حالانکہ مین تیری محبت اور عقیدت کو نہ دیکھہ سکا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مین اندھا ہون نہ کہ تُو۔ لہذا تو مجھپر رحم کی نظر کر تاکہ مین تیری محبت کو دیکھہ سکون۔ خدا ہمارے جیسے اندھونکو اپنے سچے عاشقونکے طفیل مین بینائی بخشتا ہے۔ عورت نے کہا مہاراج مین تو آپ کی لونڈی اور خدمت گذار خادمہ ہون اور آپ کی نظر عنایت کی منتظر ہون۔ مہاراج نے فرمایا کہ اچھا اگر تو میری سچی خدمت گذار ہے اور میرا حکم ماننے کیلئے تیار ہے تو اپنے گھر جا اور لال۔ ہری۔ کالی اور پیلی مرچون کو باریک پیسکر لا اور میری آنکھون مین بھر دے۔ شاید اس سے میری بینائی درست ہو جائے۔ عورت یہ حکم سُنکر سخت پریشان ہوئی حکم مانے تو مشکل نہ مانے تو مشکل۔ بہرحال مرچین پیسکر لائی اور کہا مہاراج پیلی مرچین نہین ملین

یہ تین قسم کی مرچیں حاضر ہین۔ آپ نے فرمایا کہ میری آنکھون مین بھر دے۔ عورت نے ہزار منت سماجت کی کہ اس حکم کی تعمیل نہ کرائی جائے لیکن آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ اگر تجھے مجھپر اعتقاد ہے تو جیسا مین کہون ویسا کر۔ مجبوراً عورت نے مرچین مہاراج کی آنکھون مین بھر دین۔ مہاراج نے آنکھین بند کر لین اور آنکھونسے پانی جاری ہوگیا۔ اسوقت آپ نے فرمایا کہ تیری آنکھون سے میری محبت مین آنسو بہہ رہے تھے اسکے جواب مین کیا مجھے آنسو بہانا لازم نہین ہے؟ اتنے مین اس عورت کے ساتھی بھی یہان آپہنچے۔ اور مہاراج کیحالت دیکھکر اس عورت پر لعنت ملامت کرنے لگے۔ آپنے فرمایا کہ اسکو کچھہ نہ کہو یہ میری سچی خدمت گذار ہے اور مجھے سد پروش سمجھتی ہے اور اسی لئے اس نے میرے حکم کی پوری تعمیل کی۔ اگر مین واقعی سد پروش ہون تو اسکے حق مین مین بہتری کرونگا۔ اور اگر مین کچھہ نہین ہون تو اسکا اعتقاد اس کا دلی منشا پورا کریگا۔ اس کے متعلق پھر آپ نے ایک قصہ ان لوگون کو سنایا۔

حکیم کا قصہ

کسی گاؤن مین ایک شخص بیمار پڑا۔ بہترا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا۔ کسی نے کہا کہ ایسی سخت بیماری بغیر حکیم کے علاج کے اچھی نہین ہونیکی۔ فوراً کسی حکیم کو بلاؤ ورنہ یہ بیمار مر جائیگا۔ بیمار نے جو سنا تو حکیم کو بلوانے کیلئے گھر والون سے کہا۔ گر

گاؤن مین حکیم کہان آخر گہر والون مین سے ایک نے کہا کہ گہبرا نہین مین حکیم کو لاتا
ہون یہ کہکر یہ گہر سے نکلا اور ایک مندر مین آکر بیٹھ گیا۔ اتنے مین ایک غریب
برہمن مسافر مندر مین آکر اُترا۔ اُس آدمی نے اس برہمن کو سلام کیا اور کہا
آہاہ! حکیم صاحب مزاج مبارک۔ عرصے کے بعد ملاقات ہوئی۔ برہمن بیچارہ
ہکا بکا ہوکر دیکہنے لگا کہ اس آدمی کو کیا ہوگیا نہ جان نہ پہچان نہ مین حکیم
نہ حکمت کے نام سے واقف۔ گہبراکر کہا کہ بہائی تم کس کے دہوکے مین مجہے حکیم
سمجہہ رہے ہو۔ مین تو ایک غریب بہکاری برہمن ہون۔ اُس آدمی نے کہا کہ
واہ آپ چہپاتے کیون ہین مین آپکو اچہی طرح جانتا ہون بلکہ آپ کے زیر
علاج رہکر گویا زندگی دوبارہ حاصل کی ہے۔ اتنے مین کچہہ اور لوگ آگئے اور
اس آدمی نے ان لوگون سے بہی کہا کہ یہ بڑے بہاری نامی گرامی حکیم ہین
اور سینکڑون جان بلب مریضون کو جان بخش چکے ہین اور لوگ انکو مسیح زمان
کہتے ہین لیکن اسوقت یہ اپنے آپ کو چہپا رہے ہین اور بہکاری برہمن بنے جاتے
ہین۔ لوگون نے کہا کہ اہل کمال کا یہ ہی خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو
ظاہر کرنا پسند نہین کرتے چنانچہ یہ لوگ بہی پہنچے اور قدم بوس ہوکر ادب سے
بیٹھ گئے۔ غرضکہ دو تین دن مین تمام گاؤن مین شہرہ ہوگیا کہ مندر مین بڑا
بہاری حکیم اُترا ہے۔ اب بیمار آنے شروع ہوئے۔ اور برہمن نے بہی یہ سوچکر کہ
خدا نے گہر بیٹہے روزی پہنچانے کی ترکیب نکالی ہے۔ آئین بائین شائین دوا

بتانا شروع کر دین۔ اُس آدمی نے اپنے بیمار کو بھی خبر کی کہ تیری قسمت سے
ایک بڑا نامی گرامی حکیم گاؤن مین آیا ہے۔ بیمار سے بیمار ایک ہی نسخہ مین اچھا ہوجاتا
ہے مگر بڑی خرابی کی بات ہے کہ وہ علاج بہت ہی کم کرتے ہین جسکی قسمت مین
اچھا ہونا لکہا ہوتا ہے اسیکو وہ دوا دیتے ہین ورنہ کہہ دیتے ہین کہ مین اسکا
علاج نہین کرتا۔ بیمار نے کہا جب ایسا روشن ضمیر حکیم ہے تو کسی صورت سے اسکو
یہان لاؤ۔ چنانچہ حکیم صاحب بلائے گئے۔ مریض کو دیکہا تو حکیم صاحب نے فرمایا
کہ انکو تو بہت چہوٹی بیماری ہے ایک ہی دوا سے اچہے ہو جائینگے۔ یہ کہکر حکیم
صاحب نے چولہے کی راکہہ جو وہ تمام بیمارونکو دے رہے تہے پڑیا مین بندہی
ہوئی مریض کو دی اور کہا کہ اسکو میرے سامنے ہی پی لو اسکو آدہے گھنٹے کے
بعد تمکو بہوک لگیگی اور رات کو نیند بہی آئیگی۔ کل صبح پہر دوا دونگا اوس سے
تم بالکل تندرست ہو جاؤگے اور چلنے پہرنے لگوگے۔ چنانچہ مریض نے اسیوقت
وہ راکہہ پانی مین ملاکر پی لی اور دوپہر کو حکیم کے کہنے کے موافق بہوک لگی
تو کہانا کہایا اور رات کو نیند بہی آئی۔ اب جو صبح حکیم صاحب آئے تو بیمار انکے
قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ واقعی آپ مسیح زمان ہین۔ حکیم صاحب نے پہر وہی
خاک دہول اُٹہا پلادی اور بیمار اچھا ہوکر چلنے پہرنے لگا۔ یہ قصہ سناکر
مہاراج نے فرمایا کہ دیکہو یہ مریض محض اپنے سچے اعتقاد کی وجہ سے اچہا ہوا
یعنی یہ کہ مین حکیم کے علاج ہی سے اچہا ہو سکتا ہون۔ حالانکہ حکیم صاحب نے

خاک کے سوا اور کچھہ بھی نہین دیا۔

اسکے بعد لوگون نے آپ کی آنکھین ٹھنڈے پانی سے دھوئین اور مہاراج مغرب کے وقت اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ شب کو حسب معمول عورتین کہانا لیکر آئین۔ لکشمی بائی نے پوچھا کہ یہ آنکھونکو آج ہی آج مین کیا ہوگیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنا پہلا زمانہ یاد آیا تھا اسپر خوب رویا ہون اسلئے آنکھین سوج گئیں اور اب مجھے نیند آرہی ہے چنانچہ سب لوگ رخصت ہوگئے اور مہاراج لیٹ گئے۔

مذکورہ پنجابن اب ہر روز مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوا کرتی اور اپنے ساتھہ اپنی ہمسایہ لڑکی کو بھی لاتی اور گھنٹون بیٹھکر آپ کے پند و نصائح سے فیض حاصل کرتی۔ چند روز کے بعد اس نے گرنتھہ صاحب مہاراج کے آگے لاکر رکھدیا اور کہا کہ مین نانک شاہی سکھہ ہون مجھے اس کا سبق دیا جائے آپ نے اسکو پڑھنے کا حکم دیا اور گرنتھہ صاحب کے بعض نکات جو اس عورت کی سمجھہ مین نہ آتے آپ سمجھایا کرتے۔

اس عرصے مین ایک اور واقعہ پیش آیا جو قابل تذکرہ ہے۔ "ہندو مذہب مین ہر سال چیت کے مہینے مین "چیت ہلدی کنکو" کا تہوار آتا ہے۔ ان ایام مین ہندو عورتین اپنے اپنے گھرون مین گوری دیوی بٹھاتی ہین۔ اور

عورتین باری باری ایک دوسرے کے گہر جاتی ہین۔ جہان حسب دستور گہروالی عورتین مہمان عورتون مین۔ ہلدی۔ گلال اور بتاشے وغیرہ تقسیم کرتی ہین۔ اور چونکہ ہندوستان کی عورتین اپنے شوہرونکا نام لیتے ہوئے شرماتی ہین ایلئے اسموقعپران عورتون سے انکے شوہرونکا نام پوچھا جاتا ہے اور انکو رسم کیموقع شرمیلی ادا سے نام لینا پڑتا ہے۔ مہاراج کے پاس آنیوالی معتقد عورتون نے مہاراج سے اجازت لیکر انہین گوری دیوی بنایا۔ اور برہمن اور دوسری قوم کی ہندو عورتین بہنگی چال مین جمع ہوئین۔ ان مین سے کچہہ تو میزبان بنین اور کچہہ مہمان اور ہلدکنکو کی رسم ادا کی گئی۔ شہر کی قریباً تمام عورتین اسوقت جمع ہوئی تہین۔ اور ہر ایک اپنے ساتہہ رسم کی ادائیگی کے لئے ضروری سامان لائی تہی۔ اور ان تمام چیزونکا ڈہیر مہاراج کے آگے لگ گیا۔ سارہکا چولیان بہی کثیر تعداد مین چڑہائی گئین۔ چونکہ مہاراج اسوقت گوری دیوی بنے ہوئے تہے۔ ادائیگی رسم کے وقت مسکراتے اور مزے مزے کی باتین کرتے رہے۔ بہنگی چال کا منظر اسوقت دیکہنے کے قابل تہا۔ عورتون نے اپنے شوہرونکو بہی اس رسم مین شریک ہونے کیلئے آمادہ کر لیا تہا اس لئے مردون نے بہی نہایت جوش سے اس مین حصہ لیا۔ آخر مین جس قدر نذرانہ اور چڑہاوا تہا سب بہنگیون مین تقسیم کر دیا۔ اور کہرگپور کیلئے یہ دن جس مین برہمنون اور دیگر قومون نے بہنگی چال مین اپنی پوجا کی رسومات ادا کین یادگار رہگیا۔

ایک دن ایک بھنگی کی لڑکی کہین سے کہانا مانگ کر لائی اور کہانے لگی
مہاراج نے دیکھکر اس سے کہا کہ مجہے بہی تہوڑا سا دے۔ لڑکی نے دینے مین
پس کیا آپ سے پہر گڑ گڑا کر مانگا۔ دیکہا تو وہ کہانا کئی دن کا سڑا ہوا تہا
مگر آپ نے بلا تکلف اسکو کہا لیا۔ اسکو بعد سے آپ نے کبہی کبہی بہنگیون سے
مانگ کر کہانا کہانا شروع کیا۔ بلکہ یہانتک کہ ان کا چبایا ہوا تاریل کا بہوک
بہی کہا لیا کرتے۔ آپ کی یہ روش اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مہاراج
اسوقت پوری اَدْوَیت اَوَستھا مین تہے یعنی حالت ہمہ اوست مین ڈوبے
رہنے تہے۔

بہنگی چال مین برہمنونکا بہنڈارا

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جسوقت مہاراج بہنگی چال مین رہنے آئے اسوقت
راؤ بہادر واسٹی نامی کی بیوی سیتا بائی نے مہاراج سے کہا تہا کہ مین سولہ سوموار
و اتا اسجگہ کرونگی۔ اسلئے اس نے ایک پیر کو اپنے شوہر کی اجازت لیکر بہنگی
چال مین بہنڈارا کیا۔ یہ تہوار شنکر کے نام سے کیا جاتا ہے جسکی مورتی کے سامنے
شام کے وقت نویدکا کہانا رکہا جاتا ہے اور اسکے بعد لوگونکو کہلایا جاتا ہے
سیتا بائی مہاراج کو شنکر کا اوتار سمجہتی اور مانتی تہی اسلئے اس نے یہ بہنڈارا
۔ مہاراج اگرچہ خود بہنگیون مین رہا کرتے اور ان مین گہلے ملے رہتے تہے

لیکن کسی دوسرے شخص کو انکے پاس نہ جانے دیتے تھے نہ بھنگی ہی اپنی طرف سے کسی قسم کی بدعنوانی ہونے دیتے تھے۔

جب بھنڈارے کی تمام تیاریاں ہو چکین اور شام کو سیتا بائی مہاراج کے سامنے آئی تو آپ نے فرمایا کہ مین نے تو مذاقاً کہا تھا کہ یہاں سویہ سوموار دراتا کیا جائے تو نے اسکی تیاری ہی کر دی۔ سیتا بائی نے کہا کہ مین آپ کو شنکر کا اوتار سمجھتی ہون اسلئے میری آرزو ہے کہ مین آپ کے سامنے بھنڈارا کرون۔ مہاراج نے فرمایا کہ اس مین تو پہلے برہمنونکو کہانا دیا جاتا ہے او میرے برہمن ٹھیرے یہ بھنگی۔ اسلئے تمہارے برہمن یہان کیونکر آئینگے؟ سیتا بائی اور دیگر حاضرین نے کہا کہ آپ خود تریلوک برہمن بلکہ خود شنکر مین جسکے لئے یہ بھنڈارا کیا گیا ہے۔ ہمین دوسرے برہمنون سے کیا غرض آئین یا نہ آئین۔ ہان جب شنکر حاضر نہ ہو تو برہمنونکی ضرورت ہے۔ مہاراج نے یہ سنکر فرمایا کہ اچھا اگر یہ بھنڈارا میرے لئے کیا ہے تو پہلے مین اپنے برہمنون کو (یعنی بھنگیونکو) کہانا کہلاؤنگا۔ سبنے کہا آپ مختار ہین جو چاہین کرین چنانچہ مغرب کے وقت سینکڑون آدمی یہان جمع ہو گئے۔ اور آپ کی پوجا بڑے زور شور سے کیگئی۔ لوگونکے اس جوشِ عقیدت کو دیکھکر کہ بھنگیونکی بستی مین بھی اپنے مذہب کے خلاف میرے ساتھ ہین مہاراج کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ پوجا کے بعد پہلے بھنگیون مین کھانا تقسیم ہوا اور پھر دوسرے

لوگون یعنی بنگالی۔ مدراسی۔ تلنگی اور برہمنون نے اسیجگہ کہانا کہایا۔ ایسا واقعہ پہلے کبھی نہین ہوا۔ یہ سدگرو ہی کا کام ہے۔ جو اپنی روحانی قوت سے چور کو ولی اور بھنگی کو برہمن بنا سکتا ہے۔ اس کے متعلق مہاراج نے ایک قصہ بیان کیا تہا جو ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

دو طالب حق

ایک مرتبہ دو شخص تلاش خدا مین اپنے اپنے شہرون سے نکلے اتفاق سے ایک ایسے دو راہے پر انکا ملاپ ہو گیا جہان سے کسی سدگرو کی قیامگاہ بہت نزدیک تہا۔ باتون باتون مین ایک دوسرے کے حال سے واقف ہو کر بہت خوش ہوئے اور دونون ملکر سدگرو کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اپنا مطلب سنایا۔ سدگرو نے کہا جو یندہ یابندہ اگر طلب صادق ہے تو ضرور خدا ملیگا۔ یہ کہکر اس بزرگ نے اپنی بیوی سے چنے کے دو دانے منگوائے اور ایک ایک دانہ دیکر کہا یہ لو اور بارہ برس بعد پھر آکر مجھسے ملو۔ تمہارا مقصد پورا ہو جائیگا۔ دونون واپس لوٹے۔ ایک نے ملا ہوا چنے کا دانہ تبرک سمجھکر کہا لیا اور ایک نے گہر لیجاکر زمین مین بو یا۔ جس سے سو چنے پیدا ہوئے۔ اس نے ان مین سے ایک چنا مرشد کے نام کا نکالکر الگ رکھ دیا اور باقی ۹۹ چنے پھر بو دئے۔ غرض کہ ایسا ہی کرتے کرتے یہ شخص بارہ

برس مین امیر کبیر بنگیا اور اختتام مدت پر ہزارون روپے کی سوغات لیکر پیر کی خدمت مین روانہ ہوا۔ اُسی دوراہے پر پھر ان دونون کی ملاقات ہوگئی۔ بزرگ کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ سدگرو نے پوچھا کہ تم دونون نے میرے دئے ہوئے تبرک کو کیا کیا۔ ایک نے کہا کہ مین نے اسکو تبرک سمجھکر کہا لیا دوسرے نے کہا۔ مین نے آپ کا نام لیکر اوسکو بو دیا اور اسیکی ذریعے بارہ برس مین لاکہون روپیہ ہو گیا۔ اسی کی یہ سوغات حضور کے لیئے لایا ہون۔ بزرگ نے کہا شاباش تونے میرے چیز کو سونا بنایا۔ دوسرے کو کہا کہ تونے اسکو گُو بنا دیا۔ اس لئے تو اس قابل نہین ہے کہ معرفت الٰہی تجھے حاصل ہو اور یہ امانت تیرے سپرد کیجائے لہذا تو اپنی راہ لے۔ اور دوسرے کو کہا کہ تو میرے پاس رہ یہ باطنی دولت بہی تو ہی سنبھال سکیگا۔ یہ سنکر اس بزرگ کی بیوی نے کہا کہ مہاراج آپکے لیئے تو فضلہ اور سونا دونون برابر ہین پھر اس تفریق سے کیا فائدہ اور اس غریب کو کیون محروم رکہا جاتا ہے۔ چنانچہ بیوی کی سفارش پر سدگرو نے اوسکو بہی اپنے پاس رکہا۔ پہلے تو دونونکو حسب استعداد اسرار حقیقت کی تعلیم کی اور پھر دونون کو ایک ہی نظر مین کامل بناکے ایک کر دیا۔

مہاراج جس کمرے مین ٹہیرے تہے اسکو واڑ نہ تہے۔ لوگون نے ہوا اور بارش کی بوچھاڑ سے بچاؤ کیلئے آپ کی غیر حاضری مین ٹٹی لگادی جب

آپ واپس تشریف لائے تو بہت خفا ہوئے اور کہا کہ کیا تم لوگ مجھہ برہمن کو ہمیشہ کیلئے بہنگی کے مکان مین رکہنا چاہتے ہو۔

بہنگی چال مین آئے ہوئے تیسری جمعرات تہی کہ مہاراج کو غسل دیتے ہوئے کہا سینس کی بیوی نے بہنگی لڑکیونکو نہلانیکی اجازت آپ سے طلب کی آپ نے فرمایا کہ یہ تو بڑا بیڈھب کام ہے تمہارا مذہب اسکی کب اجازت دیتا ہے؟ ہندو مذہب کے مطابق اگر تم انکو چہو ؤ تو تم پر غسل واجب ہوگا بغیر تم اپنے گہر مین داخل نہین ہوسکتین۔ اُس نے جواب دیا کہ آپ کے سامنے ہم جو کچہہ بہی کرین ہمین یقین ہے کہ وہ جایز ہوگا۔ مذہب خدا تک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے۔ اور چونکہ آپ ایشور اوتار ہین آپ کی اجازت سے ہم جو کچہہ کرینگے وہ عین مذہب ہوگا۔ ہم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہین یہ بہنگی کے بچے بہت میلے رہتے ہین اور مہینون مین ایک آدہ دفعہ نہاتے ہین۔ انکو نہلانا گویا خدا کی سیوا کرنا ہے۔ آپ نے بہنگیون مین رہکر ہمارے لئے مثال قایم کردی ہے اور ہمین تعلیم دی ہے کہ خدائے برتر و اعلیٰ کی خدمت کرنا اوسکی کمترین بندونکی سیوا کرنا ہے۔ آپ نے ہم سے ایک مرتبہ فرمایا تہا کہ خدا غریب و بیکسون کا والی ہے اور انکی خدمت کرنا خدا کو بہت پسند ہے۔ اسلئے آپ اجازت دین تو ہمارے لئے موجب ثواب ہوگا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم

جو کچھ کہہ رہی ہو بجا اور درست ہے۔خدا ضرور تمہارے اس کام سے خوش ہوگا لیکن مجھے اس لئے تامل ہے کہ دنیا دار تمپر ہنسینگے اور نام دہرینگے۔لیکن اگر خدا تم سے یہ سیوا کرانا چاہتا ہے جو اوسکی سچی خدمت ہے تو مین ضرور تم سے ان لڑکیونکی سیوا کرا لونگا۔اور اسکو بدلے تمہین دولت معرفت سے مالا مال کر دونگا۔یہ سنکر لکشمی بائی اور دوسری عورتون نے کہا کہ ہم کوئی بدلا اس کا نہین چاہتے ہم یہ سیوا خدا کی اور آپ کی محبت کی خاطر کرینگے۔

غرض چوتھی جمعرات کو ان تمام عورتون نے ملکر ۱۲ برس سے کم عمر کے بھنگی اور چمار بچون کو نہلایا۔اور ذرا بھی کراہت نہ آنے دی۔اس دن سے مہاراج نے اپنا نہلانا بند کرا دیا۔اور ان بچونکو نہلانے کی رسم جاری ہوگئی اور اس مین رفتہ رفتہ اسقدر ترقی ہوئی کہ مہاراج کی کھڑگپور سے روانگی کیوقت ان بچونکی تعداد دو سو تک پہنچ گئی۔

اب مہاراج نے مہینے مین ایک بار سر اور داڑہی منڈوانا شروع کیا جسکے بعد آپکو نہلایا جاتا۔اسوقت نوید کا کہانا قریباً ۲۵ عورتین لایا کرتین چونکہ مہاراج ان کو کبھی کہانا نہین کہاتے تھے اسلئے آپ نے یہ کہانا بھنگیون مین تقسیم کرنیکا انتظام کیا کہ باری باری ہر ایک کو ملا کرے۔

دسمبر کے مہینے مین جبکہ یہان شدت کی سردی پڑتی ہے آپ اسی ٹاٹ مین پڑے رہتے جو چنا سوامی کے گہر سے ساتھ لائے تھے۔اسوقت چنا سوامی

سنے ملائم قسم کا ایک ٹاٹ مہاراج کو نذر کیا لیکن آپ نے واپس کر دیا۔ اور فرمایا کہ میرے لئے سردی گرمی برسات سب برابر ہیں۔

ایک دن اچانک بارش ہوئی۔ مہاراج کے کمرے کا چھپر بوسیدہ تھا جس سے کمرے میں ٹخنے برابر پانی بھر گیا۔ مگر مہاراج اسی میں بیٹھے رہے۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے اور پانی کمرے سے نکالنے لگے تو آپ نے انہیں منع کر دیا۔ ندیا پر شاد بونے اور لوگوں کو ساتھ لیکر چھپر درست کیا۔ جب پانی برسنا بند ہوا تو مہاراج نے میرابائی کی مدد سے تمام پانی کمرے سے باہر پھینکا۔ چارپائی کا بندوبست کرنا چاہا تو اس سے بھی آپ نے انکار کر دیا۔ آخر ش لوگوں نے آپ کے لئے میدان میں ایک نیا چھپر باندھنے کا انتظام کیا اور تمام ضروری سامان وہاں ڈالا۔ بڑھئی کام کرنے لگے۔ مہاراج نے باہر آکر دیکھا تو انکو منع کر دیا کہ خبردار جو چھپر بنایا۔ ہزار بار منت سماجت کی مگر آپ نے نہ مانا آخر کام بند ہو گیا اور لکڑیاں وہیں پڑی رہیں۔ لکڑیوں کو دیکھکر بستی کی لڑکیوں نے مہاراج سے کہا کہ ہمارے لئے جھولا بنوا دو۔ چنانچہ جھولا بنایا گیا۔ یہ لڑکیاں اس میں جھولا کرتیں بلکہ برہمن عورتیں بھی جھولتیں اور خود مہاراج بھی کبھی کبھی جھولا کرتے

مہاراج ہمیشہ اپنی تقریر میں غریبوں کی خدمت پر زور دیکر فرماتے کہ ان لوگوں کی خدمت سدگرو کی خدمت کے برابر ہے۔ اور یہ کہ غریبوں پر خدا کی

خاص مہربانی ہے۔ چونکہ مہاراج خود غریبونکی خدمت کیا کرتے تھے اسلئے آپکی
نصیحت کبھی خالی نہین جاتی تھی اور اسیکا نتیجہ تھا کہ معتقدین نے بھنگیون کو بھی
بھنڈارا دینا شروع کیا۔ اور ہفتہ مین پانچ بار دیا جانے لگا۔ کھانا تقسیم کرنے
وقت مہاراج اکثر یہ جملہ آہستہ آہستہ کہا کرتے۔

نہم پرکاشن سروسیہ یوگ مایا سماورتہا

اس جملے کو بھاگو مہارنی نے بھی حفظ کر لیا تھا۔ چنانچہ ایک روز اس نے مہاراج
سے پوچھا کہ اس جملے کے کیا معنی ہین آپ نے فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا اُسنے
کہا کہ آپ کی زبانی سُن سُن کر مین نے حفظ کر لیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تو ہمیشہ اسکا
ورد کیا کر اس سے تیرا بھلا ہوگا۔ بھنڈارا تقسیم کرتے ہوئے آپ یہ جملہ بھی کہہ
فرمایا کرتے: "اہم ہی سرو یادنا نام لوگتاچ پربھو ایچ"

ملماس (لوند کا مہینہ) اور اسکے بعد کے مہینے مین ماما گارڈ نے دو تین
بھنڈارے آپ کے نام سے کئے۔ ایک مرتبہ اسنے دھونڈا بھنڈارا کیا جسمین
حسب دستور کسی ایک چیز کے ۳۳ عدد برہمنون مین تقسیم کئے جاتے ہین۔ چنانچہ
اسکی بیوی مامی بائی نے ۳۳ عدد ناریل اور پوجا پاٹ کا سامان لاکر مہاراج
کے آگے رکھا۔ پھر اس نے کرن پھول وغیرہ چند زیورات مہاراج کی نذر کئے
مہاراج نے فرمایا کہ یہ تو لے جا۔ مامی نے کہا جو چیز آپ کی ہوچکی اب اسکو واپس
کیسے کرلون۔ آپ نے فرمایا کہ مین تو بھنگیون کو دیدونگا۔ اور یہ کہکر تمام

زیورات مامی بائی کی بہو کے حوالے کئے اور ناریل وغیرہ بھنگیون مین تقسیم کئے تہوڑی دیر کے بعد آپ نے وہ زیور اور ایک ساڑہی بہاگو جہارنی کو مامی بائی کے ہاتہون دلوا دئے

چند روز بعد مہاراج نے عیسائی بستی مین جانا اور اُن کے گہرونکے آگے کا کوڑا کرکٹ اور گندی نالیان صاف کرنا شروع کیا۔ اکثر عیسائی آپکی خدمت مین حاضر ہونے لگے۔ جب بستی مین جاتے تو یہ لوگ بیٹھنے کیلئے آپ کے سامنے کرسی بچھاتے مگر آپ زمین پر ہی بیٹھا کرتے۔ کبہی انکی ٹوپی اپنے سر پر رکہکر فرماتے کہ اب مین صاحب بنگیا۔ کبہی فرماتے اب مین میم صاحب ہون۔ بعض لوگ اِن حرکات کا مذاق اُڑاتے اور بعض بزرگ سمجھکر ادب سے کہڑے آپ کی باتین سنا کرتے۔

ایک مرتبہ دو معتقد عیسائی آپکو ٹینس گراؤنڈ مین کہیل دکہانے لیگئے آپ زمین پر بیٹھے کہیل دیکہہ رہے تہے کہ چند بد معاش لڑکون نے آپ کے گلے مین پرانی جوتیون کا ہار ڈالدیا اور مذاق اُڑانے لگے۔ مہاراج نے اسکا خیال بھی نہ کیا اور بے تکلف بیٹھے رہے۔ جب اُن دونون نے دیکہا تو دوڑے ہوئے آئے اور لڑکون کو دہمکایا اور معذرت کے ساتہہ یہ ہار گلے سے نکالنے لگے آپ نے فرمایا رہنے دو کیا حرج ہے۔ چنانچہ بڑی مشکل سے آپ نے یہ ہار نکالنے دیا۔ اسپر بہی آپ عیسائی بستی مین جا کر گندی نالیان صاف کرتے

رہے۔ رفتہ رفتہ عیسائی بستی بھی آپ کی تعظیم کرنے لگی۔

ایک مرتبہ عیسائیون نے اپنے باغ کے پھولون کا ہار بنایا اور لاکر مہاراج کو پہنایا۔ مہاراج نے ہار کو دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا اچھا جوتون کا ہار ہے اور گلے سے نکالنے لگے۔ مگر ان لوگون نے آپ کو مجبور کیا کہ ہار پہنے رہین۔ پہلے موقعہ پر جوتیون کے ہار کو آپ گلے مین رکہنا چاہتے اور لوگ نکالنا۔ اور اس دوسرے موقعہ پر پھول کے ہار کو آپ اتارنے پر آمادہ اور لوگ پہنے رہنے پر مصر۔ آخر پانچ منٹ بعد آپ نے ہار اتارا اور قریب کھڑا ہوا ایک شخص کے گلے مین ڈالدیا۔ پھر ان لوگون نے پیسے اور کہانا پیش کیا۔ مگر آپ نے لینے سے انکار کیا۔ کثر عیسائی آپکو اپنے گہرون مین لیجاتے اور آپ چیزون کو ان کے سامان کو دیکھہ دیکھہ کر تعجب کیا کرتے اور انکے استعمال کا طریقہ پوچھا کرتے۔

آپ نے اپنی خودی کو اسقدر مٹایا تہا کہ کسی شے سے آپکو تنفر نہین تہا۔ چنانچہ آپ ہڈی چننے والونکے ساتھ ہڈیان چنا کرتے اور انکو ہڈیونکی کہار مین لیجاکر ڈالدیا کرتے۔ کبہی آپ ہڈیون کے ڈہیر پر گھنٹون بیٹھے رہا کرتے حالانکہ ان ہڈیون مین ایسی تعفن ہوتی کہ اسکو کام کرنے والے ہی اسکو برداشت نہین کرسکتے تہے۔

ایک دن آپ جذب کی حالت مین شہر سے باہر ایک مسجد کے سامنے مین جاکے بیٹھ گئے اور خراب کے پیچھے تنگ جگہ مین اکہنٹہ ... اور کبھی بات نہ ...

ب پڑے رہے۔ چند معتقدین جو آپ کا درشن کئے بغیر کہانا نہین کہاتے تہے ڈہونڈتے ڈہونڈتے یہان آ نکلے۔ خبر ملی کہ اندر ہین مگر مسجد مین جانے کی جرأت نہ ہوئی کہڑے ہوئے انتظار کر رہے تہے کہ آپ باہر تشریف لائے اور نہایت ہی غصے سے کہا کہ تم لوگ مجہے یہان بہی چین نہین لینے دیتے۔ اگر تم میرے چیلے ہی بننا چاہتے ہو تو اس اعلیٰ ترین حالت تک جہان مین ہون میرے ساتہہ چلو۔ اس حالت مین مین تمہارے لئے تکلیف اوٹہانے کو تیار ہون ورنہ مجہے اسطرح ستانے سے کچہہ حاصل نہ ہوگا۔ اگر تم اخیر تک استقلال کیساتہ میرا ساتہہ دوگے تو اس کا نتیجہ تمہارے حق مین اچہا ہوگا۔ چنانچہ اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ سنایا۔

عزم و استقلال

کسی مقام پر ایک آدمی جرأت اور استقلال مین مشہور تہا لیکن اسکے ساتہہ ہی ساتہہ کسیقدر دیوانہ بہی تہا۔ پہرتے پہرتے جنگل مین پہنچا۔ یہان چند آدمی درخت مین جہولا ڈالے جہول رہے تہے جن مین ہر ایک آدمی باری باری سے جہولنا لیتا تہا۔ یہ بہی کہڑا تماشہ دیکہنے لگا جب سب آدمی جہول چکے تو اس نے بہی جہولنا چاہا لیکن اُن لوگون نے اسکو دیوانہ دیکہکر اجازت نہ دی۔ بہتیری خوشامد کی مگر کوئی نہ مانا۔ اسکو بڑا طیش آیا اور سو قدم فاصلہ پر ایک درخت تہا اور ایک لمبی شاخ سے جو زمین کی طرف جہکی ہوئی تہی اپنی چوٹی باندہ

دی اور لٹک کر زور زور سے جہونٹے لینے لگا۔ اُن لوگون نے جو دیکہا کہ
اتنی اونچی شاخ سے یہ جہونٹے لے رہا ہے اسکی طرف دوڑے اور چلاتے ارے
بیوقوف یہ کیا کر رہا ہے۔ ڈالی ٹوٹی اور گرا تو پانی بہی نہین مانگنے کا۔ خبردار جہونٹے
مت لے۔ مگر یہ شخص چونکہ اپنے ارادے کا پکا تہا۔ برابر جہولتا رہا اور کہا کہ مجہے
سَو جہونٹے لینے کا عہد کیا ہے جب تک یہ پورے نہ ہونگے مین نہین اترنے کا
خواہ ڈالی ٹوٹے یا میری چوٹی اکہڑے اور مین گر کر مر ہی کیون نہ جاؤن چنانچہ
جب سَو جہونٹے پورے ہوئے تب وہ نیچے اُترا۔ درحقیقت راہ حق مین بہی
ایسے ہی عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔

یہ قصہ سنا کر آپ نے قدم اُٹہایا اور قیام گاہ کیطرف چلے لیکن راہ مین
سرکاری پاخانے ملے اور آپ اسکی موری کے پاس بیٹھ گئے۔ اتنے مین ایک
عورت آئی (جو کسی دوسرے شہر سے آپکی قدمبوسی حاصل کرنے آئی ہتی) اور چولی
کا کہن (انگیا) اور ناریل نذر کیا۔ اور کہا مین آپ کا حال سنکر یہان آئی ہون
اور اسوقت مین ایسا سمجہہ رہی ہون کہ گویا مجہے آج خدا ملا ہے۔ مہاراج اُس
عورت سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے اور باتین کرتے رہے۔ پہر
یکایک فضلے کی نالی کا ڈہکنا اُٹہایا اور اس کا نذرانہ گو مین ڈالدیا۔ تہوڑی
دیر کے بعد یہ عورت رخصت ہوئی اور لکشمی بائی اور دوسری عورتین آگئین
اور عرض کیا کہ کہانے کا وقت ہو گیا ہے تشریف لے چلئے آپ نے فرمایا کہ

یہان ہی لے آؤ چنانچہ کہانا آیا اور اُسی نالی پر بیٹھے بیٹھے آپ نے تناول فرمایا اور اندھیرے مین آپ قیام گاہ کیطرف واپس ہوئے۔

بعض اوقات آپ شہر کی مشرقی سمت مہادیو کے ایک پرانے مندر مین جاکے گھنٹون بیٹھے رہتے۔ یہ مندر کچھہ ایسے انداز پر بنایا گیا ہے کہ اندر جانیکیلئے سوائے پجاری کے اور کسی کی ہمت نہین پڑتی۔ کیونکہ روشنی اس مین بالکل داخل نہین ہوتی اور اسیطرح ہوا بہی کم جاتی ہے پجاری بہی پوجا کرتے ہی باہر چلا آتا ہے زیادہ دیر تک نہین ٹہرتا۔

کبہی کبہی مہاراج بنگالی اور تلنگی طلبا کے ساتہ گیند بلا اور گلی ڈنڈا کہیلا کرتے۔ اسیطرح بہنگی لڑکون کے ساتہہ گولیان کہیلا کرتے۔

ایک مرتبہ مہاراج میدان مین تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتہہ قریباً دو سو آدمیون کا مجمع تہا۔ آپنے فرمایا سب لوگ جلدی اپنے گہر چلے جاؤ بڑے زور کی بارش آرہی ہے۔ سبنے کہا تو آپ بہی تشریف لیچلین۔ آپنے فرمایا کہ مین تو ننگا ہون صرف ایک ٹکڑا ٹاٹ کا ہے۔ تم لوگ کپڑے پہنے ہوئے ہو وہ بہیگ جائینگے اور تم کو سردی ستائیگی سبنے کہا کوئی مضایقہ نہین ہم آپ کے ساتہہ ہین۔ اتنے مین بادل جو گہر آئے تہے برسنا شروع ہوگئے اور آدہے گھنٹے تک برس کر اتر گئے۔ سب لوگ آپ کے ساتھ میدان مین بہیگا کیے۔ آدہے گھنٹے بعد بہنڈارے کا وقت بہی ہو گیا اور آپ چلے گئے

تشریف لے آئے۔

مہاراج کا شیر

گرمیون مین بہنگی اپنے بال بچون کے ساتہہ ہمیشہ گہر سے باہر کہلی ہوا مین سویا کرتے تھے۔ مہاراج کی قیام گاہ کے قریب ہی پانی کی ٹانکی تہی۔ رات کو ہمیشہ ایک شیر اس ٹانکی پر آیا کرتا۔ ایک مرتبہ وہ مہاراج کے کمرے مین گہس گیا اور تہوڑی دیر بعد چلاگیا۔ اسیطرح اب وہ ہر روز آمنے لگا۔ بہنگیون نے دیکہا اور ارادہ کیا کہ اندر سویا کرین مگر پہر یہ سوچا کہ یہ مہاراج کا شیر ہے ہمین ایذا نہین پہنچا ئیگا۔ ایک شب یہ شیر مہاراج کے کمرے سے نکلکر ایک بکری کا بچہ اُٹھا لیگیا۔ اسپر لوگ گہبرائے کہ آیندہ کہین آدمیون پر حملہ نہ کرنے لگے۔ پہر وہی خیال کیا کہ ہررات مہاراج کے پاس لیٹا کرتا ہے مہاراج اوسکو ایسا نہین کرنے دینگے۔ لیکن ایک دن رات کو وہ شیر چہہ ماہ کی لڑکی کو اوسکی ماں کی گود سے اُٹہا لیگیا۔ عورت نے زور سے چیخ ماری اور چلاّتی ہوئی مہاراج کے پاس آئی کہ آپ کا شیر میرا بچہ لیگیا۔ مہاراج نے فرمایا اسکو پکڑو اور مار ڈالو۔ اسیوقت شیر نے بچے کو زمین پر ڈالدیا اور بہاگ گیا۔ بچہ بالکل سلامت تہا صرف دانت کا ذرا سا زخم آیا۔ دوسرے دن مہاراج نے بہنگیون سے کہا کہ اگر وہ شیر پہر نظر آئے تو اوسکو جان سے مار ڈالنا مگر اس دن سے وہ شیر نظر نہ آیا۔

ایکمرتبہ مسٹر منگولکر نامی ایک معتقد نے مہاراج سے بھنڈارا کرنے اور آپ کو غسل دینے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دیدی۔ اتفاقاً ونایک راؤ نے بھی بھنڈاری کے لیے اسی تاریخ کی اجازت لی۔ قاعدہ تہا کہ بھنڈارے کا کہانا مہاراج کے سامنے ہی پکایا جاتا تہا اور آپ بہی اکثر اس میں حصہ لیا کرتے۔ منگولکر نے خلاف دستور کہانا گہر پر پکوایا۔ تیار ہونے پر پہولونکا ایک خوبصورت ہار۔ اور پوجا پاٹ کا سامان لیئے ہوئے مہاراج کیطرف آیا مہاراج اسوقت باہر گئے ہوئے تہے۔ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ آج عصا ونایک راؤ کا بہنڈارا یہاں تیار ہوا ہے منگولکر نے گہر پکوایا ہے۔ یہ معلوم کرکے آپ دور جاکر درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ شام تک اسیجگہ بیٹھے رہے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ نزدیک جاسکے۔ قریب شام آپ دوسرے راستے سے کوڑے کی کونڈی کے پاس آبیٹھے منگولکر پوجا کا سامان اور پہول کا ہار لیکر وہاں پہنچا اور مہاراج کے سامنے رکہدیا۔ مہاراج نے اُٹھاکر سب چیزیں زمین پر پہینک دیں اور ہار اس کونڈے پر چڑہا دیا۔ منگولکر نے چپکے سے کچہہ کہا تو آپ نے سینکڑوں صلواتیں سنائیں۔ پھر اس نے نہلانے کیلئے چوکی سامنے رکہی تو فرمایا اسکو جلا دے۔ وہ کچہہ رُکا تو آپ نے فرمایا کہ چوکی میں تیرا دل اٹکا ہوا ہے اس لیئے تو میرے کہنے پر عمل نہیں کرتا۔ اسپر بیچارے نے چوکی کو جلا دیا۔ اتنے میں ونایک راؤ بہی پوجا پاٹ کا سامان لیئے ہوئے حاضر ہوگئے

اور حسب دستور پوجا کی۔ بھنڈارا تقسیم کرنیکے لئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ میرا مزاج اسوقت درست نہین ہے تم خود ہی کر لو اگر ضد کروگے تو مار کھاؤگے یہ کہکر اُٹھے اور ایک طرف ہو لئے ونایک راؤ اور ان کا بھائی ساتھ ساتھ ہو لئے جب مزاج درست ہوا تو آپ واپس آئے اور بھنڈارا تقسیم فرمایا۔

ان ہی دنون مین آپ کبھی کبھی فرمایا کرتے کہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ اس میدان مین ہر مذہب کے لوگ حتیٰ کہ یورپین بھی جمع ہونگے۔ اسوقت میری کھڑگپور کی میعاد قیام ختم ہوجائیگی اور مجھے یہان سے جانا پڑیگا۔ اسپر لوگ دریافت کرتے کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے تو آپ فرماتے کل یا پرسون لیکن جب ایسی کئی کل پرسون گذرگئین اور لوگ اس بات کو بھول گئے تب وہ وقت آیا جیسا کہ آگے چلکر ظاہر ہوگا۔

ایک مرتبہ راؤ صاحب ونایک راؤ کا بھائی جو شری اکلکوٹ سوامی کے چیلے کا معتقد تھا کھڑگپور آیا۔ اور مہاراج کے درشن کو حاضر ہوا۔ مہاراج نے اسکو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ادھر ادھر کی باتون کے بعد آپ نے فرمایا اب جاؤ درشن ہوچکے۔ یہ سنکر وہ بجائے جانے کے اور نزدیک جا بیٹھا۔ اسپر پھر حکم دیا کہ چلا جا مگر یہ بیٹھا رہا۔ آپ نے ایک چانٹا مارا اور کہا جا اب جا۔ یہ پھر بھی نہ گیا تو آپ بگڑے اور اس زناٹے کا تھپڑ مارا کہ اسکا منہ پھر گیا اور یہ ایک بار

پیچھے ہٹ گیا۔ مہاراج نے اب اُٹھ کر اسکی گردن پکڑی اور مارتے مارتے باہر تک لیگئے۔ یہان بہی یہ نہ گیا۔ تو مہاراج نے لکڑی سے مارنا شروع کیا۔ اور چاہا کہ چلا جائے مگر یہ نہ گیا۔ پہر آپ نے گالیان دینی شروع کین اور باتون باتون مین شری اکلکوٹ سوامی کی بزرگی اور اس نووارد کی ناشایستگی کیطرف اشارہ کیا۔ یہ اس بات کا ثبوت تہا کہ مہاراج نے اگرچہ اسکو ظاہرا کبہی نہ دیکہا تہا تاہم وہ اسکے باطنی حالات سے ناواقف نہ تہے۔ جب مہاراج نے یہ دیکہا کہ یہ کسی صورت سے نہین جاتا تو فرمایا اچہا اگر تو جانا نہین چاہتا تو جب تک مین نہ کہون یہان سے نہ ہلنا۔ یہ کہہ مہاراج اندر تشریف لیگئے۔ تہوڑی دیر کے بعد یہ شخص چلا گیا اور اپنے بہائی سے ساری کیفیت بیان کی۔ بہائی نے اور دوسرے لوگون نے اسکو سخت بُرا بہلا کہا کہ کمبخت اتنا کچہہ کرکے سب کہو دیا۔ جیسا حکم دیا تہا ویسا کرنا تہا۔

ونایک راؤ کے دوسرے بہائی شری دھرپنت کو مہاراج پر مطلق اعتقاد نہ تہا ایک مرتبہ وہ سخت بیمار پڑا اور علاج کے لئے کسی دوسرے شہر مین لیگئے وہان اسنے مہاراج کو اپنے سامنے کہڑا دیکہا۔ یہ دیکہکر اوسکو یقین ہوا کہ واقعی مہاراج سدگرو ہین۔ اور کہا کہ مجہے مہاراج کے پاس کہڑگیو لیچلو لیکن رشتہ دارون نے اسکو ڈاکٹر ہی کے زیر علاج رکہا۔ حالانکہ اسنے بار بار کہا کہ مجہے یہان آرام نہ ہوگا اور ایسا ہی ہوا کہ اوسکی حالت دن بدن خراب ہوتی

گئی۔ آخر اسکو کنہر گیو روواپس لانا پڑا اور اسکی بیوی نے جو مہاراج کی معتقد تہی مہاراج کو اسکی حالت کی اطلاع دی۔ مہاراج نے جواب دیا کہ اسکو یہان لانیکی ضرورت نہین ہے نہ خود بیمار کے پاس چلنے کا وعدہ کیا۔ جب بیماری زیادہ بڑہی اور بیمار کی جانب سے روزانہ پیغام آنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ "بیمار سے کہو کہ تیرے یہان آنیکی ضرورت نہین ہے۔ مین خود تیرے پاس آؤنگا"! چند روز کے بعد مہاراج سے دریافت کیا گیا کہ بیمار کب اچھا ہوگا اور وہ آپکے آنیکا انتظار کر رہا ہے آپ اسوقت جذب کی حالت مین گوڈری پر بیٹھے ہوئے تہے فرمایا کہ چار روز مین بالکل تندرست ہو جائیگا۔

چنانچہ چوتھے دن بیمار نے مہاراج کو اپنے پاس دیکہا اور خوش ہوکر سب سے کہا کہ لو! مہاراج تشریف لے آئے اور مین ان سے ملا اور اب آپ مجھے اپنے ہمراہ خدا کے پاس لیجائینگے اب تم لوگون سے میرا کوئی تعلق نہین۔ یہ کہکر اسکی زبان بند ہوگئی اور شام ہوتے ہوتے مرگیا۔

ایک دن راؤ صاحب شنگلے کر کی لڑکی سونا بائی اپنی سسرال سے باپ کے گھر آئی۔ اور مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ مہاراج اسوقت کسی بہنگن کے گھر آٹا پیسنے جارہے تہے آپ نے فرمایا اسوقت جاکل آنا۔ لڑکی نے اصرار کیا اور ساتہہ ہولی۔ اور مہاراج کے ساتہہ آٹا پیسنے لگی اور

بھنگن کھڑی دیکھتی رہی۔ شام کو واپس آئے اور لڑکی سے کہا کہ اب اندھیرا ہونے لگا ہے جلدی سے گھر چلی جا لیکن اُس کا جی نہ چاہا آپ نے فرمایا اچھا ٹھہر جا چنانچہ آپ نے شب کا کھانا اسکو اپنے ساتھ کھلایا اور ایک ٹاٹ بچھا دیا اور فرمایا کہ سو جا۔ چنانچہ یہ لیٹتے ہی سو گئی اور صبح آفتاب طلوع ہونے کے بعد اُٹھی اور مہاراج سے کہا کہ میں تمام رات نور کے ہالے میں گھری رہی۔ اسکے بعد تین روز والد کے گھر رہی چوتھے روز مہاراج نے اُسکو سسرال جانیکا حکم دیا اور وہ رخصت ہو گئی۔

ایک دن ایک بھنگن مہاراج کے لئے کھانا لائی اور کہا کہ مہاراج میں نے اشنان کر کے برہمن عورت کیطرح سولا پہنے ہوئے کھانا پکایا ہے (اسوقت ایک برہمن عورت بھی حاضر تھی) گر قبول افتد زہے عز و شرف مہاراج مسکرائے اور فرمایا کہ لباسِ ظاہری کی کوئی قدر نہیں۔ قدر دل کی ہوتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ تیرا دل اچھا ہے اسلئے میں اسکو قبول کرتا ہوں چنانچہ بھنگن نے مہاراج کی پوجا کی اور کھانا اور پانی پیش کیا۔ آپ نے بڑی خوشی سے تناول فرمایا۔

ایک مرتبہ ایکناتھ راؤ اور اسکی بیوی انجنا بائی مہاراج کی پوجا کیلئے

حاضر ہوئے۔ آپ نے گوُ بن لتھڑی ہوئی دو جوتیاں اُنکے آگے رکھدین اور فرمایا انکی پوجا کرو۔ انہون نے فوراً تعمیل حکم کی پوجا ختم ہونے پر آپ نے حکم دیا کہ انکو لیجاؤ اور اپنے گھر حفاظت سے رکھو۔

ایک ہندو عامل جو سدگرو کی روحانی طاقت کو بذریعہ عملیات فیض حاصل کرنا جانتا تھا ہر روز شام کو اُسجگہ آیا کرتا جہان مہاراج اپنا پاخانہ پہنکا کرتے تہے۔ اور اسجگہ ایک گڑہا کہود کر اس مین آگ جلاتا اور کچہہ چیزین ڈالکر منتر جپتا اور اس آگ کے گرد کئی سو بار چکر لگا کر چلا جاتا۔ یہ شخص مہاراج کے درشن کو کبہی نہ آیا اور مدت تک یہ عمل کرتا رہا۔ ایک روز مہاراج نے فرمایا کہ بعض آدمی ایسے بہی ہین جو میری روحانی طاقت سے بذریعہ عمل فائدہ اُٹہانا چاہتے ہین۔ لیکن اگر دریا سے چند قطرے کم ہی ہوئے تو دریا کو اُس سے کیا نقصان ہوگا۔

ایک مرتبہ رات کے بارہ بجے مہاراج اپنے جہپر مین لیٹے ہوئے تہے کہ ایک برقعہ پوش عورت اندر آئی۔ اور کہانے کی ایک رکابی آپ کے سامنے رکھکر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگی۔ جب پڑہ چکی تو مہاراج نے پوچہا کہ تو کون ہے؟ عورت نے نقاب اُلٹی اور کہا بابا مین ہون۔ یہ کہانا مین نہایت خلوص کے

ے ساتھہ آپکی خدمت مین لائی ہون۔ از راہ کرم اس مین سے کچھہ تناول فرمائیے
مہاراج نے فرمایا پہلے تو یہ بتا کہ تو ہے کون اور اتنی رات گئے اکیلی یہان
کیون آئی ہے۔ عورت نے کہا کہ میرا خاوند کئی بار آپ کی خدمت مین حاضر
ہوا ہے اور آپ کو بزرگ سمجھتا ہے وہ مجکو یہانتک اپنے ہمراہ لایا ہے صرف
چند قدم مجہے اکیلا آنا پڑا ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ اتنی رات گئے ہیجنے کا
مطلب؛ عورت نے کہا کہ میرا خاوند نہایت ہی نیک اور طالب خدا ہے۔
اُس نے مجہے کہا کہ آج متبرک رات ہے۔ مین کہانا آپ کی خدمت مین حاضر
کرون اور قرآن شریف پڑہکر آپ کو سناؤن اور استدعا کرون کہ آپ اس
کہانے کو نوش فرمائین اور میرے خاوند کے حق مین دعا فرمائین اور اسکی دلی
مراد پوری کرین۔ مہاراج نے فرمایا اچھا اگر میرے کسی فعل سے کوئی فیض پا سکتا
ہے تو مین بخوشی اس امر مین اسکی مدد کرونگا۔ پہر مہاراج نے اُس عورت
کے ہاتہہ سے کہانے کا ایک نوالہ کہایا۔ جسکے بعد عورت نے پہر چند آیتین تلاوت
کین اور قدمبوس ہوکر رخصت ہوگئی۔

ایک دن چند مسلمان آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ سمادہی
کیحالت مین لیٹے ہوئے تہے۔ آپکو جگانے کی غرض سے ان لوگون نے آپ کے
گرداگرد اگربتیان روشن کردین۔ مگر آپ بیدار نہ ہوئے۔ پہر ان مین سے

ایک شخص نے ایک بیڑی سلگا کر آپ کے منہ مین دی۔ اس سے آپ بیدار ہوئے اور پوچھا کون ہو! انہون نے کہا ہم مسلمان ہین آپ کی زیارت حاصل کرنے حاضر ہوئے ہین۔ اور ایک نے بیڑی آپ کے پیش کی۔ مہاراج نے فرمایا تم سلگاؤ اور پی کر مجھے دو۔ چنانچہ اسکی پی ہوئی بیڑی آپ نے پی اور

ایک مسلمان بڑھیا کا قصہ

ان لوگون کو سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بچپنے مین ایک شہر مین جانیکا اتفاق ہوا۔ اجنبی شہر بے ٹھکانے بھٹکتا پھر رہا تھا۔ راہ مین ایک مسلمان بڑھیا مجھے ملی۔ میری پریشان صورت دیکھکر اوس نے میرا حال پوچھا مین نے کہا کہ مین مسافر ہون کھانے اور رہنے کا کوئی انتظام نہین ہے اسلئے ادہر ادہر پھر رہا ہون۔ بڑھیا نے کہا کہ چل میرے ساتھ چل۔ مین نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا کہ اسوقت نہ پوچھ۔ مین نے کہا مائی مین برہمن ہون۔ کہا اسکی بھی پرواہ نہ کر اور چپ چاپ میرے ساتھ چلا آ۔ چنانچہ مین اسکے ساتھ ہو لیا۔ گھر پہنچا تو دیکھا کہ نہایت عالی شان اور وسیع مکان ہے۔ گھر مین دو لڑکے تھے جو نہایت ہی کریم النفس اور خلیق ثابت ہوئے۔ بڑھیا کی عمر ۹۰ برس کے قریب ہوگی۔ وہ مجھے ایک خالی کمرے مین لیگئی اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہین اسلئے تم اس علیحدہ کمرے مین رہو۔ مین نے کہا مین برہمن ہو کر مسلمان سے ہرگز نہ ڈر رہون۔ بڑھیا نے کہا کہ کمرہ علیحدہ کھانے پینے کا سامان علیحدہ پھر

کیا قباحت ہے؛ پھر اسنے ضروری برتن اور اناج لاکر دیا۔ مین نے اشنان کرکے پوجا پاٹ کی اور کہانا پکاکے کہایا اور لیٹ گیا۔ کچھہ دیر بعد وہ مائی میرے پاس آئی اور میرا حال دریافت کیا۔ مین نے کہا کہ مین ایک مصیبت زدہ ہون اور اپنا حال مین کچھہ نہین کہہ سکتا۔ مائی نے کہا خیر مضائقہ نہین چند روز یہان آرام سے رہو۔ مین وہان رہنے لگا۔ یہ مائی راتون کو اکثر میرے کمرے مین آیا کرتی اور حقیقت و معرفت کی نہایت سبق آموز کہانیان سنایا کرتی۔ جن سے مجھے بہت فیض پہنچا۔

ایک مرتبہ بارہ بجے دنکو وہ مجھے اپنے کہیت مین لیگئی جو مکان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ وہان مجھے ایک چہوٹے سے درخت کے سایہ مین بٹہا دیا اسپر ایک بیل چڑہی ہوئی تہی۔ اور یہ درخت ایک بہت بڑے درخت کے سایہ مین تہا۔ اور مجھسے کہا کہ اگر تو کچھہ تماشہ دیکھنا چاہتا ہے تو ابہی آنکھین بند کرلے چنانچہ پندرہ منٹ تک مین نے آنکھین بند رکھین اور اس عرصے مین یہ مائی اپنا پراسرار کام کرتی رہی اور گھڑی گھڑی مجھسے آنکھین بند رکھنے کے لئے کہتی رہی۔ آخر اوسکی حکم ملنے پر مینے آنکھین کہولین۔ لیکن مینے کوئی غیر معمولی بات نہین دیکھی۔ اسکے بعد اوسنے کہا تیری آنکھونکا کام ہوچکا اب تیرے کانون سے کام لینا ہے۔ لہذا ہمہ تن گوش ہوکر سن جو آواز تجھکو سنائی دے۔ مین سننے کیلئے تیار ہوگیا۔ یکایک اس درخت سے جسکے نیچے مین بیٹھا

ہوا تہا نہایت ہی سُریلی اور دلکش آواز آنے لگی۔ ایک گھنٹے تک یہ آواز جاری رہی اور مین اس آواز سے بیخود سا ہوگیا۔ آواز کے بند ہونے پر مجہے ہوشتی یا بڑہیا نے پوچھا کہ کچہہ سنا؟ مین نے کہا ایسی آواز سنی جو کبہی نہین سنی تہی۔ اگر اس آواز کو سننے کا طریقہ مجہے بہی بتا دو تو آپ کو بڑا ثواب ہوگا۔ بڑہیا نے کہا کہ اس درخت کو گَندَ ہَرولی کہتے ہین۔ بعض عمل ایسے ہین جن سے علم موسیقی کی دیوی اس درخت مین داخل ہو کر ناچنے اور گانے لگتی ہے۔ لیکن یہ معمولی اور عارضی بات ہے اسپر غور کرنا بے سود ہے۔ پہر مین اسکے ساتہہ گہر آیا اور قریباً پندرہ روز رہکر یہان سے رخصت ہوا۔ یہ قصہ سنا کر مہاراج نے ان لوگونکو رخصت کیا۔

مہاراج کی مخالفت

مہاراج کے نہلانے اور بہنڈارے کی رسومات اعلیٰ پیمانے پر ادا ہو رہی تہین کہ کماری پوجا کا اسمین اضافہ ہوا جسمین ہندو مذہب کے مطابق نوراتری کو مانگ عورتون اور لڑکیونکی پوجا کی جاتی ہے۔ قریباً تین ماہ یہ رسم جاری رہی۔ اسپر بعض برہمنون نے جو مہاراج کے معتقد نہ تہے اور شروع ہی سے مخالفانہ برتاؤ رکہتے تہے برہمن معتقدین مین تفرقہ اندازی کی کوشش شروع کی۔ اور چند بدعقیدہ لوگونکو اپنے ساتہہ لیکر مہاراج اور معتقدین کے درپئے آزار ہوئے۔ مگر جس قدر انہون نے مخالفت کی اسیقدر

رسومات کی ادائیگی مین زیادتی ہوتی گئی اور انکو کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ آخر
تنگ آکر ان لوگون نے مہاراج اور مہاراج کے معتقدین کی اخبارون مین
ہجو شروع کی اور لکھا کہ مہاراج جو سدگرو مانے جاتے ہین برہمن ہوکر بہنگیون
اور چمارون مین رہتے انکے ہاتہہ کا پکا ہوا کہاتے اور ان کے بچون سے کہیلا
کرتے ہین اور انکے معتقدین بہنگی چال مین جاتے اور برہمن عورتین بہنگی اور
چمار لڑکیونکو اپنے ہاتہہ سے نہلاتی ہین۔ چونکہ مہاراج ایک پاگل آدمی ہین
اس لئے لوگون کا انکی سیوا کرنا اور انکی جیسی روشن اختیار کرنا بیدینی اور
گمراہی مین پڑنا ہے۔

معتقدین اخبار پڑہکر برہم ہوئے اور مہاراج کو جاکر سنایا اور کہا کہ
آپ ہمین اجازت دین تو ہم ان پر ہتک عزت کا دعوی دائر کردین۔ مہاراج
یہ سنکر بہت ہنسے اور فرمایا اخبار مین بالکل سچی حقیقت لکہی ہے۔ جو باتین بیان
کی گئی ہین سب یہان ہوتی ہین۔ تم حق گوئی کے خلاف کس طرح دعوی دائر
کرسکتے ہو۔ لوگون نے کہا کہ اُنہون نے ذاتیات پر حملے کئے ہین جو ناقابل برداشت
ہین۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم نے میری صحبت کا کچہہ بہی حاصل نہین کیا۔ خیال کرو
کہ جب مین نے تمہین مارا۔ گالیا دین اور ہر طرح تمہاری بےعزتی کی اسوقت
تو تمکو برا نہ لگا اور اب جبکہ خود خدا تمہارے مخالفون کے ذریعے تمہارا امتحان لے
رہا ہے اور اسکے لئے تمکو گالیان دلوا رہا ہے تو تم برا مان رہے ہو۔ اگر تم نسبت

اور تکلیف کو برداشت نہین کرسکتے اور اِس آزمائش مین ثابت قدم نہین رہ سکتے تو مہربانی کرکے میری پیروی کرنا چھوڑ دو۔ مین کسی حالت مین تمہین دعویٰ دایر کرنیکی اجازت نہین دے سکتا۔ دراصل وہ میرا ہی کام کررہے ہین یعنی خاکساری اور عاجزی کی تعلیم دے رہے ہین۔ مجھے موافق اور مخالف دونون گروہ کی بہتری منظور ہے۔ کیونکہ مجھے اُن سے بھی کام لینا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ تمہین ایذا اور تکلیف پہنچاکر تمہارے جذبات مین حرکت پیدا کرین اور تم اُن تکلیفون کو برداشت کرکے اس قابل بنو کہ میری روحانی تعلیم کا اثر جلد قبول کرسکو۔ جب تک کہ تم مصیبت اور تکلیف نہ اُٹھاؤ گے اسوقت تک دائمی راحت اور خوشی حاصل نہ ہوگی۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک قصہ سنایا

تکلیف کے بعد راحت

کسی شہر مین ایک غریب آدمی مفلسی اور فاقہ کشی سے ایسا تنگ آیا کہ جان دینے پر آمادہ ہوگیا۔ ایک دوست نے کہا کہ فلان شہر مین مہالکشمی کا مندر ہے۔ اگر تم وہان جاکر درشن کرو تو امیر بنجاؤ گے۔ اس نے سوچا کہ یہ تو آسان ترکیب ہے۔ گھر آیا اور بیوی سے کہا کہ لو خدا حافظ مین مہالکشمی کے درشن کو جاتا ہون جس کے درشن سے غریبی امیری سے بدلجاتی ہے۔ بیوی نے کہا بسم اللہ دیر نہ کرو۔ چنانچہ گھر سے نکل اس شہر مین پہنچا اور مہالکشمی کے مندر مین گھسنے لگا۔ قدم رکھا ہی تھا کہ دربان نے گدّی مین ہاتھ دیکے باہر نکالدیا۔ بیچارہ

گھبرایا کہ مندر مین تو ہر ہندو جا سکتا ہے خواہ غریب ہو یا امیر۔ مجھے کیون روک دیا۔ ڈرتے ڈرتے پھر آگے بڑھا اور دربان سے پوچھا کہ بھائی مین ہندو ہون مجھے اندر کیون نہین جانے دیتا۔ دربان نے کہا مانا کہ تو ہندو ہے مگر غریب ہندو ہے۔ اور اِس مندر مین سوائے امیرون اور دولتمند ونکے اور کوئی نہین جا سکتا۔ بہتیری منت کی کہ دور ہی سے درشن کرنے دے مگر کسی طرح اجازت نہ ملی۔ اور یہ بیچارہ اپنے نصیبونکو روتا ہوا واپس لوٹا۔ ایک تو دو تین روز کا بھوکا دوسرے مسافت کی تکان تیسرے دھوپ کی شدت قدم اُٹھانا دوبھر تھا جنگل بھی ایسا کہ سایہ کے لئے درخت کا کوسون نام نہین آخر چلتے چلتے ایک پُرانی اور کھنڈر عمارت دکھائی دی۔ وہان پہنچا اور چاہا کہ اندر جاکے تھوڑی دیر آرام کرے کہ کسی آدمی نے یہان بھی روکا کہ اس مین نہ جا یہ الکشمی کا مندر ہے جو اس مین جاتا ہے مر کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے کوئی اسکے اندر نہین جاتا۔ یہ تو جان سے بیزار تھا ہی کہا دیوی کے ہاتھون مرنا کسکے نصیب ہوگا اندر داخل ہوگیا۔ دیکھا تو مندر مین گُو اور کیچڑ چارون طرف ہے بیٹھنے کی جگہ ہی نہین۔ سامنے الکشمی کی مورتی تھی جاکر قدمون پہ سر رکھدیا۔ سر کا رکھنا تھا کہ ایک سانپ نے پھن نکالا اور یہ جھجک کر پیچھے ہٹا۔ ڈر کر ایک کونے مین جا بیٹھا۔ بیٹھتے ہی ایک بچھو نے ڈنک مارا۔ تڑپ اُٹھا مگر جی کڑا کئے بیٹھا رہا کہ تکلیف کی زندگی سے مرنا بہتر ہے۔ غرضکہ ایک ہفتہ کامل بھوکا پیاسا بیٹھا دیوی کی پوجا کرتا رہا۔

آخر دیوی نے درشن دئے اور کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے میں لکشمی دیوی ہون میرے اختیار میں ہے غم دکہہ درد اور تمام قسم کی ایذائین ہین۔ اس نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ مجھپر اپنی نظر عنایت نہ کرین اور میرے گھر کبھی تشریف نہ لائین۔ دیوی نے منظور کر لیا اور یہ مندر سے باہر نکل آیا۔ شہرہ تو ہو ہی گیا تہا کہ ایک مسافر مندر مین گیا ہے اور سب کو یقین ہو چکا تھا کہ مر گیا ہوگا لیکن آٹھہ دن بعد جو زندہ سلامت دیکھا تو سب لوگ اسکو بزرگ سمجھنے لگے۔ اور مہالکشمی کی بجائے اسکی پوجا ہونے لگی۔ گاؤن والون نے ایک بڑے عالیشان مکان مین اسکو ٹہیرایا اور پوجا شروع ہوگئی۔ چند روز بعد جب یہ گہر جانے لگا تو لاکہون روپے اور زیورات اسکو نذرانے مین ملے اور یہ امیر بنکر اپنی بیوی کے پاس آیا۔ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

یہ قصہ سنکر سب لوگون نے اپنا ارادہ فسخ کیا اور ہر تکلیف کو صبر کے ساتھہ برداشت کرنے لگے۔ جب مخالفین ان کو کسی ناشایستہ حرکت سے بھڑکانا چاہتے تو یہ خاموش ہو جاتے جس سے مخالفین یہ سمجھے کہ یہ سب لوگ ہم سے ڈرتے ہیں اسلئے انکو زیادہ جرأت ہوئی اور ایک روز بہت سے آدمی لکڑیان لے کر مہاراج کی قیامگاہ پر آئے تاکہ آپ کے معتقدین کو ماریں شب کے ۹ بجے تھے بہت سے آدمی مہاراج کی تقریر سن رہے تھے ان ڈاکوؤن کو دیکھکر مہاراج سے عرض کیا کہ دشمن ہم کو مارنے آئے ہیں اگر

حکم ہو تو ان کا مقابلہ کیا جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ تم سب خاموش بیٹھے رہو
اور یہ معاملہ مجھپر چھوڑ دو۔ چنانچہ سب لوگ چپ ہو گئے اور آپ تقریر فرماتے
ہے۔ غرض یہ لوگ چھپر کے قریب آئے اور جھانک کر دیکھا تو اندر کوئی بھی
دکھائی نہ دیا اور یہ پلٹ کر بھنگی چال میں گئے اور ایک بھنگی سے پوچھا کہ مہاراج
کہاں گئے؟ بھنگی نے کہا چھپر میں بیٹھے تقریر فرما رہے ہیں۔ انہوں نے کہا وہاں
تو ہم نے ابھی دیکھا چھپر خالی ہے۔ چنانچہ دوبارہ آئے اور اب بھی چھپر میں کسیکو نہ
دیکھا۔ اور پھر بھنگی کو گالیاں دیتے ہوئے یہ سمجھکر کہ یہ ہمکو بہکا رہا ہے اور مہاراج
کہیں باہر گئے ہوئے ہیں واپس چلے گئے۔

اب مخالفوں کے لئے کوئی صورت نہیں رہی کہ شرارت کریں اور ان رسومات
کو بند کرائیں۔ مگر اس کے بعد بھی دیکھا گیا کہ یہ لوگ بھنڈارے اور پوجا وغیرہ
کے وقت آتے اور دور سے کھڑے کھڑے تماشہ دیکھتے۔ ایک دن انہی میں
کا ایک ۲۰ سالہ جوان مہاراج کے چھپر کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اسکو
اندر بلایا یہ جوتیاں اتارنے لگا تو فرمایا کہ پہنے ہوئے چلا آ۔ یہ اندر گیا اور سامنے
بیٹھا مہاراج نے کہا برسوں سے میں نے ٹوپی نہیں اوڑھی ابھی ٹوپی مجھے دے
اس نے ٹوپی نذر کر دی۔ پھر مہاراج نے فرمایا کہ کرتہ اور کوٹ بھی میں نے بہت
دن سے نہیں پہنا یہ بھی دیدے۔ اس نے [illegible] اتار کر دیدیا۔ پھر آپ نے
فرمایا کہ مانگتا تو دہوتی [illegible] نہیں تو [illegible] ہوئے شرما گیا کہ پھر اب جا۔ مگر یہ

بتاتا جا کہ یہ سب چیزین تو نے خوشی سے دی ہین یا شرما شرمی! اس نے کہا
مین نے خوشی سے دی ہین۔ شام کو یہ پہر حاضر ہوا اور کہا کہ کوٹ کی جیب مین
آمنس کی کنجی اور چند کاغذ ہین وہ عنایت فرما دئے جائین آپ نے نکالکر دیدئیے
اور فرمایا کہ اگر جی چاہتا ہو تو کپڑے بہی لیجا۔ لڑکے نے کہا جی نہین یہ آپکی
نذر ہوچکے۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ چند روز مین تیری شادی ہوگی اور تو نیا لباس
زیب تن کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

طوطونکا مہاراج کے پاس آنا

ہر کجا چشمۂ بود شیرین
مردم و مرغ و مور گرد آیند

واقعی بات ہے کہ جو آدمی خدا کی محبت مین اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے اُس سے
ہر شئے محبت کرنے لگتی ہے۔ چنانچہ کہاسینس کے گہر مین ایک طوطا پلا ہوا تہا ایک
دن پنجرے سے غائب ہوگیا۔ گہر والونکو بڑا تعجب ہوا کہ پنجرہ بدستور بند ہے اور طوطا
ندارد۔ ادہر اُدہر تلاش کرکے رہگئے۔ تیسرے روز یہ طوطا بہنگی چال مین آیا بہنگی
لڑکون نے پکڑنا چاہا تو اُڑکر مہاراج کے چھپر پر آبیٹھا۔ یہان ان لڑکون نے
پکڑکر پنجرے مین بند کر دیا اور مہاراج کے پاس لائے آپ نے فرمایا کہ کسی کا پالا
ہوا ہے۔ کہاسینس اور اسکی بیوی آئے تو اپنے طوطے کو دیکہہ کر خوش ہوئے اور
گہر لیگئے۔ چند روز کے بعد پہر اسیطرح غائب ہوگیا اور تیسرے روز مہاراج کے

چھپر پر پکڑا گیا۔ چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اسکو پنجرے مین بند کیا اور یہ اُڑ
کر مہاراج کے پاس پہنچا۔ اسیطرح باجی راؤ کی لڑکی میرا بائی کا طوطا بہی اُڑکر
مہاراج کے چھپر پر آیا اور پکڑا گیا۔ میرا بائی بیٹھی ہوئی بہتی کہ آپ نے طوطے
اور کوے کا ایک قصہ سنایا۔

طوطے اور کوے کا قصہ

ماں باپ کی ایک اکلوتی لڑکی بہتی اور ماں باپ اسسے بہت محبت کیا کرتے ہہے
ایک دن اس کا باپ اسکے لئے ایک طوطا لایا۔ اور یہ لڑکی باپ جب آفس جاتا
اور ماں گہر کے کام کاج مین مصروف ہوتی تو اس طوطے سے کہیلا کرتی۔
ہوتے ہوتے اسقدر محبت بڑہی کہ دونون ایک دوسرے سے جدا ہونا گوارا
نہ کرتے۔ ایک دن لڑکی درخت کے نیچے بیٹھی طوطے سے کہیل رہی بہتی کہ بہوک لگی
اور کہانا لاکر کہانے لگی کہڑکی کہولدی اور طوطا بہی باہر آکر رکابی مین کہانے لگا
لڑکی نے پنجرے کی کٹوریون مین ہی کہانا بہر دیا۔ پیٹ بہرا بہی نہین کہ کہانا
ختم ہوگیا۔ یہ طوطے کو وہین چہوڑ کہانا لینے گہر گئی۔ درخت کے اوپر کوّا
تاک لگائے بیٹھا تہا میدان خالی دیکہکر نیچے اترا اور گرے پڑے دانے کہاکر
پنجرے مین گہسا اور کٹوری مین چونچ ماری۔ اسکے دہکّے سے پنجرے کی کہڑکی
بند ہوگئی اور کوّا اندر پہنس گیا۔ طوطا ڈر کر اُڑ گیا۔ لڑکی نے آکر دیکہا تو
طوطا غائب ہے اور پنجرے مین کوّا بند ہے۔ بچی تو تہی ہی سمجہی کہ طوطے کا رنگ

کالا پڑ گیا ہے اُسی سے کھیلنے لگی۔ ماں باپ نے ہرچند سمجھایا کہ تیرا طوطا اُڑ گیا
اور یہ کوا ہے جو کھانے کے لالچ سے پنجرے میں بند ہو گیا ہے۔ مگر لڑکی نہ مانی اور
کہا کہ نہیں یہ طوطا ہی ہے اُس نے اپنا رنگ بدل لیا ہے۔ چنانچہ یہ ہمیشہ اس کو
کھیلا کرتی اور کھانا کھلایا کرتی۔ البتہ اتنا کیا کہ جب یہ اسکی آواز پر نہ بولتا تو یہ
چپ ہو جاتی اور جو کچھ طوطے کو سکھاتی تھی وہ بند کر دیا۔ چند روز کے بعد اس
کوے نے لڑکی کو روحانی تعلیم دینا شروع کی۔ چنانچہ اس نے اپنی ماں سے کہا
کہ اب یہ مجھے تعلیم دیا کرتا ہے اور میں اسکو اچھی طرح سمجھتی ہوں مگر تم کو سمجھا
نہیں سکتی۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہوتا ہے
وہ دوسروں کے لئے باعث زحمت ہیں اور خود دوسروں سے آرام پاتے ہیں۔
اور جن کا ظاہر خراب اور باطن اچھا ہے وہ دوسروں کے لئے باعث رحمت ہیں اور
انکے لئے وہ خود تکلیف اُٹھاتے ہیں۔

گنگا جل

ایک مرتبہ کوئی شخص کاشی سے گنگا جل لایا اور مہاراج کو اس سے
غسل دینا چاہا۔ مہاراج نے فرمایا کہ میں اسقدر ناپاک ہوں کہ اس سے بھی
پاک اور پوتر پانی مجھے پاک نہیں کر سکتا۔ اُس نے کہا۔ تو آپ کی کسر نفسی
آپ پاک ہیں اور ہزاروں کو پاک کر سکتے ہیں۔ مہاراج نے فرمایا کہ پھر گنگا جل
سے مجھے نہلانے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن وہ شخص نہ مانا۔ آپ نے فرمایا اچھا

نہلاؤ مگر پھر مجھے گندے پانی سے نہانا پڑے گا۔ چنانچہ اُس شخص نے آدھ
گنگا جل سے آپ کو غسل دیا اور آدھا معتقدین مین تقسیم کیا۔ نہلاتے وقت سب نے
دیکھا کہ پانی گدلا اور بدبودار ہے۔ جن لوگون کو دیا تھا انہون نے اور خود لانے
والے نے بھی گدلا اور بدبودار پایا۔ اشنان کے بعد مہاراج نے فرمایا کہ اب
مین اس موری کے پانی سے نہاکر پاک بنتا ہون۔ مگر حاضرین اُٹھے اور
موری کا گدلا پانی بھرلائے۔ جسم پر ڈالا گیا تو ہر ایک شخص نے دیکھا کہ یہ گنگا جل
کی مانند صاف شفاف تھا۔ نہاکر آپ نے فرمایا کہ اب مین پھر اپنی اصلی حالت
مین آگیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ مہاراج نے بجائے آٹھوین دن نہلانے کے مہینے
مین ایک بار نہانے کا دن رکھا تھا۔ باقی ۲۹ دن کیچڑ مٹی مین کھیلتے اور بھنگیون
کی طرح فضلہ اُٹھاتے اور نالیان صاف کرتے پھرتے۔ لیکن باینہمہ پاس بیٹھنے
والونکو کبھی تعفن نہ آتی۔ نہ انکی اس غلیظ حالت مین رہنے کا کسی کو احساس ہوتا بلکہ
ہر وقت پاک صاف نظر آتے۔ یہ ایک عجیب راز ہے جو ظاہر پرستونکی سمجھہ مین
نہین آسکتا۔

گنگا جل کے گدلا ہوجانے اور گدلا نظر آنے کے متعلق تقریر فرماتے
ہوئے مہاراج نے ایک مرتبہ مذہبی تعلقات کے باطنی معنی کیطرف اشارہ کیا جیسا
کہ عوام انکو سمجھتے ہین اور پھر اسکے متعلق حسب ذیل قصہ بیان فرمایا:۔
ایک نہایت ہی متقی اور پرہیزگار شخص تیرتھ کے لئے نکلا اور چلتے چلتے

ایک ندی پر پہنچا دیکھا کہ اس کا پانی نہایت صاف ہے اور زور سے بہہ رہا ہے۔ کنارے پر ہزاروں آدمی پوجا پاٹ مین مصروف ہین اور بالکل کاشی کا منظر نظر آرہا ہے۔ یہ سمجھا کہ کاشی کے نمونے پر نئی تیرتھ بنائی گئی ہے۔ پہرتے پہرتے ایک مقام پر پہنچا جہان لوگ اپنے متوفی آبا و اجداد کے نام سے گنگا کو پنڈ دان کر رہے تہے اور اس رسم کو ایک برہمن ادا کر رہا تہا۔ پہلے اسنے خیال کیا تہا کہ چاول کے پنڈ ہونگے لیکن قریب جانے پر معلوم ہوا کہ بجائے پنڈ کے مرغی کے انڈے ہین اور ہر متوفی کے نام ایک انڈا دان کیا جاتا ہے۔ اس انوکہی رسم کو وہ متعجب ہوکر دیکہتا رہا۔ برہمن جب اپنا کام کرکے گہر چلا تو یہ بہی اسکے پیچہے ہولیا۔ جب گہر کے قریب پہنچا تو اس نے برہمن سے اس نرالی رسم کا سبب دریافت کیا۔ برہمن نے کہا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو۔ باہر والونکا یہان کچہہ کام نہین ہے۔ اسنے کہا کہ یا تو بہول سے یا خدا کی مرضی سے مین یہان آگیا ہون اسلئے مہربانی فرماکر شرادہ کا یہ نیا اور انوکہا طریقہ مجہے بہی سمجہائیے۔ برہمن نے کہا کہ یہان شرادہ دوسرے مقامات کی طرح نہین کیا جاتا۔ اس مین اور معمولی طریق مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ مگر یہ فرق فائدے کیلئے ہے کیونکہ یہ اعلیٰ پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ دوسرے تمام مقامات پر چاول کے پنڈ۔ لیکن یہان انکے بدلے انڈے دئیے جاتے ہین۔ پہر اسنے گرنتہون سے دلائل پیش کرکے اس طریق کی افضلیت کا ثبوت دیا۔ نو وارد نے اس سے پوچہا کہ آیا مین بہی

ہے ہوئے آبا و اجداد کے لئے اس طریق پر شرادہ دے سکتا ہوں۔ برہمن نے کہا کہ بیشک تم یہ طریق اس جگہ اختیار کر سکتے ہو مگر کسی دوسری جگہ ایسا نہین کر سکتے۔ شرادہ کا یہ اعلیٰ طریق خاص اسیجگہ کے لئے مخصوص ہے۔ غرض نووارد کے کہنے سے برہمن نے اسکے آبا و اجداد کے نام سے اس طریق پر شرادہ کیا اور پنڈ کی بجائے انڈے دان کئے۔ رسومات کی ادائگی کے بعد برہمن انڈے کو ندی مین بہانے کو تھا کہ انڈون مین سے بچے نکلنے شروع ہوئے۔ نووارد یہ دیکھکر متحیر ہوا اور برہمن سے اس کا سبب پوچھا برہمن نے کہا کہ تمہارا لوگ بہت ہی زبردست ہے اور یہ حالت جو اس رسم کی قبولیت کا سچا ثبوت ہے بہت ہی کم دیکھنے مین آتی ہے۔ اور دنیا کے بہت کم لوگون کے حصے مین یہ سعادت آتی ہے۔ یہ بچے سب تمہارے آبا و اجداد ہین جو پہر سے زندہ ہوے ہین اور اب یہ تمہارے بدن کو چونچین مار مار کر تمہارا گوشت کہائینگے لیکن تم بالکل خاموش بیٹھے رہنا۔ برہمن کی باتون سے بیچارہ نووارد بڑا گہبرایا اور خوف کے مارے زرد پڑ گیا۔ برہمن نے یہ حالت دیکھکر کہا کہ تم ڈرو نہین مین تمہارے پاس کہڑا ہون۔ چنانچہ یہ سنبھل کر بیٹھ گیا اور مرغی کے بچون نے اسکے بدن پر چونچین مارنا شروع کیا۔ یہانتک کہ ان کا پیٹ بہر گیا اور چونچین مارنا بند کر دیا۔ اب برہمن نے کہا کہ ان سب کو گنگا مین بہا دو اور پہر تم اشنان کرو اس کا بدن زخمون سے چور ہو گیا تہا تاہم غریب تعمیل حکم کیلئے اٹھہ کہڑا ہوا

اور تمام بچونکو دریا برد کر دیا اور وہ غرق ہوگئے۔ اب اُس نے اشنان کیا
اشنان کرتے ہی تمام زخم بھر آئے اور بدستور سابق توانا بنگیا۔ اور ساتھ
ساتھہ یہ ہوا کہ اُس کا دل نور عرفان سے منور ہو گیا۔

کالیداس موچی

کالیداس نامی ایک گجراتی موچی آپ کا نہایت ہی معتقد تہا۔ اُس نے
کئی بار آپ کو اپنے گہر آنے کیلئے مدعو کیا لیکن آپ ہمیشہ ٹالتے ہی رہے ایک
دن مایوس ہو کر اس نے اپنے گہر مین ایک گادی بچھائی اور اسکے سامنے یہ
عہد کر کے بیٹھ گیا کہ جب مہاراج یہان تشریف لا کر اسپر جلوہ فرمائینگے جب
مین آنکھین کہولونگا۔ چنانچہ تین روز کامل بغیر کہانا پانی اسیطرح بیٹھا رہا
اسکی عورت نے تیسرے دن مہاراج کو اطلاع دی کہ آپ کا خادم ایسا عہد
کر کے بہوکا پیاسا بیٹھا ہے۔ کرپا کیجئے اور اُس کو درشن دیجئے مہاراج نے
فرمایا کہ اچھا کسیوقت آؤنگا۔ چنانچہ رات کو آٹھ بجے جبکہ عورتین آپ کے
لئے کہانا لائین آپ یکایک اُٹھے اور فرمایا کہ کہانا رہنے دو مجھے کالیداس
کے یہان جانا ہے تم لوگ بہی میرے ساتھ چلو۔ ماما گارڈ کے بھتیجے نے جو کالیداس
کے مکان سے واقف تہا آپ کی رہبری کی۔ مہاراج یہان پہنچکر کالیداس کے
سامنے بچھی ہوئی گادی پر بیٹھے اور کالیداس نے آنکھین کہولین اور مہاراج

کے قدموں پر سر رکھدیا۔ پھر باقاعدہ پوجا کی اور ماحضر پیش کیا۔ مہاراج نے اس میں سے تھوڑا کھایا اور فرمایا کہ بس اب اپنا کام کیا کرو۔ یہ واقعہ روہی داس چمار کے واقعہ سے بالکل مطابق ہوا ہے جبکہ خدا نے روہی داس چمار کو اسکی گھر آکر درشن دیا۔ اس دن سے کالیداس اور اسکی بیوی ہر روز مہاراج کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

ایک روز مہاراج کوڑے کی کونڈی کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی بھنگی کی پھٹی پرانی ٹوپی کوڑے میں پڑی دیکھی اور آپ نے اٹھاکر سر پر رکھ لی۔ اور اپدیش کرنے لگے۔ اتنے میں کالیداس اور اسکی بیوی حاضر ہوئے۔ یہ اپنے ساتھ ایک تھال میں پوجا کا سامان رکھکر لائے تھے جس میں ایک کڑھی ہوئی ٹوپی بھی تھی۔ پوجا کے بعد یہ ٹوپی مہاراج کے سر پر رکھی۔ مہاراج نے کہا خدا کی شان کرپی دیکھو کہ مجھے بھنگی کی پھٹی پرانی ٹوپی اوڑھے ہوئے دیکھکر نئی ٹوپی عنایت کی۔ لیکن اس نئی ٹوپی سے یہ پرانی ٹوپی میرے لئے اچھی ہے۔ کیونکہ نئی ٹوپی کے نقش و نگار مٹ جائینگے اور یہ پرانی اور میلی ٹوپی ایک عرصے تک بغیر کسی تغیر کے کام دیگی۔ پوجا کے بعد کالیداس نے اپنی بیوی کے تمام زیورات مہاراج کو پہنائے۔ اور اپنی بیوی کو الگ کھڑا کردیا۔ اور خود ننے بالکل برہنہ ہوکر مہاراج کے گرد چار پانچ چکّر لگائے اور پھر ساشٹانگ (منہ کے بل لیٹ کر ڈنڈوت کرنا) نمسکار کرکے مہاراج کے سامنے سر جھکا کر

بیٹھ گیا۔ حاضرین خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ دو ایک منٹ کے بعد مہاراج نے
لکشمی بائی سے کہا کہ اسکو چادر اڑھا دے۔ پھر تمام زیورات مہاراج نے کالیدا
کو واپس دئے مگر کالیداس نے کہا مہاراج مین نے تو یہ زیور۔ دکان اور بیوی
سب آپ کو ارپن کر دئے ہین اور اب بالکل آزاد ہو گیا ہون۔ مہاراج نے فرمایا
دیوانہ ہوا ہے۔ کیا مین اب تیری دکان اور جورو بچے سنبھالتا بیٹھون۔ اگر تو
اپنے کہنے کے موافق میرا ہو گیا ہے تو میرے کہنے پر عمل کر۔ ان تمام چیزونکو
سنبھال اگر انسان راہ راست اختیار کرے تو وہ سنسار ہی مین خدا کو پا سکتا ہے یہ کہکر زیورات
واپس کئے اور کالیداس رخصت ہوا۔ اور مہاراج نے معتقدین سے مندرجہ ذیل قصہ بیان فرمایا

سنسار مین خدا

ایک بھولے بھالے آدمی نے خوش قسمتی سے نہایت ہی سگھڑ اور سلیقہ مند
بیوی پائی تھی۔ ایک مرتبہ اسکو باہر جانیکا اتفاق ہوا۔ پھرتے پھرتے دہان
کے کھیتون مین پہنچا۔ جہان دہان کے جگہ جگہ انبار لگے ہوئے تھے اور ہر طرف
بیوپاری اسکی خرید کر رہے تھے۔ چونکہ اسکے شہر مین چاول کی پیداوار نہ تھی
اور نہ ہی اسنے کبھی چاول دیکھے تھے تعجب سے دیکھا اور یہ سوچکر کہ یہ کوئی
نہایت ہی کارآمد اور مفید چیز ہے خود ہی خرید لئے اور گھر آیا۔ بیوی نے
بھی یہ چیز کبھی نہین دیکھی تھی اسلئے بہت خوش ہوئی۔ خاوند نے کہا کہ یہ بڑی
قیمتی چیز ہے اسکو صندوق مین بند کر کے رکھو۔ بیوی تھی ہوشیار اور عقلمند کہا

ایسی مفید اور کار آمد شے کو صندوق مین بند کرکے رکھنا اچھا نہین ہے۔ ممکن ہے اسکا جاننے والا ملجائے اور ہمکو اس سے حسب خواہش فائدہ پہنچے۔ اس لئے مناسب ہوگا اگر کہلی جگہ رکہا جائے چنانچہ باہم مشورے سے قرار پایا کہ مکان کے بر آمدہ مین اس کا ڈہیر لگا دیا جائے تاکہ ہر آنے جانے والے کی اسپر نظر پڑتی رہے اور پہچاننے والا اسکو پہچان لے۔ اتفاق سے چندروز بعد ایک شخص اس شہر مین آنکلا اسکی خوراک چاول ہی تھی شہر مین تلاش کیا تو کسی نے اسکا نام بہی نہ پہچانا۔ پہرتے پہرتے ادہر ہی آنکلا۔ چاولون کا ڈہیر دیکہکر بہت خوش ہوا۔ اور خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ عورت نے کہا ہم دینگے مگر اس شرط پر کہ تم ہمکو اس کا نام اور اس کا طریق استعمال پہلے بتاؤ۔ مسافر نے کہا اسکو چاول کہتے ہین لیکن اسوقت اس کا نام دھان ہے۔ پہلے انکو چکی مین دلو اور اوپر کا چہلکا الگ کردو۔ پہر اوکہلی مین ڈالکر کوٹو اور بہوسا الگ کردو اس بہوسے مین سے سفید سفید دانے نکلینگے ان کا نام چاول ہے اور وہ پکاکر کہائے جاتے ہین۔ بہولے بہالے مالک نے کہا کہ اسطرح دلنے اور کوٹنے سے تو یہ بالکل اڑا بیجا ئینگے۔ مسافر نے کہا نہین تم میری ہدایت کے موافق عمل کرو۔ چنانچہ دونون میان بیوی نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور چاول نکل آئے۔ پہر اسنے انکے پکانے کی ترکیب بتائی اور کہا کہ اب دہان کے چہلکے۔ بہوسی اور چاول تینون چیزونکو کہاؤ۔ چنانچہ دونون نے پہلے چہلکے کہائے تو بدمزہ پاکر تہوک دئے۔ پہر بہوسی

کہائی تو یہ بہی بدمزہ ہتی اسکو بہی تہوک دیا۔ پہر چاول کہائے یہ نہایت لذیذ تہے پیٹ بہر کے کہائے اور بہت خوش ہوئے۔ اور کچہہ چاول حسب وعدہ مسافر کے ہاتہہ فروخت کئے"

قصہ سناکر مہاراج نے فرمایا کہ جس طرح چاول اپنے ظاہری خول مین چہپا ہوا ہے اسیطرح خدا سنسار کے خول مین چہپا ہوا ہے۔ اور جس طرح چاول کی نشو ونما کے لئے خول لازمی ہے اسیطرح سنسار اور خدا لازم وملزوم ہین۔ دہان کو صرف خول سمجہکر پہینکدینا گویا چاول کو پہینکدینا ہے اور سنسار کو چہوڑنا گویا خدا کو چہوڑنا ہے جو اسکے اندر پوشیدہ ہے۔ یا جس طرح دہان کو جس مین چاول پوشیدہ ہے اپنے پاس رکہنا اور اسی سے خوش ہونا چاول سے محروم رکہتا ہے اسیطرح سنسار ہی مین پہنسے رہنا اور اُسی سے خوش ہونا خدا سے جو سنسار مین چہپا بیٹہا ہے محروم رکہتا ہے۔ لہذا جس طرح ہم دہان کو محض خول سمجہکر پہینکتے نہین بلکہ اسکو دل کر اور کوٹ کر چاول حاصل کرتے ہین اسیطرح ہمکو سنسار چہوڑنا نہین چاہئے بلکہ خول کیطرح اسکو جدا کرکے اس مین سے خدا کو حاصل کرنا چاہئے"

یہ سبق آموز قصہ سناکر مہاراج نے کالیداس کی نذر کی ہوئی نئی ٹوپی اپنے سر سے اُتار کر بہنگی کے ایک لڑکے کے سر پر رکہدی۔ کالیداس کی اُسدن سے حالت بدل گئی۔ اور شہر مین کبہی دہوتی باندہے اور کبہی برہنہ بہٹکنے لگا اور لڑکون کے لئے ایک تماشا بنگیا۔ پولیس نے دیوانہ سمجہکر گرفتار کیا اور سول سرجن کے

پاس بہیجے گئے۔ معائنہ کے بعد صحیح الدماغ ثابت ہونے پر رہا کر دیا گیا۔ لیکن اسکی
حالت دن بدن ترقی کرتی گئی اور شہر مین برہنہ پہرنا بند نہ ہوا۔ بہذا رعایا
کی حفاظت کے خیال سے پولیس نے اسکو پہر پکڑا اور ہتکڑی ڈالکر حوالات مین بند
کر دیا۔ لیکن صبح کو دیکہا تو حوالات سے غائب ہوگیا اور پہر شہر مین پہرنے لگا
جس سے اسکی تمام شہر مین شہرت ہوگئی یہانتک کہ یورپین حکام کو بہی اس
واقعہ کی خبر ہوگئی۔

مہاراج اپنے معتقدین کی ہر ظاہری و باطنی حالت کے نگران رہتے تھے
گرچہ اس کا اظہار آپ نے کبہی نہین کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ شب کے ۱۱ بجے آپ
رات ونایک راؤ کے گہر پہنچے۔ اور اندر داخل ہوکر گہر کا کونا کونا چہان مارا۔ اور
پہر پوجا پاٹ کے کمرے مین گئے جہان ہندو دیوتاؤن اور رشیونکی تصویرین
لگی ہوئی تہین۔ آپ نے سری رام کرشن پرم ہنس کی تصویر اُٹہائی اور پہر
اُسی جگہ رکہدی۔ گہر والون نے تازہ میوہ پیش کیا۔ آپ نے کچہہ چکہا اور
واپس تشریف لے آئے۔

ایک مرتبہ سیتا بائی نے مہاراج سے کہا کہ کل میرا خاوند دو تین روز
کیلئے باہر جانیوالا ہے۔ اور مجہے اکیلے ڈر معلوم ہوگا کیا کرون؟ مہاراج نے
فرمایا کہ کسی ہمسایہ عورت کو بلالے۔ سیتا بائی نے اسکو پسند نہ کیا۔ تو مہاراج
نے فرمایا کہ اچہا تو خوف نہ کر مین تیرے پاس رہونگا تو صرف مجہے یاد کرتی رہ۔

چنانچہ دوسرے دن اس کا خاوند گیا۔ اور یہ دس بجے رات تک ڈر کے مارے سوئی نہین اور مہاراج کو یاد کرتی رہی۔ ناگہان مہاراج گہر مین داخل ہوئے اور سیتا بائی نے اُٹہہ کر کُرسی پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو جانتی ہے کہ مین کرسی پر کبہی نہین بیٹہتا۔ اسلئے اس نے چٹائی بچہائی اور مہاراج بیٹہ گئے۔ سیتا بائی نے کچہہ میوہ پیش کیا آپ نے فرمایا یہ وقت نہین اب تو سو جا مین تمام رات یہان پہرہ دونگا۔ چنانچہ وہ سو گئی۔ صبح اُٹہی تو دیکہا کہ مہاراج بیٹہے ہین۔ آپ نے فرمایا دن نکل آیا اب مجہے جلدی جانا چاہیئے تاکہ لوگ یہان سے جاتے مجہے دیکہہ نہ لین۔ سیتا بائی نے دروازہ کہولا اور آپ دروازہ سے باہر ہوتے ہی غائب ہوگئے۔ یہ خیال کرنے لگی کہ راز پوشیدہ رکہنے کیلئے آپ اسطرح غائب ہوئے ہین۔ چنانچہ ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد خدمت مین حاضر ہوئی اور شکریہ بجالائی کہ رات کو آپ تشریف لائے تو مین سوئی۔ آپ نے فرمایا مین تو رات کو یہان ہی تہا کہین گیا ہی نہین یہ بہنگی گواہ ہین۔ بہنگیون نے کہا کہ بیشک آپ ہمارے ساتہہ دو بجے رات تک باتین کرتے رہے تہے۔ سیتا بائی کو یہ سنکر تعجب ہوا۔ تو مہاراج نے فرمایا کہ مین نے کہا تہا کہ تو مجہے یاد کرتی رہی تو مین رات بہر تیری حفاظت کرونگا وہ وعدہ پورا ہوگیا۔ زیادہ فکر کی ضرورت نہین۔

بزرگون کا ہر ایک فعل عام سمجہہ سے باہر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی انگلی سوجہہ گئی اور آٹہہ روز تک اُسکو آرام نہ ہوا۔ اور درد بڑہتا گیا

گیا۔ ایک روز شب کو چنا سوامی کے گھر گئے اور اسکو جگاکر گرم پانی منگایا اور
ایک گھنٹے تک انگلی کو سینکتے رہے۔ مگر اس سے بھی کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ آخر یہ
درد تین ماہ تک رہا اور سینکڑوں علاج ہوئے مگر آرام نہ ہوا بلکہ زیادہ زیادہ
سوجتی گئی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ ازل سے جو قسمت کیا گیا ہے وہ ٹل نہین سکتا
لہذا مجھے یہ درد صبر سے برداشت کرنا چاہئے۔ اور اسی لئے آپ نے باوجود
درد اور تکلیف کے آٹا پیسنا اور پتھر اٹھانا وغیرہ کم نہین کیا۔

رنج کا خوگر ہو گر انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلین اتنی پڑین مجھپر کہ آسان ہو گئین

تین ماہ بعد ایک روز کھانے کے ساتھہ لیمو کا اچار آیا آپ نے اسکو اٹھا انگلی
سے باندھ دیا۔ چند روز بعد انگلی ایسی صاف ہوئی کہ زخم وغیرہ کا نشان تک
باقی نہ رہا۔ اسکے متعلق آپ نے ایک قصہ بیان فرمایا۔

کسی بادشاہ کے دربار مین ایک قیافہ شناس اور عامل آیا بادشاہ نے
ازراہ قدردانی اپنے محل مین ٹھرایا۔ ایک روز یہ عامل بادشاہ کے پاس بیٹھا
ہوا تھا کہ ایک کنیز جسکو سات ماہ کا حمل تھا سامنے آئی۔ عامل نے اسکو اپنے قریب
بلایا اور کہا کہ تیرے یہاں لڑکا پیدا ہوگا جو تمام عالم پر حکومت کریگا۔ کنیز یہ سنکر
چلی گئی۔ عامل بھی بادشاہ سے رخصت ہو کسی دوسرے ملک مین چلا گیا۔ بادشاہ
کو چونکہ عامل کے کہنے کا پورا یقین تھا تردد پیدا ہوا کہ اگر میری کنیز کا لڑکا بادشاہ ہوا

تو میرا موجودہ ولیعہد کیا کرے گا؟ اسی فکر مین تہا کہ ایک روز دائی کو بلا کر حکم دیا
کہ اس کنیز کے لڑکے کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالنا اگر اتنا موقع نہ ملے تو آٹھ روز
خفیہ طور پر بچہ کو اُٹھانا اور جنگل مین لیجا کر اوس کا خاتمہ کر دینا۔ چنانچہ لڑکا پیدا
ہوا اور موقع نہ ملنے سے زندہ رہگیا۔ شاہی کنیز سیکڑون دائیان خدمت میں
تہین۔ آٹھوین دن اس دائی نے موقع پا لڑکے کو مان کی گود سے اُٹھا ایک لونڈی
کو دیا کہ راتون رات جنگل مین لیجا کر اس کو مار ڈال ورنہ بادشاہ تیری جان لے گا
چنانچہ لونڈی بچے کو لے جنگل مین پہنچی۔ چاہا کہ گلا گہونٹ کر مار ڈالے کہ رحم کے
فرشتے نے اس کا ہاتہ پکڑ لیا اور کہا کہ کسی معصوم کا خون اپنی گردن پر کیون لیتی
ہے چنانچہ بچے کو زمین پر رکہدیا اور سوچنے لگی۔ خدا کی شان ایک ہرنی قریب
ہی بچے جن رہی تہی اس نے کنیز کے بچے کو بہی اسکے نیچے رکہدیا۔ اور سمجھی کہ
ہرنی اسکو مار ڈالیگی۔ چنانچہ ہرنی نے فراغت پا کر اپنے بچونکو دودہ پلانا شروع
کیا جس مین اس بچے کو بہی دودہ پلایا۔ لونڈی کہڑی تماشہ دیکہتی رہی۔ آخر اس نے
بچے کو ایک چہوٹے سے درخت مین الٹا لٹکا دیا اور چلی آئی۔

صبح ہوئی اور کنیز نے بچہ اپنی بغل مین نہ دیکہا تو گہبرائی اور پوچھا کہ
میرا بچہ کہان ہے تمام دائیون سے پوچھا کہین پتہ نہ چلا آخر یہ قرار پایا کہ آج
گہر مین جن ہے وہی بچے کو لیگیا۔ کنیز رو دہو کر خاموش ہو گئی اور معاملہ رفت
گذشت ہو گیا۔ اور بادشاہ کو اطمینان ہو گیا کہ لڑکا مارا گیا۔

اب ہرنی حسب معمول اس جگہ آتی اور بچے کو دودہ پلا کر چلی جاتی یہان
تک کہ بچہ بڑا ہوگیا۔ چونکہ بچہ مان کے رحم مین بہی الٹا (سر نیچے پاؤن اوپر) ہی
رہتا ہے اور یہ پیدایش کے بعد ہی الٹا لٹکا دیا گیا تہا اسلیئے اسکو اپنی خلقت ایسی
ہی معلوم ہوئی۔ بڑا ہونے پر ہرنی نے گہاس لالاکر کہلانا شروع کیا اور یہ مزے
سے گہاس کہاتا اور درخت سے لٹکا رہتا۔ اسی حالت مین اسکی چشم باطن کہلی اور
اسرار حقیقت کا معائنہ کرنے لگا۔ اسی عالم مین اسے چند سال اور گذرے
جس مین اسکو اپنے وجود اور دوسری چیزونکا مطلق خیال نہ تہا۔ یہان تک کہ
یہ ولی کامل بنگیا۔

ایک دن ایک شکاری اپنی لڑکی کو ساتہ لئے یہان آنکلا۔ اور اس نے
قالب کو درخت سے الٹا لٹکا ہوا دیکہکر بہوت سمجہا اور تیر چلایا۔ مگر اتفاق سے
تیر اسکے بدن کو چاٹتا ہوا نکلا۔ اور یہ بیدار ہوگیا۔ دوسرا تیر چہوڑنا چاہتا ہی تہا
کہ لڑکی نے باپ کا ہاتہ روک لیا اور کہا خبردار تیر نہ چلانا ممکن ہے کوئی خدا کا بندہ
اپنی ریاضت مین ہو اور ہم اس کا خون کر ڈالین۔ آپ یہان ٹہیرین مین دیکہکر
آتی ہون۔ اس عرصے مین لڑکے نے دیکہا کہ کوئی بلا آرہی ہے اپنی باطنی قوت
سے ایک روحانی حلقہ باندہنا شروع کیا تاکہ کوئی چیز اس مین داخل نہ ہوسکے۔
لیکن لڑکی حلقہ قایم ہونے سے پہلے اس مین داخل ہوگئی۔ قریب جاکر دیکہا کہ
ایک نہایت ہی حسین لڑکا ہے اور سر پر نورانی حلقہ دیکہکر سمجہی کہ بزرگ کامل

ہی سہے۔ باپ کو آواز دی۔ باپ آیا مگر حلقے مین نہ آسکا۔ آخر دور ہی دوسے لڑکی نے کہا کہ یہ رشی ہے اور مین اب اسی کے چرنون مین زندگی بسر کرونگی آپ تشریف لیجائیے۔ چنانچہ باپ چلاگیا اور لڑکی نے جنگلی پہلون پر گذارا کرکے اس سے روحانی فیض پانا شروع کیا۔ اس عرصے مین لڑکا حقیقت و معرفت کی اعلی منزل پر پہنچ گیا۔ اور اب لڑکی نے اسکو درخت سے اتار کر چلنا پہرنا کہانا پینا اور باتین کرنا سکہایا۔ اور دونون (لڑکا برہما روپ گیانی۔ لڑکی ساد ہوی ستی کی صورت مین) جنگل مین رہنے لگے۔

اتفاق سے وہی عامل بادشاہ کے پاس پہر حاضر ہوا۔ اسوقت کنیز کو دوسرا لڑکا ہوا تہا۔ گود مین لیکر آئی۔ عامل نے کہا وہ لڑکا کہان ہے جسکی نسبت مین نے پیشنگوئی کی ہتی۔ کنیز نے کہا کہ وہ تو پیدا ہوتے ہی غائب ہوگیا اور آجتک لاپتہ ہے۔ عامل نے کہا خیر وہ کسیجگہ ہی ہو مگر وہ تین جہان کا مالک بن چکا ہے اِسس جہان کا مالک تیرا یہ لڑکا ہوگا۔ بادشاہ بہی بیٹہا سن رہا تہا عامل سے کہا کہ اسوقت مین بادشاہ ہون اور میرے بعد میری بیگم کے بطن سے جو لڑکا ہے وہ وارث تخت ہوگا۔ کنیز زادہ کس طرح مالک تخت ہوسکتا ہے؟ عامل نے کہا یہ بات میرے تمہارے اختیار کی نہین ہے خدا اپنی مخلوق پر جسکو چاہتا ہے بادشاہ کرتا ہے اسکے یہان بیگم اور کنیز مین کوئی فرق نہین ہے۔ بادشاہ اور ولیعہد کو اس بات کا اتنا صدمہ ہوا کہ دونون بیمار پڑگئے۔ جن مین سے

شہزادہ لقمۂ اجل ہوگیا اور بادشاہ کو مجبوراً اپنی سلطنت اپنے کنیز زادے
کو جو درحقیقت اسکا بیٹا اور برابر کا حق دار تہا دینی پڑی۔

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو
سوزن تدبیر گرچہ عمر بھر سیتی رہے

ایک مرتبہ رات کے گیارہ بجے آپ چنا سوامی کے مکان پر پہنچے اور
دروازہ کہلوا کر اندر گئے۔ چنا سوامی کی بیوی نے کہانا پیش کیا۔ آپ نے تہوڑا
سا کہایا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگے۔ باجی راؤ اور ایکناتہہ راؤ کو بہی خبر ہوگئی اور
درشن کو حاضر ہوئے۔ یہان سے مہاراج ایکناتہہ راؤ کے گہر گئے۔ اسکی بیوی
نے آیسکریم پیش کی آپ نے خوشی سے کہائی۔ پہر ایکناتہہ راؤ نے اپنے گہر کا تمام
سامان دکہایا اور پہر صندوقچہ کہولکر نقدی اور زیورات دکہائے۔ پہر مہاراج
نے خود چپہ چپہ گہر کا دیکہا اور پیچہے کے دروازے سے نکلکر سیتارام کے گہر
مین داخل ہوئے اور چند منٹ ٹہر کر باہر نکلے پترا بابو کے مکان مین پچھلے
دروازے سے داخل ہوئے۔ اس نے بہی اپنا سارا گہر دکہایا اور آخیر مین پوجا
پاٹ کی کوٹہری مین لیگیا۔ یہان ایک کونے مین سری کرشن پرم ہنس کا فوٹو
رکہا ہوا تہا مہاراج نے اسکو بڑی محبت سے اُٹہایا اور پہر اپنی جگہ رکہدیا
پترا بابو کی بیوی نے آپ کی آرتی پوجا کی اور مصری کی ڈلی نذر کی۔ آپ نے

ڈلی لی اور رخصت ہوئے ۔ اسوقت آپکے ہمراہ میرا بائی بھی تھی اس سے کہا کہ میرا باپ بہی آپ کا متمنی ہے آپ نے فرمایا پہر کبہی دیکہا جائیگا۔ اور چیٹ سوامی کے مکان مین پچھلے دروازہ سے داخل ہوکر سامنے کے دروازے سے باہر نکلے اور اپنے چھپر مین تشریف لے آئے۔ آپکا اسطرح رات کو اچانک ان چار آدمیون کے گھر جانا خالی از علت نہ تہا لیکن ظاہر مین اسکو مطلب سے بیخبر ہین۔

بابو راؤ اور کہاڈیلکر دو دوست مہاراج کے معتقد نہ تہے حالانکہ انکی بیویان مہاراج کیخدمت مین ہمیشہ حاضر رہا کرتین۔ اور بارہا کہا کرتین کہ ہمارے خاوند بہی آپکی سیوا کرنے لگین تو اچھا ہے ۔ مہاراج ٹالدیا کرتے کہ دیکہا جائیگا ایک دن یہ دونون خود ہی مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دروازے کے لگ کر کہڑے ہوگئے ۔ اور بہنگی سے پوچہا کہ مہاراج اندر ہین؟ بہنگی نے جاکر اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا کہ "اُن سے کہہ" کہ اندر مہاراج کے پاس جانیکی ضرورت نہین ہے تم مجہہ ہی کو سلام کر لو" کیونکہ یہ دونون تجہہ ہی کو سلام کرنے کے قابل ہین۔ دروازے سے لگے تو کہڑے ہی تہے یہ سنکر بہت شرمائے اور بہنگی کے آنے سے پہلے ہی بہاگ گئے۔ اسکے بعد سے انہون نے بلا ناغہ آنا شروع کیا۔ اور ایک دن علیحدہ علیحدہ پوجا کرنیکا ارادہ ظاہر کیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ جب تک مجہے تمہاری صداقت کا یقین نہ ہولے گا اسوقت تک اجازت نہین دیسکتا

ایک دن اُنہون نے خود ہی مہاراج کے اور بہنگی اور مہار لڑکیون کے نہلانے کی رسم مین شرکت کی۔ اور دو چار روز بعد بابو راؤ نے پوجا کا سامان لاکر بڑے زور شور سے مہاراج کی پوجا کی۔ پوجا سے پیشتر مہاراج نے بابو راؤ سے کہا کہ دیکھو آج کی پوجا ہنسی کھیل نہین ہے۔ اور اسکی ذمہ واری ہم دونو پر عاید ہوگی۔ پتھر پر جب تک پھول اور سیندور نہین چڑہاتے اور اوسکی پوجا دیو کی حیثیت مین نہین کرتے پاخانے کی کھڈی مین لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن جب ہی پتھر پجنے لگتا ہے تو پھر ایسا نہین کیا جاتا۔ لہذا اگر بد اعتقادی سے میری پوجا کی تو تجھے اس کا سخت خمیازہ اُٹھانا پڑے گا۔ بابو راؤ نے کہا مہاراج مجھے آپ پر کامل اعتقاد ہے۔ اسکے بعد یہ دونون دوست واقعی سچے معتقد نکلے۔

ایک مرتبہ کھاڈلکر شب کو ذرا دیر سے مہاراج کیخدمت مین حاضر ہوا مہاراج کھانا کھا رہے تھے۔ مہاراج اسپر غصے ہوئے اور کھانیکی تھالی اُٹھا ماری جو اسکی گود مین گری۔ مہاراج کو غصے دیکھکر اس نے تھالی اُٹھا ایک طرف رکھدی اور گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ لوگون نے کہا کمبخت وہ تو تبرک تھا تو نے چھوڑ کیون دیا۔

ایک مرتبہ بارش بڑے زور کی ہو رہی تھی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ایک وقت یہان ہر قوم کے لوگون کی بارش ہوگی۔

مہاراج ہمیشہ نیم کے پتونکی بُھجیا کہایا کرتے تہے۔ ایک دن عورتین
چال مین لگائے ہوئے درختون سے پہول توڑ رہی تہین۔ مہاراج نے مذاق
ان سے کہا کہ تم لوگ مجہے خدا کا اوتار سمجہتے ہو اور پہر بہی مجہے نیم کے کڑوے
پتے کہلاتی ہو۔ ذرا خیال تو کرو کہ ان کڑوے پتون کے بدلے مین خدا تمہین
کیا دیگا؟ عورتین یہ سنکر پہول توڑتے توڑتے رُک گئین اور گہبراکر کہا ہم تو آپ
کے لئے طرح طرح کے لذیذ کہانے لاتے ہین مگر آپ خود ہی نہین کہاتے اور نیم
کی بہجیا ہی کہاتے ہین۔ آپ فرمائین تو آیندہ سے یہ کڑوی بہجیا نہ لایا کرین۔
آپ نے فرمایا نہین بند نہ کرنا میرے لئے کڑوی اور میٹھی چیز ایک ہی ہے۔

ایک مرتبہ بہت سی عورتین جمع تہین آپ نے فرمایا کہ کیا تم سب
مجہسے سچی محبت رکہتی ہو؟ سب نے کہا جی ہان۔ آپ نے کہا تو مین جو حکم دون
اسکی تعمیل تم کو کرنا پڑیگی۔ سب نے کہا بسر و چشم۔ مہاراج نے اسپر کہا کہ اچہا
کالک تیل مین ملا کر لاؤ اور میرے تمام بدن پر مل دو۔ عورتون نے کہا مہاراج
ایسی جرأت ہم سے کیونکر ہوگی؛ مہاراج نے فرمایا تو تمکو ابہی پوری محبت نہین ہے
دو ایک روز بعد راؤ صاحب ونایک راؤ کی بیٹی سونا بائی اور دوسری چند عورتین تیل
مین کالک ملا کر لائین اور پیش کیا۔ مگر تمام عورتون نے انکو لعنت ملامت
کرنا شروع کی کہ مہاراج کے چہرے پر کالک لگاتی ہو۔ تمہارا کیا حال ہوگا؟

یہ سنکر یہ عورتین پیچھے ہٹ گئین مگر ایک عورت ان مین سے آگے بڑہی اور کہا ہمیں حکم فرض ہے۔ ہمارا چہرہ خواہ کیسا ہی کیون نہ ہو جائے۔ اسپر سب نے رونا شروع کر دی۔ مہاراج نے فرمایا اچھا خیر تم لوگون کی مرضی نہین ہے تو نہ سہی گر یہ لائی ہے تو ایک ٹیکا لگا لینے دو۔ چنانچہ اُس نے ایک ٹیکا لگا دیا۔

درحقیقت مہاراج کا تصرف اب اسقدر بڑہ گیا تہا کہ ہر ایک آدمی جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا دنیا و مافیہا کو بہولکر آپ کی محبت مین بیخود ہو جاتا۔ چنانچہ ایک دن پترا بابو نے جوش محبت مین اپنے پیٹ مین نشتر مارا اور اسکے خون سے آپ کی پوجا کی۔ اس جان نثاری کو دیکھکر مہاراج کا دل بھر آیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہی حال اسکی ۶۰ سالہ بڑہیا خالہ کا تہا کہ مہاراج کا نام سنتے ہی رو پڑتی ہتی۔

جس زمین پر کہڑگپور بسا ہوا ہے اسکے متبرک ہونے کے متعلق آپ نے ایک دن فرمایا کہ شاستر کی رو سے یہ خطۂ زمین نہایت مقدس ہے کیونکہ گنگا مائی اسکے قریب سے گذرتی ہے۔ یہ مقام پہلے ایک زبردست جنگل تہا اور یہان مہایوگی جپ تپ کیلئے آیا کرتے تہے۔ مہاروا ڑی اور بہنگی چال ور بہی مقدس جگہ ہے۔ اس لیئے کہ جو لوگ یہان جمع ہوتے ہین اور جہسے

کڑگپور ۲۰ میل ہے

مہاراج کا اور سائین بابا کا تعلق ہوگا۔ چنانچہ اسی تحقیق کے لئے اس نے چند روز کی چھٹی لی اور مہاراج سے اجازت لیکر شیرڈی آیا۔ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کے بعد اس نے شیرڈی کے لوگون سے مہاراج کے حالات معلوم کئے اور کہڑگپور کے تمام واقعات سنائے اور شیرڈی والونکو مہاراج کا پتہ ملا۔ منگولکر نے کہڑگپور آکر شیرڈی اور سائین بابا کے حالات اور مہاراج اور سائین بابا کے تعلقات کا ذکر کیا جس سے شیرڈی اور بکری کا معمہ حل ہوا۔

چونکہ مہاراج کا قیام اب کہڑگپور مین کم رہگیا تھا اسلئے قدرتی طور پر لوگون کے دل مین آپ کے فوٹو لینے کا خیال پیدا ہوا اور سب نے ملکر عرض کیا مگر مہاراج نے انکار کیا اور فرمایا کہ میری اس خاک آلودہ۔ نحیف و زار۔ برہنہ اور جنونی ہیئت کو اپنے لوح دل پر نقش کرلو یہ ہی میرا سچا اور اصلی فوٹو ہوگا جو ہمیشہ تمہارے پاس رہ سکتا ہے۔ لیکن کسی نے نہ مانا اور اصرار کرتے رہے۔ آخر بابو راؤ کے بہنڈارے کے دن۔ بابو راؤ۔ ایکنا تھہ راؤ۔ چنا سوامی اور ماماگارڈ وغیرہ نے ضد کرکے آپ کو رضامند کرہی لیا اور بہنڈارا تقسیم ہونے سے پہلے شام کے پانچ بجے آپ کا فوٹو لیا گیا۔ جو اس صفحہ کے مقابل چسپان کیا گیا ہے۔

مہاراج کے کہڑگپور چھوڑنے سے پیشتر بابو راؤ نے پھر بہنڈارا دینا چاہا۔ لیکن مہاراج نے اجازت نہ دی۔ جب بہت ہی ضد کی تو فرمایا خیر تمہاری

شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

مرضی۔ چنانچہ بھنڈارے سے ایک روز پیشتر تمام سامان خرید لیا گیا۔ لیکن بھنڈارے
کے دن آٹھ بجے صبح تک بارش ہوتی رہی اور چارون طرف پانی ہی پانی ہوگیا
بابو راؤ اور اسکی بیوی دوڑے ہوئے مہاراج کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آج
تو ہمارے بھنڈارے کا دن ہے اور بارش اتنی ہے کہ تمام بھنگی چال مین ٹخنون
ٹخنون پانی ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ بابو راؤ کی نیت صاف نہین ہے اس لئے
خدا نے بارش بھیجدی۔ اس حالت مین بھنڈارا دینا ناممکن ہے۔ بابو راؤ کی بیوی
نے کہا مہاراج یہ سب آپ کا کیا ہوا ہے آپ مختار ہین جو چاہین کرین۔ مہاراج
نے فرمایا کہ گھر پر ہی کھانا پکاؤ اور تقسیم کردو یہان لانیکی کیا ضرورت ہے لیکن
انھون نے یہ منظور نہ کیا اور کہا کہ ہم تو آپ کے ہی قدمون مین بھنڈارا کرینگے۔ آپنے
فرمایا کہ اچھا اگر یہی خیال ہے تو سامان اُٹھا لاؤ اللہ مالک ہے۔ چنانچہ سامان
آیا مگر بارش بدستور رہی۔ مہاراج نے فرمایا کہ ضرور تمہاری نیت مین فرق ہے۔
لیکن خیر تم آگ سلگاؤ اور پکانا شروع کرو۔ چنانچہ فوراً آگ سلگائی گئی۔ ادہر
آگ کا سلگنا اُدہر بارش کا بند ہونا ایک ہوگیا۔ تھوڑی دیر مین پانی ہی بند
ہوگیا۔ اسوقت قریباً ۱۰ بجے تھے۔ کھانا پکنے لگا اور مہاراج مکان کی سیڑہی پر
بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے کہ دو تین انگریز آپ کو غور سے دیکھتے ہوئے چلے گئے
شام کے چار بجے معمول کے خلاف سینکڑون آدمیون کا ہجوم ہوگیا جس
مین ہندو مسلمان اور انگریز سب ہی قسم کے لوگ تھے اور مخالف پارٹی

کے ممبر بہی موجود تہے۔ اتنے مین مہاراج حسب عادت باہر سے واپس آئے اور چھپر کے پاس اسقدر ہجوم دیکہہ کر کونڈی کے پاس ٹہر گئے۔ اور سب لوگ بغور ملاحظہ کرنے لگے۔ اتنے مین دو تین انگریز گہوڑے پر سوار مہاراج کیطرف بڑہے جن مین ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ تہا۔ اسنے لوگون سے مہاراج کے متعلق چند باتین دریافت کین جنکا جواب ایکناتہہ راؤ نے دیا۔ پہر اسنے کہا کہ مجہے معلوم ہے کہ فقیرون کی روحانی قوت بیحد زبردست ہوتی ہے۔ اور ہم اُن کے کسی کام مین مداخلت نہین کر سکتے۔ ہم ہی صرف تماشہ دیکہنے یہان چلے آئے ہین۔ پہر اسنے دریافت کیا کہ ایسا بڑا کہانا کب اور کون پکاتا ہے۔ ایکناتہہ نے کہا کہ ہر روز ایسا کہانا پکتا ہے اور جس کا جی چاہتا وہ مہاراج سے اجازت لیکر پکاتا ہے۔ مخالف پارٹی مین سے ایک نے کہا کہ مہاراج نام کے مہاراج ہین مگر درحقیقت یہان مکاری کا جال پہیلا ہوا ہے جس مین پہنس کر لوگ بیدین بنے جا رہے ہین۔ ایکناتہہ نے کہا کہ یہ لوگ مہاراج کے مخالف ہین جو جی چاہتا ہے کہتے ہین۔ انگریز نے کہا مین سمجہتا ہون بزرگون کے لوگ مخالف بہی ہوتے ہین لیکن مین یہان کے اس انتظام سے بہت خوش ہون کہ ہر کام سہولیت سے ہوتا ہے۔ پہر اسنے مہاراج سے پوچہا کہ آپ کہان سے آئے ہین۔ مہاراج نے کہا ناگپور سے۔ پوچہا کالیداس آپ کے پاس ہر روز آتا ہے۔ فرمایا میرے پاس روزانہ سینکڑون آدمی آتے ہین مین کسی سے خصوصیت

کے ساتھ نہین ملتا میری نظرون مین سب برابر ہین۔ نہ مین کسیکا خیال رکھہ سکتا ہون
پوچھا کہ آپ نے کبہی اسکو کچھہ دیا ہے۔ فرمایا نہ مین کسی سے کچھہ لیتا ہون اور نہ
کسیکو کچھہ دیتا ہون۔ یہ جوابات سنکر افسر پولیس نے سلام کیا اور رخصت ہوا
مڑکے دیکہا کہ کتا ندارد ہے حالانکہ کتا مہاراج کے پاس کہڑا تہا اور سب لوگ
دیکھہ رہے تہے۔ یہ ادہر ادہر دیکہنے لگا اور گہوڑا دوڑا کر بہنگی جال مین گیا
وہان بہی اسے کتا نہ دکہائی دیا۔ واپس آکر مہاراج سے کہا کہ میرا کتا غائب
ہوگیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ تیرے گہر مین ہے۔ افسر نے کہا نہین وہ میرے
ساتہہ تہا اور وہ ایسا ہلا ہوا ہے کہ مجہے چہوڑکر ایک قدم بہی کہین نہین جاتا
آپ نے فرمایا گہر جا کتا وہین ملیگا۔ چنانچہ کتا گہر پر موجود تہا۔

بہنڈارا تقسیم ہونے کے بعد مہاراج نے فرمایا کہ اب میرا کام پورا ہوگیا
اور مین بہت جلد یہان سے جانیوالا ہون۔ جنا سوامی سے بہی آپ نے ایک
دن فرمایا کہ مین آجکل مین جانیوالا ہون۔ اُس نے کہا کہ مین ہمراہ چلونگا آپ نے
فرمایا نہین ہمراہی کی ضرورت نہین ہے۔

کہڑگپور سے روانگی

جب سے آپ نے یہ فرمایا کہ میرا کام اب ہوگیا اور مین آجکل مین جانے
والا ہون معتقدین مین نہایت بیچینی اور اضطراب پہیلا ہوا تہا۔ خصوصاً اُس

مجمع نے جس مین ہر مذہب و ملت کے لوگ جمع ہو گئے تھے یقین دلایا تھا اور تمام لوگون مین ایک قسم کا ہراس پیدا ہو گیا تھا اور ہر وقت آپ کے پاس ہجوم رہنے لگا۔ سب کو یہ یقین تھا کہ آپ جائینگے تو سب کہہ سنکر جائینگے یہ خیال ہی نہ تھا کہ بے کہے سنے آپ تشریف لیجائینگے۔ چنانچہ ایک روز لکشمی بائی اور دوسری عورتین جب کہانا لیکر آئین تو آپ نے فرمایا کہ تہوڑا سا کہانا اس مین سے لیکر کپڑے مین لپیٹ کر چھپر مین رکہدو۔ اندنون رات کو مجہی بہوک معلوم ہوا کرتی ہے۔ لکشمی بائی نے تہوڑا سا کہانا رکہدیا اور ۱۰ بجے کے بعد سب لوگ رخصت ہو گئے۔

دوسرے دن صبح لوگون نے چہپر خالی پایا تھا تو ٹہنکا لیکن یہ ہی خیال ہوا کہ شاید کہین باہر گئے ہونگے۔ تمام دن لوگ آپ کو چارونطرف تلاش کرتے رہے یہانتک کہ رات ہو گئی۔ اتنے مین چنا سوامی کو ڈاکٹر پلے کا تار ملا کہ مہاراج کل شب کو ۱۱ بجے کے قریب بخیریت ناگپور آپہنچے۔ اور اُن کے فرمان کے موافق یہ تار کیا جا رہا ہے۔ تار پڑہکر سب کو تعجب ہوا کہ ۱۰ بجے رات تک تو کہڑگپور مین تہے اور ۱۱ بجے رات ہی کو ناگپور کیسے پہنچے۔ نہ اسوقت کہڑگپور سے کوئی ریل جاتی ہے نہ آپ کے پاس ریل کا کرایہ نہ دوسری ایسی کوئی سواری کہ ۸۰۰ میل ایک گھنٹے مین لیجائے سب کو یقین ہو گیا کہ مہاراج اپنی روحانی قوت سے ناگپور جا پہنچے۔ جس سے معتقدین کے دل مین تازہ وقعت پیدا ہو گئی۔ اور انکو اطمینان ہو گیا کہ مہاراج بخیریت ہین۔ لیکن دوسرے ہی روز مہاراج مسٹر فاکس کے گہر جاتے ہوئے دکہائی

دئیے جہان آپ اکثر دودہ پینے جایا کرتے تھے اور چند روز تک لگاتار ایسا ہوا
مسٹر فاکس نے بہی کہا کہ بیشک وہ روز میرے یہان آتے ہین۔ بہنگی کے لڑکون
نے کہا کہ مہاراج تو ہمارے ساتہہ گولیان کہیلا کرتے ہین۔ قلیون نے کہا کہ ہمارے
ساتہہ روز کہدائی کا کام کرتے ہین کسی نے بازار مین آپ کو پہرتے دیکہا بعض
اوقات خود معتقدین مین سے کوئی اپنے گہر دیکہتا۔ غرض ان تعجب خیز اور حیرت
انگیز واقعات نے معتقدین کو تذبذب مین ڈالدیا اور انکو شک ہوگیا کہ مہاراج
یہان ہی کسی جگہ چہپے ہونگے اور ناگپور روحانی طور پر گئے ہونگے اس خیال سے
دہر اُدہر تلاش مین رہتے یہان تک کہ ۱۰ روز گذر گئے اور یہ واقعات
بالکل بند ہوگئے۔ اور سب کو آپ کے روحانی تصرف کا یقین ہوگیا۔

اگرچہ مہاراج کہڑگپور چہوڑکر چلے گئے لیکن آپ کے وقت کی جاری شدہ
رسومات کماری پوجا اور بہنڈارے کے سوا بدستور جاری ہین۔ معتقدین حسب دستور
قیام گاہ پر آتے اور سلام کرکے چلے جاتے۔ نوید بہی اسیطرح روز آتا اور
بہنگیون مین تقسیم ہوجاتا۔ عورتین کچرے کی کونڈی کے پاس بیٹھکر آپ کا ذکرخیر
کرتین اور آپ کی تعریف مین گانے گایا کرتین۔ اسیطرح مردونکا دستور رہا
کچہہ دنون بعد مہاراج کی بیٹھک کی جگہ ایک پتھر بطور یادگار نصب کیا گیا اور
ایک چہپر عارضی طور پر ڈالکر مہاراج کی آرتی پوجا کرنے لگے۔ اس کے بعد یہ
چہپر پکی عمارت بنگیا۔ اور مہاراج اور دیگر بزرگون کی تصویرین رکہی گئین اور بڑے پیمانے پر

آرتی پوجا اور بھجن ہونے لگے۔

اب کچھہ دنوں سے مہاراج کی سالگرہ کی رسم بھی منائی جانے لگی ہے
اور دوسرے تہواروں کی طرح یہ بھی ایک خاص تہوار ہو گیا ہے۔

حصہ چہارم

مختلف مقامات کا دورہ

اور بعد کے حالات

جیسا کہ ہم حصہ سوم میں بیان کر چکے ہیں مہاراج ۱۰ بجے شب کے قریب کھڑگپور سے روانہ ہو کر اپنی روحانی طاقت سے ۷۰۰ میل کا فاصلہ طے کر کے گیارہ بجے شب کو ناگپور تشریف لائے جہاں سے آپ کھڑگپور تشریف لیگئے تھے۔ اور اُسی ڈاکٹر پلے کے مکان پر پہنچے جنکے یہاں پہلے مقیم تھے اور جنکی وجہ سے آپ کھڑگپور گئے تھے۔

چونکہ رات تھی اور سب لوگ سو رہے تھے اسلئے آپ نے کسیکو جگانا مناسب نہ سمجھا اور مکان کے چبوترے ہی پر لیٹ گئے۔ صبح کو ڈاکٹر پلے اور اسکے گھر والونکو خبر ہوئی اور آ کر قدمبوس ہوئے۔ اور پوچھا کہ آپ کب تشریف لائے۔ فرمایا اس کا جواب بعد سنا پہلے کھڑگپور چنا سوامی کے نام

تار کرو کہ مین بخیریت یہان پہنچ گیا ہون ورنہ وہان لوگ پریشان ہونگے۔ پہر آپ اپنے اُسی پہلے کمرے مین جس کا بیان پیشتر ہوچکا ہے جا ٹھیرے اور ڈاکٹر پلے سے کہا کہ مرا ٹھے۔ ویدھیہ اور انکی بیویون کے سوا کسیکو میرے یہان آنیکی خبر نہ کرنا۔ چنانچہ ویدھیہ کی بیوی آپ کے لئے کہانا لائی اور مہاراج نے تناول فرمایا اور بدستور ایک وقت شام کو ہی کہانا کہاتے۔ یہان آپ کا پرانا مرض بواسیر پہر عود کر آیا۔ مسے پہول گئے اور خون جاری ہوگیا جس سے مہاراج چندروز تک کمرے سے باہر نہ نکلے۔ مہاراج کی اجازت سے ڈاکٹر پلے نے ڈاکٹر گنپت راؤ کو بہی سندی سے بلوایا۔ دو چار روز بعد میرا بائی اور اسکی خالہ کہڑ گپور سے آئین اور میرا بائی کو مہاراج کی خدمت مین ڈاکٹر پلے کے مکان پر چہوڑ کر اسکی خالہ کامٹی گئی۔ ۱۰ روز بعد واپس آئی تو مہاراج نے فرمایا کہ میرا قیام کسی جگہ یقینی نہین ہے اسلئے میرا بائی کو اپنے ہمراہ لیجاؤ چنانچہ میرا بائی کامٹی چلی گئی۔ بعض اوقات ناگپور کے شہری منت بوئی صاحب کے فرزند کیشوراؤ بہیا مہاراج کیخدمت مین اجازت لیکر حاضر ہوتے اور آپ کے اپدیش سے فیض اُٹھاتے رہتے کے ساتہہ ایک روز امراؤتی کے نامی وکیل آنریبل داداصاحب کہاپرڈے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نہایت ہی تعظیم سے پیش آئے اور اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ دو تین روز اسیطرح آتے رہے آخری دن رخصت کے وقت مہاراج نے فرمایا کہ داداصاحب مین آپ کی وجہ سے اس مرتبہ

پر پہنچا ہوں۔ آپ کا رتبہ مجھسے بلند ہے اسلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ مجھے سلام کریں۔ دادا صاحب نے کہا" چہ نسبت خاک را با عالم پاک" آپ کی اور میری گذشتہ اور موجودہ حالتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ ہر طرح قابل تعظیم ہیں۔ یہ کہکر وہ رخصت ہوئے اور امراؤتی واپس گئے۔

مہاراج کو ناگپور میں قیام کئے ہوئے تین ہفتے گذرے ہونگے کہ ڈاکٹر گنپت راؤ اپنی بیوی کو لیکر ناگپور آیا اور مہاراج کو اپنے ہمراہ شندی لیگیا۔ یہ بھادون کا مہینہ تھا اور پہلے بھی مہاراج اسی مہینے میں یہاں تشریف لائے تھے۔

شندی میں دوبارہ ورود

شندی پہنچکر مہاراج پہلے روز ڈاکٹر گنپت راؤ کے گھر ٹھہرے لیکن دوسرے روز دواخانے کے احاطے کے ایک کمرے میں آپ نے قیام فرمایا بواسیر کی شکایت اب زیادہ ہونے لگی اور مستے پھول کر لیمو کے برابر ہوگئے اور خون بہنے لگا۔ ایک دن رفع حاجت کے وقت آپکو بیحد تکلیف ہو رہی تھی کہ گنپت راؤ آنکلا اور سگریٹ سلگا کر دیا کہ یہ پیجئے اس سے پاخانہ صاف ہوگا۔ آپ نے انکار کیا مگر ڈاکٹر کے اصرار پر آپ نے سگریٹ پیا جس سے پاخانہ آیا اور تکلیف میں کسیقدر کمی ہوئی۔ چنانچہ ڈاکٹر ہر روز اعلیٰ قسم کے سگریٹ بھیجتا رہا۔ جب مہاراج کو یہ معلوم ہوا کہ یہ سگریٹ ایک آنے کا

ایک آتا ہے تو آپ نے بند کر دیا اور سٹرا ابا تمباکو منگا کر اپنے ہاتھ سے بیڑی بنا کر پینا شروع کیا اور فرمایا اتنی قیمتی چیز فقیرونکو زیب نہین دیتی۔ مگر اسکے استعمال سے مسئے کم نہین ہوئے۔ اور ڈاکٹر گنپت رائے نے آپریشن کی تجویز پیش کی۔ مہاراج نے بہی پسند کیا اور ایک پارسی ڈاکٹر صدر مقام سے بلایا گیا۔ آپریشن کے وقت ڈاکٹر نے کلورا فارم سنگہانا چاہا تو آپ نے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر کو تعجب ہوا لیکن مہارج کیحالت جو ہر دم نئی مصیبت کے متلاشی تہے اس شعر کے مطابق تہی۔

مین سراپا درد ہون ایذا طلب ہے دل مرا
آسمان پر ہے نظر تازہ ستم کے واسطے (خاک)

اور کہا کہ بغیر کلورا فارم ہی اپریشن کرو۔ ڈاکٹر نے ہرچند سمجہایا کہ مرض بہت ترقی کر گیا ہے حالت نازک ہے بغیر کلورا فارم سونگہے آپریشن سے آپکو تکلیف ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ مین خوگر تکلیف ہون تم اسکا خیال نہ کرو۔ چونکہ حالت بہت ہی نازک تہی اسکی جرأت نہ ہوئی۔ آخر گنپت راؤ نے کہا کہ یہ مہاتما ہین انکو ظاہری تکلیف کی مطلق پرواہ نہین ہوتی۔ جیسا مہاراج فرمائین ویسا کرو۔ چنانچہ آپریشن شروع ہوا اور قریباً پون گھنٹے مین ختم ہوا۔ جس عرصے مین مہاراج ٹیبل پر بالکل ساکت اور خاموش پڑے رہے بلکہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ آپ کو اس سے لطف حاصل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر یہ حالت دیکہہ کر دنگ رہگیا اور کہا کہ بیشک یہ بزرگ کونکا ہی جگر ہے کہ اتنی دیر نشتر چلے اور انکے جسم کو تکلیف محسوس نہو۔

اپریشن کے بعد کئی روز تک مرہم پٹی ہوتی رہی لیکن تکلیف مین کمی نہ ہوئی۔
ایک روز آپ نے فرمایا بس اب تم لوگ اپنی دوا اپنے پاس رکھو مین اپنا علاج
آپ کرونگا۔ چنانچہ ببلا نوا۔ پیاز اور ہلدی منگائی اور کہا کہ ان تینون کو پیسکر
گھی مین ملاؤ۔ گنپت راؤ نے کہا مہاراج گھی زخم کیلئے سخت مضر شے ہے
نہ لگائیے۔ آپ نے فرمایا اپنی ڈاکٹری رہنے دو اور جیسا مین کہون ویسا
کرو۔ چنانچہ حسب الارشاد پلٹس تیار کی گئی۔ اور زخمونکو اس سے سینکا گیا۔
اس سے درد مین افاقہ ہوگیا۔ اور دو تین ہی عمل کرنے سے بالکل جاتا رہا۔ لیکن
عمل جراحی مین کسر رہجانے سے کچھ دنون بعد مستے پھر ابھر آئے اور صرف رفع
حاجت کے وقت تکلیف معلوم ہونے لگی۔ ڈاکٹر نے چاہا کہ دوبارہ اپریشن
کرالیا جائے مگر آپ نے فرمایا کہ بس اب مجھے تکلیف ہی اٹھانا اچھا معلوم
ہوتا ہے۔ سول سرجن نے رائے دی کہ دن مین تین مرتبہ کھانا کھانے سے یہ
تکلیف خود بخود کم ہوجائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہاراج شہر مین پھرنے لگے۔
گنپت راؤ نے کھڑگپور والونکو اطلاع کردی تھی کہ مہاراج یہان
مقیم ہین۔ اس لیۓ انہون نے لکھا کہ درگا پوجا کے تہوار پر ہم مہاراج کے
درشن کو آئینگے۔ چنانچہ درگا پوجا سے چار روز پیشتر کھڑگپور کے معتقدین کا ایک
گروہ جس مین برہمن۔ تلنگی۔ مدراسی اور بنگالی عورت و مرد تھے آن پہنچا۔ اور
سب کو ڈاکٹر گنپت راؤ نے اپنا مہمان کیا۔ مہاراج بھی ان کو دیکھکر بہت خوش

ہوئے اور فرمایا کہ پہلے سب لوگ نہا دہو کر کہانا کہا لو پہر مین تم سے بہت دیر تک باتین کرونگا۔

یہ لوگ قریباً سات روز تک شنڈی مین رہے اور مہاراج کے نام سے ایک بہنڈارا کیا جسمین شنڈی کے برہمن اور غریب مسکین بلائے گئے اور مہاراج کے آنیکی خبر عام ہوگئی۔ یہانتک کہ ناگپور بہی خبر پہنچی اور وہان سے بہی بہت سے لوگ درشن کو آئے اور ایک میلا سا لگ گیا اور پانچ چہہ بہنڈارے دئے گئے اور کہڑگپور والونکو کہڑگپور کا سین دکہائی دینے لگا۔

کہڑگپور والون نے رخصت ہونے سے پیشتر ایک روز موقع پاکر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کہڑگپور سے ناگپور اسقدر جلد کیونکر تشریف لے آئے؛ آپ نے میرا بائی کی طرف اشارہ کرکے کہا جو اسوقت حاضرین مین موجود تہی کہ یہ مجہے اتنی جلدی ناگپور لائی اور لکشمی بائی نے کہانا سفر کیلئے تیار کیا تہا۔ یہ سنکر سب کو تعجب ہوا کہ میرا بائی تو کہڑگپور ہی مین تہی یہ کیونکر لائی۔ سب کو متعجب دیکہکر آپ نے فرمایا کہ سنو مین تمہین پوری حقیقت سناؤن۔

"میری روانگی کی شب لکشمی بائی نے میرے سفر کی تیاریان کین اور سفر کے لئے توشہ تیار کیا۔ صبح ہوتے ہی میرا بائی نے مجہے اپنے ساتہہ چلنے کے لئے کہا۔ مین نے توشہ بغل مین دبایا اور ہمراہ ہولیا۔ یہ مجہے جنگلون جنگلون لئے پہری۔ دوپہر کو مین تہک کر چور ہوگیا تو اس سے دریافت کیا کہ تو

مجھے کہان لائی ہے اور کہان لیجائیگی۔ اب تو مجھے بہوک لگ رہی ہے اور آگے بڑہنے کی تاب نہین ہے۔ اسلئے مجھے کہاکہ اسوقت ہم جنگل مین ہین اور جانا کہان ہے اس پر بعد مین غور کرینگے۔ اب کہانا کہاکر ذرا آرام کرلین پہر ہم نے ایک درخت کے نیچے کہانا کہایا۔ مجہو پیاس معلوم ہوئی تو مین نے میرابائی سے پانی مانگا۔ اور بہ لق ودق بیابان مین پانی کی تلاش مین نکلی۔ اور اس جنگل مین اسکو ایک باغ دکہائی دیا یہ چلائی کہ یہان پانی ضرور ہوگا۔ باغ مین ایک جہونپڑی دکہائی دی۔ جب ہم دونون باغ کے اندر گئے تو ایک کنوان نظر آیا اس کنوئین کے منہ پر پتہر کا کٹہرا لگا ہوا تہا اور اس مین کواڑ لگے ہوئے تہے جس مین قفل پڑا ہوا تہا۔ اور اسطرح کنوان بالکل بند تہا۔ میرابائی نے کہا کہ یہ کنوان ہے اور پانی بہی معلوم ہوتا ہے لیکن بند ہے۔ مین نے کہا نہین کنوان نہین ہے ورنہ جنگل مین اسکو بند کیون رکہتے۔ پہر میرابائی جہونپڑی کے قریب پہنچی جس مین ایک مسلمان بوڑہا بیٹہا تہا۔ اس نے میرابائی سے پوچہا کہ یہان کیون آئی ہے۔ اس نے کہاکہ ہمکو شدت کی پیاس لگی ہے جنگل مین کسیجگہ پانی نہ ملا تو ہم یہان چلے آئے۔ اب ہمکو آپ پانی پلائیے۔ بوڑہے نے کہا جاؤ یہ پانی دوسرون کے کام کا نہین ہے اسلئے بند کر رکہا ہے۔ اسکے بعد اس بوڑہے نے میری طرف دیکہکر پوچہا یہ کون ہے۔ میرابائی نے جواب دیا کہ یہ میرا باپ ہے۔ پہر میرابائی نے عاجزی سے پانی مانگا۔ اسپر اس نے

کنجی دی اور کہا کہ پانی پی کر بدستور بند کر دینا اور کنجی واپس کرنا۔ میرا بائی نے دروازہ کہولا تو کنوین مین پانی نظر آیا۔ پہر مین بوڑہے کے پاس گیا اور ڈول اور رسی لایا۔ اسوقت اس نے تاکید کی کہ خبردار پانی زیادہ خراب نہ کرنا۔ مین نے اس سے دریافت کیا کہ اس جنگل مین تمہارے سواجب اور کوئی نہین ہے تو پہر اس کنوین کو بند کیون کر رکہا ہے۔ جواب دیا کہ یہ پانی کچھہ اور ہی قسم کا ہے۔ مین نے پوچھا کہین ہمکو نقصان تو نہین دیگا۔ اس نے کہا نہین تم کو نقصان ہوگا۔ پہر مین کنوین پر آیا اور پانی کہینچا تو دیکہا کہ وہ گدلا اور بالکل زرد رنگ کا ہے۔ ہم دونون کو تعجب ہوا۔ مجہے پینے مین تامل ہوا۔ لیکن میرا بائی نے کہا کہ اسکو پی جاؤ تاکہ پیاس تو بجہے۔ غرض مین نے پیا تو نہایت لذیذ پایا۔ پہر مین نے میرا بائی سے کہا کہ اس سے غسل کرنا اچھا ہوگا۔ گو میرا بائی بوڑہے سے ڈرتی تہی لیکن میرے اصرار پر راضی ہوگئی اور ہم دونون نے اس پانی سے غسل کیا۔ اتنے مین وہ بوڑہا آیا اور ہمین خوب گالیان دین اور دہمکایا۔ اسپر میرا بائی نے کہا کہ تم میرے باپ کو نہین جانتے ہو۔ اس کا مرتبہ آج ایسا ہے کہ وہ اعلی ترین برہمن کہلانے کا مستحق ہے۔ اُس نے کہا کہ مین اسکو جانتا ہون۔ ہم دونون ساتہہ کہیلا کرتے تہے لیکن وہ مجہے بہول گیا ہے۔ ہم پہر یہان سے آگے بڑہے اور راستے مین مین نے میرا بائی کو بتلایا کہ وہ کون تہا۔ وہ اعلی مرتبہ کا

فقیر معلوم ہوتا تھا۔ مین نے پھر میرا بائی سے پوچھا کہ اب آگے کہان جانا ہے
اس نے کہا کہ مین بھی نہین جانتی کہ کدھر جانا چاہیے۔ مین نے پھر اس سے کہا
چل تیرے گھر چلین۔ اس نے کہا میری سسرال ناگپور مین ہے چلو مین تمہین
وہان لے چلون۔ یہ کہکر اسنے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھی شام کے چھ بجے
کے قریب ہم کامٹی کے جنگل مین پہنچے اور وہان سے اسنے اپنے گھر کا نشان بتایا
مین نے اس سے کہا کہ تھوڑی دیر جنگل مین ٹھیر جائین کیونکہ یہ ڈنکو ناگپور مین
جانا نہین چاہتی ہے۔ چنانچہ ہم رات کے اندھیرے مین ناگپور پہنچے۔ یہان پہنچکر
مجھے یاد آیا کہ مین نے پہلے یہان ڈاکٹر پلے کے گھر قیام کیا تھا چنانچہ مین نے میرا
بائی سے کہا کہ مجھے ڈاکٹر پلے کے مکان تک پہنچا دے۔ غرض ہم قریب گیارہ بجے
رات کو ڈاکٹر پلے کے گھر پہنچے۔ چونکہ سب لوگ سو گئے تھے اور دروازہ بند تھا
اسلئے میرا بائی مجھے سائبان کے نیچے سلا کر چلی گئی۔ اب تم نے دیکھہ لیا کہ تمہاری
میرا بائی نے مجھے اسقدر قلیل عرصے مین کھڑگپور سے ناگپور پہنچا یا۔
یہ سنکر میرا بائی نے کہا کہ مجھے یہ خیالی واقعہ بالکل یاد نہین ہے۔ مہاراج
نے فرمایا کہ اپنے طور پر یہ سب کام انجام دیکر الٹا مجھی کو جھٹلا رہی ہے۔ غرض
یہ قصہ سنکر کھڑگپور والے رخصت ہوئے۔ رخصت کے وقت انکو بڑا صدمہ ہوا
اور انکی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ مہاراج بھی اس سے متاثر ہو کر
آبدیدہ ہو گئے۔

شیندی کی برہمن منڈلی مین سے جو بہنڈارے مین مدعو کیئے گئے تہے اکثر حاضر ہوئے لیکن ان مین سے ایک برہمن گنپتی کا بہگت تہا جسکو آنے مین کوئی عذر نہ تہا مگر وہ دوسرے کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانے سے پرہیز کرتا تہا کیونکہ گنپتی کے بہگت کو دوسرے کے ہاتہہ کا پکایا ہوا کہانا کہانا جایز نہین ہے یہ برہمن آٹہہ برس کی عمر سے گنپتی کی پوجا دل وجان سے کیا کرتا تہا اور اسکو کئی بار گنپتی کا درشن ہوا تہا۔ ڈاکٹر گنپت راؤ نے خصوصاً اسکو بلوایا۔ چنانچہ وہ آیا اور مہاراج کے قریب بیٹہہ گیا۔ مہاراج کے پاس بہنڈارے کا کہانا بطور نوید رکہا ہوا تہا۔ اس مین سے انہون نے ایک بیسنی لڈو اٹہاکر اسکو عنایت کیا اور کہا کہاؤ۔ برہمن نے بلا عذر کہا لیا۔ کیونکہ مہاراج اسوقت اسکی آنکہون مین گنپتی نظر آرہے تہے اور اسنے لڈو گنپتی کا تبرک سمجہا۔ اور اس قدر خوش ہوا کہ آنکہون سے آنسو نکل پڑے۔ پہر وہ مہاراج کے قدم بوس ہوا۔ اور بولا کہ آج مجہے گنپتی کی سیوا کا پہل ملا۔ لہذا مین اب سے گنپتی کی سیوا ترک کرتا ہون کیونکہ خیالی گنپتی کے بدلے جیتا جاگتا گنپتی میرے ہاتہہ آیا۔ اسموقعپر آپ کا فوٹو بہی لیا گیا

مہاراج وقتاً فوقتاً ڈاکٹر گنپت راؤ اور اسکی بیوی کو خوب پیٹا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کو ناگ پہنی سے مارا لیکن جوش عقیدت سے اسکو بالکل احساس نہ ہوا۔ بعض اوقات آپ خفا ہوکر شہر سے باہر ایک مسمار عمارت مین جا بیٹہا کرتے۔ یہان ایک کتیا نے بچے دیئے تہے اور کسیکو

وہان آنے نہ دیتی تھی لیکن مہاراج کے آنے پر وہ خاموش بیٹھی رہتی۔ ڈاکٹر صاحب کہانا یسکر اسجگہ حاضر ہوا کرتے۔

انہی ایام مین شنکر راؤ اور اسکی بیوی پاربتی بائی ناگپور سے حاضر ہوئے اور التجا کی کہ ناگپور تشریف لے چلیں آپ نے پہلے تو انکار فرمایا لیکن اونکی ضد پر جانے وعدہ کرلیا اور ناگپور تشریف لیگئے دو تین روز اسکو مہمان رکھکر شامراؤ کے یہان مہمان ہوئے یہ اور اسکی بیوی شالوبائی بہی اکثر شندی جاکر ناگپور چلنے کی مہاراج سے التجا کیا کرتے تہے۔

رخصت کے دن ناگپور میونسپلٹی کے داروغہ بالکرشنا راؤ جو نہایت خدا پرست اور فقیر دوست بزرگ ہیں مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے گہر مہمان رکہنے کی خواہش ظاہر کی آپ نے فرمایا کہ مین جگت گرو ناتہ نہین آیا ہون اور نہ اس قابل کہ ہر ایک شخص میری تعظیم کرے۔ داروغہ صاحب انکار سنکر آبدیدہ ہوگئے۔ مہاراج نے انکو روتا دیکہکر فرمایا کہ اچھا بابا روؤ نہین چلونگا۔ چنانچہ دوسرے دن آپ انکے مہمان ہوئے۔ داروغہ صاحب نے اپنے مکان کو اعلیٰ پیمانے پر سجایا اور خوب روشنی کی تہی۔ آپ نے جو یہ کروفر دیکہا تو کمرے مین داخل ہونیکی بجائے صحن کے درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ داروغہ صاحب نے بہتیرا چاہا کہ اندر چلین مگر آپنے انکار کردیا۔ آخر داروغہ صاحب نے اسیوقت ایک عارضی سائبان اسجگہ ڈلوادیا تاکہ سردی سے آپ کو تکلیف نہو

بیٹھے بیٹھے رات زیادہ ہوگئی تو آپ نے داروغہ صاحب کو کہا کہ جاؤ سو جاؤ
داروغہ صاحب کو نیند کہاں؟ ساری رات بھجن کرتے رہتے۔ دوسرے دن
صبح لوٹے بچانے پر بھنڈارا کیا اور دوپہر کو داروغہ صاحب اور انکی بی
نے مہاراج کی تلسی پوجا کی۔ (اس رسم کی ادائیگی میں پوجنے والے اس آدمی
جسکی پوجا کی جاتی ہے منتر پڑھ پڑھ کر تلسی کے پتے پھینکتے ہیں اور اتنے کہ اسکا
جسم پتوں سے ڈھک جاتا ہے۔) شام کے وقت آپ داروغہ صاحب کے گھر
تھے کہ آپ مجھے اجازت دو کہ میرا بائی کا خاوند کشن راؤ اور دو تین رشتہ دار آئے
اور عرض کی کہ ہمارے یہاں بھی قدم رنجہ فرمایا جاوے۔ آپ نے انکار فرمایا کشن
نے کہا کہ میرا بائی آپ کی ہے اور ہم میرا بائی کے ہیں لہذا آپکو ہماری التجا قبول کرنی
ہی پڑیگی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا مگر کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ اور رات کے اند
اندھیرے میں کشن راؤ کے گھر پہنچے۔ اور مکان کی بالائی منزل پر آپ نے
قیام فرمایا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی ۰۰ آدمیوں کے قریب دروازے
پر آ پہنچے۔ کشن راؤ نے کہا بھی کہ مہاراج یہاں نہیں ہیں لیکن کسی نے نہ مانا
اور کہا کہ ہمکو معلوم ہے مہاراج یہاں ہی ہیں ہم درشن کئے بغیر کبھی نہ جاوینگے
مجبوراً مہاراج تشریف لائے اور سب کو درشن دئے۔ زائرین کا اسقدر ہجوم رہا
کہ آپکو کئی روز تک میرا بائی کے یہاں ٹھہرنا پڑا۔ پنڈت شنکر راؤ کی بیوی
آپکا کھانا پکانے کے لئے آپکے ساتھ رہیں اور داروغہ صاحب کی بیوی

بھی ہر روز آپ کے بیٹے نوید کا کہنا مانتی رہیں۔

مہاراج جن دنوں شنکر راؤ کے گھر مہمان تھے تو اسکی بیوی پاربتی بائی نے اپنی ساس کی شکایت کی تھی کہ یہ مجھپر بہت ظلم کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹی تیری اور تیرے گھر والونکی نجات اسی مین ہے کہ تو اپنی ساس کی بیرحمی کو صبر و استقلال سے برداشت کر اور اسکی تعظیم اور خدمت مین کوئی فرق نہ آنے دے اگر تو ایسا کریگی تو خدا کی مہربانی کی مستحق ہوگی۔ پاربتی بائی پر اس نصیحت کا بہت اچھا اثر ہوا اور اسنے تعمیل حکم کا وعدہ کر لیا۔ اسیطرح اسکی ساس کو فرمایا کہ مین جب سے آیا ہون تم ساس بہو کا جھگڑا ہی دیکھ رہا ہون۔ غور کرو کہ تم بہو کو اپنے بیٹے کے آرام کے لئے ہزارون روپیہ خرچ کرکے لائی ہو۔ اب اگر تم اُسکو تکلیف دو اور اُس سے بُرا سلوک کرو تو بیٹے کو آرام ملیگا یا دُکھ؟ ایسی حالت مین تم تینون ہمیشہ تکلیف مین رہوگے۔ اور گھر کی خیر و برکت بھی مٹ جائیگی اور مجھے بھی ان باتونکا صدمہ ہوگا۔ چنانچہ اسپر بھی نصیحت کا کافی سے زیادہ اثر ہوا اور اسطرح ساس بہو کا جھگڑا مٹ گیا۔

ایکدن ایک برہمن بیوہ عورت یہانکے کسی وکیل کی ماں تھی اپنی بہو کو مہاراج کی خدمت مین لائی اور قدمبوسی کے بعد کہا کہ مہاراج اسکو خوب مارو

تاکہ اس کا بہلا ہو جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ اسطرح مارنے سے کیا بہلا ہوگا۔
مین کبہی کسیکو جان بوجہ کر نہین مارتا۔ یہ باتین وقت پر ہوتی ہین میری اختیار مین
نہین ہین۔ لیکن یہ نہ مانی اور ہوسے یہ کہکر کہ جب تک مہاراج تجہے مار نہین
یہان سے نہ ہلنا چلی گئی۔ گہر مین اسی عورت کا بہنوئی بیمار تہا اور اپنے کمرے مین
رات کو دروازہ بند کئے اکیلا پڑا تہا کہ یکایک چراغ گل ہوگیا۔ اندھیرے مین
گہبرایا مگر اتنی طاقت نہ تہی کہ خود اُٹہکر جلاتا یا کسی کو آواز دیتا۔ اسی خیال مین تہا
کہ اس نے دیکہا کہ کوئی میز کے قریب جسپر لمپ رکہا ہوا تہا آیا اور لمپ کو روشن کیا اور پہر اسکے
قریب جاکر اسکو باآہستگی بستر پرسے اُٹہا کر بٹہادیا اور غائب ہوگیا۔ مریض خوفزدہ ہوکر
چلایا۔ بیوہ اور اُس کا لڑکا دوڑے ہوئے آئے لیکن بند ہونیکی وجہ سے کمرے مین نہ جاسکے
آخر بڑی مشکل سے مریض نے اُٹہکر دروازہ کہولا اور وہ اندر داخل ہوئے۔ اس نے
تمام حال کہہ سنایا۔ بیوہ نے کہا گہبراؤ نہین وہ مہاراج تہے جو تم کو گہر بیٹہے ہی
درشن دے گئے۔ چنانچہ دوسرے دن صبح مریض کو مہاراج کی خدمت مین
لیگئے جہان بیوہ کی بہو معہ دیگر چند عورتونکے آپ کی سیوا مین بیٹہی تہین۔ چند ہی روز
مین بیمار اچہا ہوگیا۔

ایک دن کوئی شخص مٹہائی لایا۔ حاضرین مین تقسیم کرنے کے بعد مٹہائی کا
کاغذ پہینک دیا گیا۔ مہاراج نے وہ کاغذ اُٹہا لیا۔ اسپر ٹکا رام باوا کا اُبہنگ یا

دوہا چھپا ہوا تہا۔ آپ نے سب لوگون سے کہا کہ اسکو پڑہکر معنی بیان کرو لیکن کوئی شخص نہ سمجہا سکا۔ اسپر مہاراج نے ایک وکیل کی عورت کو جو آپ کے پاس بیٹھی ہوتی یہ کاغذ دیا اور کہا تو اسکے معنی سمجہا چنانچہ اوسنے معنی سمجہا دئے آپ نے فرمایا کہ "اب زمانہ پلٹ رہا ہے عورتون مین علم کی ترقی ہو رہی ہے اور مرد جہالت کی طرف بڑہ رہے ہین۔

ایک ہندو عورت مردانہ لباس مین وعظ و نصیحت کرتی پہرتی تھی اور کوئی اوسکو پہچان نہ سکتا تہا۔ ایک دن یہ اپنے چند معتقدین کے ہمراہ مہاراج کے پاس آئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی۔ آپ نے اسکو دیکھتے ہی فرمایا کہ "دنیا ایک تماشہ گاہ ہے جس مین مرد و زن تعاون کیطرح بہروپ بدل بدل کر پارٹ کر رہے ہین۔ کبھی عورتین مردونکا بھیس بدلتی ہین کبھی مرد عورتونکا روپ بدلتے ہین" اس اشارے کو یہ عورت سمجھ گئی اور ادب کے ساتھ اٹھکر سلام کیا اور رخصت ہو گئی۔

مہاراج کو میرا بائی کے یہان مہمان ہوئے ایک ماہ کے قریب ہو چکا تہا کہ آپ نے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ کشن راؤ (میرا بائی کا خاوند) نے آپ کو رخصت کرنے سے پیشتر ایک بہنڈارا کیا۔ اسی عرصے مین بیوہ بڑہیا اور اسکی بہو ڈہونڈا بائی نے آکر درخواست کی کہ ایک دو روز کے لئے ہمارے غریب خانے پر بہی تشریف

لیجلین۔ چنانچہ مہاراج ایک دن شام کواچانک شنکر راؤ کے یہان سے رخصت ہو
ڈہونڈی بائی کے گہر آئے۔شب کو یہان ہی قیام فرمایا۔ دوسرے روز صبح کو بہو
نے عرض کیا کہ مہاراج میری بہو کے لئے دعا کیجئے کہ اسکو اولاد ہو۔ مہاراج نے فرمایا
کہ مرد اور عورت دونون ابہی جوان ہین اسلئے نا امید ہونیکی کوئی وجہ نہین ہے
میرے خیال سے تو بے اولاد مرد اور عورت کو اولاد والون سے زیادہ حقیقی اور
دائمی خوشی حاصل کرنیکا زیادہ موقع ہے۔ اس کی مثال کے لئے مین تمہین ایک

سادہو کا قصہ

سناتا ہون۔ جو پیادہ پا تیرتھ کرتا پہرتا تہا۔ ایک دن دہوپ سے بچنے کیلئے
کسی امرائی مین پہونچا۔ اور تمام درختون کو غور سے دیکہکر ایک درخت پسند کیا اور
اسکے سایہ مین جا بیٹہا۔ شام کو اس امرائی کا مالک آیا فقیر دیکہہ کر پاس آبیٹہا۔ اور
پوچہا کہان سے آنا ہوا۔ سادہو نے کہا کاشی سے آیا ہون اور رامیشور جارہا ہون
تہوڑی دیر آرام لینے کیلئے اس درخت کے نیچے آبیٹہا ہون۔ مالک نے کہا میری
خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسا بزرگ میرے باغ مین آئے۔ مگر ناگوار خاطر نہ ہو تو کسی
اور درخت کے نیچے آرام فرمائیے مین اس درخت کو کل کاٹنے والا ہون کیونکہ
تمام درختون مین یہی ایک درخت ہے جسکو آم نہین آتے۔ سادہو نے کہا بابا
اسیوجہ سے مین اس درخت کے نیچے بیٹہا ہون۔ تم اس درخت کو نہ کاٹو کیونکہ
اسی بے ثمر درخت کی وجہ سے تمام درختون کو پہل آرہے ہین۔ چہوٹا سا ایک

ہیرا جیسے بڑے ہزاروں پتھروں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے اسلئے کہ اس میں خدائی
نور کا حصہ بہ نسبت اور پتھروں کے زیادہ ہوتا ہے۔ یعنی جو چیز کمیاب ہوتی ہے اسکی
قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ بے اولاد مرد و عورت تعداد میں اولاد والوں سے بہت
کم ہیں اسلئے وہ زیادہ قیمتی یا خدا کی رحمت کے زیادہ مستحق ہیں۔ پیشکر مالک نے اپنا
زیادہ تشفی کر دیا۔ بیوہ عورت نے کہا آپ کا فرمانا بہت بجا و درست ہے لیکن شاستر
سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بے اولاد کی نجات نہیں ہے۔ مہاراج نے فرمایا کہ بالکل
صحیح ہے لیکن اسکے معنی سمجھنے میں لوگوں نے غور سے کام نہیں لیا ہے۔ پُتر کے معنی ہیں
پُترا کرنیوالا۔ یعنی جو اپنے والدین کو نجات دلائے وہ پُتر ہے۔ لیکن جو اولاد نکمی اور
بدمعاش ہوتی ہے وہ پُتر نہیں ہے۔ اس کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے اور شاستر
میں ایسی ہی اولاد والوں کو لاولد کہا گیا ہے اور ایسے ہی لاولد نجات سے محروم
رہتے ہیں۔ لیکن ایسے جوڑے کے متعلق جو اولاد کے جھگڑے ہی سے پاک ہو کوئی
سوال ہی نہیں ہے وہ یقیناً نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ تم گھبراؤ نہیں ڈھونڈا
بائی کو اللہ اولاد دے گا۔ اسی روز شام کو مہاراج پھر کرشنا نند کے گھر واپس آگئے
اس عرصے میں مہاراج کی شہرت اور معتقدین کا ہجوم بہت زیادہ ہو گیا تھا
اور اکثر سو قصو پھر خفیہ پولیس آتی رہی اور لوگوں سے مہاراج کا حال دریافت
کرتی رہی مگر کسی کی اتنی ہمت نہ ہو سکی کہ خود مہاراج سے پتہ نشان دریافت
کرتے۔ اور بازار میں برہنہ پھرنے پر کچھ اعتراض کرتے۔

کشن راؤ کے مکان پر آکے آپنے سفر کی تیاری کی اور کہا کہ اب ناگپور
مین بہت زیادہ دن ہوگئے - کل مین شندی اور شندی سے پونہ جاؤنگا اور اپنے
خویش واقارب سے ملونگا - کیونکہ انکو چھوڑے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے - چنانچہ
دوسرے روز آپ روانہ ہوئے اسٹیشن تک ہزارون آدمیون کا ہجوم ساتھ تہا
آگے آگے آپ اور ویدھیا وکیل جس معتقد کے گہر پر گذر ہوتا وہ آپکو ٹہیراکر آپکی
پوجا کرتا اور سینکڑون لوگ قدمبوس ہوتے - چونکہ آپ شہر مین سے برہنہ چل رہے
تھے ایک پولیس افسر لالٹین ہاتہ مین لئے آپکو روکنے کے لئے سامنے سے آیا -
مہاراج کو جو معلوم ہوا تو اُس سے پوچھا کہ کیا تجھے مین ننگا دکہائی دے رہا ہون؟
اوسنے آپ کو دیکہا اور کہا کہ اسوقت تو آپ ریشمی کنار کی دہوتی باندہے ہوئے
ہین اور کرشن بھگوان دکہائی دے رہے ہین - یہ کہکر وہ قدمونپر گر پڑا اور
قدم بوس ہوکر الگ کھڑا ہوگیا - اور بہی کئی لوگون نے اس ہیئت کو دیکہا
غرض اسی شان شوکت سے آپ اسٹیشن تک آئے - سب لوگ رخصت ہوئے اور آپ
چنا سوامی، ویدھیا وکیل اور سالو بائی کے ساتہ ریل مین سوار ہوکر اسی شب کو شندی
پہنچے - یہان پہنچکر آپ نے سالو بائی کو ویدھیا وکیل کے ہمراہ ناگپور واپس بہیجدیا - اور
دوسرے دن خود بہی چنا سوامی اور اسکی بیوی کو ساتہ لیکر اسٹیشن پر آئے - اور
ریل کے انتظار مین اسٹیشن کے باہر بیٹھ گئے - یہان ایک عورت نے اپنا چھ ماہ کا
بچہ جو بیمار تہا آپ کی گود مین ڈالدیا آپ نے اُسکو اُٹہاکر زمین پر پہینک دیا

ماں کی محبت سمجھی کہ بچہ مرگیا بلبلا کر دوڑی اور اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ بچہ بھی بھوکا دونوں سے ماں کا دودھ نہیں پیتا تھا ماں سے چمٹ گیا اور دودھ پینے لگا۔ لتنے مین ریل آئی اور آپ پونہ جانے کے لئے سوار ہو گئے۔ دوسرے دن ریل کوپرگاؤں پہنچی تو آپ یہاں اُتر پڑے اور دہرم سالے مین جا ٹھیرے چنا سوامی آپ سے اجازت لیکر اپنی بیوی کو اپنے بھائی ڈاکٹر پلے کے پاس چھوڑ آنے کے لئے شیرڈی گیا۔ ان کے ذریعے شیرڈی والوں کو معلوم ہوا کہ مہاراج اتنی مدت کے بعد کوپرگاؤں آئے ہین۔ چنانچہ ڈاکٹر پلے۔ وکشت اور درگا بائی وغیرہ قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ ان سب سے ملکر آپ چنا سوامی کے ہمراہ پونہ پہنچے۔ چونکہ اپنے بھائی کا پتہ آپ کو معلوم نہ تھا اس لئے ایک جگہ آجا ٹھہر گئے اور چنا سوامی نے پتہ نکالکر آپ کے بھائی بالکرشنا راؤ کو خبر کی چنانچہ وہ آئے اور مہاراج کو اپنے ہمراہ گھر لیگئے۔ چنا سوامی یہاں سے کھڑگ پور واپس چلا گیا اور آپ صرف چار روز پونہ ٹھر کر منجواڈ روانہ ہو گئے۔ ایک مہینہ کے قریب آپ نے یہاں قیام فرمایا اور پھر شیرڈی روانہ ہو گئے۔

شیرڈی مین دوبارہ ورود

رات کے ۱۰ بجے ہونگے کہ آپ شیرڈی مین تشریف لائے اور سیدھے کھنڈوبا کے مندر مین جس مین آپ کا پہلے قیام تھا پہنچے۔ اپا صاحب کو جو اسوقت یہاں بیٹھا ہوا تھا آپ نے کہا کہ وکشت کو بُلا لا۔ وکشت آیا اور تھوڑی دیر

بیٹھکر رخصت ہوا۔ دوسرے دن تمام شیرڈی مین خبر ہو گئی اور چونکہ کھر گپور کے واقعات سب سنے تہے سب لوگ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ دگا بائی دکشت اور سگون وغیرہ اپنے قدیم مراسم ادا کرنے لگے۔ یہان آتے ہی آپ کو بواسیر کی شکایت ہو گئی۔

ان ایام مین نانا ولی نامی ایک بزرگ مہاراج کے درپے آزار ہوئے اور طرح طرح کی تکلیفین آپ کو پہنچانی شروع کین۔ کبھی پرانی جوتیان جمع کرکے مہاراج پر پہینکتے۔ کبھی گو اور گوبر آپ پر ڈالتے۔ مہاراج بعض اوقات خفا ہو کر انکو گالیان دیتے اور مارا کرتے مگر یہ اپنی حرکتون سے باز نہ آتے۔ آخر تنگ آکر مہاراج نے خاموشی اختیار کی اور انکی شرارتونکو صبر سے برداشت کرنے لگے۔ چنانچہ ایک دن نانا ولی نے مہاراج کو اپنی دہوتی پہنائی اور ان کا ٹاٹ کا ٹکڑا لیکر خود باندہ لیا۔ اور پہر مہاراج کو دو گھنٹے تک اُٹھ بیٹھ کراتے اور ناچ نچاتے رہے۔ مہاراج نے بلا عذر تعمیل حکم کی اور سائین بابا کے بہت سے مرید بہی اسوقت موجود تہے وہ بہی خاموش بیٹھے رہے۔

ایک دن نانا ولی نے آپ کو ایک گڈہے مین ڈہکیل دیا اور اوپر سے ناگ پہنی ڈالدی جس سے مہاراج کا تمام جسم زخمی ہو گیا۔ ایک دن ایک عورت دودہ لائی انہون نے اسکے ہاتہ سے کٹورا لیکر مہاراج کے سر پر دے مارا۔ آپ نے اُف بہی نہ کی اور خاموش بیٹھے رہے۔

چند روز کے بعد کا ذکر ہے کہ آپ پیپل کے درخت کے نیچے تمام دن خاموش بیٹھے رہے درگا بائی کہانا لیکر آئی وہ بہی آپ نے پہنکدیا۔ اتنے مین راہتا کے خوشحال سیٹھہ آپ کے درشن کو آئے اور دریافت کیا کہ آج آپ اداس کیون ہین آپ نے فرمایا کہ صبح سے کہانا نہین کہایا۔ اُس نے کہا حکم ہو تو لاؤن آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ تم ہی میرے ساتھہ کہاؤ اس نے کہا بہت اچھا اور اُٹھنے لگا آپ نے فرمایا ٹہیرو تم کیون جاتے ہو مین ہی دو آدمیون کا کہانا منگائے لیتا ہون چنانچہ آپ نے اپنے زانو کے نیچے ہاتہہ رکہا اور چند گرم روٹیان اور بیسن اسکے آگے رکہدین اور کہا لو کہاؤ اور خود بہی اوسکے ساتہہ کہانے لگے۔ اس کے بعد آپ نے خوشحال سیٹھہ کے باغ مین قیام فرمایا۔ اور لوگ یہان درشن کو آنے لگے۔

ایک روز آپ اسی باغ مین برہنہ نہا رہے تہے۔ سب کو کہدیا تہا کہ میری طرف کوئی نہ دیکہے۔ لیکن سگون نے جو شیرڈی سے آیا ہوا تہا دیوار کی آڑ سے دیکہنا شروع کیا آپ یکایک اُٹہے اور اسکو پکڑ کر گہسیٹتے ہوئے سڑک پر لیگئے اور کہا لے اب جی بہر کے دیکہہ اور دوسرو نکو بہی دکہا اور یہ کہکر خوب پیٹا۔ اور چلے آئے۔ اسی دن سے اِسکا وسوسہ جاتا رہا جس کی ایک مدت سے اسکو شکایت تہی۔ یہ شخص شیرڈی مین موجود ہے۔

باغ مین ڈہیڑ مانگ بہی آپ کے درشن کو آتے اور آپ اُن سے

بے تکلف باتین کیا کرتے۔ چنانچہ ایک روز چند مہار عورتین آپ کے پیر دبا رہی تہین کہ برہمن عورتین درشن کو آئین اور مہار عورتونکو دور ہٹ جانے کیلئے کہا آپ نے فرمایا میرے نزدیک تم مین اور ان مین کوئی فرق نہین ہے انکے ساتہہ بیٹھنے مین کیون شرماتی ہو! یہ سنکر وہ عورتین نہایت خفیف ہوئین اور مہار عورتونکے ساتہہ آپ کے پیر دبانے لگین۔

خوشحال سیٹھ کے پاس ایک مرکہنا بیل تہا ایک روز اُس نے ایک آدمی کو مار ڈالا اور ایک کو زخمی کر دیا۔ اس نے مہاراج سے آکر کہا کہ اس بیل کو بیچ ڈالتا ہون۔ آپ نے فرمایا خبردار ہرگز نہ بیچنا اسی بیل کی بدولت تم کو بیتہا دولت ملیگی اور یہ خودبخود غریب بنجائیگا لیکن اس نے آپ کے فرمانے کا خیال نہ کیا اور بیچنے کے لئے بہیجدیا۔ خدا کی شان کہ کسی نے بہی نہ خریدا اور بیل پہر واپس آگیا اور اسنے مہاراج کے فرمان پر اب بہروسہ کرکے رہنے دیا اور درحقیقت وہ بیل غریب بنگیا۔

کچہہ دنون بعد خوشحال سیٹھ کے بیٹے ڈدولو سیٹھ مہاراج کو باغ سے اپنے گہر لے آئے۔ ایک روز کسی نے آپ کو ایک نارنگی نذر کی آپ نے ایک ایک پہانک تمام لوگون کو دی حالانکہ نارنگی مین آٹہہ دس ہی پہانکین ہوتی ہین۔

ایک روز ددولو سیٹھ تین دن کے لئے نگر چلے گئے۔ دوسرے دن مہاراج انکے گہر سے نکل ساکوری سے ایک میل فاصلے پر کہیت مین جا بیٹھے۔ شام کو

خوشحال سیٹھ آئے آپ نے فرمایا کہ تم کیون آئے مین خود آؤنگا۔ رات کو آپ نے
کھیت ہی مین آرام فرمایا۔ دوسرے دن دو مسلمانون کے ہمراہ شیرڈی روانہ
ہوئے مگر آدھا راستہ طے کرکے آپ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر مین پندرہ بیس آدمی
جمع ہوگئے اور ایشونت راؤ اور شنکر پٹیل بھی آپہنچے۔ اور ہوا نادمی کا تہوار
قریب تھا آپ نے اسکے متعلق تقریر شروع کردی یہانتک دن کے دو بج
گئے اور سب بیٹھے رہے ۳ بجے کے قریب ابر اُٹھا آپ نے فرمایا کہ اب تو جاؤ
صبح سے بھوکے پیاسے بیٹھے ہو بارش بھی ہونیوالی ہے لیکن کوئی نہ اُٹھا اور
تقریر سنتے رہے اتنے مین بارش شروع ہوئی اور سب بھیگنے لگے مگر آپ کی
تقریر ایسی دلچسپ تھی کہ وہین سب جمے رہے اسنتے مین درگا بائی کھانا لائی
اور آپ کو منت خوشامد سے اُٹھا کر ایک جھونپڑی مین لیگئی اور کھانا کھلایا اور
سب لوگ رخصت ہوگئے۔ رات کو پٹیل کے ساتھ آپ ساکوری چلے گئے۔ دوسرے
روز دولو سیٹھ آئے اور مہاراج کو راہاٹا لیگئے۔ ایک ماہ تک آپ دولو سیٹھ
کے یہان رہے۔ اس عرصے مین درگا بائی آپکے لئے بلاناغہ کھانا لاتی رہی مہاراج
اور دولو سیٹھ نے منع بھی کیا لیکن درگا بائی نے نہ مانا۔ اس کا معمول تھا کہ صبح سے
ایک بجے دوپہر تک سائین بابا کیخدمت مین رہتی اور آپ کو کھانا کھلا کر مہاراج
کا کھانا لیکر راہاٹا پیدل آتی اور چار بجے کے قریب شیرڈی واپس جاتی۔
ایک روز اسیطرح کھانا لیجاتے ہوئے اسکے پیر مین ببول کا کانٹا چبھا اور

قریباً ایک انچ پاؤن مین اتر گیا لیکن اسُ نے کسی سے نہ کہا اور اپنا کام انجام
دیتی رہی ایک ہفتہ بعد یہ انگوٹہا جس مین کانٹا لگاتہا سوج گیا اور پیپ پڑگئی
مہاراج نے پوچھا تو کہا کہ کانٹا اندر ٹوٹ گیا ہے۔ نکالا گیا تو ایک انچ سے زاید
لمبا تہا۔ درحقیقت درگا بائی سائین بابا رحمتہ اللہ علیہ کی سچی اور بے لوث خدمتگذا
ہتی۔ اور جس طرح اسُ نے سائین باباُ کی خدمت کی ہتی اسیطرح اب مہاراج
کی خدمت کررہی ہے۔

درگا پوجا کا تہوار قریب آیا تو کہڑگپور والون نے دو لوسیٹھ کی معرفت
مہاراج سے حاضر ہونیکی اجازت لی اور درگا پوجا سے دو تین روز پیشتر آپہونچے
دو لوسیٹھ کے مہمان ہوئے اور ایک ہفتہ تک میلا رہا۔ ساتوین روز بہنڈارا
کیا گیا جس مین راہاتا ساکوری اور قرب وجوار کے تمام گاؤن مدعو کئے گئے۔ بہنڈارا
کے دن پہلے مہاراج کی آرتی پوجا کی گئی اور پہر دو لوسیٹھ مہاراج کو نہایت
شان شوکت سے بہنڈارا تیار ہونیکی جگہ پرلے گئے۔ اسوقت اناپُرنا کا ہاتہ آپ
کے ہاتہ مین تہا۔ مہاراج نے ہر برتن مین سے تہوڑا تہوڑا کہانا چکہا جس سے سب کو
یقین ہوگیا کہ اب یہ کہانا جس قدر خرچ ہوگا اسیقدر بڑہے گا اور درحقیقت
ایسا ہی ہوا۔ مہاراج یہان سے رخصت ہوکر باغ مین آبیٹھے اور دن کے بارہ بجے سے
رات کے بارہ بجے تک کہانا تقسیم ہوتا رہا جس مین قریب ۲۰ ہزار آدمیون نے
کہایا۔ اور کہانا کافی مقدار مین بچ گیا۔ دوسرے روز پہر گاؤن والونکو بلایا گیا

اور تمام دن کہانا تقسیم ہوتا رہا شام کو پہر کہانا بچ رہا تیسرے روز پہر تقسیم ہوا
اور شام کو پہر بچ رہا۔ تین روز کی محنت سے لوگ تہک گئے تہے لہذا مجبور ہوکر
لوگون نے مہاراج سے پوچھا کہ کہانا ختم ہی نہین ہوتا اب کیا کیا جائے آپنے
فرمایا کہ غریبون اور مسکینون کو کہلاؤ اور بچا کہچا کتے بلی کو کہلا دو اور اگر اسپر بہی
بچ رہے تو ندی مین ڈالدو مگر برتن مین ایک دانہ بہی نہ رہنے پائے چنانچہ ایسا
ہی کیا گیا۔ اسکے بعد کہڑگپور والون نے غربا مین کپڑا تقسیم کیا اور رخصت ہوگئے۔

انہی دنون مین ایک بندو آپ کے سامنے کرتن کیا کرتا اور تکا رام جی
کے اشعار گایا کرتا تہا جس مین برہمنون کی موجودہ روش پر خوب نکتہ چینی کیگئی
ہے برہمن اس مین شریک نہ ہوتے اور اٹھہ جاتے۔ آپ نے جو یہ دیکہا تو ایک
دن خود کرتن سننے کے لئے جا بیٹھے اور جس قدر برہمن موجود تہے سب کو بیٹھنے پر
مجبور کیا۔

ایک روز معاملہ دار اور سب انسپکٹر پولیس آپ کے درشن کو آئے آپنے
پہلے انکو کبہی نہ دیکہا تہا۔ بیٹھتے ہی آپ نے فرمایا کہ یہان کے بعض افسر ہین جو
اپنا فرض اچھی طرح ادا نہین کرتے کیونکہ دیکہتے ہین کہ لوگ مجہہ بے آزار دنیا سے
بیزار آدمی کو ہر وقت تکلیف دیتے رہتے ہین اور یہ دیکہہ کر وہ خاموش ہوجاتے
ہین۔ سب انسپکٹر نے کہا مہاراج مین پولیس کا افسر ہون جیسے آپ حکم دین مین
ہر بات کا انتظام رکہونگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہان مجہے معلوم ہے جیسا انتظام

کروگے شیرڈی کے افسر ہی ایسا ہی کہا کرتے تہے۔

یہان سے دولوسیٹھ مہاراج کو احمد نگر لیگئے۔ اور اپنے بنگلے مین جو شہر سے باہر ہے مہاراج کو ٹہیرایا۔ یہان بہی لوگ آپ کے درشن کو آنے لگے۔ آپ نے تنگ آکر فرمایا کہ تم لوگ مجہے کیون ستاتے ہو مین نہ ولی نہ سنت نہ کوئی کرامت میری تم نے دیکہی۔ بغیر جانے پہچانے سلام کرنا اور سر جہکانا کیا فائدہ ان لوگون مین سے ایک نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ سجدہ خدا کو ہے لیکن درحقیقت سجدے کو خدا ہے اسلیئے کہ جب تک سجدہ نہ ہو خدا کا دیدار کیونکر ہوگا۔ آپ مسکراکر خاموش ہورہے

بنگلے کے آدہے حصے مین آپ تہے اور آدہے مین دولوسیٹھ کی بیویان ایک شب کو آپ زور زور سے دولوسیٹھ کو گالیان دینے لگے۔ آواز سنکر عورتین جاگ تو اُٹہین مگر باہر آنیکی ہمت نہ ہوئی استے مین مہاراج گالیان دیتے ہوئے خود آئے دروازہ بند پایا تو ایک بڑا سا پتھر اُٹہاکر دروازے کے کانچ پر مارا پتھر اندر جا پڑا اور دروازہ کہل گیا اور آپ اندر داخل ہوئے۔ عورتون نے اُٹہہ کر پاؤن چومے۔ تہوڑی دیر مین آپ خاموش ہوگئے اور عورتونکو سونے کی اجازت دیکر واپس تشریف لے آئے۔ عورتین دروازہ بند کرنے آئین تو دیکہا کہ دروازے کا کانچ ثابت ہے اور پتھر اندر پڑا ہوا ہے۔

تین چار روز کے بعد آپ راہاٹا واپس آئے اور یہان سے ساکوری پہنچے۔ جہان انکے لئے ایک مندر مین ٹہرنے کا انتظام کیا گیا۔

انہی ایام مین راہاتا اور اسکے اردگرد کے گاؤون مین پلیگ شروع ہوگیا ساکوری اس وبا سے محفوظ رہی۔ لوگون نے خیال کیا کہ یہ مہاراج کے قدم کی برکت ہے۔ تاہم اردگرد موت کا بازار گرم دیکھہ کر ڈر گئے اور مہاراج سے کہا کہ ہم سب لوگ گاؤن سے باہر جاتے ہین آپ بہی ساتہہ چلین۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ مقام وبا سے محفوظ ہے تو پہر کیون جائین۔ جب لوگون نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ مین تو یہان ہی رہونگا اور پلیگ سے جو میرا رفیق ہے کہیلا کرونگا۔ چنانچہ تمام گاؤن باہر نکل گیا۔ اور عرصے تک گاؤن خالی پڑا رہا۔ دسوین روز مہاراج نے جہاڑو سے تمام گاؤن جہاڑنا شروع کیا۔ درگا بائی بہی اکثر آپ کا ساتہہ دیا کرتی۔ کامل ایک ہفتے مین آپ نے تمام گاؤن کو صاف کیا۔ ۲۰ وین روز سب لوگ واپس آئے۔ اور آپ شیرڈی تشریف لیگئے۔ اور کہنڈوبا کے مندر مین جا قیام کیا۔

باپ سے بیٹا بڑہ گیا

ایک روز سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین ڈاکٹر پلے ، کاکا صاحب اور دیگر معتقدین بیٹھے تھے۔ ڈاکٹر پلے نے مہاراج کا ذکر چہیڑ دیا اور کہرگیور اور شرڈی کے حالات بیان کئے۔ سائین بابا نے فرمایا کہ "واقعی باپ سے بیٹا بڑہ گیا!" یہ سنکر کاکا صاحب اور دیگر اصحاب نے کہا کہ مہاراج ایک مکار

آدمی ہین اور سائین بابا کے نام کو داغ لگاتے پہرتے ہین۔ سائین بابا نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا کسی کی محنت و ریاضت کا یہی صلہ دیا جاتا ہے۔ ابہی تم لوگون نے کیا دیکہا ہے۔ کسی وقت یہ دنیا پر ایک عجیب راز کا انکشاف کریگا جس کو سنکر تمام دنیا مین تہلکہ مچ جائیگا" یہ سنکر سب خاموش ہو گئے۔ انہی دنون مین بالا بہائی چاندوڑکر شیرڈی مین بیمار پڑا۔ نزع کیحالت مین اس نے مہاراج کو اپنے پاس دیکہا اور سب کو کہا کہ مجہے سیدہا بٹہاؤ مہاراج آئے ہین مین سلام کرون۔ سبنے خیال کیا کہ سرسام مین بک رہا ہے۔ اور کچہہ خیال نہ کیا اسپر اسنے بگڑ کر کہا کہ کیا تم لوگ اندہے ہو مہاراج کہڑے ہین اور تم تعظیم نہین کرتے اور پہر گویا مہاراج کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "یہ لوگ اندہے ہین آپ کو دیکہہ نہین سکتے۔ مین جانتا ہون کہ آپ مجہے لینے آئے ہین۔ لیجئے مین چلتا ہون" یہ کہکر چپ ہو گیا اور روح پرواز کر گئی۔

مرج ہسپتال

بواسیر کی شکایت اب بڑہنے لگی تو اکثر لوگون نے جو بمبئی سے سائین بابا کے درشن کو آتے مہاراج سے کہا کہ ہمارے ساتہہ بمبئی چلو وہان اچہا علاج ہوگا مگر آپ نے سب سے انکار کیا۔ ایک روز خود ہی درگا بائی سے کہا کہ مرج کی ہسپتال مین علاج اچہا ہوگا میرا ارادہ ہے کہ وہان جاؤن۔ درگا بائی نے کہا بہت مناسب ہے اگر سائین بابا اجازت دیدین تو مین بہی آپ کے ساتہہ چلی چلون۔ چنانچہ اِس نے

سائین بابا سے مہاراج کا ارادہ بیان کیا اور کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھین تو مین بھی انکے ساتھہ جاؤن۔ سائین بابا نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہین بلکہ تو انہی کی خدمت کیا کر اور یہ سمجھہ کہ اونکی خدمت میری ہی خدمت ہے۔

اجازت لیکر درگا بائی مہاراج کے پاس آئی اور دونون مل کر مرج کو روانہ ہوئے۔ چیلی اسٹیشن پر آپ نے دھوتی باندہی اور کرتہ پہنا۔ اور بذریعہ ریل آپ مرج پہنچے۔ اور ہسپتال مین بذات خود سول سرجن سے ملے اور اپریشن کے متعلق گفتگو کی۔ اور کہا کہ بغیر کلورا فارم سنگہائے اپریشن کیا جائے جسکے لیئے ڈاکٹر نے عذر پیش کیا اور آپ نے اسکی مرضی کیموافق اپریشن کی اجازت دی۔ چنانچہ اپریشن کیا گیا اور تین روز تک آپ ہسپتال مین رہے لیکن آرام معلوم نہ ہوا اور آپ تیسرے روز بلا اجازت ڈاکٹر اپنے کمرے سے نکل درگا بائی کے کمرے مین آئے دوسرے دن آپ نے درگا بائی کو گورنمنٹ ہسپتال کے سول سرجن مسٹر ہیڈ بہدے کے پاس بہیجا اوسنے مہاراج کو گورنمنٹ ہسپتال مین بلوایا اور ایک کمرے مین رکہا۔ تین روز مین درد کو افاقہ ہو گیا لیکن پاخانہ کا راستہ بند ہو گیا اور اب اسکا علاج شروع ہوا۔ اور روز بروز افاقہ ہوتا چلا۔ کہرگپور والونکو یہ حال معلوم ہوا تو کچھہ روپے آپ کے علاج کے لئے بہجوائے لیکن آپ نے واپس کر دئے یہان کولہاپور کے کچھہ لوگ تہے وہ ملنے آئے آپ نے کہا کہ تم جس کی تلاش مین ہو مین وہ نہین ہون چونکہ ان لوگون نے پہلے کبہی آپ کو دیکہا نہ تہا واپس چلے گئے

دوسرے دن آپ کے ایک واقف کو ساتھ لیکر آئے اور اب آپکو سب سے ملنا پڑا
ان لوگوں نے کہا کہ یہاں سے آپ ہمارے ساتھ کولہاپور تشریف لے چلیں آپنے
فرمایا اچھا۔ لیکن پھر ارادہ فسخ کر دیا اور کہا کہ پھر کبھی حاضر ہوؤنگا۔

٢٠ روز تک آپ یہاں زیر علاج رہے اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے
چونکہ کولہاپور یہاں سے قریب تھا اور آپنے وہاں جانے کا وعدہ بھی کیا تھا لہذا درگا بائی کو
ساتھ لے کولہاپور روانہ ہو گئے۔ اور یہاں مہالکشمی کے مندر میں درشن لیئے
اور ہندو مذہب کے مطابق پوجا پاٹ کی اور ایک کونے میں جا بیٹھے۔

(نوٹ) یہاں یہ جاننا لازمی ہے کہ جو بزرگ خدا رسیدہ اور کامل ہوتے ہیں
وہ (شریعت) اصول مذہب پر اخیر دم تک قایم رہتے ہیں۔ اگرچہ انکو اسکی
ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ وہ منزل شریعت طے کر چکتے ہیں اور معرفت و حقیقت
کی منزل میں ہوتے ہیں تاہم دوسرونکے لئے مثال قایم رکھتے ہیں۔ چنانچہ
سوامی رام داس اور تکارام مہاراج پابند شریعت تھے اور اس زمانے میں
نارائن مہاراج ہندو شریعت کے پورے پابند ہیں۔ کرشنا نے کہا ہے:۔

نے پارتہاستی کرتویم ترلیشو لوکے شو کنچن :: نانواپتم واپتویم ورت ایوچہ کرمنی

یعنی اگرچہ میں ان مذہبی رسومات کی قیود سے آزاد ہوں لیکن پھر بھی انکی پابندی
کرتا ہوں جس میں ایک خاص منشاء الٰہی ہے۔

چونکہ بزرگانہ جلال آپ کے چہرے سے عیان تھا جو لوگ مندر میں

لوگ آتے آپ کی ہی قدمبوسی کرتے اور رفتہ رفتہ ہجوم بڑھنے لگا۔ اگرچہ آپ نے
بہتیرا منع کیا کہ مین کوئی بزرگ یا سادہو سنت نہین ہون تم کیون میری تعظیم کرتے
ہو مگر کسی نے نہ مانا۔ آخر آپ نے ارادہ کیا کہ مندر کے تہ خانے مین جا بیٹھون لیکن
لوگون نے اصرار کیا کہ ہمارے گہر چل کر رہین آپ نے کہا اچھا چنانچہ ایک ہی وقت
مین دو دو آدمی گاڑیان لیکر آتے اور ہر ایک نے اپنے اپنے گہر لیجانیکی خواہش
کی۔ آپ نے فرمایا کہ اب مجھے کسی تیسرے ہی کے گہر ٹھہرنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ کو
کہہار گلی مین کمہار سوامی کی سمادہی کے قریب ایک کمرے مین ٹھرایا گیا۔ یہ کمہار
سوامی ہندؤون کے زبردست بزرگ ہوئے ہین۔ جو ہمیشہ برہنہ اور ایک رنڈی کے
مکان پر رہا کرتے تھے (یہ رنڈی ابہی تک زندہ ہے) اور اسی کے گہر مین ان کا انتقال
ہوا۔ یہان جو لوگ درشن کو آتے وہ آپ کے درشن ہی کرتے اور اسطرح ہجوم بڑہنے
لگا۔ ان لوگون مین مسٹر سداشیو راؤ کالے کی بیوی جانکی بائی آپ کو بہت ماننے
لگی اور ہر روز آپ کے لئے کہانا لایا کرتی۔ مہاراج نے اس سے ایک مرتبہ کہا کہ
ضرور تجھے کسی سدپروش نے بشارت دی ہوگی جو تو اسقدر خدمت کررہی ہے۔
اُس نے کہا جی ہان جب مین چھوٹی تہی تو خدا کی عبادت اور بزرگون کا درشن کرنا
مجھے بہت پسند تہا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مین نرسوبا کی واڑی مین دیو پوجا کے لئے
گئی تو وہان مجھے ایک مہاتما کا درشن ہوا۔ مین نے ان سے پوچھا کہ بابا مجھے
خدا کب ملیگا؟ انہون نے کہا کہ تیری شادی کے چند روز بعد تجھے خدا کا درشن ہوگا

اور وہ ایک برہنہ برہمن کی صورت مین ہوگا۔ چنانچہ مین آپکو اسکے مطابق پاتی ہون اسلیئے آپ کی زیارت خدا کی زیارت اور آپ کی خدمت خدا کی خدمت سمجھتی ہون
آپکو یہان بہی بواسیر کی شکایت ہوئی اور سخت تکلیف کیوجہ سے ڈاکٹر کو بلوایا گیا جسنے نہایت غور سے علاج کیا اور آپکو کسی حد تک افاقہ ہو گیا۔

لکھار گلی مین چند روز قیام کرکے آپ مسٹر ایسوا کا نامی لکھار سوامی کے معتقد کے گہر جا ٹہیرے۔ جس نے آپکی بڑی خدمت کی اور چاندی کی رکابیون مین کہانا کہلایا۔ ایک دن اسکی چاندی کی تمام رکابیان کوئی چرالیگیا مگر اسنے مہاراج کو خبر نہ کی۔ اسی عرصے مین کہو دیکر کی بہن کی نتھ بہی یہان سے چوری گئی جب آپکو خبر ہوئی تو فرمایا فکر نہ کرو ملجائینگے۔ چنانچہ آپ کے جانے کے بعد یہ تمام چیزین ایک بہٹ جی کے پاس سے برآمد ہوئین۔

مسٹر کالے نے آپکے نام سے برہمنون کو بہنڈارا دیا اور نہایت شان شوکت سے آپ کی پوجا کی اس مین کولہاپور اور گوالیار کے راجہ کا ایک رشتہ دار بہی جو سائین بابا کا معتقد اور مہاراج کو جانتا تہا شریک تہا۔ اوس نے مہاراجہ کولہاپور کو خبر کی تو اوسنے اپنے کارکنونکی معرفت دعوت دی مگر آپنے انکار کردیا۔ چلتے وقت باغ مین آپکے فوٹو کا انتظام کیا گیا۔ مگر آپ نے انکار کیا اور راضی ہوئے تو باغ مین سے نکل ایک پاخانے کے سامنے جا بیٹھے اور پاؤن کے نیچے چند اینٹین رکہ لین۔ اور اسجگہ آپ کا فوٹو لیا گیا۔ جو مقابل مین چسپان کیا گیا ہے۔

شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

کولہا پور سے روانہ ہو کر آپ درگا بائی کے ساتھہ پونہ اپنے بہائی بالکرشنا راؤ شاستری کے یہاں آئے۔ یہان ایک روز اپنے پڑوسی کے گہر مین آتا بیٹہے ہے تہے کہ کسی نے آپ کو ہار پہنایا آپ نے فرمایا چونکہ میرا تمہارا کوئی تعلق نہین ہے اسلئے یہ ہار چکی کو پہنانا چاہئے۔ یہ کہہ ہار چکی پر ڈالدیا۔ ایک نے دہوتی نذر کی تو آپ نے فرمایا کسی بہنگی کو دو چنانچہ اوس نے تعمیل حکم کی۔

پونہ مین آٹہہ روز قیام فرما کر آپ پہر شیرڈی تشریف لے آئے۔ درگا بائی سائین بابا کی خدمت مین حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تو مہاراج کی ہی خدمت مین رہ اور یہ سمجہہ کہ میری خدمت کر رہی ہے۔ چنانچہ درگا بائی اب ہر وقت مہاراج کے پاس رہنے لگی۔ یہ دیکہکر سائین بابا کے بعض معتقدین آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ مہاراج نے انکے تیور بدلے ہوئے دیکہکر اور نیز یہ خیال کرکے کہ سائین بابا کی موجودگی مین شیرڈی مین قیام کرنا مناسب نہین ہے چونکہ ایک میان مین دو تلوارین نہین رہ سکتین۔ درگا بائی کی غیر حاضری مین جو کسی کام کے لئے کہین گئی ہوئی تہی ساکوری تشریف لے گئے۔ اور یہان شری کہنڈے نامی ایک زمیندار کے کہیت مین ٹہیرے یہان سے ایشونت راؤ اور انکی بیوی مہاراج کو اپنے گہر لیگئے۔ لیکن دو تین دن رہکر آپ پہر اسی کہیت مین آگئے۔ ایک ماہ کے بعد درگا بائی آئی۔ اس عرصے مین وکشنت ہر روز شیرڈی سے آپ کے لئے کہانا لایا کرتا۔ اور ایشونت راؤ اور انکی بیوی اور شیرڈی اور ساکوری کے لوگ آپ کے درشن کو روزانہ آتے رہے۔

ایک ماہ کے بعد آپ درگا بائی کو ساتھ لے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت مین وھولیہ تشریف لیگئے۔ چند روز یہان قیام فرمایا اور پھر دوھیشور پہاڑ پر گئے۔ اور درگا بائی کو کہا کہ مجھے یہ پہاڑ بہت پسند آیا ہے اب مین یہان ہی رہونگا اب تو خواہ یہان رہ یا شیرڈی جا۔ تجھے اختیار ہے۔ درگا بائی نے ساتھ رہنا پسند کیا۔ چند روز گذرے تھے کہ آپ نے مہتا جی نامی سائین بابا کے ایک معتقد کو جو آپ کو کئی مرتبہ بمبئی کی دعوت دے چکا تھا اور مہاراج ٹالدیا کرتے تھے ایک خط لکھا کہ مین بمبئی آنا چاہتا ہون۔ مہتا جی کی تو دلی خواہش تھی لکھا شوق سے تشریف لائیے۔ چنانچہ آپ دوھیشور سے سنجا گڈھ ضلع ناسک کے پہاڑ پر گئے۔ یہان ایک پرانا مندر ہے۔ ایک ہفتہ قیام کے بعد مہتا جی کو خبر دی کہ مین فلان تاریخ بمبئی آؤنگا۔ مہتا جی نے کئی اسٹیشن آگے آکر آپ کا استقبال کیا اور سیوڑی مین ایک بنگلے مین ٹھیرایا مہاراج نے سجے ہوئے کمرے مین رہنا پسند نہ کیا اور ایک کوٹھری مین اپنا ٹاٹ بچھا کے بیٹھ رہے سینکڑون آدمی یہان درشن کو آنے لگے۔ اسی مین مسٹر نورسے نے آپ کے نام سے بہت بڑا بھنڈارا کیا۔ اس مین سائین بابا کے معتقد راؤ صاحب ساٹھے بھی پونے سے آکر شریک ہوئے اور انکے علاوہ پونہ کے پارسی اصحاب نے بھی شرکت کی۔

ڈیڑہ ماہ بعد مسٹر نورسے کے ساتھ او واسی بوا آئے اور آپ کو اپنے ساتھ تلے گاؤن لیجانیکی خواہش ظاہر کی چنانچہ مہاراج نے اقرار کیا اور دوایک

روز بعد آپ درگا بائی۔ سارجا بائی کی لڑکی انبو بائی اور اوواسی بوا کے ہمراہ تلے گاؤن تشریف لیگئے۔ اور اوواسی بوا کے مٹھ مین قیام فرمایا۔ دو روز بعد آپ نے سشیلا رواڑی کے غار کا معائنہ فرمایا۔ یہان سے روانہ ہو کر آپ سیدھے ساکوری تشریف لے آئے۔ اور ساکوری کی سرحد پر ماروتی کے مندر مین اترے لیکن ساکوری کے لوگون کے اصرار پر آپ نے ساکوری مین رہنا منظور کرلیا نیز یہ بات بھی تھی کہ اپنے پیر و مرشد سائین بابا کی مقرر کردہ حدود سے باہر رہنا بھی آپ کو پسند نہ ہوا۔ چنانچہ آپ کے ایما سے ساکوری کے مسان کے قریب جہان لوگ ڈنکو بھی خوف کھاتے تھے ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ یہ جگہ ناگ پھنی کے بڑے بڑے درختون سے گھری ہوئی تھی اور بڑی مشکل سے لوگ آپ تک پہنچتے تھے۔ چند روز بعد راہٹا اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے چند آدمیون کی مدد سے یہ جگہ بالکل صاف کردی۔

انہی دنون مین واسو دیکٹ کہاسینس پر کہڑ گپور مین فالج گرا اور آدھا دہڑ بیکار ہو گیا اور کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا اور یہانتک نوبت پہنچی کہ زندگی کی اُمید تک جاتی رہی۔ آخر ملازمت سے استعفا دلا کر مہاراج کی خدمت مین لے آئے۔ آپ نے فرمایا یہان کیون لے آئے نہ ڈاکٹر نہ حکیم اب علاج کون کریگا۔ خیر لائے ہو تو ایک روز وٹھوبا کے مندر مین رکھو اور پھر کسی دوسری جگہ رکھو اللہ مالک ہے۔ لکشمی بائی یعنی کہاسینس کی بیوی دہولی کی راکھ روزانہ

بیمار کو چٹایا کرتی۔ ایک ہفتے مین اللہ نے اچھا کر دیا۔ مہاراج نے فرمایا کہ آپ
جاؤ اور اپنی پہلی ملازمت بدستور رکھو۔ لیکن باوجودیکہ اس کا افسر اسکو دوبارہ
اپنی ملازمت پر بحال کرنے پر آمادہ تھا اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ میرا
دوسرا جنم ہے اور اسکو مین آپ کی سیوا مین گذارنا چاہتا ہون چنانچہ ایسا ہی کیا۔
چند روز بعد لوگون نے آپ کے سامنے بھجن کرنیکی اجازت مانگی آپ نے
فرمایا کہ یہ مسان ہے مندر نہین ہے میرے سامنے کسی چیز کی ضرورت نہین ہے
جو کچھہ کرنا ہے اپنے اختیار سے اور مجھسے دور کرو۔ چنانچہ جھونپڑی سے کچھہ
فاصلے پر بھجن ہونے لگا جو آجتک جاری ہے۔ اب لوگون نے مہاراج کے
نام سے جاترا کرنیکا ارادہ کیا اور مہاراج سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا
تمہین جو کچھہ کرنا ہے کسی مندر کے قریب کرو میرے پاس کیا رکھا ہے شاید تم
لوگون کا خیال ہوگا کہ جس طرح سائین بابا تاتیا پٹیل اور دوسرے لوگون کو
روزانہ روپے دیتے ہین مین بھی تم لوگونکو دونگا۔ میرے پاس کچھہ نہین ہے نہ
مین کسی سے لیتا ہون نہ کسیکو دیتا ہون۔ لہذا لوگون نے گنیش چترتی سے تین
دن پہلے آپ کی جھونپڑی کے سامنے ایک بڑا شامیانہ تانا اور اس مین ایک
چھوٹا سا مندر کپڑے کا بنایا جس مین سائین بابا اور مہاراج کا فوٹو رکھا۔ اور
آٹھہ روز تک بڑی دھوم سے جاترا ہوئی جس مین بمبئی پونہ اور دیگر مقامات
کے لوگ بکثرت شریک ہوئے۔ آخری دن بھنڈارا دیا گیا۔

اسی عرصے مین راہتا کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے گرو پورنما کے دن بڑے پیمانے پر کماری پوجا کی رسم ادا کی اور برہمن مرہٹے۔ مہار اور دہیڑون کے بچونکو نہلایا اور کہانا کہلایا۔ تقریب ختم ہونے پر مہاراج نے شامیانہ گرانے کا حکم دیا۔ لیکن لوگون کا خیال تہا کہ یہ ہمیشہ کیلئے قایم رکہا جائے اسلئے رہنے دیا۔ اسواقعے کے سات روز بعد کوئی اجنبی آدمی آپ کے پاس آیا آپنے اسکو خوب مارا اور گالیان دیتے ہوئے باہر چلے آئے اور شامیانہ مین داخل ہوئے اور کپڑے کے بنے ہوئے مندر کے پرزے پرزے کر ڈالے شامیانہ کے پردے پہاڑ ڈالے اور شامیانہ اکہیڑ ڈالا گیا۔

دوسرے دن جب آپ کا غصہ کم ہوا تو لوگون نے کپڑے کا ایک عارضی مندر بنانیکی اجازت لے لی۔ اور دریافت کیا کہ کل اسقدر غصہ کا کیا باعث تہا آپ نے فرمایا کہ اسوقت مجہے معلوم ہوا کہ آیندہ ۱۰ تاریخ کو ٹہیک بارہ بجے دنکو ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گریگا اور اپنی آسمانی ہستی کو فنا کردیگا اسلئے میرے دل مین جوش پیدا ہوا کہ ہر چیز کو آگ لگا دون اور اُسی مین مین بہی جل جاؤن"۔ لوگون نے کہا کہ ہم بہی وہ ستارا دیکہہ سکینگے۔ آپ نے فرمایا ضرور دیکہوگے۔ یہ سنکر لوگ اس دن کا انتظار کرنے لگے۔ اور آپ اکثر خاموش رہا کرتے۔ جو لوگ سائین بابا کے درشن کو آتے وہ اب ساتہہ ہی مہاراج کا درشن بہی کرنے لگے۔

حضرت سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

دسہرے کا دن اور مہینے کی دسوین تاریخ تھی کہ لوگ مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ بالکل اُداس اور غمگین بیٹھے ہین۔ کسی نے دریافت کیا کہ مہاراج آج سے پندرہ روز پیشتر آپ نے فرمایا تھا کہ ۱۰ تاریخ کو بڑا ستارہ ٹوٹے گا۔ آج ۱۰ تاریخ ہے۔ حکم فرمائیے ہمکو آج کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا کا نام لو اور بھجن کرو۔ پھر ایسا وقت تمھین نصیب نہ ہوگا۔ چنانچہ لوگ اپنے اپنے طریق پر عبادت کرنے اور بھجن کرنے لگے ۱۲ بجے تک سب کی نظرین آسمان پر لگی رہین ساڑھے بارہ بجے تک جب کوئی تارہ ٹوٹتا ہوا نہ دکھائی دیا تو سمجھے کہ شاید مہاراج نے مذاقاً کہا ہوگا۔ لیکن ایک بجے شیرڈی سے خبر آئی کہ ۱۲ بجے سائین بابا نے رحلت فرمائی **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۝** یہ خبر سنکر سمجھے کہ آسمانی ستارہ سائین بابا تھے۔ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کے تمام معتقدین مہاراج کی خدمت مین آنے لگے۔

سائین بابا کی وفات کے پانچوین روز راہتا کے ہیڈ ماسٹر نے پھر کماری پوجا کی اور غریبون کو بھنڈارا دیا اور کپڑے تقسیم کیئے۔ اسیطرح دیوالی اور کارتک پُرنما پر کماری پوجا کی۔ اِن رسومات یا پوجا پاٹ کے متعلق جب کوئی آپ سے

اجازت طلب کرتا تو آپ فرماتے کہ مین کسی نیک کام مین ہارج ہونا نہین چاہتا لیکن ان رسومات کے کرنیکا قطعی حکم بھی نہین دیتا۔ خدا کے ملنے کا جو سیدھا راستہ ہو وہ تلاش کرو اور اسپر چلو۔

سائین بابا کی وفات کی خبر سنکر آپ کی معتقد انوسایا بائی جو ویدانت اور شاستر کی ماہر تہین اور الوہیت پر ہمیشہ وعظ فرمایا کرتی تہین شیرڈی آئین اور یہان سے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئین اور بغلگیر ہوئین اور جوش محبت سے آبدیدہ ہو کر کہا کہ میرے سائین بابا اب اس برہنہ قالب مین ہین۔ اور آپنے مجھسے وعدہ فرمایا تہا کہ اسرار حقیقت سے تو آگاہ ہو گی لہذا مجھے اپنے قدمون مین رہنے کی اجازت دی جائے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مائی مین سائین بابا نہین ہون مین تو ایک غریب اور عاجز بندہ ہون۔ انوسایا بائی نے کہا میرے لئے آپ سائین بابا ہی ہین یہ کہہ وشنو کے مندر مین جا ٹہیرین۔ دت جینتی کی تقریب پر اسکے متعلق آپ نے ایک زبردست تقریر کی۔ تین ماہ تک قیام کیا اور مہاراج کے درشن اور پوجا کے وقت اکثر اپنے اشعار پڑہا کرتین۔

مہاراج کی موجودگی نے ساکوری کو مرجع عام بنادیا اور دن بدن اسکی رونق بڑہ چلی۔ چنانچہ اس سال تل سنکرات کے تہوار پر کماہی پوجا بہنڈارا اور گولی پور کے مہاراج کی طرف سے آئے ہوئے شال دوشالے اور ململ کی

تقسیم بڑے پیمانے پر ہوئی۔

اس سال بارشس نہ ہونے سے گہاس اور چارے کی بڑی قلت ہتی۔ اور مویشیون کا سنبہالنا غریبون کے لیئے دشوار ہورہا تہا۔ چنانچہ مہاراج کے کہنے پر پونہ اور بمبئی کے پارسی اور ہندو معتقدین نے ان بہوکے جانورون کے لیئے گہاس کا انتظام کیا اور ۷ ماہ تک ہر روز تین چار سو جانورونکی پرورشس ہوتی رہی۔ ساتہہ غریبون کو کہانا بہی تقسیم ہوتا رہا۔

مہاراج کے قیام کو ایک سال کے قریب ہوا تہا کہ رام نومی کا تہوار آیا اور معتقدین نے جن مین بمبئی اور خصوصاً پونہ کے پارسی اور ایرانی اصحاب بہی شریک تہے ایک رات مین کپڑے کے عارضی مندر کی بجائے اینٹونکا پختہ مندر بنادیا اور یہ تہوار ۹ دن تک بڑی شان سے منایا گیا۔ مندر کے مقابل ایک گادی بچہائی گئی اور اسپر ریشمی غلاف چڑہایا گیا۔ اور مہاراج کو اسپر بٹھایا گیا آپ نے اپنا پرانا ٹاٹ اسپر ڈالا اور بیٹھ گئے۔ پہر آپ کی پوجا کی گئی۔ اور آپ کی تصویر پالکی مین رکہکر اسکا جلوس نکالا۔ پہر ایک بہنڈارا دیا گیا۔ پونہ سے ہزارون ناریل اور اناج کے تہیلے آئے اور بہنڈارے کا کہانا ۱۵ دن تک جاری رہا۔ بمبئی کے مسٹر مہتا اور دیگر اصحاب ست نارائن کے جلسے کراتے رہے۔

انہی ایام مین مسٹر نوروزجی کہنڈالے والے اپنے لڑکے کو ساکوری لائے جو ایک عرصہ سے بیمار تہا اور اسیوجہ سے ملازمت بہی نہین کرسکتا تہا۔ مہاراج نے فرمایا

اﷲ مالک ہے صبر کرو۔ چنانچہ چند ہی روز مین بیماری بہی جاتی رہی اور وہ ملازم بہی ہوگیا۔

بیساکہہ کے مہینے مین مہاراج کی سالگرہ منائی گئی۔ کہڑگپور سے بہت سا روپیہ اور کپڑا آیا جو آپنے غربا مین تقسیم کرادیا۔

جیٹہہ کے مہینے مین ہندو عورتین بڑہ کے درخت کی پوجا کرتی ہین ابکے یہ رسم آپ کے سامنے ہوئی اور آپکو بڑہ دیوتا مانا گیا۔ سکہارام پٹیل کی بیوی جب پوجا کرنے لگی تو آپ نے فرمایا میری پوجا نکر ناگ پہنی کی پوجا کر۔

جب سے مندر کی پختہ عمارت بنی اسوقت سے حضرت سائین بابا اور مہاراج کے فوٹو اس مین رکہے گئے۔ اور سب سدپر وشونکے نام کی پدوکا بنائی گئی۔ اور دن مین دوبار دوپہر اور شام کو سائین بابا اور مہاراج کی آرتی ہونے لگی۔ جو آجتک برابر جاری ہے۔

انہی ایام مین انفلوئنزا شروع ہوا اور ہندوستان مین لاکہون آدمی اسکا شکار ہوئے۔ ساکوری مین بہی موت کا بازار گرم ہوا۔ چند ایک آدمی ایسے مرے جنکا کوئی اُٹہانے والا نہ ملا مہاراج کو خبر ملی تو اکیلے انکو اُٹہا لائے اور جہونپڑی سی سو قدم پر دفن کیا اور فرمایا کہ مشیت ایزدی سے زمانے نے ایسی گردش کہائی ہے کہ اس کے ذریعے سے یہ وبا مرنے والونکے لئے نجات کا باعث ہے ایسا وقت سینکڑون برس کے بعد آیا کرتا ہے

ان ایام مین آپ اکثر مسان مین بیٹھے رہتے۔ اور جو لوگ آپ کے لیئے تازہ پہل لاتے آپ اُنکے بیج مسان مین بو دیتے اور اسطرح یہ مسان باغ بنگیا اور اب آم اور بیل وغیرہ کے درخت خاصے بڑے ہوگئے ہین۔ معتقدین نے آپ کے لیئے ایک جہونپڑی بہی بنادی مگر آپ پہلی ہی جہونپڑی مین رہے۔ یہان بہی جلسہ کیا گیا جس مین سب سے زیادہ حصہ مسٹر ایشونت راؤ پہونکر نے لیا وہ آجتک مہاراج کی خدمت کررہے ہین اور معتقدین مین آپ کو خاص امتیاز حاصل ہے۔

سنی دیو طوطا

ایک مرتبہ ایک لڑکی آپ کے پاس طوطا لائی آپ نے لے لیا اور اسکا نام سنی دیو رکہا اور پنجرے مین بند کرکے مندر کے عین سامنے سائے مین لٹکوادیا۔ پندرہ روز تک تو یہ کہاتا پیتا رہا لیکن اسکے بعد کہانا پینا یکلخت بند کردیا۔ اور جو کچھ پنجرے مین ڈالا جاتا چونچ سے باہر پہینک دیتا پانی کی کٹوری تک اندر نہ رہنے دی۔ یہان تک کہ کامل ایک سال گذر گیا اور سینے ایک دانہ تک نہ کہایا اور سوکہ کر تنکا ہوگیا۔ آخر ایک روز اسی حالت مین مرگیا آپ نے اسکو بڑہ کے درخت کے نیچے دفن کرایا اور ایک چہوٹا سا مندر بنوادیا جس کا نام سنی دیو کا مندر رکہا گیا۔ اور اب اوسکی پوجا ہوتی ہے۔

مین ہر جگہ ملونگا۔ تم جس جگہ چاہو مل لینا۔ ساکوری سے راہٹا تک سیکڑاون
آدمی تاشے باجے کیساتھ آپ کے ہمراہ آئے۔ راہٹا سے آپ گاڑی مین منجھ گرہنی
اسٹیشن پر پہنچے۔ مہاراج کے پاس روپے نہ تہے اسلئے لوگون مین سے کسی نے
کاشی کا ٹکٹ نکالنا چاہا تو آپ نے منع فرمادیا کہ میرے لئے ٹکٹ نہ لو زیادہ
پر آپنے فرمایا کہ اچھا انکائی (چتلی سے تیسرا اسٹیشن) تک ٹکٹ نکال دو۔ گاڑی
چتلی سے روانہ ہو کر انکائی پہنچی تو آپ ریل سے اُتر پڑے۔ اور انکائی کے پہاڑ
پر جاکر اگاشش رُشی کے درشن لئے اور ایک دن یہان قیام کیا۔ یہان سے
آپ انکریشور (اجین علاقہ مین) پر پہنچے (یہ معلوم نہین ہوا کہ آیا پیدل گئے یا ریل
سے گئے) اور دو روز قیام کیا۔ پہلے نربدا مائی مین اشنان کیا اور پھر انکریشور
کا درشن کرکے انکریشور کی مالکہ سے اوس کے محل مین جاکر ملاقات کی اُس نے
آپ کی بڑی عزت کی۔ یہان آپ نے اس کے متبنیٰ لڑکے اور چند اور لوگون کے
روبرو فرمایا کہ آپ لوگو نپر جو یہان کے رہنے والے ہین اگلے زمانے کے ایک بزرگ کی
نظر ہے۔ اور اسیوجہ سے یہان کا روحانی اثر قایم ہے۔ اس عورت نے اس بزرگ
اور مقام کے حالات دریافت کئے تو آپنے فرمایا کہ یہ مقام شنکر کے بارہ متبرک
مقامات مین سے ایک مقام ہے۔ گذشتہ زمانے مین یہ مقام ویران جنگل تہا
اور اس مین مردم خوار جانور رہتے تہے۔ اور نربدا ندی ایک چہوٹی سی پہاڑی
کے تلے اور اس جنگل کے گرد بہتی تہی۔ لیکن چونکہ یہ جگہ جپ تپ کیلئے بہت

دن اب بہت کم رہ گئے۔ اگر تم مجھسے سچی محبت رکھتے ہو تو مین تم سے ایک بات
کہنا چاہتا ہون سب نے کہا ہم کو آپ سے سچی محبت ہے آپ فرمائیے۔ اس بزرگ نے
کہا کہ مین فلان تاریخ کو مرنیوالا ہون تم لوگ اس دن سے لوٹ مار کا پیشہ چھوڑ
دینا اور میری لاش فلان فلان طریقہ سے دفن کرنا۔ مین تمہارے لئے یہ
سرحد مقرر کرتا ہون اسکے اندر رہکر اپنی اولاد سے اسکو بساتا اور اسیکو اپنا
مرکز بنانا دنیا کی کوئی حکومت اس خطے پر اپنا حق نہ جتا سکیگی۔ تم شکر کے اس
مقدس مقام کی پوجا کرتے رہنا یہ گویا میری ہی سیوا ہوگی۔ رفتہ رفتہ اس مقام
کی شہرت دور دور تک ہوگی اور لاکھون آدمی اسکی پرستش کو آیا کرینگے۔ یہ سنکر
سب نے تعمیل حکم کا اقرار کیا۔ اور اس بزرگ کی وفات کے بعد سب نے اسکی ہدایت
پر عمل کیا۔ چنانچہ اس مقام کے رہنے والے پنڈاروں کی نسل سے ہین اور اس بزرگ
کا ابتک سایہ ہے۔ اور اسیکی روحانی اثر سے یہ خطہ اسقدر سرسبز و شاداب ہے۔ اس کے
بعد عورتون نے مہاراج کو دودھ پلایا اور آپ رخصت ہوکر اجین پہنچے۔ یہان شپرا ندی
مین اشنان کرکے آفتاب غروب ہونے پر مہاکالیشور کے مندر مین گئے۔ اور درشن کئے
پھر اسی مندر کے کونے مین بیٹھے رہے اور صبح وہان سے چلے وہ آگرہ پہنچے۔ یہان
جمنا کے کنارے آپ نے تین آدمیونکو آپس مین بحث کرتے دیکھا۔ ان مین ایک
حجام۔ دوسرا زائر اور تیسرا برہمن تہا۔ ان کا تماشہ دیکھنے کو بہت سے لوگ جمع
ہوگئے تہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ برہمن نے نائی سے زیادہ پیسہ

کہنے کے لئے حجام کے ذریعے یہ جھگڑا کیا تھا۔ اتنے میں دوسرے زائرین نے برہمن کو بلا لیا اور وہ حجام سے کہہ گیا کہ جب تک میں نہ آؤں اِس کا سر نہ مونڈنا۔ یہ دیکھکر مہاراج نے زائر اور حجام کو اپنے پاس بلا لیا اور حجام سے استرا لیکر خود زائر کا سر مونڈنے لگے اور کہا کہ میرے ہاتھ سے تیرا سر منڈنے سے تجکو اور تیرے خاندان کو نجات حاصل ہوگی۔ چنانچہ آدہا سر آپ نے مونڈا اور آدہا حجام نے پھر آپنے اس سے حجام کو دو روپے دلوا دیئے دوسری دستور سے آٹھ گنا زیادہ تھا مہاراج نے پھر اور زائرین کو بلوایا اور تھوڑا تھوڑا سب کا سر مونڈا اور باقیماندہ حجام نے۔ اور ہر زائر سے حجام کو دو دو روپے دلوائے اور سب نے آپ کو بزرگ سمجھکر آپ کی تعظیم کی۔ اس طرح حجام کے پاس ۲۰ روپے ہو گئے۔ اتنے میں وہ برہمن آیا اور مہاراج سے کہا تم کون ہو؟ مہاراج نے کچھ جواب نہ دیا اور پہلے زائر کو کہا کہ ایک روپیہ اسکو دیدے۔ چنانچہ اس نے روپیہ دیا اور برہمن خوش ہوکر چلا گیا۔ یہاں سے اُٹھکر مہاراج ندی کے کنارے دور تک چلے گئے اور ایک جگہ اشنان کر کے تھوڑی دیر گیان دھیان میں مصروف رہے۔ پھر اُٹھکر شہر میں پہنچے۔ یہاں ایک مسلمان نے آپ کو سلام کیا اور کہا مہاراج میرے غریب خانے پر تشریف لیچلیئے۔ مہاراج نے فرمایا کہ مجھسے تمہاری کوئی ملاقات نہیں پھر کیوں مجھے گھر لیجاتے ہو۔ اوسنے کہا کہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ آپ بزرگ ہیں اور میں بزرگوں کی خدمت موجب سعادت سمجھتا ہوں۔ مہاراج نے فرمایا اچھا چلو۔ چنانچہ وہ آپ کو

گاڑی مین بٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور نہایت عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور اپنے
دوستونکو خبر کی جو آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ مہاراج نے صرف دودھ
پیا اور شب کو یہان ہی آرام فرمایا۔ دوسرے دن آپ نے اس سے کہا کہ مین
تھوڑی دیر شہر مین پھر آتا ہون۔ اُس نے ساتھ چلنے کیلئے اصرار کیا مگر آپنے
فرمایا کہ مین اکیلا ہی پھرنا چاہتا ہون تم یہان ہی رہو چنانچہ آپ ندی کے
کنارے انجن شیڈ مین پہنچے اور انجنون اور مشینون کا معائنہ کرنے لگے
اور پھر مزدورون کے ساتھ کارخانہ کے کام مین لگے رہے۔ مسلمان میزبان سارے
دن انتظار کرتے کرتے تھک گیا اور تلاش مین نکلا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے
یہان آپہنچا۔ اور اپنے ساتھ گھر لے گیا۔ اور ایک برہمن سے مٹھائی بنوا کر آپ کے
پیش کی آپ نے تھوڑی سی کھائی۔ دوسرے دن صبح یہ شخص آپ کو جمنا کے کنا-
رے لے گیا اور کشتی مین بٹھا کر کئی گھنٹے دریا کی سیر کرائی۔ اور ۲ بجے کے قریب واپس
لوٹے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور اسکو ایک ہزار روپے کی ایک تھیلی دے گیا۔
یہ شخص چار برس ہوئے جو مانگتا تھا اور کہتا ایک ہزار روپے دئیے تھے مگر لینے والا مکر گیا تھا
اور عدالت مین بھی کوئی ثبوت نہ تھا۔ وہ روپیہ [illegible] سمجھ کر خاموش ہو بیٹھا
تھا۔ یکایک وہ روپیہ واپس مل گیا۔ [illegible] آگیا۔ اور [illegible] کیا اور
اب ہندو مسلمان کثیر تعداد مین آپکے درشنون کو آنے لگے۔ مہاراج نے فرمایا کہ
اب مجھے کاشی جانا ہے [illegible] چلا جاتا ہون۔ [illegible] ہمراہ چلا گیا کہ [illegible]

روز اور قیام کریں مگر آپ نے انکار ہی کیا۔ اسپر اُسنے چاہا کہ کاشی کا ٹکٹ لادے
لیکن آپ نے یہ بھی قبول نہ کیا اور ایک دن شب کو جب سب لوگ سو گئے تو آپ
وہان سے چلے اور کاشی مین ورود کیا۔ یہان پہنچکر آپ صبح کے وقت گنگا کے
کنارے کنارے ہوتے ہوئے گنگا کے پل کے نیچے پہنچے اور تخلیہ کے لئے اچھی جگہ
دیکھکر یہان بیٹھ گئے۔ اور چار روز تک یہان ہی بیٹھے رہے صرف ہر صبح اشنان
کے لئے اُٹھتے۔ ان چار روز مین آپ کو جو کچھ کرنا تہا وہ کر لیا یعنی سائین بابا
اور دوسرے سدگرو اور مہاتماؤن کے متعلق جو روحانی چارج کے سلسلے مین
جو کام کرنا تہا وہ انجام دیا۔ پانچوین دن کام ختم ہوگیا تو آپ نے غسل کیا اور
وہین لیٹ رہے۔ تیسرے پہر تین بجے کے قریب تین بھکاری لڑکیان اور ایک
آدمی پل کے نیچے سے گذرا اور آپ کو کونے مین پڑا ہوا دیکھکر یہ لوگ ڈر گئے۔
یہ دیکھکر آپ اُٹھے اور گھاٹ سے اتر کر شہر مین داخل ہوئے۔ پھرتے پھرتے
ایک پاٹ شالہ کے احاطے مین داخل ہوئے۔ اس احاطے کی ایک سمت مین پاٹ
شالہ۔ دوسری سمت مین باورچیخانہ اور تیسری سمت مین لڑکون کے کھانے کا دالان
تہا اور صحن کے عین وسط مین پانی کا چھوٹا سا حوض اور حوض مین فوارہ لگا ہوا
تہا۔ آپ اس حوض پر بیٹھ گئے۔ پاٹ شالہ کے محافظ نے دیکھا تو پوچھا سادھو جی
آپ یہان کیسے آئے۔ آپ نے فرمایا پیاس لگ رہی ہے پانی پینے آ بیٹھا ہون
اُس نے کہا اچھا کیا آرام سے بیٹھ کے پانی پیجیے یہ کہکر چلا گیا۔ یہ باتین سنکر

مہاراج کے فرمان کے مطابق آپ کے معتقدین پندرہ روز بعد کاشی روانہ ہوئے۔ جس روز یہ لوگ کاشی پہنچے رام کرشنا کے چند دوستوں سے راہ میں ملاقات ہوگئی اور یہ انکو حالات معلوم کرکے انکو مہاراج کے پاس لے آئے۔ مہاراج کی روانگی پر آپ کے کاشی جانے کی خبر ہر طرف پہنچ گئی تھی۔ جس سے بمبئی پونہ ناگپور، کھڑگپور اور کولہاپور وغیرہ مقامات سے بھی بہت سے لوگ کاشی پہنچے اور مسٹر بالکرشنا راؤ نے سبکے ٹھیرنے کا بندوبست کیا۔ راؤ صاحب دینا یک راؤ ساٹھے صاحب۔ بابو صاحب مسٹر اکیناتھ راؤ۔ نوروزجی سیٹھ۔ فروجی سیٹھ وغیرہ بھی حاضر ہوئے۔ پارسی اصحاب کے لئے شری پت بھیا صاحب نے اپنا بنگلہ دیا تھا۔

ایک روز آپ دت کے مندر کے پچھلے دروازے سے نکلے۔ یہاں لوگ رفع حاجت کو بیٹھا کرتے تھے اور ایک چھوٹی سی گلی یہاں بند ہوتی تھی آپ اُس میں جا بیٹھے رام کرشنا اور مذکورہ دونوں بھائیوں نے بہتیرا سمجھایا مگر آپ نہ مانے اور اسی جگہ رہنے لگے۔ لوگوں نے مجبوراً اسی جگہ کو صاف کیا اور ایک شامیانہ تان دیا۔ اس جگہ کاشی کے عام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے پنڈت اور خدا پرست اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور آپ ان لوگوں کے سامنے اسرار حقیقت سے عجیب عجیب رنگ میں بیان فرمانے لگے۔ جن رسومات کی ادائیگی کے لئے مہاراج کاشی تشریف لائے تھے اُسکا

باطنی حصہ تو وہ خود کاشی کے پل کے نیچے پانچ روز بیٹھ کر کر چکے تہے جو سائین بابا اور گذشتہ تمام بزرگان ہر مذہب وملت کے متعلق تہا۔ اب ظاہری حصہ کو پورا کرنا تہا۔ لہذا مسٹر باپو صاحب جوگ۔ مسٹر رام کرشنا اور مسٹر دکشت اور دیگر معتقدین نے ملکر اس حصے کو انجام دیا۔ چنانچہ جنیت شدہ پراتپدا سے رام نومی تک تیس چالیس برہمن پنڈت سائین بابا اور دیگر بزرگون کی تصویرونکو سامنے رکہکر ہر روز پوجا پاٹ گائتری جپ اور استہان وغیرہ کی رسومات ادا کرتے رہے۔ اور اس عرصے مین برہمنون اور دیگر غربا کو روزانہ کہانا کہلایا گیا۔ جو ہر روز نئی قسم کا تیار کیا جاتا تہا۔ بہت سے لوگون نے آپ کی جہونپڑی کے سامنے گائے اور گائے کے بچے لاکر باندہے جو رسومات کی ادائگی کے بعد برہمنون مین مہاراج کے نام سے خیرات کردی گئین۔

جو لوگ آپ کے درشن کو آتے آپ اکثر اُن سے کہا کرتے کہ تم لوگ کاشی کو چہوڑ کر مجہے کیون سلام کرتے ہو مین تو خود کاشی کے سلام کو حاضر ہوا ہون کاشی ایک زبردست تیرتھ اور مقدس جگہ ہے۔ چنانچہ ایک روز جبکہ شہر کے سینکڑون لوگ اور ذی علم اور ویدانت کے ماہر اصحاب جمع تہے آپنے کاشی کے متعلق ایک تقریر کی جسکو سنکر ہر ایک آدمی دنگ رہگیا۔

ناظرین کی معلومات کے لئے آپ کی تقریر کا اقتباس ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

کاشی جی

اسوقت جبکہ آپ نے کاشی کی حقیقت بیان فرمائی آپ کے ۰۰ ہ کے
جب ہمراہیوں کے علاوہ شہر کاشی کے سینکڑوں برہمن اور پنڈت جمع تھے
آپ نے فرمایا کہ:-

"خوشی دو قسم کی ہوتی ہے ایک اصلی اور دوسری نقلی۔ ان دونوں کے
حصول کے لئے خدا نے ذریعے رکھے ہیں۔ لیکن انسان وجود میں آکر ہمیشہ نقلی
خوشی کیطرف راغب پایا جاتا ہے اور اصلی خوشی کا خیال ہی نہیں کرتا۔ لیکن حق
کا ساتھ دیتے اور شاستروں پر عمل کرتے اسپر یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ جس
خوشی کو وہ اصلی سمجھ رہا ہے اصلی نہیں ہے بلکہ نقلی ہے۔ اسوقت اصلی خوشی کی
تلاش کرتا ہے۔ اور اسی ضمن میں نقلی خوشی بھی اسکو حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ
اصلی خوشی اور اسکے سبب نقلی خوشی کے حصول کے لئے بہت سے ذرائع ہیں۔
مثلاً جپ کرم یا کرم، بھگتی مارگ، تپسچریہ اور تیرتھ وغیرہ ہیں جن میں سے ایک
ذریعہ یعنی تیرتھ خاص مقدس مقامات سے تعلق رکھتا ہے اور انہی مقدس
مقامات کی فہرست میں کاشی بھی ہے۔ جو ہندوستان میں سب سے ممتاز درجہ
رکھتی ہے۔ اسکی تقدیس و حرمت اس پاک زمین پر قدم رکھنے والے کے گناہ
بلا امتیاز مذہب و ملت جلا دیتی ہے اور اسکو نجات کا مستحق بناتی ہے۔
اس کا ثبوت یہ ہے کہ مقدس گنگا ماتا مختلف اور دور دراز مقامات پر بہتی

بہتی ہوئی جب کاشی کی سرحد مین پہنچتی ہے تو اس کا پانی بہ نسبت اور مقامات کے
زیادہ پاک اور متبرک ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بات بہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ
کونسی بات ہے جسکی وجہ سے کاشی کو یہ فضیلت نصیب ہوئی۔ اسکے جواب
مین مین زمانہ گذشتہ کے ایک سچے واقعہ کو روشنی مین لاتا ہون جس سے موجودہ
زمانے کے لوگ بالکل بے خبر ہین۔ اگلے زمانہ مین کسی رشی کی لڑکی ایک عرصہ
تک بیٹھی رہی اور کسی نے اس کے ساتھ شادی نہ کی۔ رشی جب اپنی کوشش
سے تھک گیا تو ایک دن لڑکی کو بددعا دے دی کہ جا تیرے سینکڑوں پتی
ہو جائینگے۔ یہ سنکر لڑکی اور اسکی ماں بہت گھبرائی۔ جب رشی کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو
لڑکی نے اس بددعا کیطرف توجہ دلائی۔ اسپر رشی نے کہا کہ میرا کہنا بے سود نہیں
پہلے تو ایک شوہر تو تلاش کرلے پھر تجھکو میری بددعا کے مطابق بہت سے خاوند
ملینگے لیکن تو ان سبھوں کے لئے باعث نجات ہوگی۔ تو دنیا بھر کی مالک
ہوگی اور وہ تمام لوگ جو تیری صحبت مین رہینگے نجات حاصل کرینگے۔ پھر رشی
نے لڑکی کو ایک منتر سکھایا اور یہ اشلوک سنایا:-

گنگا جل سمان ستی پتی ورتا ہی کا
جگد دھارنی سادھوی سدھوا ودھوا پوا

یعنی وہ جسکے دل کا بہاؤ گنگا کیطرح پاک ہو وہ سادھو ہے خواہ وہ کنواری
ہو یا بیاہی ہوئی۔ دنیا کو نجات دلانیوالی ہے۔ اور جو عورت پتھر کے کامل

خواص خود مین پیدا کرنے وہ مجھ سکتا ہے۔ چنانچہ اس لڑکی نے اپنے باپ کے
ارادہ کو تاڑ کے منتر یاد کر لیا اور اسکے معنی بخوبی ذہن نشین کر کے جنگل مین جا بیٹھی
یعنی پتی کی یہ خواہش تھی کہ لڑکی خود مین گنگا ماتا کے خواص پیدا کرلے اور اپنے
لیے ایک شوہر ڈھونڈ لے جسکے بعد وہ اپنے آیندہ ہونیوالے شوہر کو نجات
دلا سکے۔ لہذا وہ گنگا کے کنارے جا بیٹھی اور ایک پتھر کو اپنا شوہر سمجھ کر اپنے
سامنے رکھ لیا اور منتر کا جپ شروع کر دیا تا کہ گنگا ماتا اور پتھر (یعنی خیالی شوہر)
کے خواص اسمین پیدا ہو جائین۔ چنانچہ کئی سال کی ریاضت کے بعد اُس نے
گنگا ماتا اور پتھر ہر دو کے خواص اپنے مین پیدا کر لئے اور اسکو معلوم ہوگیا کہ
دونون کے خواص یکسان ہین۔

اب ہم گنگا اور پتھر کے خواص کا موازنہ کر کے انکی یکانگت کا ثبوت دیتے
ہین۔ جب ہم گنگا ماتا پر غور کی نظر ڈالتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مظلوم
اور صابر ہے کیونکہ نہ تو وہ کوڑا کرکٹ ڈالنے پر فریاد کرتی ہے نہ پھول ڈالنے
پر خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ دونون حالتون مین وہ ایک ہی روش سے بہتی ہے
خواہ اسکو تبرک کیطرح استعمال کرو خواہ گندگی و بدبو وہ تماکی نہین اچھے
برے پاک ناپاک تندرست یا کوڑہی۔ امیر اور غریب سب ہی قسم کے لوگ
اس مین اشنان کرتے ہین یہ سب کو یکسان سمجھتی ہے! اسیطرح پتھر کو جب دیکھتے
ہین تو اسکو بھی گنگا ماتا کیطرح مظلوم پاتے ہین۔ بت سمجھکر اسپر پھول چڑھاؤ

یا اوسکو کہڈی میں لگائیے۔ پوجئے یا ٹہکرائیے وہ کسی حالت سے متاثر نہیں ہوتا
سب چیزین اسکی نظر مین ہی یکسان ہین اور خواص کے لحاظ سے دونون میں
کوئی فرق نہین ہے۔ لیکن ان یکسان خواص کے حصول کے لئے دو مختلف ذریعے
ہین۔ ایک ذریعہ روان ہے اور دوسرا مقیم۔ لیکن اس لڑکی نے اب مرد کے خواص سے
مین پیدا کرکے خود خواص کے حصول کا تیسرا ذریعہ ثابت کیا اور یہ ذریعہ انسانی ہوا یہ
وہ لڑکی پتہر (مرد) بہی ہتی اور گنگا ماتا (عورت) بہی۔ یعنی اسکے قالب مین مرد او
عورت دونون کے خواص موجود تہے۔ چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ مین ایک ہی وقت
مین مذکر بہی ہون اور مونث بہی ہون اور یہ کہ ایک ہی وقت مین اس نے خلاف اب
یہ حالت پیدا کرکے مذکورہ بالا اشلوک کے مطابق وہ جگت ماتا بہی اور حصول نجات
کے لحاظ سے وہ دنیا کی بیوی بہی ہتی اور ماں بہی۔ (اسطرح رشی کی بد دعا کے مطابق
اسکے سیکڑون شوہر ہوگئے اور سب کو ذریعہ نجات بہی ہوگیا) چنانچہ مجموعی حیثیت
مین وہ ایک عورت سب عورتون مین۔ وہ ایک مرد سب مردون مین ہتی یا دونون
مین سے ایک بہی نہ ہتی۔ وہ ایک ذو حیثیت انسانی پیکر مین اسوقت تک موجود
ہے (کیونکہ وہ پتہر بہی ہے اور گنگا بہی) یہ پتہر گنگا کے قریب ہے اور وہ گنگا اور
پتہر دونون مین بسی ہوئی ہے اور دونون سے الگ بہی۔ یہی پتہر کا ۔۔۔
کہلاتا ہے۔ رو ہیدا س چمار کے حالات سے جو ایک مشہور بزرگ گذرے
ہین پتہ چلتا ہے کہ بزرگون اور ولیون کو وہ اصلی ۔۔۔

اور یون غائبانہ طور پر وہ ہر وقت یہان حاضر ہے۔

اب چونکہ وہ وشیشور اور گنگا دونون مین موجود ہے لہذا مقام کاشی کی جہان وہ پتہر اور گنگا کے قریب بیٹھی ہتی روحانی قدر و منزلت بڑہ گئی۔ علاوہ ازین اس نام مین بہی بڑی خوبی ہے۔ یعنی "کاشی" کا اور آشی سے مرکب ہے کا بمعنی برہما اور آشی بمعنی کہانے والی یا پیٹ مین رکہنے والی ہے۔ لہذا کاشی کے معنے ہوئے "وہ جو برہمانند کو نگل بیٹھی ہو۔ اور یہ لڑکی چونکہ معرفت کے اعلیٰ مقام کو طے کر چکی ہتی یا بلفظ دیگر برہمانند اسکے دل مین کامل طور سے سمایا ہوا تہا اسلئے اسکا نام کاشی رکہا گیا۔ اور اس کا ہر وقت گنگا اور وشیشور کے قریب قیام ہونیکی وجہ سے اس مقام کا نام کاشی وشیشور اور گنگا کا نام کاشی گنگا پڑ گیا۔ کاشی کے دوسرے معنی برہما روپ ہین جہان شی کے معنی اس عورت کے ہین جو اعلیٰ ترین مقام معرفت کو طے کر چکی ہو اور برہما سے ملکر اس مین آدی نا یا شکتی آگئی ہو۔ کا بمعنی "وہ کہان ہے۔" چنانچہ اہل نظر سوال کیا کرتے ہین کہ کاشی کہان ہے یعنی وہ عورت جس نے مقام الوہیت پایا ہے وہ کہان ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اسکا قیام کاشی وشیشور مین ہے اور وہ کاشی کہلاتی ہے

اب گنگا مین جو لوگ نہاتے ہین وہ سب اس لڑکی کے شوہر ہین لیکن اگرچہ بہت سے رشی (شوہر) کاشی سے واصل ہو کر ایک ہو گئے تاہم وہ کنیا (ناکتخدا) ہی ہے کیونکہ وہ اپنے مین پتہر کے خواص رکہنے کیوجہ سے خود شوہر ہی ہتی۔

اور کنیا مین "ک" معنی برہما اور "نی" معنی لیجانیوالی ہے لہذا کنیا کے معنی ہوئے "وہ جو خود برہما سے ملی ہو اور جو دوسرونکو برہما تک پہنچائے۔ اور چونکہ رشی کی کاشی پاک کنیا کا اسجگہ مستقل قیام ہے لہذا اس مقام کو "کاشیان مرنان مکتہا" (یعنی جو کاشی مین مرتا ہے اسکو نجات حاصل ہو جاتی ہے) بھی کہتے ہین۔ علاوہ ازین کاشی کو اشٹا پڑہنے تو شی کا یعنی پر ہو ہوتے ہین۔ اور بہت روحانی حقوق کے پڑہنے کیطرف اشارہ ہے جسکو اس کنیا نے پڑہکر اسرار حقیقت کو جانا اور سبق گنگا اور پتہر کے خواص کو کیونکر طور سے جانتا ہے جو کاشی نے اسی دو نو کے قریب رہکر حاصل کیے تھے۔

اس لئے ہی ہمیشہ [illegible] کاشی سے [illegible]

اور چونکہ کاشی گنگا اور پتہر کے خواص حاصل کرنے سے گویا خود ان مین موجود ہو گئی لہذا گنگا اور پتہر مین بھی اسکی روحانیت کا اثر آ گیا لیکن یہ اثر صرف اسی جگہ تک محدود ہے یہان یہ ایک نکتہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ سدپرش مین تمام تیرتہ اور روحانی اشنان وشنو اور گنگا موجود ہین اور وہ جہان اٹہتا بیٹہتا ہے اس جگہ مین بھی لوگونکو گناہون سے پاک کرکے نجات دینے کا اثر آجاتا ہے۔ اور جب گنگا اشنان کرنیوالونکے گناہونکے بار کی متحمل نہین ہو سکتی تو سدپرش اسکو اپنے قدمون سے چہوکر تمام بار گناہ سے سبکدوش کر دیتا ہے۔ سدپرش کی طاقت گنگا اور تیرتہ سے بہت بڑہی ہوئی ہے اور گنگا کو ہمیشہ مہاتما کی آمد کا سخت انتظار رہتا ہے تاکہ وہ اسکو بار گناہ سے آزاد کرے چنانچہ وقتاً فوقتاً ایسے سدگرو پیدا ہوتے ہین اور گنگا کو تہکے ایسے بار گناہ سے سبکدوش کرتے ہین۔

گویا گنگا اور ونکے گناہ صلب کرتی ہے اور سدپروشش گنگا کو پاک کرتا ہے۔

گنگا پاپم ششی تاپم دینیم کلپ ترستھا
پاپم تاپم چدین یوچ سدیس سادہو سماگمہا

یعنی گنگا گناہونکو نگلتی ہے چاند حدت کو اور کلپ کا درخت دکھہ کو صلب کرتا ہے لیکن ان تمام چیزونکو سدپروشش کیا صلب کرتا ہے۔ اس تقریر سے سامعین پر ظاہر ہوگیا ہوگا کہ مقام کاشی سچی اور اصلی خوشی کے حصول کا ذریعہ ہے اور ایسی نقلی خوشی ہی حاصل ہوتی ہے۔

گنگا ماتا

شاستروں کے مطابق ہندوؤن مین خصوصاً برہمنون مین بیوہ عورت کو گنگا بھاگیرتی کہتے ہین اور ان بیواؤنکے کاشی (رشی کنیا) کیطرح مقام معرفت پر پہنچنے اور گنگا کی حیثیت حاصل کرنیکے لئے اصول قایم کئے ہین۔ ان اصول کے مطابق لڑکی کی شادی آٹھ برس کی عمر مین ہوجانا چاہیے قبل اسکے کہ ہم بیواؤنکے مضمون پر بحث کرین یہ ضروری ہے کہ اس سوال کو کہ شادی کسکو کہتے ہین اور اسکا مقصد کیا ہے اور یہ کہ آٹھ ہی برس کی عمر مین کیون ہونا چاہئے حل کرین۔ سنئے۔ پرمیشور نروپ اور نراکار ہے لیکن اپنے دیکھنے کیلئے اس نے روپ لیا اور روپ لینے سے پہلے نراکار حالت مین لوٹ آنیکی چند ترکیبین سوچ لین۔ انہی ترکیبون مین سے ایک ترکیب شادی کی ہے۔ خدا کی دو حالتین ہین ایک نراکار (بغیر شکل) دوسری ساکار یعنی شکل والی اور اسی طرح دوئی کا اظہار ہوا۔ چنانچہ دنیا اور اسکے لواحقات مین ہرطرف دوئی نظر آتی ہے اسی بنا پر خلقت عالم ہی دوئی سے خالی نہین یعنی مرد کی ضد عورت بنائی گئی ہے۔

اب مرد مین بہی خدا کا ظہور ہے اور عورت مین بہی یعنی ہر دو مین ایک ہی خدا روپ بنکر سمایا ہوا ہے اب اس روپ یا آکار سے الگ ہوکر اپنی اصلی نراکار حالت مین آنے کے لئے ان دو الگ روپون کا باہمی اختلاط لازمی ہے۔

آٹھ برس کی عمر مین عورت کنیا ہوتی ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ کنیا برہما روپ ہے جس مین خدا کی تمام قوتین مضمر ہوتی ہین اور اس عمر مین وہ ست اوستھا مین ہونیکی وجہ سے جب مرد اس سے (اوسکی لاعلمی مین) شادی کا رشتہ قایم کرتا ہے تو اوسکے تعلق سے وہ برہما اوستھا حاصل کرتا ہے۔ اور اسطرح دونون مین برہما اوستھا کا ظہور ہوتا ہے چنانچہ عورت (رشی کنیا) کاشی اور مرد وشیشور بنجاتا ہے بشرطیکہ وہ اس عمر پر شادی کے بعد مقررہ اصول پر عمل پیرا ہون۔ اب خدا نے اپنی گیان اوستھا مین واپس آنے کے لئے پہلے ہی سے ان دونون اگیان ساکار ہستیون (۸ سالہ مرد و عورت) مین سے ایک مین یعنی عورت مین اپنی گیان اوستھا کو مستور رکہا ہے یعنی ۸ برس کی عمر مین عورت مین جبکہ وہ اگیان اوستھا مین ہوتی ہے خدا کی گیان اوستھا پیدا ہوتی ہے لیکن اگر اسوقت دوسری ساکار ہستی (مرد) اسی عمر مین اس کنیا سے رشتہ جوڑے تو دونون مین گیان اوستھا پیدا ہوجاتی ہے بشرطیکہ وہ دونون مقررہ اصول پر عمل درآمد کرین۔ ایسی حالت مین خدا اپنی اصلی حالت مین پلٹ جاتا ہے لیکن اگر مقررہ اصول پر کاربند نہ ہون تو دوئی کا رنگ قایم رہتا ہے اور عورت کی گیان اوستھا مرد مین سرایت نہین کرتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسی اگیان اوستھا مین دونون کے تعلقات بے اصول قایم رہنے سے سنسکار کے

تناسب سے دوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ موت و حیات کے جال مین پہنس جاتے ہین اور اصلی گیان
اوستھا کا اظہار نہ ہونیکی وجہ سے خدا اپنی اصلی حالت اختیار نہین کرتا اس سے معلوم ہو گیا ہوگا
کہ برس کی عمر مین لڑکی گیان اوستھا حاصل کرتی ہے یعنی گنگا یا کاشی کیحالت مین ہوتی ہے
اور اسوقت وہ کنیا ہوتی ہے۔ اب جسوقت اصول کے مطابق وہ مرد سے بیاہی جاتی ہے اسوقت
وہ لکشمی یعنی کاشی یا گنگا کہلاتی ہے اور مرد جو اس تعلق سے اوسکی گیان اوستھا کو حاصل کرنیوالا
ہوتا ہے ناراین۔ یعنی کاشی گنگا وشیشور وغیرہ کہلاتا ہے چنانچہ شادی کے بعد انکو لکشمی نارائن
کہکر سلام کرتے ہین۔ اور اس سلام کے معنی یہ ہوتے ہین کہ اب تم اصول مقررہ پر چلو تاکہ خدائی حالت
نصیب ہو۔ اور وہ اصول یہ ہین کہ عورت مرد کو نارائن یعنی وشیشور تصور کرے اور خدا کی مانند فرمانبرداری
کرے اور مرد وشیشور یعنی پتھر کی روش اختیار کرے اور ان اصول پر چلنے سے وہ دونون اصلی
خدائی حالت کو پہنچ جاتے ہین۔ اگر اس اوستھا مین عورت مر جائے تو لکشمی ہونیکی وجہ سے پورن اوستھا
مین رہتی ہے اور مرد بھی نارائن ہونیکی وجہ سے پورن اوستھا مین رہتا ہے۔ اور اگر دونون زندہ ہون
تو عورت اکہنڈ سوہاگیاوتی اور مرد مر جائے تو بھی پورن اوستھا مین ہوتی ہے۔ اور مرد نارائن یا وشیشور
یا پتھر ہونیکی وجہ سے اسکے لئے نہین مرتا وہ اسکو پتھر کی صورت مین پاتی ہے چونکہ اسکی انسانی شکل مین اور
پتھر کی صورت مین ایک ہی خواص ہوتے ہین لہذا اسکا معاملہ رشی کنیا کیطرح ہو گیا وہ کاشی
ہو جاتی ہے اور پتھر اسکا خاوند یعنی وشیشور ہوتا ہے اب اگرچہ وہ بیوہ ہوتی ہے لیکن کاشی
ہونیکی وجہ سے گنگا اور کنیا ہے۔ اور اسطرح وہ گویا کنیا ہی ہے۔ سوہاگیاوتی بھی ہے اور بیوہ
بھی۔ لہذا خدا کی دو شکلون (مرد و عورت) مین عورت کی شکل زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

کیونکہ اس صورت مین گیان اوستھا ظہور کرکے مرد کو عورت اپنے تعلق سے اصلی خدائی حالت بخشتی ہے بشرطیکہ اصول کی پابندی کیجائے۔ یعنی کنیا مرتبہ الوہیت پر پہنچکر اپنے خاوند اور ۴۲ پیڑیون کو اسی مقام تک پہنچاتی ہے۔

اشٹھ ورشا بھویت کنیا نو ورشا چ روہنی ؛ دش ورشا بھویت گوری تدوردھو یج رجس ولا

دیوی

دیوی

عورت آٹھ سال کی عمر مین کنیا (برہمہ روپ) ۹ سال کی عمر مین روہنی اور دس سال مین گوری کی اوستھا لیتی ہے اور پھر سن بلوغت کو پہنچتی ہے اور اسوقت حیض کی ناپاکی مین آلودہ ہوجانیکی وجہ سے خدائی حالت اُس سے الگ ہوجاتی ہے۔ اور اگر اسوقت تک وہ بیاہی نگئی ہو یا بیاہی گئی ہو یا بیوہ ہو اور اصول کی پابندی کرکے اس اوستھا کے حاصل کرنیکا موقعہ اسکو نہ آیا ہو تو اوسکی نجات ایک ہی طریقے سے ہوسکتی ہے یعنی وہ یا اوسکا خاوند خود کو سدگرو کے حوالے کردے جو برہما روپ ہوتا ہے۔ اور اس مین یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ جس طبقہ او حیثیت کے آدمی کو چاہے نجات دلائے خواہ وہ دنیا مین سب سے بڑا گناہگار ہی کیون نہ ہو۔

۵ ست گرو مین وہ شکتی ہے تت وکھاوسا ؛ پاؤ پلک مین پار اتارے درشن دے داتار

چانڈالی شودرچی پاپی تنگی گنی کا تمہا ؛ پتی تا پی جہا سادہو ی ست سنگا پادنشوری

سب سے کم حیثیت اور سب سے بڑی گناہگار عورت سدگرو کی صحبت مین رہکر کاشی بنجاتی ہے یعنی گنگا ہوجاتی ہے اور گنگا ہر وقت سدگرو کے قدمون مین رہتی ہے۔ اس شلوک مین گو عورت کو خطاب کیا گیا ہے لیکن در پردہ مردونکی طرف بھی اشارہ ہے۔ چنانچہ بھاگوت گیتا مین لکھا ہے

"استری یو ویشیا استتھا شدر راستے پیانتی پرا گتیم"

یعنی نیچ ذات اور کم حیثیت عورتین (مثلاً دہیڑ مانگ چمار وغیرہ) بہی منزل حقیقت تک پہنچ سکتی ہین یعنی عورت اور مرد بلا لحاظ مرتبہ مقام الوہیت حاصل کرسکتے ہین بشرطیکہ وہ سدگرو کے حوالے ہو جائین لیکن اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ عورت کا کنیا پن قایم ہے کیونکہ کنیا عورت ہی کاشی دوپ سکتی ہے - جو عورت کنوارپن کی حد سے آگے بڑہ گئی ہو وہ سدگرو کی مدد سے کنیا پن حاصل کرسکتی ہے - اور اسکے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل مثالین موجود ہین -

اہلیا بائی گوتم رشی کی بیوی جس نے پر پرش کا سنگ بہی کیا - اور رام کے قدم چہوکر کنیا ہوگئی **دروپدی** جسکے پانچ شوہر تہے اور کنیا رہی تہی - سری کرشن کی خدمت سے کنیا ہوگئی - **سیتا** - رام کی بیوی جسکو راون نے چہو لیا تہا بلکہ اپنے گہر ے بہاگا تہا - رام کے چہو لینے سے پہر کنیا ہوگئی - **تارا** - راجہ ہری چندر کی بیوی ایک برہمن کے ہاتہ بیچ دی گئی تہی جسکے گہر وہ جاکر رہی - وشوامتر کی دعا اور وشنو بہگوان کی کرپا سے جو روہیت کی وفات کے وقت حاضر تہے کنیا بنی - **مندودری** نے رام کے ذریعے کنیا پن حاصل کیا - انکے علاوہ اور بہت سی عورتین ہین مثلاً میرا بائی - جنا بائی - کمتا بائی سکو بائی جو کنیا نہ تہین خود کو سدگرو کے حوالے کرکے کنیا بنگئین - یہ ایسی بزرگ عورتین تہین کہ جنکی ایک نظر کسی کے نجات دلانیکو کافی تہی - توکیا ایسی کنیا اپنے خاوند اور اسکی اور اپنی ۴۲ پیڑہی کو نجات نہین دلاسکتی ضرور دلاسکتی ہے - ایسی ہی خدا رسیدہ عورتونکو کنیا - کماری - یوگنی سادہو، یا ستی کہتے ہین - اس سے پہلے کہ ہم ان ناموپر بحث کرین یہ بتانا چاہتے ہین کہ ایک کنیا اگر کسیکو اپنے ہاتہ سے کہانا دے تو اوسکے یہ معنی ہوتے ہین کہ اوسنے اوسکے تمام گناہ

پانچوان ۵

جلادئے اور اسکو نجات دیدی - اسی لئے شاستروں مین تاکید کی گئی ہے کہ کہانا پکانا اور اپنے خاوند کو کہلانا عورت کا فرض ہے۔ چنانچہ پانڈونکے گہر مین کہانا پکانا دوسرونکے ذمہ تہا لیکن کہانا پروسنا دروپدی کنیا کے سپرد تہا جسکے ذریعے پانڈونکے گناہ دہل جاتے تہے لہذا ہر سنساری عورت کو لازم ہے کہ وہ اپنے ہاتہہ سے اپنے مرد کو کہانا پکا کے کہلائے تاکہ مرد کی نجات ہو- اب ہم یوگنی - ساد ہو اور ستی عورت کے معنوں پر بحث کرتے ہین

یوگنی۔ وہ عورت جو اپنے یوگ سے کسی یوگی کے زیر سایہ ایشور اوستھا حاصل کرے اور دوسرونکو بہی فیض پہنچا سکے۔ **سادہو** - وہ عورت جس کا ظرف ست اوستھا کے قبول کرنے کے قابل ہو اور سادہو مرد کے صفات رکہتی ہو۔ **ستی** - وہ عورت جسکے ظرف مین حق کی سمائی ہو سکی اور جو ست پرش کی اوستھا رکہتی ہو۔ اب مین ایک قصہ سناتا ہون جس سے پتی ورتا عورت کے صفات معلوم ہونگے۔

ایک دنیادار سنسار کے بکہیڑون سے تنگ آکر کسی سدگرو کے پاس گیا تاکہ خود کو اوسکے حوالے کر کے تسکین قلب حاصل کرے - سدگرو نے کہا کہ تیری عورت پتی ورتا نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ تیرے دلکو راحت نہین ہے۔ اگر وہ پتی ورتا ہو جائے تو تجہے خوشی اور آرام نصیب ہوگا- پہر یہ شلوک سنایا:-

ناری بن نر رس نہین بنت من مانو رست ؛ ناری بن ناری مرن پلٹ گمن رس نہین ہو مانو رتے

یعنی (ناری) عورت کے بغیر مرد کے دلکو قرار نہین آتا- اور ناری (سدپرش) کے بغیر ناری (مایا) فنا نہین ہوتی اور جب تک مایا فنا نہین ہوتی اوس وقت تک سنسار پلٹا

نہین کہاتا - ناری - نا - اور - اری سے مرکب ہی - نا کے معنی نہین اور اری کے معنی دشمن یعنی جسکا کوئی دشمن نہین - یا وہ جو سب کو ایک آنکھ سے دیکھے یعنی ست گرو۔

پُروشا ہی جانتی پُروشیہ پدا م تجم

ابلی کیتو پرا بلا پرا بلا یا پد الگما سئے

یعنی وہ جو خود کو مرد سمجھتا ہے پرماتما کے قدمون تک نہین پہنچ سکتا - صرف عورت ہی اسقدر طاقتور ہے جو مایا کو دبا دے - یہان ابلا کے معنی پتی ورتا یعنی دہرم کی متابعت کرنیوالی عورت کے ہین - لہذا مایا (ناری) کو ناپید کرنا عورت ہی کے ہاتھ مین ہے جو پتی ورتا دہرم اختیار کرکے ایسا کر سکتی ہے اور ہر وقت تجھے راحت اور آرام حاصل ہو سکتا ہے اور ست گرو ہی تیری مدد کر سکتا ہے۔ اسلئے تو اپنی بیوی کو لا مین اوسکو پتی ورتا دہرم کی تعلیم کرونگا چنانچہ وہ شخص اپنی عورت کو لایا اور ست گرو نے اسکو تعلیم دی کہ " عورت کو روحانیت حاصل کرنے کے کئی ذریعے ہین جن مین سب سے افضل پتی کا فرض ہے اور جو اس ذریعے کو اختیار کرے وہ پتی ورتا ہے - اب پتی ورتا کے معنی مختصراً سمجھو - مان باپ کیلئے دان کے کئی طریقے ہین جس سے وہ سعادت دارین حاصل کر سکتے ہین - اس مین کنیا دان سب سے اعلی ہے - لہذا جب والدین اپنی کنیا کو دان کرین اور کنیا بہی دان ہونا بخوشی قبول کرے تو ماں باپ کو اسکا اجر دونون جہان کی راحت کی صورت مین ملتا ہے لیکن اگر یہ دان مجبوراً ہو تو سچا دان نہین ہوتا - اب اپنے والدین کو اپنے دان کا پہل پہنچانا تیرے ہاتھ مین ہے - اور اس دان کا پہل پہنچانا ہی پتی ورتا بننا ہے - اور اگر اس حالت مین تو پتی ورتا دہرم اختیار نہ کرے تو تیرے والدین

کا تجکو دان کرنا گویا مٹی کی کنیا کا دان کرنا ہوگا۔ اور وہ اس گستاخی کے لیئے دوزخ کے حوالے ہونگے اور تو اور تیرا خاوند بہی دوزخی ہونگے۔ تو درحقیقت خاوند کو دان کی گئی ہے۔ قرض یا عاریتہً نہین دی گئی کہ پہر اس سے واپس لیجاتے اور تیرے والدین نے دان قبول کرنیوالے کو پوتر سمجھکر تجہے دان دیا ہے لہذا تجہے بہی اس کو پوتر سمجہنا چاہیئے۔ اور اسکو کسی قسم کا دکہہ نہ دینا چاہیئے بلکہ اوسکی خوشی اور آرام کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اس حالت مین تو والدین کی بہی فرمانبردار ثابت ہوگی اور پتی ورتا بہی کہلائیگی۔

شوہر جو اس دان کا قبول کرنیوالا ہے قابل پرستش ہے۔ خواہ وہ اندہا ہو لنگڑا ہو۔ شرابی ہو۔ جواری ہو یا زانی ہو۔ تیرا فرض ہے کہ تو ایسی روش اختیار کرے کہ جس سے وہ سعادت دارین حاصل کرکے خدا سے واصل ہوجائے اور اسیحالت مین تو پتی ورتا کہلانیکی مستحق ہے۔

اور کسیکا اپنے پیٹ سے نکلی ہوئی زندہ مورتی یعنی دختر کو دان کرنا صرف ایشور کے لئے ہوسکتا ہے جو اس دان کو قبول کرنے کے قابل ہے اور چونکہ تیرے لئے تیرا خاوند ایشور ہے لہذا اب تجہے اسکے واقعی ایشور ہونے تک (یعنی پرم سکھہ حاصل کرنے تک پتی ورتا دہرم پر مضبوطی سے قایم رہنا چاہیئے۔ اب ہم کنیا دان گی علت غائی بیان کرتے ہین۔ دان کے معنے دینے کے ہین لیکن ایسا دینا جو محض خدا کے لئے یا اوسکے نام پر ہو۔ اور یہ دینا اسلئے ہوتا ہے کہ اسکی وجہ سے تمام

گناہ دہل جائین اور سنسکار کے گورکھد ہندے سے انسان نکل جائے اور موت وحیات کے جھمیلے سے آزاد ہو جائے۔ اور اسرار حقیقت سے آگاہ ہو کر نجات کا مستحق ہو۔ چونکہ دان دینے والے کا دان پر کوئی حق نہین رہتا اس لئے یہ دان خدا۔ یا خدا رسیدہ بزرگ یا سدپرش کو یا کسی ایسی جگہ کو جو خدائی اثر اپنے مین رکھتی ہو دینا چاہئے۔ اور دان کے حقیقی معنی ہی یہ ہین کہ وہ قابل پرستش ہستی یعنی خدا کو سچی محبت سے اور مقدس جگہ کے حاصل کرنیکی غرض سے دیا جائے دان کی کئی قسمین ہین۔ ان دان - وستر دان - درویا دان - راجیہ دان - گئودان بہومی دان - کنیا دان وغیرہ ان سب مین کنیا دان سب سے افضل ہے۔

ماں باپ اپنی لڑکی کو کسی شخص کو قابل پرستش سمجھکر دان دیتے ہین اور وہ اسلئے دان دیتے ہین کہ انکے سنسکار کے پاپ دور ہون اور نجات ملے لہذا کنیا کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کو خدا کی جگہ سمجھے اور اس سے محبت کرے اور یہ جانے کہ جب تک وہ اپنے خاوند کے لئے نجات حاصل نہ کرلے اپنے فرض سے سبکدوش نہین ہو سکتی۔ ہان خاوند کے ایشور روپ پانے پر وہ نجات پاتی ہے اور سوہاگیا وتی کہلاتی ہے اور اس کا خاوند ایشور روپ پانے پر حیات ابدی پاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے اس فرض سے موجودہ زندگی مین ادا نہ ہوئی تو پھر اسکو اسوقت تک جب تک [illegible] اپنے خاوند کے لئے نجات حاصل نہ کرے پیدایش اور موت کے جھگڑے مین پھنسا رہنا پڑتا ہے۔ لیکن

شاستر مین ایسی ترکیب بتائی گئی ہے جو اوسکو موجودہ زندگی ہی مین اس غرض سے سبکدوش کرسکتی ہے۔ اس کے ثبوت مین ایک قصہ سناتا ہون:۔

ایک میان بیوی مین باہم بڑی محبت تھی۔ ایک دن بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ کیا اچھا ہو جو دوسرے جنم مین بھی آپ ہی میرے شوہر ہون۔ خاوند نے کہا کہ اگرچہ ہمارے کوئی اولاد نہین ہے تاہم میری محبت بھی یہی چاہتی ہے کہ دوسرے جنم مین تم ہی میری بیوی بنو۔ اس گفتگو کے چند روز بعد عورت نے اپنے خاندانی گرو سے جو ایک خدا رسیدہ بزرگ تھا کہا کہ گروجی اگرچہ ہم کو کوئی اولاد نہین ہے تاہم میان بیوی کی خواہش ہے کہ یا تو ہم دونون کو ایک ہی ساتھ نجات ملجائے یا اگر پھر جنم لینا پڑے تو دونون مین پھر یہی رشتہ قایم ہو۔ گروجی نے فرمایا کہ شاسترون مین چند طریقے بتائے گئے ہین جنپر عمل پیرا ہونیسے تمہاری خواہش پوری ہوسکتی ہے۔ شاسترون کے مطابق کئی قسم کے دان ہین۔ مثلاً تُلا دان۔ سُوَرن دان۔ بلی دان۔ سوہاگیا دان اور آتما دان یعنی اپنے آپ کو کسی سدگرو کے حوالے کرنا وغیرہ۔ تمہین ستیابھاما کا حال معلوم ہوگا جس نے کرشنا کو دوسرے جنم مین اپنا خاوند بنانے کے لئے ناردمنی (سدگرو) سے اسکے متعلق دریافت کیا۔ ناردمنی نے کہا ہوسکتا ہے بشرطیکہ یا تو تو اپنے خاوند کو بطور دان کسی برہمن (ناردمنی کیطرح) سدگرو کو دے یا اپنے خاوند کے ہموزن سونا اوسکو دان کر جو تُلا دان کے برابر ہے۔ یا اپنے خاوند کو ہمراہ لیکر

پراياگ (الہ آباد) جا اور مجوزہ کریاکرم بوجہ احسن انجام دے جس سے تیرے خاوند کا ایشور کو دان کرنا مقصود ہے۔ پھر تجھے اپنے خاوند پر کوئی اختیار نہ ہوگا۔ تجھے اسکی صرف پرستش کرنی ہوگی۔ غرض ان دو تین طریقوں سے تجھے اسکے ایشور روپ دلانے کا ثواب ملیگا اور تیرا سہاگ قایم رہیگا اور اسوقت تو اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیگی۔ عورت نے جواب دیا کہ یہ تیسرا طریق مجھے پسند ہے لیکن میرا خاوند اس کو قبول نہ کرے گا۔ گروجی نے کہا پھر تو اپنے سہاگ (زیورات بچھا۔ گلسر۔ کنگھی وغیرہ) کو ایک صندوق مین بند کر اور ویدی کے بعد جو میٹ تیرے ہاتھ کرائونگا کسی برہمن کو دان کر دینا۔ دوسرے دن عورت نے گرو کے حضور مین تمام رسومات ادا کئے اور اپنے سہاگ کا سندوق کسی غریب برہمن کے حوالے کر دیا۔ لیکن اس صندوق مین الماری کی کنجی بھولے سے رہ گئی۔ لہذا اوسنے گرو سے اوسکو واپس لینے کے متعلق دریافت کیا۔ گروجی نے کہا کہ دان دی ہوئی چیز واپس نہین لیجا سکتی اب تم اطمینان رکھو کہ تمہارے خاوند کو ایشور روپ حاصل ہوگیا ہے اور تم اپنے فرض سے اب بری ہو۔ اور اس کا انجام دونونکی نجات ہے۔ اگر تم کو اس مین شک بھی آیا تو بھی تمہاری نجات یقینی ہے۔ لیکن آج کل عورت شوہر کے متعلق جو کام فرض جانتی ہے وہ صرف کھانا پکانا۔ کھلانا اور اوس کے ہاتھ پیر دبانے تک ہی محدود ہے۔ لیکن اسطرح وہ اپنے فرض سے سبکدوش نہین ہوتی۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ اسکو وہ طریق بھی اختیار کرنا چاہئے جس سے خاوند کو دائمی اور

لامحدود سکھ (پدلوکی اور پرم لوکی سکھ) حاصل ہو۔ اس لئے اگر وہ اس فرض کو اپنے خاوند کو دائمی سکھ ملنے تک انجام دیتی رہے تو وہ اسی سکھ وش ہو کر پتی ورتا بننے کی مستحق ہو سکتی ہے۔ اور اب چونکہ تم نے یہ فرض ادا کیا تو گویا اپنے والدین کو کنیا دان کے ثواب کا مستحق بنا کر اپنے خاوند کے ساتھ انہیں بھی (پرم سکھ) لازوال خوشی کا مستحق بنا دیا۔ اور ان دونوں فریق کو سکھ دینے سے خود بھی اس سکھ کو حاصل کر لیا۔" یہ کہکر مہاراج نے فرمایا کہ شاستر کے بتائے ہوئے ان طریق پر عمل کرنے سے ہر عورت پتی ورتا بن سکتی ہے لیکن خود کو سدگرو کے حوالے کرنا لازمی ہے اور جب ہی وہ ساد ہو۔ یوگی یا ستی ہو سکتی ہے۔"

اس پر معنی اور جامع تقریر نے حاضرین کے دل پر بہت اچھا اثر کیا اور اسی اثر نے سارے شہر کو آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ غریبوں کے علاوہ طبقہ امرا بھی الٹ پڑا اور ہر وقت آپ کے پاس ایک بھیڑ لگی رہتی۔ شہر کے معزز و ممتاز رکن مسٹر چنی لال ویدھیا اور مسٹر شیورام بھیا صاحب اور دیگر اصحاب ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ اسی اثنا میں مسٹر جیرام بھیا نے اپنے بھائی مسٹر شیورام بھیا کی معرفت قدمبوس ہونیکی آرزو ظاہر کی۔ مہاراج نے اجازت دی چونکہ مسٹر جیرام ایک مدت سے مفلوج اور چلنے پھرنے سے معذور تھے چار آدمیوں کے سہارے سے گاڑی سے اترے اور مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیے تاکہ میں اچھا ہو کر ہر روز آپ کی خدمت

مین حاضر ہوا کرو ن آپ نے فرمایا اچھا کل سے اپنے آدمیون کی مدد سے پیدل آیا کرو۔ انہون نے کہا میرے اعضا مین اتنا سکت کہان ہے جو پیدل چل سکون نہ پاؤن زمین پر ٹک سکتے ہین نہ ہاتھ سے کوئی چیز پکڑی جا سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آنا ہے تو پیدل آؤ۔ چنانچہ مسٹر جیرام نے تعمیل حکم کی اور پہلے روز بصد مشکل تین چار آدمیون کی مدد سے پیدل آئے دوسرے روز سے مرض مین فائدہ شروع ہو گیا اور پانچ سات روز مین اکیلے لکڑی کے سہارے آنے لگے اور مہاراج کے قیام کاشی تک بالکل تندرست ہو گئے۔

رام نومی پر مہاراج کاشی ہی مین تھے معتقدین نے بڑی دہوم سے جلسہ کیا اور برہمنون اور مساکین کو کہانا کپڑا دیا گیا۔ ہوم کی رسومات جو تین روز جاری رہین برہمنون کے ذریعے اسی دن ادا کی گئی۔ تقسیم طعام و پارچہ پر ناتک جاری رہی۔ اس خیرات سے ہزارون سادہو، سنیاسی، اور بیراگیون نے فائدہ اُٹھایا۔ اسی شب کو گانا ہوا جس مین سینکڑون آدمی شریک ہوئے۔

انہی ایام مین ویدانت کا ایک مشہور عالم مسٹر بدنیشور شاستری زکشت نامی ہر شب کو جھونپڑی مین مہاراج کی خدمت مین حاضر ہو کر گرنتھ پڑھا کرتا اور آپکی معلومات سے استفادہ حاصل کرتا۔

یہ تقریبات پر ناتک جاری رہین اور ادائیگی رسومات مذہبی مین بابو صاحب جوگ نے نمایان حصہ لیا۔ اور ایشونت راؤ اور شنکر پٹیل نے بھی جو تمام

معتقدین کے لیڈر تھے قابل قدر خدمت کی۔ اسمو قیصر سائین بابا کے معتقدین بھی حاضر تھے۔

ان رسومات کی ادائیگی کے بعد اکثر لوگ مہاراج کے حکم سے اپنے اپنے گھرونکو رخصت ہو گئے۔ مہاراج سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مین اکیلا آیا تھا اور اکیلا ہی جاؤنگا۔ آپ کے پاس جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان مین کھڑگپور کا کھاسنیس بھی تھا جو باوجود مہاراج کے سمجھانے کے آپ کو چھوڑ کر جانے پر رضامند نہوا۔ اسپر مہاراج نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو رہو اور اپنی قسمت کا لکھا پاؤ۔ چنانچہ دو دن بعد وہ سخت بیمار ہوا۔ اس کا دل مہاراج کے روحانی تصرف سے اسقدر پاک ہو گیا تھا کہ اوسکو اپنی موت کے آثار معلوم ہو چکے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے گرو کے قدمونکو چھوڑ کر نہ گیا۔ اور یہ خواہش بھی تھی کہ کاش مین مہاراج کے قدمون مین دم نکلے۔ باپو صاحب جوگ سے پہلے ہی ظاہر کر چکا تھا کہ میری وجہ سے آپکو بڑی تکلیف ہونیوالی ہے۔ مرے ساتھی کاشی سے چلے جائینگے لیکن آپ ہی اس آفت کا مقابلہ کرنیکو رہین گے۔ لیکن یہ بات اسوقت باپو صاحب کی سمجھہ مین نہ آئی تھی۔ اسوقت سب لوگ کاشی سے روانہ ہو چکے تھے صرف باپو صاحب جوگ۔ لکشمی بائی۔ سوبھدرا بائی۔ ترمبک راؤ۔ درگا بائی اور کھاسنیس باقی رہ گئے تھے۔ غرض کھاسنیس ۹ دن بیمار رہا جس مین وہ ہر وقت بشاش نظر آتا تھا۔ لیکن کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور خاموشی اختیار کر لی تھی۔

لیکن جب مہاراج مزاج پرسی کو تشریف لاتے تو وہ اُٹھ بیٹھتا اور دل کھول کے
باتین کرتا۔ آخر نوین دن اسکا انتقال ہوگیا اور لاش گنگا کے کنارے چتا کے
سپرد کی گئی۔ مرنے سے ایک دن پہلے اس نے اپنی بیوی لکشمی بائی سے کہدیا تھا
کہ کل تم مجھے یہان نہ دیکھو گی۔ اور یہ کہ تم ہمیشہ مہاراج کی خدمت کیا کرنا کیونکہ
مہاراج ایشور اوتار ہین۔ اس کے مرنے کے بعد باپو صاحب جوگ نے ۱۵ روز
مین تمام مذہبی رسومات کاشی کے برہمنون کے ذریعے ادا کین۔ اور مہاراج کے
حکم کے موافق ترمبک راؤ اور سوبہدرا بائی کے ہمراہ ساکوری روانہ ہوئے۔

اسکے بعد مہاراج اور درگا بائی نے ایک مہینہ کاشی مین قیام کیا اور پھر
یہان سے بذریعہ ریل (چونکہ درگا بائی ساتھ تھین) گیا تشریف لیگئے۔ روانگی کے
وقت مسٹر چینی ویدھیا اور مسٹر شیورام بھیا نے آپ کا فوٹو لیا۔ گیا مین وشنو
پاٹو کی تیرتھ کی اور پھر واپس کاشی لوٹ آئے۔ تین دن رہکر اجودھیا گئے اور رام
کا درشن کرکے پھر کبیر مٹھ اور دیگر دلچسپ مقامات کا معائنہ کیا۔ یہان اس مقام
پر بھی گئے جہان رام کا مندر اور مسجد ایک ہی احاطے مین واقع ہین۔ دیکھکر آپنے
فرمایا مندر اور مسجد دونون میرے ہین۔ یہان تین روز قیام فرما کر الہ آباد گئے
اور گنگا جمنا کے سنگم پر اشنان کیا۔ ایک دو روز کے بعد آپ دولت آباد علاقہ
حیدرآباد تشریف لیگئے یہان سے ورول گئے اور ایک روز رہکر بذریعہ ریل
جھلی اور جھلی سے بذریعہ گاڑی ساکوری واپس تشریف لے آئے۔

مہاراج کی آمد کی خبر سنکر چارونطرف سے لوگ درشن کو آنے لگے ایک دن بہت سے لوگ مندر کے مقابل ٹاٹ کے شامیانہ مین بیٹھے تھے کہ آندھی آئی اور شامیانہ گر پڑا - اسپر مسٹر فردون جی اور مسٹر ایشونت راؤ نے اسکی جگہ ٹین کا چھپر ڈالنے کی اجازت مہاراج سے لی - ابھی کام شروع ہی نہین ہوا تھا کہ ایشونت راؤ - ساکوری کے پٹیل اور دیگر اصحاب نے پختہ عمارت بنانیکا خیال ظاہر کیا - مہاراج نے فرمایا کہ تمہین اس مین ہین آرتی پوجا اور کرتن وغیرہ ہر روز کرنا پڑے گا اگر ایسا کرسکو تو مجھے کوئی عذر نہین - چنانچہ ۱۹۱۹ء مین عمارت کی بنیاد رکھدی گئی - مندر کے اردگرد پندرہ کمرے زائرین کے قیام کے لئے بنائے گئے اور مندر کے احاطہ مین ایک بارہ دری نہایت شاندار آجکل بن رہی ہے

مہاراج کی تشریف آوری کے ایک ماہ بعد بابو صاحب جوگ نے آرتی پوجا کی اور غریبوں کو کپڑے تقسیم کئے - چند روز بعد گوکل اشٹمی کے دن مسٹر ایشونت راؤ بوراؤ کے اور راہتا کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ملکر کرشن جنم کی تقریب اسی مقام پر بڑے دھوم سے منائی اور گنیش چترتی بھی اچھے پیمانے پر منائی گئی -

بابو صاحب جوگ سائین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص معتقد تھے اور ہر وقت آپ کی خدمت مین رہا کرتے تھے - اور سائین بابا کے وصال کے بعد بھی مزار مبارک پر حاضر رہتے تھے - انہون نے مہاراج سے درخواست کی کہ مجھے اپنی خدمت مین

رہنے کی اجازت دی جائے۔ آپنے فرمایا کہ میرے پاس رہنے سے پیر کے پاس رہنا اچھا ہے۔ باپو صاحب نے کہا کہ سائین بابا کو مین نے اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ دنیا سے کوچ کرنے پر مین اپنا مسکن مہاراج کے دل مین کرونگا۔ مجھے اُنکے قول پر پورا یقین ہے اور میرا تجربہ بہی کہتا ہے کہ وہ آپکے ساتھ ہین لہذا میری آرزو پوری کیجائے تاکہ مین اپنی بقیہ عمر آپ کے قدمون مین گذارون۔ چنانچہ مہاراج نے حکم دے دیا اور یہ ساکوری مین آ کے آرتی پوجا کا کام کرنے لگے۔

دسہرے سے پندرہ روز پیشتر بمبئی سے مہتاجی آئے اور دسہرے کی تقریب پر آپ کو بمبئی لیجانا چاہا آپ نے اول تو انکار کیا جب بہت ہی اصرار دیکھا تو وعدہ کر لیا چنانچہ دسہرے سے دو روز پیشتر مہتاجی خود آ کے مہاراج اور درگابائی کو بمبئی لیگئے۔ بمبئی کے اسٹیشن پر ہندو پارسی۔ ایرانی اور بہائی استقبال کے لئے موجود تھے مسٹر دوارکا داس نے اپنی موٹر سواری کے لئے پیش کی آپ نے فرمایا کہ یہ امیرانہ سواری ہے میرے لئے تو پیدل چلنا یا زیادہ سے زیادہ بیل گاڑی مین سوار ہونا کافی ہے لیکن سب نے اصرار کر کے آپکو موٹر ہی مین سوار کیا اور مادہو باغ مین اتارا۔ عین دسہرے کے دن ساکوری۔ ناگپور اور کہڑگپور کے معتقدین بہی آپہنچے اور باغ ہی مین اتار گئے۔ پونہ اور نگر کے پارسی اور ایرانی اصحاب بہی قدمبوسی کو حاضر ہوئے۔ یہان علاوہ دیگر تقریبات کے ہر دو اس بوا کا جن سے ناظرین واقف ہین کرتن بہی ہوا دو چار روز کے بعد باہر کے معتقدین رخصت ہوگئے اور مہتاجی وغیرہ کی التجا پر

آپ نے ۲۰ روز بمبئی مین قیام فرمایا۔ اس عرصے مین آپ نے معتقدین کے سامنے نہایت ہی دلچسپ اور دلکش مضامین پر بحث کی مسٹر دوارکاداس آپ کو اپنے گھر لیگئے اور نذرانے مین ایک بڑی رقم پیش کی آپ نے فرمایا ٹاٹ پوش فقیر کیلئے سونا چاندی مٹی کے برابر ہے مجھے اسکی ضرورت نہین ہے اسیطرح جن جن لوگون نے نذرانے پیش کئے آپ نے انکار کیا۔ غرض دیوالی سے دو روز پیشتر آپ بمبئی سے ساکوری روانہ ہوئے۔

دیوالی پر ساکوری مین معتقدین نے قریباً ایک ہزار روپے کے کپڑے غربا مین تقسیم کئے اور بھنڈارا دیا گیا۔ کماری پوجا بھجن اور کرتن وغیرہ بڑے پیمانے پر کئے گئے۔ مہاراج کے نام سے پالکی نکالی گئی جس مین ہزارہا آدمیون نے حصہ لیا اسکے چند روز بعد دتّ جینتی کی تقریب مین بہی اسی شان کا اظہار کیا گیا اور سنکرات بہی بڑی دہوم سے منائی گئی جس مین متہورا بائی نے کئی تہیلے چاول مہاراج کے نام سے غربا مین تقسیم کئے۔ مہاشیوراتری پر مسٹر ایشونت راؤ نے عام طور پر گنے کا رس تقسیم کیا۔ لیکن اس عرصے مین خدا جانے کیا واقعہ ہوا کہ مہاراج نے اپنے پاس آنیوالونکو اور خود کو گالیان دینی شروع کین اور اپنی پرانی جہونپڑی جو مندر سے لگی ہوئی ہے یعنی چہوڑ مسان والی جہونپڑی مین جا بیٹھے اوس دن سے آج تک آپ وہین قیام فرما ہین۔ آنے کے بعد تین دن تک آپنے کچھہ نہ کہایا جوتہے روز سے ایک ماہ تک صرف دودھ پر گذارا کیا۔ اس عرصے

شری سدگرو اُپاسنی مہاراج (ساکوری)

2871 Lakshmi Art Bombay 8

ن ہولی کا تہوار آیا۔ مندر کی عمارت کی لکڑیون مین سے ایک موٹا سا کندہ چند
یون کی مدد سے آپ مسان مین اُٹھا لیگئے اور اوسکو جلا کر ہولی منائی۔

اب رام نومی کا تہوار آیا۔ معتقدین نے ۹ دن پہلے ہی سے کرتن بھجن وغیرہ شروع کردئے۔ اس تہوار پر ہزارہا آدمی باہر سے آئے۔ آتش بازی چھوڑی گئی اور پہلوانون کے دنگل ہوئے۔ تمام شہر مین پالکی پھرائی گئی اور غربا کو کھانا کپڑا دیا گیا۔ غرضکہ ۵ دن تک بڑی بھاری جاترا کا لطف رہا۔ اس تقریب مین مہاراج کے ممتاز معتقد مسٹر ایشونت راؤ نے اخراجات کا بڑا حصہ اپنے ذمے لیا اور ہر ایک کام نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا۔

اُسیطرح مہاراج کے جنم دن پر بھی مسٹر ایشونت راؤ نے نہایت فراخدلی سے روپیہ خرچ کیا اور رام نومی کیطرح آتش بازی وغیرہ چھوڑی گئی۔

انہی ایام مین خان صاحب کیخسرو ایرانی رئیس احمد نگر جو مہاراج کے نہایت ہی سچے معتقد اور دلدادہ ہین آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور چاہا کہ اپنے نئے بنگلے کی افتتاح آپ کے دست مبارک سے کرائین لیکن مہاراج نے فرمایا کہ میری کیا ضرورت ہے تم خود اسکی افتتاح کرسکتے ہو۔ خان صاحب موصوف نہایت باادب اور کم سخن بزرگ ہین زیادہ اصرار کی ہمت نہ کرسکے اور پندرہ روز کے بعد اپنی اہلیہ گلبائی کے ہمراہ پھر حاضر خدمت ہوئے اور دونون نے ملکر عرض کیا کہ آپ کو اب ہم بیجلے بغیر کھانا نہین کھائینگے اسپر مہاراج نے قرار

کرلیا کہ اچھا فلان روز مین ایک دن کے لیے چلونگا چنانچہ روزِ مقررہ پر خانصاحب احمد نگر سے موٹر لیکر حاضر ہوئے اور مہاراج حسب وعدہ درگا بائی کو ساتھ لیکر بذریعہ موٹر احمد نگر روانہ ہوئے۔ اور مسٹر ایشونت راؤ۔ ترمبک راؤ اور سوبھدرا بائی بذریعہ ریل احمد نگر آئے۔ اسموقعپر پونہ کے پارسی اور ایرانی معتقدین کو بھی خان صاحب نے بلا لیا تہا۔ چنانچہ خان صاحب نے اپنے نئے بنگلے مین مہاراج کو فروکش کیا اور ایک سجے ہوے کمرے مین قیام فرمانیکی درخواست کی لیکن مہاراج نے حسب عادت ایک چھوٹا سا کمرہ پسند کیا اور اسی مین اپنا ٹاٹ بچھاکر بیٹھ گئے سات روز تک آپ نے یہان قیام کیا اس عرصے مین احمد نگر کے لوگ جوق جوق آپ کے درشن کو آتے رہے

یہان آپ نے مذہب زردشت کے متعلق وہ وہ عجیب و غریب باتین سنائین کہ ان لوگون نے پہلے کبھی نہ سنی تہین۔ آٹھوین روز مہاراج درگا بائی۔ گلبائی اور خان صاحب کے ہمراہ بذریعہ موٹر واپس ساکوری تشریف لے آئے

مئی ۱۹۲۲ء مین آپ کی جنم سالگرہ منائی گئی وہ گذشتہ تمام تیوہارون سے کئی حصہ رونق اور شان شوکت مین بڑہی ہوئی تہی پہلوانون کو سونے چاندی کے کڑے انعام مین دئے گئے۔ اس کے بعد گرو پرنما بھی اسی شان شوکت سے منائی گئی۔ لیکن اس دن ایک ایسا عجیب واقعہ ہوا کہ دیکھنے والے حیرت زدہ ہوگئے لیکن اسکی بیان کرنے سے پہلے ہم یہ بتانا مناسب سمجھتے ہین کہ سدپروشون کی مہمان

قوت کا اظہار موقع اور محل کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً مختلف طریقون سے ہوا کرتا ہے مگر انکے اندر معجز نما قوتین ہونے پر بہی وہ ان قوتون کا استعمال ظاہرا طور پیہ نہین کرتے لیکن بعض موقعے ایسے آجاتے ہین کہ خود بخود ان قوتون کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اسی نوع کا ایک کرشمہ مہاراج سے ۹ جولائی ۱۹۲۲ء کو گرو پورنما کے موقع پر ظہور پذیر ہوا۔ اس دن حسب معمول جبکہ لوگ درشن کو حاضر ہوئے تو تعلقہ مالیگاؤن سے ایک برہمن شادی شدہ عورت بہی اپنے چار لڑکون کے ساتہ درشن کو آئی جسکی عمر ۳۰ یا ۴۰ برس کی ہوگی اور آٹھہ روز سے ساکوری مین مقیم تہی۔ اس دن مہاراج کو غسل دینے کے لئے بہت سے عورت و مرد مہاراج سے التجا کر رہے تہے لیکن آپ انکار کر رہے تہے جب مذکورہ عورت نے اور عورتون کے ساتہ ملکر زیادہ اصرار کیا تو آپ نے گالیان دینی شروع کین اور کہا کہ مین ہر جگہ اور ہر چیز مین موجود ہون میرے بدلے کسی پتہر یا کسی لنگڑے لولے یا کوڑہی کو غسل دوگے تو وہ مجہے اور مجہسے اعلیٰ کو ہی پہنچیگا۔ یہ کہکر آپ گالیان دیتے ہوئے جہونپڑی مین جا بیٹھے۔ سب عورتین تعمیل حکم کی فکر مین احاطہ سے باہر آئین کہ سامنے سے ایک نیچ ذات کوڑہی جسکے ہاتہ پیر کی انگلیان جہڑی ہوئی تہین اور زخمون سے خون اور پیپ بہہ رہا تہا دکہائی دیا۔ عورتون نے دوڑ کر اوسکو بلایا اور راستہ ہی پر چوکی بچہا کے اسکو نہلانا شروع کیا اور سامنے باجا بجایا گیا۔ عورتون مین برہمن اور دوسری قوم کی عورتین شریک

تہین اور سب نے ملکر اسکے جسم پر خوشبودار مسالہ اور تیل لگایا اور
کپڑے پہنائے اور مٹھائی وغیرہ نذر کی۔ اس مین سے ایک عورت
تو دیا لیکن ٹوپی تو دی ہی نہین یہ سنکر راؤ صاحب کو کھلے کی یہ
پاربتی بائی نے ترمبک راؤ کو ۵ روپے ٹوپی لانے کے لئے دئے۔
کہا کہ اسوقت اس قیمت کی ٹوپی ملنا مشکل ہے پہر کبہی لاکر دے د
والی عورت نے اپنے لڑکے کی نئی اور قیمتی ٹوپی لاکر اس کوڑہی
ٹوپی کا سر پر رکہنا تہا کہ کوڑہی کی بجائے سب کو مہاراج نظر
فرط محبت سے گلے سے لپٹ گئی اور خوب روئی۔ یہ منظر تہوڑی
رہا۔ اسکے بعد پہر وہی کوڑہی دکہائی دینے لگا۔ اور بدن بہی
پیپ سے بہرا ہوا تہا۔

آج کل مہاراج ممدوح ساکوری ہی مین قیام پذیر

تمت

(نوٹ) صفحہ ۱۵۲ سے ۱۵۶ تک بجائے شرمیت بہاگوت کے غلطی
سے درست پڑہ لیا جائے۔

(مطبوعہ مطبع جہانگیری بمبئی)